لازوال

محمد شعیب

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

لازوال

محمد شعیب







زوال



کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم









قسط نمبر ا

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

کل نفس ذائقتہ الموت (ہر ذی نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے)

انسان چاہے کامیابیوں کی بلندی کو چھو لے۔ شہرت کے آسمانوں کو فتح کرلے، حسن کی دنیا میں راج کرے، ساری دنیا میں اپنا نام پیدا کرلے مگر موت وہ واحد شے ہے جو ان سب کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ موت نہ تو دولت سے ٹلتی ہے اور نہ ہی حسن پر ترس کھاتی ہے۔ اس کے آنے سے ہر شے زوال کا شکار ہو کر رہتی ہے۔۔" ہمیشہ کی طرح اس نے آج بھی قرآن پاک کی اسی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کی تھی مگر کوئی نصیحت اس پر اپنا تاثر چھوڑ جائے ایسا تو شائد خوابوں میں بھی ممکن نہیں تھا

"جس قرآن پاک کا تم حوالہ دے رہی ہو اسی میں ایک جگہ یہ بھی لکھا ہوا ہے:

لا کرہ فی الدین (دین میں کوئی جبر نہیں)

کوئی کسی کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ فلاں کام کرے یا فلاں سے اجتناب کرے۔ ہر ایک کو اختیار ہے، ہر شخص آزاد ہے، ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ کوئی کسی پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا۔۔ آئی بات سمجھ میں۔۔" وہ پچھلے دس منٹ سے آئینے کے سامنے کھڑا اپنا ہئیر سٹائل بنانے میں مصروف تھا۔ کبھی ایک سٹائل بناتا تو کبھی دوسرا۔ لیکن ساتھ ساتھ اس کی ہر دلیل کو رد بھی کرتا جا رہا تھا۔

" ٹھیک کہا تم نے کوئی کسی پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا مگر اگر ایک انسان کسی دوسرے کا دل دکھائے تو کیا اس کو اپنی غلطی کا احساس دلانا بھی ضروری نہیں کیا؟؟" وہ پہلے بیڈ پر بیٹھی اس کو ہئیر سٹائل بناتا دیکھ رہی تھی مگر اب اٹھ کر اس کے پاس آگئی اور اس کے شانوں کو چھونا چاہا

"میں نے کسی کا دل نہیں دکھایا۔۔" اس سے پہلے کے وہ اس کے شانوں پر اپنا ہاتھ رکھ پاتی وہ پلٹا تھا۔ اپنی گھنی بھنوؤں کو اچکاتا ہوا، اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے وہ

اس کی طرف گھور رہا تھا، گلابی ہونٹوں کی اوٹ سے اس کے چمکتے ہوئے موتی جیسے دانت واضح طور پر دیکھے جا سکتے تھے۔ دیکھنے میں دراز قد کا مالک تھا۔

"میں نے صرف یہ کہا تھا کہ میں کسی ایسی لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا تو جو حسن میں کسی بھی طرح مجھ سے کم ہو۔۔" اس کا کہنا بجا تھا۔ جب انسان خود حسین ہو تو بھلا کسی ایسی شے کو وہ کیسے پسند کر سکتا ہے جو حسن میں کسی بھی زاویے سے کم تر ہو۔ انسان ہمیشہ اپنے سے بہتر کی خواہش کرتا ہے۔ وہ یک ٹک اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بیزاریت واضح طور پر دیکھی جا سکتی تھی۔

"تو تمہیں اپنی غلطی کا ذرا بھی احساس نہیں۔۔" اپنے نچلے ہونٹ کو اوپری ہونٹ سے بھینچتے ہوئے اس نے عجلت سے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا

"جس طرح کی بات تم نے حجاب سے کی تھی ناں وہ کسی بھی عقلمند آدمی کو زیب نہیں دیتی۔۔" اس کی آواز میں سختی آ گئی تھی۔

"ڈانٹ ڈپٹ کے علاوہ تمہیں کوئی اور کام نہیں ہے کیا؟؟ جب دیکھو میرے بیٹے کو ڈانٹتی رہو گی۔۔" یہ رضیہ بیگم کی آواز تھی۔ جو جوس کا گلاس ہاتھ میں لئے

کمرے کی چوکھٹ پر تھیں۔ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی انہوں نے بنا کچھ جانے انمول کی حمایت میں بولنا شروع کر دیا۔

"امی! میں صرف اسے سمجھا رہی ہوں۔۔" اس کے لہجے میں قدرے نرمی آ گئی تھی

"تمہارا اور کام ہی کیا ہے؟ جب دیکھو نصیحتوں کا انبار لے کر بیٹھ جاؤ گی اور اس کا نشانہ میرا معصوم سا بیٹا بن جاتا ہے۔۔ ہنہ۔" گردن جھٹکاتے ہوئے وہ اس کے پاس سے گزری تھیں اور اپنا ممتا والا ہاتھ انمول کے چہرے پر پھیرا اور جوس کا گلاس اسے پکڑایا

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں امی۔۔" جوس کا ایک لمبا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا

"جب دیکھو اپنے بڑے ہونے کا رعب ڈالتی رہے گی۔ چھوٹے ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں اس کی ہر بات مان لوں۔۔" وہ جوس کے لمبے لمبے گھونٹ بھر رہا تھا

"کم سے کم جوس تو بیٹھ کر پی لو۔۔ کوئی تم سے چھین نہیں رہا۔۔" ایک بار پھر

نصیحت کی تھی

"امی۔۔۔" اس نے ماتھے پر شکن لاتے ہوئے رضیہ بیگم کو کہا تھا

"وجیہہ۔۔۔" رضیہ بیگم نے گھور کر اس کی طرف دیکھا تھا

"امی۔۔، آپ کے اور ابو کے زیادہ لاڈ پیار نے ہی اسے بگاڑا ہے، اس کو تو اتنی بھی تمیز نہیں رہی کہ کب، کس سے، کیسے اور کس طرح بات کرنی چاہیئے۔۔" وہ بے بسی کے ساتھ پلنگ پر بیٹھ گئی

"بس کرو۔۔۔بڑی بی۔۔۔بخش دو مجھے، غلطی ہو گئی جو تمہارے سامنے میں نے اپنی زبان کھول لی۔۔'معاف کر دو مجھے۔۔"جوس کا گلاس ڈریسنگ پر رکھنے کے بعد اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے طنز کیا، اور اسے سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی وہاں سے چلا گیا

"امی دیکھ لیں آپ اس کی حرکتیں۔۔۔!!" جاتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رضیہ بیگم سے گویا ہوئی

"ٹھیک تو کہہ کر گیا ہے وہ۔۔بخش دو اس کی جان۔ جب دیکھو ہاتھ دھو کر اس کے

پیچھے پڑی رہتی ہو۔۔۔ کبھی چھوڑ بھی دیا کرو۔۔"" تکیہ کے کور اتارتے ہوئے وہ مسلسل وجیہہ کو سنائی جا رہی تھیں۔

"میں صرف اس کے بھلے کے لئے کہتی ہوں ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔۔"

ان کے ہاتھوں سے اتارے ہوئے کور لے کر صوفے پر رکھے اور بیڈ شیٹ کو جھاڑنے کے لئے اٹھایا۔ رضیہ بیگم نے اس کی باتوں کو سنا ان سنا کر دیا

"ویسے نوبت یہاں تک نہ آتی اگر آپ اس کی تربیت اچھے طریقے سے کرتے۔۔" بیڈ شیٹ کو جھاڑا، اور پھر ایک جھٹکے سے پورے بیڈ پر پھیلا دیا۔

"اور تمہیں جو تمہاری دادی کے حوالے کر کے جو غلطی کی تھی ہم نے۔۔۔اس کی سزا ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔۔" تلخ لہجے میں اسے سنایا

"امی۔۔ پلز۔۔۔ آپ ان سب باتوں میں کم سے کم دادی کو تو نہ لائیں۔۔ یہ مت بھولیں آپ کہ آج جتنا بھی میرے پاس دین کا علم ہے، ان ہی کی بدولت ہے۔ آج ان کی بدولت ہی میں اچھے برے، صحیح غلط میں فرق محسوس کر سکتی ہوں۔ اگر دادی مجھے یہ سب کچھ نہ سکھلاتیں تو شائد میں بھی آج انمول کی طرح

ہی ہوتی۔ دین سے دور۔۔"

"تمہارا کیا مطلب ہے ہم نے انمول کو کچھ نہیں سکھایا؟" انہوں نے کام چھوڑ کر اس کی طرف شکیہ نظروں سے دیکھا

"نہیں۔۔ امی میرا وہ مطلب نہیں ہے۔۔" اس نے ایک بار پھر سمجھانے کی کوشش کی

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ بس رہنے دو، میں اچھی طرح جانتی ہوں یہ تم نہیں بول رہی بلکہ تمہارے اندر موجود تمہاری دادی کی روح بول رہی ہے۔ خود تو چلی گئی مگر اپنی ایک کاپی ہمارے پاس چھوڑ گئی۔۔ ہنہ۔۔" گردن جھٹکا کر وہ باہر چلی گئیں اور وجیہہ ایک بار پھر صرف افسوس کرتی رہ گئی۔ اس نے مایوس چہرے کے ساتھ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تو واقعی اسے اپنے عکس میں دادی کا چہرہ نظر آیا تھا مگر اسے کوئی ملال نہیں تھا وہ تو اس بات پر خوش تھی۔

* * * * *

شادی کے پانچ سال بعد ان کے گھر میں ایک بیٹی نے جنم لیا تھا اور یہ بات سب

کے لئے خوشی کی تھی کیونکہ آج برسوں بعد ان کے گھر میں کسی بیٹی نے آنکھ کھولی تھی۔ پورا خاندان مبارکباد دینے علی عظمت کے گھر امڈ آیا اور علی عظمت کی ماں۔۔ ان کے لئے تو سب سے زیادہ خوشی کی بات تھی۔ ان کی ہمیشہ سے چاہ تھی کہ ان کی کوئی بیٹی ہو مگر خدا نے قسمت میں صرف بیٹے لکھے ہوئے تھے اور پھر ہر بیٹے کے گھر بھی صرف بیٹوں نے ہی جنم لیا۔ اور اب جب پانچ پوتوں کے بعد پوتی کا کا چہرہ دیکھنا نصیب ہوا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہے بغیر نہ رکے۔ وہ اپنی ہر چاہ اپنی پوتی سے پورا کرنا چاہتی تھیں۔ اس کا نام وجیہہ عظمت بھی انہیں نے خود تجویز کیا تھا۔ پہلے دن سے ہی اس کے بارے میں سپنے دیکھنا شروع کر دیئے۔ اس کے نازک سے بدن کو ہاتھوں میں لیتیں۔ اس سے باتیں کرتیں۔ اپنے پاس سلاتیں۔ ان کی بس آخری خواہش یہی تھی کہ وہ اپنا ہر پوا وقت وجیہہ کے ساتھ گزاریں۔ وہ کسی بھی قیمت پر وجیہہ سے دوری برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ جس دل میں بیٹی کی خواہش ہو، بیٹی کی عظمت ہو، اس کے دل میں ایسے جذبات کا ابھرنا کوئی نئی بات نہیں۔ لیکن ان کی اس خواہش کو شائد ابھی ایک امتحان سے گزرنا

تھا۔ دل میں موجود ہر خواہش کو سچ ہونے کا موقع ملے ایسا بہت کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ ان کے سب سے بڑے بیٹے کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ جس کی وجہ سے انہیں اُس کے پاس جانا پڑا لیکن وہاں جانے کے بعد بھی وہ وجیہہ کو نہ بھول پائیں۔ اس کا معصوم سا چہرہ ہمیشہ ان کی کمزور آنکھوں کے سامنے رہتا۔ دل ہر وقت اس کے لئے بے قرار رہتا۔ آنکھیں اس کو دیکھنے کے لئے ترستی رہتیں۔ کانوں کی پیاس تو دن میں فون پر بات کرنے سے بجھ جاتی مگر باقی کسی عضو کو قرار نہ آتا۔ ان کی اس بے قراری کو چھوڑ کر علی عظمت نے کئی بار رضیہ بیگم سے کہا کہ وہ وجیہہ کو کچھ عرصہ کے لئے اس کی دادی کے پاس چھوڑ آتے ہیں مگر ماں تو آخر ماں ہوتی ہے۔ اور پہلی اولاد تو ویسے ہی آنکھوں کا تارا ہوتی ہے بھلا وہ کیسے ہامی بھر سکتی تھیں۔ لیکن علی عظمت اصرار کرتے رہتے تو پھر ایک جواب ان کو خاموش کروا دیتا

"تمہاری صرف ایک بیٹی ہے، تم سے وہی سنبھالی نہیں جاتی۔۔ کیسے باپ ہو تم؟ وہ تمہاری ماں ہے تو کیا ہوا؟ میں بھی تو اس کی ماں ہوں میرے بھی تو ارمان ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ساری خواہشیں اور سارے ارمان کیا صرف تمہاری ماں کے ہی ہیں؟ اگر ان کے ہاں بیٹی پیدا نہیں ہوئی تو اس میں میرا کیا قصور؟ ان کی اس بیٹی کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے میں اپنی بیٹی کی قربانی کیوں دوں؟ اپنی اکلوتی بیٹی کو ان کے حوالے کیوں کروں؟ بیٹی کا اگر زیادہ ہی شوق چڑھا ہوا ہے تو دوسری پوتیاں بھی تو ہیں، ندیم بھائی کے ہاں تو پچھلے ماہ ہی بیٹی ہوئی ہے۔ جا کر ان سے کیوں نہیں مانگ لیتی، ان کی بیٹی؟ ان سے کیوں نہیں اپنی چاہ پوری کر لیتیں؟ مگر نہیں انہیں تو صرف میری بیٹی ہی چاہئے۔ وجہیہ ہی چاہئے لیکن نہیں۔۔۔ کان کھول کر سن لیں آپ۔۔ میرے جیتے جی ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ میری صرف ایک بیٹی ہے۔ چار پانچ بچے نہیں ہیں اگر ہوتے تو کچھ سوچتی۔۔"

یہ تمام باتیں ان کر وہ خاموش ہو جاتا اور دل ہی دل میں رضیہ بیگم کی باتوں کی حمایت کرتا کیونکہ وہ بھی وجیہہ کو اپنی نظروں سے دور نہیں رکھ سکتا تھا لیکن ماں کو صاف انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ہمیشہ درمیان کی راہ اختیار کرنے کی سوچتا۔ ہر ہفتے کچھ وقت کے لئے وہ کچھ دیر کے لئے وجیہہ کو اس کی دادی کے پاس لے جاتا

اور وہ کچھ دیر میں ہی اپنے پورے ہفتے کے ارمان پورے کر لیتیں۔ وقت گزرتا چلا گیا۔ دن بدلتے گئے۔ اور پھر وہ وقت آیا جب انمول نے آنکھیں کھولی۔ انمول کے جنم لینے کے بعد رضیہ بیگم کی تمام تر توجہ وجیہہ کی طرف سے ہٹ گئی۔ ان کا لاڈ پیار صرف انمول تک محدود ہو گیا۔ وہ اپنی ممتا پر صرف انمول کا حق سمجھنے لگیں۔ تین سالہ وجیہہ اس بات کو محسوس کر سکتی تھی۔ اور ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنی دادی کو سب کچھ بتا دیتی

"دادی۔۔ آپ کو معلوم ہے کہ امی اب مجھ سے تھوڑا سا بھی پیار نہیں کرتی۔ بھائی کو ہی پیار کرتی ہیں۔ میں جب کہتی ہوں مجھے آپ کے پاس سونا ہے تو کہتی ہیں جا کر دوسرے کمرے میں سو جاؤ۔۔ اب تم بڑی ہو گئی ہو۔ دادی کیا میں واقعی بڑی ہو گئی ہوں۔ اب امی مجھے پہلے کی طرح پیار نہیں کریں گی؟"

پچھلے تین سالوں میں وہ جتنی مانوس اپنی دادی سے ہو گئی تھی اتنا تو شائد وہ اپنی سگی ماں سے بھی نہ ہو پائی تھی۔ اس کی وجہ شائد وہ محبت، شفقت تھی جو بے لوث اور بنا غرض کے تھی۔ یہ سن کر انہیں بہت دکھ ہوا تھا اور انہوں نے وجیہہ کو اپنے

ساتھ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس بار ان کے اس فیصلے پر نہ ہی علی عظمت نے کچھ کہا اور نہ ہی رضیہ بیگم نے مزاحمت کی۔ ننھی وجیہہ نے بھی ان کی پرواہ نہ کی اور دادی جان کے ساتھ چل دی۔ وجیہہ کی دادی ایک نہایت پارسا خاتون تھیں۔ روزہ نماز کی پابندی باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ ہر وقت دین کی باتیں ان کے لبوں سے جاری رہتی، یہی رنگ کچھ ہی عرصہ میں وجیہہ پر بھی چڑھ گیا۔ بچپن سے ہی انہوں نے اسے حجاب کی اہمیت، اور لڑکیوں کے لباس کے بارے میں بتانا شروع کر دیا

"بیٹی! لڑکیاں ہمیشہ حجاب میں اچھی لگتی ہیں؟"

"دادی یہ حجاب کیا ہوتا ہے؟"

"بیٹی! جو کپڑا لڑکی کو نامحرم کی آنکھوں سے چھپا لے اسے حجاب کہتے ہیں۔"

"دادی! یہ نامحرم کون ہوتا ہے؟"

"بیٹی! ایک لڑکی کے لئے ہر وہ شخص نامحرم ہوتا ہے جو اسے گناہ پر ابھارتا ہے"

"دادی یہ گناہ کیا ہوتا ہے؟"

"پیاری بیٹی! گناہ دل کے میل کو کہتے ہیں۔"

"دادی! دل کو کیسے میل لگتا ہے؟"

"میری بیٹی! جب ایک لڑکی کسی بھی نامحرم کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتی ہے اور پھر اپنی نظریں نہیں جھکاتی تو اس کے دل کو میل لگنا شروع کر ہو جاتا ہے۔"

"دادی! پھر یہ میل دور کیسے ہوتا ہے؟"

"بیٹی! یہ میل صرف اور صرف توبہ واستغفار کے پانی سے دور ہوتا ہے"

"دادی! توبہ کا پانی کہاں سے ملتا ہے؟ میں نے تو نہیں دیکھا آج تک؟"

"بیٹی! توبہ کا پانی آنکھوں سے سے بہتا ہے۔"

"لیکن دادی آنکھوں سے پانی تو باہر کی طرف بہتا ہے اور دل تو انسان کے جسم میں ہوتا ہے پھر بھلا اس سے میل کیسے دور ہوتا ہے؟"

"بیٹی آنکھوں سے آنسو بہانے سے انسان کا دل نرم پر جاتا ہے اور جب انسان کا دل نرم پر جائے تو وہ اس میل کو آسانی سے دور کر سکتا ہے۔ اپنے رب کے آگے گناہوں کی معافی مانگ کر، اپنے آپ کو اس کے سامنے عاجز کر کے۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"لیکن دادی! ہمیں کیسے پتا چلتا ہے کہ ہمارے دل کا میل دور ہو گیا ہے؟"

"بیٹی! جب انسان کا دل نیکیوں کی طرف خود بخود راغب ہو جائے تو سمجھ جانا چاہئے کہ اس کے دل کا میل ختم ہوتا جا رہا ہے۔"

"دادی۔۔ اب یہ نیکی کیا ہوتی ہے؟"

"بیٹی! ایسا کام جس کا تذکرہ اگر لوگوں میں کیا جائے تو آپ کو شرمندگی محسوس نہ ہو، نیکی کہلاتا ہے۔"

"دادی یعنی نیکی کر کے لوگوں میں تذکرہ کرنا ضروری ہوتا ہے کیا؟"

"نہیں بیٹی! نیکی کا خود تذکرہ کرنا اسے ضائع کر دیتا ہے"

"لیکن دادی ابھی تو آپ نے کہا کہ نیکی کر کے کوگوں میں تذکرہ کرنا چاہئے۔۔"

"نہیں بیٹی! تم میری بات کا مطلب نہیں سمجھی۔۔۔ انسان ایک کام چپکے سے کرتا اور خواہش کرتا ہے کہ اس کے کام کا لوگوں کو پتا نہ چلے پھر اچانک اس کے کام کی خبر لوگوں میں ہو جائے تو پھر اگر وہ اس کام کے ظاہر ہونے پر شرمندگی محسوس کرے تو وہ گناہ ہے اور اگر لوگ اس کی تعریف کریں اس کام کو اچھا کہیں اور وہ

خود بھی دلی اطمینان محسوس کرے، اسے نیکی کہتے ہیں“

دادی کی پرورش کا نتیجہ یہ نکلا کہ تین سال کے مختصر سے عرصہ میں وجیہہ نے نہ صرف ناظرہ قرآن پاک مکمل کر لیا بلکہ نماز کی بھی پابند ہو گئی۔ لباس اسلام کے مطابق ڈھال لیا۔ ہر وقت دوپٹہ اوڑھنا اس کی عبادت کا حصہ بن گیا۔ تربیت ادھر ہی ختم نہیں ہوئی، وجیہہ نے ترجمہ تفسیر کے لئے نزدیکی مدرسہ بھی جانا شروع کر دیا۔ صبح شام تلاوت اس کی زندگی کا حصہ بننے لگی۔ ان تمام عرصہ میں وہ اگرچہ اپنی دادی کے پاس رہی مگر اپنے والدین سے ملنے کا شوق اس کے دل میں ہمیشہ رہا۔ وہ بھی دوسرے بچوں کی طرح اپنے والدین کے ساتھ رہنے کی خواہش کا اظہار کرتی مگر دادی یہ کہہ کر ٹال دیتی کہ جب وہ بڑی ہو جائے گی تب ان کے ساتھ رہے گی۔ اِس کے سوا کہہ بھی کیا سکتی تھیں یہ کہ اس کے والدین کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔ صرف ہفتے میں ایک آدھ بار فون کر کے خیریت دریافت کر لینے سے فرض ادا ہو جاتا ہے؟ لیکن وقت نے اس کی سن لی۔ ماں باپ کے ساتھ رہنے کے یہ خواہش اس کی تیرہ سال کی عمر میں پوری ہو گئی کیونکہ اب اس

کی دادی وفات پا چکی تھیں۔ یہ وقت ننھی وجیہہ کے لئے کسی امتحان سے کم نہیں تھا۔ علی عظمت اس کو پانے گھر لے آئے لیکن گھر واپس آنے پر اس کو وہ قرار نہ ملا جو وہ اپنی دادی کے ساتھ محسوس کیا کرتی تھی۔ وہ اپنے آپ کو اس ماحول میں نہ ڈھال سکی۔ کہنے کو تو سب مسلمان تھے مگر دیکھنے میں کوئی کہہ نہیں سکتا تھا۔ نماز روزے کا تو دور دور تک کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ کبھی دل چاہا تو جمعہ کی نماز پڑھ لی ورنہ عید کی نماز تو فرض تھی ہی۔ جب وہ اپنی ماں کی طرف دیکھتی تو دنیا کے رنگوں میں ڈوبی ہوئی پاتی۔ اپنے باپ کو دین سے دور معاش کی تلاش میں سرگرداں دیکھتی اور چھوٹے بھائی کہ منہ سے تو بڑی باجی یا آپی کا لفظ تو سنا ہی نہیں۔ عمر میں چھوٹا تھا مگر حکم ایسے دیتا تھا جیسے اس گھر کا بڑا ہو۔ امی ابو بھی اس کی ہر جائز ناجائز خواہش کو پورا کرتے جس سے اس کا حوصلہ مزید بڑھ جاتا اور خود کو ایسے منصب پر فائز کرنے کی خواہش کرتا جہاں سے واپسی ممکن نہ ہو۔ ایک ایسا مقام جہاں اسے عروج حاصل ہوا۔ کوئی اس سے برتر نہ ہو۔ الغرض ان سب باتوں نے اگرچہ اس کو تکلیف ضرور پہنچائی مگر اس کے حوصلے پست نہ ہوئے وہ

دین کے بارے میں مزید جاننا چاہتی تھی۔ مگر اس کے والدین اس کو دنیا کی طرف لگانا چاہتے تھے۔ ان کے ہی اصرار پر دادی نے اس کو پانچ جماعتیں پڑھائی تھیں لیکن اب وہ یہ چاہتے تھے کہ وہ پڑھ لکھ کر ایک وکیل بنے۔ اگرچہ وہ دنیاوی تعلیم سے بے زار تھی۔ اس کے دل میں یہ تعلیم کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ مگر اپنے والدین کی اطاعت کی خاطر اس نے اپنے آپ کو یہ کام کرنے پر آمادہ کیا۔ بچپن میں بھی جب وہ اپنے والدین کے خلاف کچھ بولتی تھی تو اس کی دادی قرآن کی آیتوں کی تلاوت شروع کر دیتی

وبالوالدین احساناً (اور والدین کے ساتھ احسان کر)

لیکن والدین کے ساتھ احسان کرتے ہوئے بھی اس نے اپنے رب کا حکم مانا۔ اپنی دادی کی پرورش کا پاس رکھا۔

"اے نبی ﷺ! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومن عورتوں سے فرما دیجیے کہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادریں اپنے اوپر اوڑھ لیا کریں۔"

یعنی پردے کا حکم جو اس نے سورہ احزاب میں سیکھا تھا۔ وہ جب بھی اپنے گھر سے

باہر قدم رکھتی، اپنے پورے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لیتی اور ایک بڑی سی چادر سے اپنے جسم کی حفاظت کرتی۔

* * * * *

"زندگی کا دوسرا نام ہے انمول۔۔" اس کے دوست ہمیشہ اس کے لئے یہ جملہ استعمال کرتے اور کسی حد تک ان کا یہ کہنا بجا تھا کیونکہ جتنے قریب سے وہ زندگی کو جیتا ہے اتنے قریب سے شائد ہی کوئی دوسرا جیتا ہو۔ بچپن سے والدین کی آنکھوں کا تارا بن کر رہا۔ کبھی کسی نے اس سے اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ خواہشیں تو ایسے پوری ہوتیں جیسے یہ دنیا بنی ہی اس کی خواہشوں کی تکمیل کے لئے ہے۔ ہر شے اس کے ایک حکم کا انتظار کرتی رہتی۔ آج تک اس نے لفظ نہیں سنا تک نہیں۔ بس جسے پسند کیا وہ میرا ہے کی رٹ تھی۔ لیکن خواہشوں کو جتنا پورا کیا جائے یہ اتنا ہی زور پکڑتی ہیں۔ یہی انمول کے ساتھ ہو رہا تھا بچپن کی خواہشیں جیسے ہی جوانی میں داخل ہوئیں تو انا کا مسئلہ بن گئیں۔ لیکن قسمت نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا۔ بچپن سے لڑکپن اور پھر لڑکپن سے جوانی تک زندگی کے ہر میدان

میں اسے کامیابی ہوئی مگر یہ کامیابی صرف دنیاوی حد تک تھی۔ دین سے تو اس کا دور دور تک کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ دوسرے امیر زودوں کی طرح صرف مسلمان کے گھر پیدا ہو جانا، ایک بار کلمہ پڑھ لینا، گرین پاسپورٹ میں مسلمان کا لیبل لگ جانا۔ بس یہی کافی تھا۔ نماز، روزہ وغیرہ اس کے نزدیک صرف ان کے لئے ہے جو دنیا کا شوق نہیں رکھتے۔ جن کے جذبات دنیا کے لئے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ وجیہہ عظمت۔ اس کی بڑی بہن۔ صبح سے شام تک صرف دین کی چادر لپیٹے رہنا۔

"تمہارے اندر ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہے۔ دنیا اتنی رنگین ہے، ہر طرف رونق ہی رونق ہے اور تم ابھی تک پرانی سوچ کی مالک ہو۔ دنیا بدل چکی ہے۔ تقاضے بدل چکے ہیں حالات بھی کروٹ لے چکے ہیں اور تم ابھی تک انہی باتوں پر قائم ہو۔۔ آج کل کی دنیا میں ایسے لوگوں کو احمق کہا جاتا ہے۔ زیادہ کچھ نہیں کر سکتی تو کم سے کم اپنی صورت ہی اچھی بنا لو۔۔ لوگ خوبصورت ہونے کے لئے ہزاروں چیزیں استعمال کرتے ہیں اور تم؟؟ تمہارے پاس تو ہر چیز ہے کم سے کم ان کی تو ناشکری نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اسی سانولے رنگ کی وجہ سے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تمہاری شادی نہ ہو اور پھر ساری عمر یہیں بیٹھی رہو۔۔" وہ اپنی تنقید میں ہر رشتہ بھول جاتا لیکن وجیہہ نے کبھی اس کو اسی کے الفاظ میں جواب نہ دیا بلکہ ہر سوال کا جواب اسلام کی روشنی میں دیتی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی تنقید بھی کم ہونا شروع ہو گئی کیونکہ وہ جان گیا تھا اس کی باتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہونے والا البتہ جواباً دو چار نصیحتیں ضرور سننے کو مل جاتی۔ وہ ان نصیحتوں سے تنگ آ چکا تھا۔ مگر اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا کہ اپنے آپ کو صحیح اور اسے غلط قرار دے سکے۔ چلو غلط نہ سہی، کم سے کم اس کی نصیحتوں سے چھٹکارا تو حاصل کر سکے۔ ایک دن وہ پورے ٹھاٹ کے ساتھ تیار ہو کر اپنے دوست کے گھر جا رہا تھا۔ وجیہہ کے کمرے کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے قرآنی آیت کا ترجمہ سن لیا

"دین میں کوئی جبر نہیں۔۔"

بس پھر کیا تھا؟ جب بھی وہ اسے کوئی نصیحت کرنے لگتی، اسی آیت کا حوالہ دے کر اس کو خاموش کروا دیتا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ جس چیز کو وہ بوجھ سمجھ رہا ہے۔ اصل میں وہ بوجھ نہیں بلکہ بوجھ تو وہ ہے جس راستے کی طرف وہ گامزن

ہے۔

* * * *

”زوال ان لوگوں کا مقدر بنتا ہے جو زندگی میں آگے بڑھنا نہیں چاہتے کیونکہ ایسے لوگ اپنا ہر فیصلہ قسمت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جو کچھ ان کے ساتھ ہوتا ہے ،اس کا ذمہ دار وہ قسمت کو ٹھہراتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو اپنے فیصلے خود کرتے ہیں۔ حالات کو اپنے مطابق ڈھالنا جانتے ہیں۔ وہ لوگ کبھی زوال پذیر نہیں ہوتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو آتے ہوئے طوفانوں کا رخ تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان طوفانوں کے بیچ سے فتح و کامرانی کے دروازے تلاش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ کبھی اپنی زندگی میں پیچھے نہیں رہتے۔ ان لوگوں کو کبھی مات نہیں ہوتی کیونکہ ان کی نظریں آنے والے وقت پر ہوتی ہیں۔ وہ کبھی پیچھے نہیں دیکھتے کیونکہ پیچھے دیکھنا زوال ہے اور آگے بڑھنا عروج۔ اگر انسان پیچھے کی طرف دیکھے تو احساس کم تری اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی، ندامت شرمندگی اور مجبوری اس کے پاؤں کی زنجیریں بن جاتی ہیں اور پھر یہی زنجیریں اسکے مستقبل کی

راہوں میں سیسہ پلائی دیوار بن جاتی ہیں اور اگر ایک بار انسان زنجیروں میں جکڑا جائے تو ان کو توڑنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ میرے نزدیک عقلمند وہی ہے جو ان زنجیروں کو اپنے پاؤں میں باندھنے کی بجائے، دوسروں کے پاؤں میں باندھ دے۔ کیونکہ حالات اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ آج انسان صرف اپنے بارے میں سوچتا ہے۔ اپنے فائدے کے لئے دوسروں کو قربان کر دیتا ہے۔ بس اسی لئے اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ آگے بڑھے، کامیابی اس کے قدم چومے تو اسے صرف اپنے مقصد پر دھیان دینا چاہیۓ اور اس مقصد کی راہ میں جو بھی رکاوٹ حائل ہو، اس کو ختم کر دے۔ جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ اگر انسان رشتوں کی زنجیروں سے باہر نکل آئے تو وہ کافی آگے جا سکتا ہے مگر یہ جو رشتے ہوتے ہیں، یہ انسان کو آگے بڑھنے سے روکتے ہیں کبھی ماں بن کر، کبھی بہن کی صورت میں تو کبھی بیوی بچوں کے روپ میں۔۔ رشتوں کی زنجیروں میں جکڑا ہو� آدمی کبھی کھل کر سانس بھی نہیں لے سکتا۔ قدم قدم پر یہ رشتے اس کو کسی نہ کسی چیز سے محروم کر ہی دیا کرتے ہیں اور پھر وہ وقت آتا ہے کہ جب اس کے اپنے، جن کی

خاطر اس نے سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا، وہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ اور اس وقت اس کی مثال دھوبی کے اس کتے کی سی ہوتی ہے جو نہ گھر کا رہتا ہے اور نہ ہی گھاٹ کا۔۔ اسی لئے میں کہتا ہوں زندگی جیو۔۔ آگے بڑھو۔۔ اور جو راستے میں آئے اس کو چور چور کر دو۔ تا کہ لوگ اس چیز سے عبرت حاصل کریں اور آئندہ آپ کے راستے میں آنے کی کوشش بھی نہ کریں۔ خواب دیکھنا ہے تو اس کی تعبیر بھی حاصل کرنا سیکھو ورنہ خواب نامی لفظ کو ہی اپنی زندگی سے مٹا دو۔ کچھ پانا ہے تو اسے حاصل کرنے کے لئے اگر دنیا کو ادھر سے ادھر کرنا پڑے تو بھی گریز نہیں کرنا، فوراً سے پہلے پہلے کر دیا پھر اس چیز کو ہی بھول جاؤ۔ آگے بڑھنا ہے تو آنکھیں کھول کر آگے بڑھو۔ کوئی آپ کا کتنا ہی عزیز ہو۔۔ کبھی اس پر اندھا اعتماد نہ کرو کیونکہ یہی عزیز وقت آنے پر ایسی ٹھوکر مارتے ہیں کہ انسان سنبھلنے کے بھی قابل نہیں رہتا اور سب کچھ لا حاصل ہو جاتا ہے۔ اب فیصلہ آپ کا ہے۔ تقدیر آپ کی ہے۔ زندگی آپ کی ہے۔ آپ کو کیا چاہیئے؟ زندگی کا روگ یا زندگی کا سکون۔ پل دو پل کی خوشی یا عمر بھر کی؟ رشتوں کا ساتھ یا اپنے مقدر کا؟ حالات کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

زنجیریں یا وقت کی چابیاں۔ یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کیونکہ آپ کا ایک فیصلہ آپ کی زندگی کو بدل سکتا ہے۔ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لا سکتا ہے۔"

کافی کا خالی کپ ہاتھ میں اس طرح پکڑے ہوئے تھا کہ ہلکی سی جنبش سے نیچے گر جاتا مگر وہ اس سے بے خبر صوفے کی ٹیک کے ساتھ پشت لگائے آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔ ٹی وی پر ریکارڈنگ بار بار ری وائن ہو رہی تھی۔ وہ اپنی ہی ریکارڈنگ کو سنتے سنتے سو گیا تھا۔ کمرے کی ہر شے بکھری پڑی تھی۔ دروازے سے شگفتہ بی بی کمرے میں آئیں تو کمرے کی یہ حالت دیکھ کر ہمیشہ کی طرح ان کے ماتھے پر شکن آ گئے

"کتنی بار کہا ہے جس چیز کو جہاں سے اٹھاؤ، وہیں رکھا کرو مگر نواب زادے تو ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔" وہ ابھی ابھی تلاوت مکمل کر کے کمرے میں آئی تھی۔ کمرے میں آتے ہی انہوں نے بکھری چیزوں کو سمیٹنا شروع کیا۔

"یہ ٹی وی بھی چل رہا ہے۔۔" اس کے بائیں ہاتھ کے پاس رکھا ہوا ہو ریموٹ

اٹھایا اور ٹی وی بند کیا۔ وہ ابھی بھی ویسے ہی سویا ہوا تھا۔ انہوں نے بیڈ سے ایک چادر اٹھائی، اس کو اوڑھائی تو ہاتھ کے مس ہونے پر اس کی فوراً آنکھیں کھل گئی۔

"امی۔۔۔ آپ۔۔ کب آئیں؟؟" آنکھوں کو مسلتے ہوئے اس نے لحاف کو پیچھے پھینکا

"اٹھ گئے جناب صاحب۔۔ کبھی بیڈ پر بھی سو جایا کرو۔۔ یہ دیکھنے لے لئے نہیں ہے۔" جھک کر لحاف اٹھایا اور تہہ بنا کر وارڈروب میں رکھا۔

"میں سویا کب تھا؟ بس ویسے ہی سستا رہا تھا۔۔۔" جھٹکے کے ساتھ اٹھا اور آئینے میں دیکھتے ہوئے اپنے بکھرے بالوں کو ہاتھوں سے کنگی کی۔

"ہر وقت لڑکیوں کی طرح آئینے سے نہ چمٹے رہا کرو۔" وارڈروب سے ایک ہینگر نکالتے ہوئے گویا ہوئیں

"امی۔۔۔!!" اس نے ہلکی سی گردن کو جنبش دی۔ اور ان کے ہاتھوں سے ہینگر لیا

"کتنی بار کہا ہے کہ صبح جلدی اٹھ کر نماز پڑھ لیا کرو مگر نواب زادے۔۔۔"

"امی پلیز۔۔۔ اب آپ صبح صبح اپنی نصیحتیں نہ شروع کر دینا۔۔ میں بڑا ہو گیا ہوں۔ میں جانتا ہوں میرے لئے کیا صحیح ہے کیا غلط۔۔۔" ٹیبل کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے تلخ لہجے میں جواب دیا تھا۔ اس کے ماتھے کے شکن اس کے دل کی کیفیت کو ظاہر کر رہے تھے۔

"امی۔۔ میں نے آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ جگ میں پانی رکھا کریں۔۔ دیکھیں خالی ہے۔ آپ کو معلوم بھی ہے کہ۔۔" اس نے نچلے ہونٹ کو اوپرے ہونٹ سے دباتے ہوئے کہا تھا۔

"اس میں اتنے غصے کی کیا بات ہے؟ ابھی لا کر دیتی ہوں۔۔۔ تم اتنے واش روم میں جا کر فریش تو ہو جاؤ۔۔" اس کے چہرے کو پیار سے تھپتھپاتے ہوئے گویا ہوئیں

"اب پانی رہنے دیں اس طرح کریں ایک کپ کافی بنا کر لے آئیں۔۔" یہ کہہ کر وہ واش روم میں چلا گیا

* * *

”دیکھو علی عظمت۔۔۔اپنی بیٹی کو سمجھالو۔ آج پھر وہ انمول کو نصیحتیں کرنے بیٹھ گئی۔۔“گھر کے کام سے فارغ ہونے کے بعد رضیہ بیگم کمرے میں آئیں تو علی عظمت کو صوفے پر اخبار پڑھتے ہوئے پایا

”میں نے کتنی بار کہا ہے کہ وہ میرے اکیلے کی بیٹی نہیں ہے۔۔ تمہاری بھی ہے۔جب وہ اپنی ماں کی نہیں سنتی تو میری کیا سنے گی۔“اخبار کا ورق پلٹتے ہوئے انہوں نے ایک سرسری نگاہ رضیہ بیگم پر ڈالی تھی۔جو کمرے میں ان کے سامنے بیڈ پر بیٹھی ان کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

”یہ سب تمہاری ماں کا کیا دھرا ہے۔خود تو قبر میں پہنچ گئی مگر اپنی روح ہماری بیٹی میں ڈال گئی۔۔“ جھلاتے ہوئے گویا ہوئیں اور پھر اٹھ کر وارڈروب سے کچھ نکالنے کے لئے اٹھیں

”جو ہونا تھا سو ہو گیا۔۔ تم کتنی بار مجھے اپنی غلطی کا احساس دلاؤ گی۔۔ ایک بار کہا ناں کہ ہو گئی غلطی وجیہہ کو ان کے ساتھ بھیج کر۔۔“ایک جھٹکے کے ساتھ انہوں نے اخبار کو تہہ لگائی اور قدرے غصے میں ٹیبل پر رکھ دیا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

”کم نہ زیادہ پورے دس سال ہماری بیٹی کو اپنے قبضے میں رکھا ہے۔پتا نہیں کیا کیا کچھ پانی میں گھول کر پلاتی رہی ہو گی۔ میں یقین سے کہہ سکتی ہوں یہ سب کچھ انہوں نے جان بوجھ کر کیا۔۔“ وہ بس اپنی ہی ہانکتی جا رہی تھیں

”بیگم۔۔ بیگم۔۔۔جو ہو گیا سو ہو گیا۔ تمہارے یا میرے تذکرہ کرنے سے گزرہ وقت لوٹ تو نہیں سکتا۔۔!!اب آگے کی سوچو۔۔ کہ کیا کرنا ہے؟“انہوں نے اپنا غصہ پیتے ہوئے کہا تھا۔وہ بخوبی جانتے تھے رضیہ بیگم اب کسی بھی قیمت پر پیچھے نہیں ہٹنے والی۔

”کرنا کیا ہے؟اس کو سیدھی راہ دیکھاؤ اور بتاؤ کہ جو اس نے لبادہ اوڑھ رکھا ہے،وہ آج کل کی دنیا میں کسی کام کا نہیں۔۔ ایسے لوگوں کو سب بے وقوف کہتے ہیں“

”وجیہہ کسی کام سے ان کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی مگر رضیہ بیگم کی اونچی آواز نے اس کے قدم اسی جگہ پر جما دیئے۔

”کتنی بار اس کو کہا ہے کہ باہر نکلا کرے۔گھوما پھرا کرے۔دوستوں کے ساتھ پارٹی وغیرہ کر لیا کرے مگر نہیں۔۔۔وہ تو ٹس سے مس ہونے کو بھی تیار نہیں۔۔

اب تم ہی سمجھاؤ علی عظمت شائد تمہاری بات مان لے۔۔" رضیہ بیگم وارڈروب میں جو ڈھونڈ رہی تھی، اسے چھوڑ کر علی عظمت کے پاس آ کر منتوں بھرے لہجے میں کہا تھا

"تم کیا سمجھتی ہو میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔۔۔؟ کیا میں نہیں سمجھاتا اسے۔۔!!"

انہوں نے ایک نظر وال کلاک پر ڈالی جو دوپہر کے بارہ بجا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوبصورت ڈیکوریشن پیس لٹکا ہوا تھا۔ جو بھی اس دیوار کو دیکھتا، اس ڈیکوریشن پیس کو دیکھے بغیر نہ رہ سکتا۔ کچھ دیر علی عظمت بھی اسے ہی دیکھتے رہے۔

"ویسے تم اسے ایک کیس ہی دلا دو۔۔۔ اس کے وکیل بننے کا کچھ تو فائدہ ہو۔ اس بہانے باہر کی دنیا بھی دیکھ لے گی۔ شائد اسی بہانے سے کچھ بدل جائے اور جو لبادہ اوڑھا ہوا ہے، اتر جائے۔۔" انہوں نے خود ہی گمان کر لیا۔

"کہتی تو تم ٹھیک ہو۔ کوشش کر کے دیکھتا ہوں، آگے دیکھو کیا ہوتا ہے۔۔"

انہوں نے رضیہ بیگم کی بات سے اتفاق کیا

"اور جب تک وہ باہر کی دنیا میں نہیں رنگے گی، رشتوں کے لئے بھی اسی طرح ناں ہوتی رہے گی۔۔" وہ اب جانے ہی لگی تھی جب ان الفاظ نے اس کے سر پر ایک بم پھوڑ دیا۔ اس کے اپنے ہی ماں باپ اس کو بوجھ سمجھ رہے تھے۔ اس کے چہرے پر کسی قدر مایوسی کے بادل چھا گئے۔ وہ اب مزید نہیں سن سکتی تھی۔ ڈھیلے قدموں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔ کانوں میں ابھی بھی اس کے رضیہ بیگم کی آواز گونج رہی تھی۔ جب اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس کا ذہن سوجھ بوجھ کی صلاحیت کھو چکا تھا۔ یوں تو وہ جب بھی اپنے کمرے میں داخل ہوتی تو ایک ذہنی سکون پاتی تھی مگر آج نا جانے کیا تھا، وہ سکون اس سے خفا تھا۔ وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ آنکھوں میں ایک عجیب سی بے چینی تھی۔ اس کی نظر اپنے بیڈ کے اوپر لگی سینری پر گئی۔ چہرے پر موجود مایوسی کے بادل قدرے چھٹنے لگے۔ سینری میں سونے کے پانی سے سورہ اخلاص لکھی ہوئی تھا۔ ساتھ ہی کعبہ کا نقش بھی تھا۔ وہ آگے بڑھ کر اس کو چھونا چاہتی تھی مگر اس وقت وہ بے وضو تھی لہٰذا اپنے خیال کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچایا۔ بس آنکھوں کے

ذریعے ہی پوری سورہ اخلاص پڑھ لی۔ اس کے دل کو قدرے سکون ملا مگر وہ مکمل طور سکون چاہتی تھی۔

"جس درخت پر پھل لگتے ہیں، لوگ انہی درختوں کو پتھر مارتے ہیں بالکل اسی طرح جو انسان دین کے راستے پر چلتا ہے تو مشکلات و مصائب اس کا سائے کی طرح پیچھا کرتے ہیں۔ لوگ ایسے لوگوں کو قدم قدم پر پچھاڑنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کو کوستے ہیں، مگر جن کے دل مضبوط ہوتے ہیں، ان کے قدم نہیں ڈگمگاتے۔" ایک سرگوشی اس کے کانوں میں ہوئی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا وہاں کوئی نہ تھا۔ اس نے تکیہ کے نیچے سے اپنی دادی کی تصویر نکالی۔ اور پیار سے ہاتھ ہاتھ پھیرنے لگی۔

"دادی آپ بالکل ٹھیک کہتی تھیں مگر شائد آپ ایک بات مجھ سے کہنا بھول گئیں کہ سب سے پہلے گھر کے لوگ ہی آپ کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔" وہ تصویر سے دھول کو اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہی تھی

"جب تک وہ باہر کی دنیا میں نہیں رنگے گی، رشتوں کے لئے بھی اسی طرح ناں

ہوتی رہے گی۔۔" ایک جھٹکے سے وہ اپنے خیالوں کی دنیا سے باہر آئی اور خود کو آئینے میں دیکھنے لگی۔ سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی۔ سر تاپا اپنے آپ کو ڈھانپے ہوئے تھی۔ رنگ قدرے سانولا تھا لیکن تھوڑا سا میک کرنے سے نکھر سکتا تھا۔ بھنویں بھی گھنی تھیں جن کو باریک کر کے چہرے کو چار چاند لگایا جا سکتا تھا۔ آنکھیں تو پہلے ہی حیا کے پانی سے دھلی ہوئی تھی۔ کوئی غبار اس کی آنکھوں میں تھا۔ لب بھی گلاب کی پنکھڑی کی طرح نازک، جو ہاتھ لگانے سے ہی مرجھا جائیں۔

"ابھی تو دو لوگوں نے مجھے ریجیکٹ کیا ہے لیکن مجھے کوئی پچھتاوا نہیں۔ اگر کسی کو میرا روپ نہیں پسند تو اس میں میرا کیا قصور؟ اگر کوئی اپنے بیٹے کے لئے ایک ایسی لڑکی کی تلاش میں ہے جو اپنا حسن لوگوں پر وا کرے تو مجھے بھی ایسے گھر میں جانے کی کوئی تمنا نہیں۔ لڑکی کا حسن تو صرف اپنے شوہر کے لئے ہوتا ہے، دنیا والوں کے لئے نہیں۔۔" وہ خود سے کہہ ہی تھی مگر آنکھیں پرنم تھیں۔ آج پہلی بار وہ اپنے لئے آنسو بہا رہی تھی۔

"ہم ایسی لڑکی کو اپنے گھر کی بہو نہیں بنا سکتے جو باہر کی دنیا سے بالکل انجان ہے۔" ایک سرگوشی ہوئی تھی مگر اس نے کسی بھی قسم کا تاثر نہیں دیا

"ہمارا بیٹا ایک ماڈل ہے اور ہم ایک ایسی لڑکی کو اس کے سر نہیں باندھ سکتے جس کو فیشن کی الف، ب بھی نہیں معلوم۔۔۔" دوبارہ سرگوشی ہوئی تو اس نے اپنے آپ کو سوچنے پر مجبور کیا

* * * * *

شگفتہ بی بی کچن میں آکر کافی بنانے میں مصروف ہو گئیں۔ ساتھ ساتھ انہوں نے چولہا آن کیا کیا اور اس کے لئے ناشتے کا بھی بندوبست کرنے لگیں۔ بار بار ان کی نظریں ضرغام کے بیڈروم کی طرف جا رہی تھیں جہاں سے موبائل کے رنگ ہونے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ انہوں نے پہلے تو اگنار کیا مگر رنگ مسلسل ہو رہی تھی تو وہ کام چھوڑ کر اس کے بیڈروم میں گئیں۔ اور ادھر ادھر دیکھا۔

"ضرغام۔۔ ضرغام بیٹا۔۔!!" وہ کمرے میں نہیں تھا، اچانک ان کی نظر واش روم کے دروازے پر پڑی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ابھی تک نہیں آیا۔۔ کب سے رنگ ہو رہی ہے۔۔" انہوں نے موبائل کو سائیڈ ٹیبل سے اٹھایا جو ابھی تک رنگ کر رہا تھا۔

"ڈول؟؟؟ یہ کیسا نام ہے؟" حیرت سے کندھے اچکاتے ہوئے انہوں نے فون ریسیو کیا مگر اس سے پہلے کہ وہ سلام سے گفتگو کا آغاز کرتیں دوسری طرف سے آواز آئی

"ہیلو بے بی! دو گھنٹے سے تمہارے فون کا انتظار کر رہی تھی۔ مگر تم۔۔ تم تو لگتا ہے آج پھر بھول گئے۔ میں تمہارے اس بھولنے کی عادت سے بہت تنگ ہوں۔ اب اگر دو گھنٹے کے اندر اندر تم مجھے لینے نہ آئے تو مجھ سے برا کچھ نہیں ہو گا۔ اور ہاں آج اپنی امی سے کچھ ڈھنگ کا بہانا کر کے آنا۔ پچھلی بار کی طرح نہیں۔۔۔ ورنہ آدھی پارٹی میں ہی بچوں کی طرح ضد کرنے لگ جاؤ گے۔ اس بار میں تمہاری ایک نہیں سننے والی۔ اوکے بے بی۔۔!! سی۔ یو۔ ایٹ ہوم۔۔" برق رفتاری سے یہ سب کچھ کہہ اس نے فون بند کر دیا۔ شگفتہ بی بی کچھ کہہ نہ سکیں۔ انہوں نے کان سے فون ہٹایا تو ضرغام بھی اپنے بالوں کو ٹاول سے صاف کرتا ہوا واش روم

سے باہر آ گیا۔ وہ صرف ڈارک بلیو جینز پہنے ہوئے تھا۔ ٹاول کندھوں سے لٹکتے ہوئے سینے کو ڈھانپے ہوئے تھا۔ پانی کی بوندیں ٹپ ٹپ سنگ مرمر کی طرح چمکتے ہوئے فرش پر گر رہی تھیں۔

"امی کس کا فون تھا۔۔؟" وارڈروب کو وا کیا اور ایک ٹی شرٹ ڈھونڈنے لگا

"تمہاری ڈول کا فون تھا۔۔ تمہیں ملنے کے لئے بلا رہی ہے۔۔" بے نیازی کے ساتھ فون بیڈ پر پھینکا۔ اور اس کے شانوں نے ٹاول کو تھاما جو ہاتھوں کے محرک ہونے کے باعث کسی بھی لمحے گر سکتا تھا۔ اس نے ایک ریڈ ٹی شرٹ سیلیکٹ کی اور پہنتے ہوئے آئینے کے پاس گیا۔ وہاں پر پہلے سے ہی لائیٹ بلیو شرٹ لٹکی ہوئی تھی۔

"اوہ۔۔۔ آئی۔۔ سی۔۔" ہنستے ہوئے شرٹ پہنی اور بنا بٹن بند کئے فون اٹھا کر ایک میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔

"آپ اس کا نام نہیں پوچھیں گی؟ ویسے تو ہر بات پوچھتی ہیں۔۔" موبائل کو دوبارہ بیڈ پر پھینک کر بٹن بند کرنے لگا

"جلدی سے باہر آ جاؤ۔۔ میں نے ناشتہ تیار کر لیا ہے۔۔" اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر بیڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھنے لگیں

"امی۔۔ یہ بٹن بہت سخت ہے۔۔ بند ہی نہیں ہو رہا۔۔" وہ گریبان کا دوسرا بٹن بند کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شگفتہ بی بی پلٹیں اور اس کا بٹن خاموشی کے ساتھ بند کرنے لگیں۔ ان کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا یا پھر وہ اپنے تاثرات کو چھپا رہی تھیں

"اس کا نام عنایہ ہے۔ رِچ فیملی سے بیلونگ کرتی ہے۔ آپ نے کل جو ریکارڈنگ دیکھی تھی ناں۔ وہ بھی اسی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ کافی اچھی ہے۔ اسی کی وجہ سے مجھے ایک شو کی بھی آفر ہوئی ہے۔ آئی لائک ہر۔۔" وہ مسکراتے ہوئے کہتا ہی چلا جا رہا تھا

"اب وقت ضائع کئے بغیر باہر آ جانا۔۔" بے نیازی سے باہر چلی گئیں

"امی بھی ناں۔۔" اس نے گردن کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو اس کے چار انچ لمبے بال لہراتے ہوئے سیٹ ہو گئے۔

"واہ۔۔ضرغام عباسی! کیا قسمت پائی ہے تونے۔۔ ہر چیز تیرے تابع ہے اور تو آزاد۔۔" نچلا ہونٹ دانتوں سے کاٹتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔ اس کا یہ سوچنا بھی بجا تھا۔ آخر ہر خواہش کو بنا کہے پورا ہوتے تو پایا تھا۔ ناامیدی اور مایوسی کے الفاظ سے تو انتہا کی نفرت تھی۔ یہ اس کی ضد تھی، یا ہٹ دھرمی یا پھر قسمت کی مہربانیاں۔ بچپن سے لے کر آج تک وہ صرف اپنی بات منواتا چلا آیا تھا۔ کہتے ہیں ناں جو سوچا جائے کبھی پورا نہیں ہوتا۔ بالکل صحیح کہتے ہیں سوچا کبھی پورا نہیں ہوتا بلکہ ان کو پورا کروانا ہوتا ہے۔ حالات کو اپنے مطابق ڈھالنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ اس نے کیا تھا۔ والدین نے لاکھ کوششیں کی مگر آخر میں جیت اسی کی ہوئی۔ شہہ اسی کا مقدر بنی۔ انہوں نے لاکھ چاہا کہ کسی طرح اس کا بیٹا ان کے کہے کو مان لے۔ اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھال لے، جس میں وہ ڈھالنا چاہتے ہیں۔ اپنی زندگی کو اس طرح بسر کرے جیسا اسلام چاہتا ہے۔ اپنا رہن سہن، اپنی سوچ سب کچھ اسلام کے راستے کی طرف موڑ لے اور صحیح معنوں میں مسلمان ہو جائے۔ لیکن یہ خواہش صرف خواہش رہی۔ پہلے تو کبھی کبھار، سال میں ایک آدھی بار نماز پڑھ

لیتا تھا، روزے بھی اکا دکا رکھ لیتا تھا مگر جب سے اس کے باپ کی وفات ہوئی، تب سے تو جیسے وہ آزاد ہو گیا۔ اپنے آپ کو اس پرندے کی طرح محسوس کرنے لگا جو سالوں بعد پنجرے سے رہا ہوا ہو۔ اس کی عیاشیاں پہلے سے زیادہ ہو گئیں۔ رات کو دیر سے گھر آنا اس کا معمول بن گیا۔ والدین نے جتنا دین کے قریب لانے کی کوشش کی وہ اتنا ہی دنیا کے قریب ہوتا چلا گیا۔ اس کے دل و دماغ میں دنیا نے بسیرا کر لیا۔ دنیاوی سٹیٹس، دنیاوی عزت و شہرت، دنیاوی حسن سب اس کا حاصل بن گیا۔ وہ خود کو ایسی منزل پر فائز کرنے کی جستجو میں تھا، جہاں سے واپسی ممکن نہ ہو۔ جس کے آگے کوئی رتبہ نہ ہو۔ جس کی آخری حد لامکاں ہو۔ جس کے بعد زوال نہ ہو۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک وہ کسی بھی لمحے اپنے ارادوں سے پیچھے ہٹنے کو تیار ہی نہ تھا۔ اگر اس منزل کو پانے کے لئے اسے آگ کا دریا بھی پار کرنا پڑتا تو شائد وہ اس سے بھی گریز نہ کرتا۔ جن لوگوں کے دلوں میں دنیا رچ بس جائے تو دنیا کو حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کر گزرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس نے نہ ہی آگ کا دریا پار کیا اور نہ ہی ٹھنڈے طوفانوں

کا۔ شائد اس لئے کہ ایسی کوئی منزل تھی ہی نہیں جو لازوال ہو۔ ہر شے کو زوال ہے۔ مگر تڑپ ہمیشہ بیدار رہتی ہے۔ یہی تڑپ اس میں بھی تھی۔ اس کی یہ حالت شگفتہ بی بی کو ہمیشہ پریشان کئے رکھتی۔ شوہر کا سایہ تو پہلے ہی سر پر نہ تھا۔ اپنے جوان بیٹے پر بھی ہاتھ نہیں اٹھا سکتی تھی۔ ایسا کرنا اسے باغی کر سکتا تھا اور نہ ہی اس کے ساتھ دین کے معاملے میں زور زبردستی کر سکتی تھیں۔ صرف ایک کام تھا جو وہ کر سکتی تھی۔ ایک در تھا جہاں سے ان کی دلی مراد پوری ہو سکتی تھی۔ وہ در تھا دعا کا۔ صرف دعا ہی ان کا واحد سہارا تھی۔ ہر نماز کے بعد وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنے بیٹے کے لئے دعائیں مانگتیں

"اے خدا! اے میری جان کے مالک! اے زمین و آسمان کے پروردگار! اے کل کائنات کے خالق! اے زندگی بخشنے والے! اے ہدایت دینے والے! میں تیری کمزور بندی تجھے تیرے حبیب کا واسطہ دیتی ہوں، میرے بیٹے کو ہدایت دے دے۔ وہ نہیں جانتا کس چیز میں اس کی بھلائی پوشیدہ ہے، اور کس چیز میں شر ۔ کس راستے پر چل کر اسے ابدی کامیابی ملے گی اور کس راستے پر چل کر ابدی

ناکامی۔ اے خدایا! وہ جس راہ پر چل نکلا ہے، وہاں صرف کانٹے ہیں، ذلالت ہے، اے میرے رب! میرے بیٹے کو اس راستے کے شر سے بچا لے، اس کو اپنی امان میں لے لے۔ اس کے دل کی آنکھیں کھول دے۔ وہ اس راستے کی ہولناکیاں نہیں دیکھ سکتا۔ اے اللہ! اس راستے کی ہولناکیوں سے میرے بیٹے کو بچا لے۔ اے خدایا! تُو تو اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرنے والا ہے، اپنے اس بندے کو دنیا کے کنویں میں گرنے سے بچا لے اس بے بس اور لاچار ماں کی دعا کو سن لے۔ اے ہدایت دینے والے میرے بیٹے کو ہدایت دے دے۔ اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے بیٹے کا دل پلٹ دے۔ تُو تو دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اس بے بس و لاچار ماں کی دعا کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کا شرف بخش دے۔ قبولیت کا شرف بخش دے۔۔"!!

مگر یہ دعائیں زمین و آسمان میں کہیں اٹک کر رہ گئیں۔ جو اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود قبولیت کی منزلیں ہی طے نہیں کر رہی تھیں یا شائد اس کے دعائیں مانگنے میں ہی کچھ کمی رہ گئی ہو گی جس کی وجہ سے وہ آسمان سے پلٹ کر آ رہی تھیں

وہ سیٹی بجاتا ہوا، ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھ رہا تھا۔ شرٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ آتے ہی اس نے ٹرے میں رکھے ہوئے سیب کو اٹھایا اور ٹیبل کے کنارے پر بیٹھ کر شگفتہ بی بی کو کچن میں کام کرتا ہوا دیکھنے لگا

"کچھ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیتے ہیں۔۔" اس کو سیب کھاتا دیکھ کر گویا ہوئیں

"اوہ بھول گیا۔ چلو خیر ہے۔" بے نیازی سے جواب دیا اور ٹانگ کو چیئر پر رکھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا

"تم کوئی پہلی بار بھولے ہو ہر بار تو تمہیں یاد کروانا پڑتا ہے۔ چلو اب یہ دعا پڑھ لو۔۔ بسم اللہ اولہ وآخرہ" ناشتہ لگاتے ہوئے انہوں نے تاکید کی تو اس نے زیر لب پڑھ ہی لی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا اگر وہ نہیں پڑھے گا تو چار پانچ نصیحتیں سننے کو ملے گیں

"اور تم نے یہ شرٹ کے بٹن کیوں کھول لئے۔۔" وہ سیدھا ہو کر کرسی پر بیٹھا تو ان کی نظریں اس کی شرٹ پر گئیں

"یہ شرٹ بٹن بند کر کے اچھی نہیں لگ رہی تھی ناں۔۔ اور ویسے بھی میں نے سوچا اگر میں نے یہ بٹن بند کر لئے تو ٹی شرٹ پہننے کا فائدہ؟ یہ تو نظر ہی نہ آتی۔۔ بس اس لئے۔۔' آدھا سیب کھا کر پلیٹ میں رکھ دیا اور جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے اس نے بھویں اچکائیں

"اپنے آپ کو اس زندگی میں مت الجھاؤ۔۔" سادہ طریقے سے سمجھایا

"اس کو الجھانا نہیں کہتے پیاری امی۔۔۔ اسے وقت کے مطابق چلنا کہتے ہیں۔۔" اس نے بات ہوا میں اڑا دی

"وقت کے ساتھ چلنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ انسان اپنے رب کو ہی بھول جائے۔ اسے یاد ہی نہ کرے۔ جیسے حالات آرہے ہیں۔۔"

"امی۔۔ آپ پھر شروع ہو گئیں۔۔" منہ بگاڑ کر بات کاٹی

"اچھا۔۔۔ زیادہ منہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ صحیح طریقے سے کھانا کھالو۔۔" وہ اس کے چہرے کے تاثر کو اچھی طرح سمجھ چکی تھیں

"مجھے یہی تو آپ کی بات اچھی لگتی ہے کہ آپ مجھے فوراً سمجھ جاتی ہیں۔ میں کیا کہنا

چاہتاہوں؟ میرا موڈ کیساہے؟ آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔۔"اس کے چہرے پر بہار امڈ آئی۔ وہ ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ شگفتہ بی بی ناشتہ کرتے ہوئے کچھ سوچ رہی تھیں۔ایک بات تھی جو وہ کہنا چاہتی تھیں مگر کہہ نہیں پا رہی تھیں۔

"برا نہ مانو تو ایک بات کہوں۔۔۔اس کے تاثرات کو بھانپتے ہوئے پوچھا تھا

"اب اس میں برا ماننے کی کیا باہے۔۔ آپ پوچھیں۔۔"اس کا موڈ بحال ہو چکا تھا

"تمہیں شادی کر لینی چاہیئے۔یہی وقت ہوتا ہے جب انسان کو ایک اچھے ہمسفر کی ضرورت ہوتی ہے۔" انہوں نے ناشتے کے برتن کو سمیٹتے ہوئے کہا تھا۔

"شادی۔۔۔۔"وہ ہنس پڑا۔" مجھے شادی کرنی چاہیئے؟" وہ بات کو مزاح کی طرف لے گیا

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟ کیا تم نے شادی نہیں کرنی؟"

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا۔۔" اس نے مسکراہٹ کے ساتھ شگفتہ بی بی کی طرف دیکھا

"ابھی وقت نہیں آیا؟؟؟ کیا مطلب ہے تمہارا؟ جب عمر گزر جائے گی تب کرو گے شادی۔؟"

"امی آپ کو اتنی ٹینشن کیوں ہو رہی ہے؟ ابھی میری عمر ہی کیا ہے؟"

"پچیس سال۔۔" فوراً سے پہلے جواب دیا

"پچیس سال ہی تو ہے۔اس عمر میں تو لوگ انجوائے کرتے ہیں اور آپ ابھی سے میرے پاؤں میں زنجیریں باندھنے کا سوچ رہی ہیں۔۔" اس نے گردن جھٹکائی

"شادی تمہیں زنجیر لگتی ہے؟ اور جس انجوائمنٹ کی تم بات کر رہے ہو اسے بے حیائی کہتے ہیں۔"

"امی پلز۔۔میں اس ٹوپک پر مزید بحث نہیں چاہتا۔۔" بے رخی دیکھاتے ہوئے کھڑا ہوا

"مگر میری بات تو سنو۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتیں وہ وہاں سے چلا گیا۔اور وہ ہاتھ بڑھا کر رہ گئیں

* * * *

قسط نمبر ۲

بہت زیادہ سوچ و بچار کے بعد آخر اس نے فیصلہ کر ہی لیا کہ وہ محض اپنے والدین کی خواہش کی خاطر جاب ضرور کرے گی مگر اس سلسلے میں وہ کسی کی مدد نہیں لینا چاہتی تھی۔ وہ اپنا مقام خود بنانا چاہتی تھی۔ کسی دوسرے کی سفارش پر کی گئی نوکری سے بہتر ہے انسان محنت مزدوری کر لے۔ کسی کا احسان لینے سے تو بہتر ہے۔ اس نے جاب کرنے کا ذہن ضرور بنا لیا تھا مگر وہ اب بھی اسلام کے اسلاف پر قائم تھی۔ وہ کوئی ایسی جاب نہیں کرنا چاہتی تھی کہ جو اس کی ذات کے منافی ہو۔ جس جاب کو کرنے سے اس کا ضمیر اسے ملامت کرے۔ اگرچہ اس کے پاس قانون کی ڈگری تھی اور با آسانی عدالت میں ایک وکیل کی حیثیت سے اپنے فرائض کو سرانجام دے سکتی تھی۔ لیکن وہ وکیل بن کر اپنی آواز کو نامحرم کے کانوں تک نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔ وکیل کا کام دوسرے کو اپنے دلائل سے متفق کرنا ہوتا ہے اور اس کے لئے اس کی آواز کا اتار چڑھاؤ بدلتا رہتا ہے۔ کبھی آواز کو بادلوں کی سی گرج دینی پڑتی ہے تو کبھی شہد کی سی مٹھاس سے دوسروں کی

چاپلوسی کرنا پڑتی ہے مگر وہ ان میں سے کسی کے بھی حق میں نہ تھی۔ اس کے نزدیک اپنی عزت و ناموس سب سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔ حجاب صرف چہرے کا ہی نہیں ہوتا، حجاب تو جسم کے ایک ایک عضو کا ہوتا ہے۔ آنکھوں کا بھی پردہ ہوتا ہے۔ آنکھوں کا پردہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے کسی نامحرم کو نہ دیکھا جائے۔ کانوں کا بھی پردہ ہوتا ہے۔ کانوں کا پردہ یہ ہے کہ اس کے ذریعے کسی نامحرم کی آواز نہ سنی جائے، ہاتھوں کا بھی پردہ ہوتا ہے۔ ہاتھوں کا پردہ یہ ہے کہ یہ کسی نامحرم کے جسم سے مس نہ ہو، پاؤں کا بھی پردہ ہوتا ہے۔ پاؤں کا پردہ یہ ہے کہ وہ کسی بھی نامحرم کی طرف چل کر نہ جائیں۔ ذہن کا بھی پردہ ہوتا ہے۔ ذہن کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں کسی نامحرم کا خیال نہ آئے اور دل کا پردہ تو سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ دل کا پردہ یہ ہے کہ اس میں نامحرموں کو دیکھنے کا ذوق پروان نہ چڑھے۔ اکثر لڑکیوں کو اپنی سہیلی کا دولہا دیکھنے کی بڑی چاہ ہوتی ہے، پہلے پہل تو کن انکھیوں سے دیکھا جاتا تھا اور پھر رفتہ رفتہ سب کے سامنے اس کے چہروں کو دیکھا جانے لگا اور پھر اس کے ساتھ بیٹھ کر تصویریں بنائی جانے لگیں۔ یہ بے حیائی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔؟ نامحرموں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے

سے دل میں صرف نفاق ہی جنم لیتا ہے اور پھر یہی نفاق آگے بڑھ کر سیاہی کی شکل اختیار کر لیتا اور پھر ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب بڑے سے بڑا گناہ بھی معمولی لگتا ہے اور اگر وہ اس حد کو بھی پار کر جائے تو گناہ بھی نہیں سمجھا جاتا لیکن وہ ایسا کچھ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آج تک کبھی اس نے ایسے فنکشن میں شرکت نہیں کی جہاں مرد اور عورت کا اخلاط ہو۔ اور وکیل میں تو ایسا بہت کم ممکن ہے۔ وہاں تو اکثر مردوں کے ساتھ ہی کام کرنا پڑتا ہے اور اگر نہ بھی کیا جائے تو جج کے سامنے بھری عدالت میں چیخ چیخ کر اپنی آواز کو نامحرموں تک پہنچایا جاتا ہے۔

صبح کو جلدی اٹھ کر اس نے سیاہ عبایا پہنا اور پھر چادر سے اپنے سر کو ڈھانپ کر گھر سے نکل پڑی۔ گھر میں سب سو رہے تھے۔ اس لئے بنا کسی کو کچھ کہے وہ گیٹ کو بند کر کے باہر آئی۔ باہر کی دنیا اسے بہت عجیب لگی۔ آج کافی عرصہ بعد اس نے گھر سے باہر قدم رکھا تھا۔ انسان جہاں کافی عرصہ بعد جائے تو اسے کچھ نہ کچھ عجیب ضرور لگتا ہے۔ چاہے وہ جگہ اس کی من پسند ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ تو اس جگہ کو پسند بھی نہیں کرتی تھی پھر بھلا وہ کیسے اس جگہ کو پسند کر سکتی تھی۔ صبح کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وقت ہر طرف چہل قدمی تھی۔ مائیں اپنے بچوں کا ہاتھ پکڑ کر سکول چھوڑنے جا رہی تھیں، باپ اپنے بچوں کو بائیک پر بٹھا رہا تھا۔ سکول کے دروازے پر بھی بچوں کا رش تھا۔ وہ نظریں جھکائے بس آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ ہر طرف گہما گہمی تھی۔ سب کو صرف اپنی اپنی پڑی ہوئی تھی۔ لیکن لوگوں کے اس ہجوم میں بھی اس کا وجود نمایاں تھا۔ سر تا پا سیاہ حجاب تھا۔ ہاتھوں میں سیاہ دستانے، پاؤں میں سیاہ جرابیں، صرف اس کی آنکھیں تو جو دیکھی جا سکتی تھیں۔ یہ پھر ہلکا ہلکا سا گندمی رنگ تھا جو آنکھوں کے ارد گرد تھا۔ سب کی نگاہیں اس پر اٹھ تو ضرور رہی تھیں مگر ناکام لوٹ جاتی۔ وہ دوسری لڑکیوں سے یکسر مختلف تھی۔ اس نے دوسری لڑکیوں کی طرح اپنے آپ کو نمائش کے لئے نہیں پیش کیا تھا۔ ایک بار جو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا دوسری اٹھانے کی جرات نہ کرتا۔ کوئی بھی اس کے وجود کی تابناکی کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ ایک غائبانہ طاقت سب کو اپنی نظریں جھکانے پر مجبور کر رہی تھی۔ لیکن وہ چلتی جا رہی تھی۔ فٹ پاتھ پر۔ جب کوئی آدمی سامنے سے آتا تو خود بخود فٹ پاتھ سے اتر جاتا اور اسے راستہ دیتا۔ پیچھے سے آنے والے بھی اسی طرح کرتے، فٹ پاتھ سے اتر کر آگے چلے جاتے۔ کسی نے

اسے میلی آنکھ سے نہ دیکھا۔ جب انسان کے اندر کوئی میل نہیں ہوتا تو حالات بھی اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ دنیا کی ہر شے اس کے تابع ہوتی ہے لیکن جب انسان کے دل میں میل ہو تو اس کا ضمیر خود اس کو ملامت کرتا ہے۔ وہ خود اپنے پاؤں سے چل کر گناہ کی طرف جاتا ہے اور پھر چلتا ہی جاتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں نہ ہی کوئی کھوٹ تھا اور نہ ہی کوئی میل۔ وہ آدھ گھنٹے میں اپنی منزل پر تھی۔ کل شام وہ لان میں ٹہل رہی تھی تو کوئی ایک پمفلٹ دروازے کے نیچے سے پھینک کر چلا گیا۔ وہ کسی برائٹ انڈسٹری کا اشتہار تھا۔ جنہیں اپنی نئی برانچ کے لئے سٹاف کی ضرورت تھی۔ پوسٹ بھی اچھی تھی اور سب سے بڑی بات وہ پوسٹ صرف خواتین کے لئے خاص تھی۔ انٹرویو کا ٹائم آٹھ بجے تھا۔ اس لئے اس نے صبح اٹھتے ہی وہاں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ناشتہ بھی ہلکا پھلکا کیا۔ بس وہ جتنی جلدی ہو سکے وہاں پہنچ جانا چاہتی تھی کیونکہ وہ جتنی دیر سے وہاں پہنچتی، اتنی دیر ہی اسے انتظار کرنا پڑتا۔ وہ مضبوط قدموں کے ساتھ بلند وبالا عمارت میں داخل ہوئی۔ اس کی نظریں صرف بلڈنگ کے باہر ایک بار اوپر اٹھی تھیں وہ بھی نام دیکھنے کے لئے۔ اندر آئی تو وہ ٹائل میں اپنا عکس دیکھ سکتی تھی۔ اسے ایسا لگا کوئی نیچے ٹائیل میں سے

اس کا چہرہ دیکھ لے گا۔ اس نے اپنی چادر کو کس لیا۔ اور ریسپشن کی طرف بڑھی۔ وہاں ایک بیس بائیس سالہ لڑکی، کھلے بالوں کے ساتھ فون پر کسی کے ساتھ ہنستے ہوئے بات کر رہی تھی۔ چہرے پر سرخ لپ سٹک، آنکھوں کا کاجل کسی کا بھی دل مائل کرنے کے لئے کافی تھا۔

" انسان گناہ کی طرف ابھرتا نہیں ہے بلکہ ابھارا جاتا ہے۔" اس کے دل نے کہا تھا، مگر وہ یہاں کسی کو ملامت کرنے نہیں آئی تھی۔

"السلام علیکم!" وجیہہ کے سلام کرنے پر اس نے ایک حیرت سے بھری نگاہ اس کے وجود پر ڈالی۔ اس کے ہونٹ کھلے ہوئے تھے، جیسے اس نے کوئی لفظ بولنے کے لئے کھولے ہوں مگر اس کا وجود دیکھ کر بول نہ پائی ہو۔ اس نے ریسیور کو کریڈل پر رکھا اور استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا

"وعلیکم السلام۔۔ جی فرمایئے۔ میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں۔۔" اس کا لہجہ بہت شیریں تھا، جو کسی بھی نامحرم کو اس کی طرف کھینچ سکتا تھا

"میں وجیہہ عظمت ہوں اور جاب کے سلسلے میں آئی ہوں۔" یہ سن کر وہ لڑکی سکتے میں آ گئی جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو، وہ یک ٹک اس کے عبایا کو

دیکھ رہی تھی، اور پھر اس پر لپٹی ہوئی چادر کو۔

"سس سی۔وی۔" اس کے لب لڑکھڑائے

"جی؟؟" وجیہہ اس کا مطلب سمجھ نہ سکی

"میرا مطلب ہے آپ مجھے اپنی سی وی دے دیں، میڈم آتی ہیں تو میں ان کو دے دیتی ہوں" اس لڑکی نے اپنا ہاتھ سی وی پکڑنے کے لئے آگے بڑھایا تو کوئی کپڑا حائل نہ تھا۔ اس نے ہاف سلیو قمیض پہنی ہوئی تھی۔ دودھیا بازو دوپٹے سے بھی عاری تھی۔ دیکھنے والے کے دل میں خود بخود چھونے کی حرص پیدا ہو سکتی تھی۔

"آپ اتنے وہاں بیٹھ کر انتظار کر سکتی ہیں۔" اس نے مسکراہٹ کے ساتھ سامنے صوفے پر اشارہ کیا، مسکراہٹ بھی دلنشین تھی۔ وجیہہ وہاں جا کر بیٹھ گئی۔

بلڈنگ میں صرف خواتین تھیں، کوئی مرد نظر نہیں آیا۔ اس کے ساتھ دوسری خواتین بھی انٹرویو کے لئے آئی تھیں۔ کچھ بہت ینگ تھیں تو کچھ ذرا اولڈ مگر ان سب میں اس کا وجود نمایاں تھا۔ وہ اب پہلے کی طرح نیچے نگاہ نہیں کئے ہوئے تھی بلکہ نگاہیں اٹھا کر بلڈنگ کا جائزہ لے رہی تھی۔ پوری بلڈنگ شیشے کی طرح چمک

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

رہی تھی۔ کیبن بھی گلاس کے تھے۔ کام کرنے والے تمام اپنے کولیگز کو دیکھ سکتے تھے۔ سامنے ایک کیبن تھا۔ وہاں ایک چالیس سالہ عورت پیپر پر کچھ لکھ رہی تھی مگر اپنا کام کرتے ہوئے وجیہہ کی طرف دیکھنا بھی وہ اپنے کام کا حصہ سمجھ رہی تھی۔ ریسیپشن پر موجود لڑکی نے وجیہہ کی سی۔وی کو بغور پڑھا اور پھر یک ٹک بس اسے ہی دیکھتی رہی۔ تقریباً آدھا گھنٹا انتظار کے بعد وہ لڑکی انٹرویو کے لئے آئیں خواتین کے پاس آئی۔

"سوری! میڈم تو آج کسی وجہ سے نہیں آسکتیں مگر انہوں نے انٹرویو کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا ہے، وہ صرف پانچ منٹ میں یہاں آتے ہی ہونگے۔ آپ کچھ دیر انتظار کیجیے۔۔" یہ کہہ کر وہ تو چلی گئی مگر وجیہہ کے چہرے کے رنگ متغیر ہو گئے۔ یہاں آنے کے بعد جب اس نے دیکھا کہ کوئی مرد نہیں ہے تو اس نے اپنا نقاب اتار دیا تھا۔ لیکن کسی نامحرم کے آنے کی خبر کا سن کر اس نے ایک بار پھر نقاب کر لیا۔ ریسپشن پر موجود لڑکی نے دوبارہ اس کی طرف نگاہ دوڑائی۔ وہ وجیہہ کی آنکھوں میں موجود بے چینی پڑھ سکتی تھی۔

"انٹرویو ایک مرد لے گا۔۔ ایک نامحرم۔۔ ایک بند کیبن میں۔۔ وہ اور میں۔۔۔

اور۔۔ تیسرا شیطان۔۔" وہ یہی سوچتے ہوئے ریسیپشن پر گئی اور اپنی سی وی واپس طلب کی

"مگر کیوں؟" اس نے حیرت سے استفسار کیا

"آپ کے پمفلٹ پر لکھا تھا کہ عورت انٹرویو لے گی لیکن اب آپ نے اچانک جو خبر دی تو بس اس لئے۔۔ سوری میں کسی مرد کے ساتھ اکیلے بند کیبن میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی وقت نہیں گزار سکتی۔" اس نے صاف گوئی سے کام لیا

"لیکن آپ نے یہاں کے کیبن تو دیکھ ہی لئے ہیں۔ باہر سے سب کچھ نظر آتا ہے۔۔"شائد وہ جانتی تھی، اسی لئے وجیہہ کی بات مکمل ہوتے ہی جواب دیا

"ٹھیک ہے یہاں تقریباً تمام کیبن گلاس کے ہیں اور اندر کیا کچھ ہو رہا ہے سب نظر آتا ہے لیکن ہے تو ایک بند کمرہ ہی، اندر کیا بول رہے ہیں وہ تو سنائی نہیں دیتا ناں۔۔ آپ برائے مہربانی مجھے میری سی وی دے دیں۔۔"

" اگر یہی وجہ ہے تو آپ کو جانے کی کوئی ضرورت نہیں، میں آپ کے ساتھ سر کے کیبن میں آجاؤں گی۔" وہ لڑکی بس یہ چاہ رہی تھی کہ وجیہہ یہاں سے انٹرویو دیئے بغیر نہ جائے۔ پتا نہیں کیوں وہ اس کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئی تھی۔

اگرچہ وہ خود حسن پرست تھی مگر وجیہہ کی سادگی اس کے دل میں اتر چکی تھی۔ اس لڑکی کے اصرار پر وجیہہ مان گئی اور اپنی جگہ پر دوبارہ آکر بیٹھی ہی تھی کہ مردانہ کھنکار اس کے کانوں میں گونجی۔ اس نے اپنے آپ کو مزید سمیٹ لیا۔ وہ شخص بڑے ٹھاٹ کے ساتھ دائیں طرف موجود گلاس کے کیبن میں چلا گیا اور پھر انٹرویو شروع کرنے کے لئے ریسیپشن پر کال کی۔ وہ لڑکی آگے بڑھ کر آئی اور وجیہہ کے ساتھ بیٹھی لڑکی کو اندر کیبن میں بھیجا۔ وہ آدھ گھنٹے تک اپنی باری کا انتظار کرتی رہی۔ پھر وہ وجیہہ کو لینے آئی تو وجیہہ نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے پیچھے پیچھے چل دی

"کیا میں آسکتی ہوں؟؟"

" جی آیئے۔۔" وہ سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔ اپنے کام میں مگن تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو اس کے پیچھے پیچھے وہ لڑکی بھی اندر آگئی۔ اور بہانے سے ایک فائل ڈھونڈنے لگی

"جی آپ کا نام؟" اس نے ابھی تک نگاہ اوپر نہیں اٹھائی تھی۔ اس نے اپنا نام بتانے کی بجائے اپنی سی وی آگے ٹیبل پر رکھ دی۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور سی

وی کو پڑھنے لگا مگر اس لڑکی کے قدموں کی آواز بار بار مخل ہو رہی تھی۔

"تم یہاں کیا کہہ رہی ہو؟ باہر جاؤ۔۔" اس نے قدرے غصے میں کہا تو وہ سہم گئی

"جی میں فائل ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔"

"بعد میں تلاش کرنا۔۔۔ جاؤ اب یہاں سے۔۔" وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔

"بہت خوب۔۔۔" اس نے ابھی تک وجیہہ پر نگاہ نہیں دوڑائی تھی۔

"ویلڈن وجیہہ۔۔۔" لیکن جیسے ہی اس نے وجیہہ پر نگاہ دوڑائی تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ وہ اس کے نفی میں ہلتی گردن کے عکس کو شفاف شیشے میں سے دیکھ سکتی تھی۔ ریسپشن پر موجود لڑکی کی نگاہیں ابھی بھی اندر ہی مرکوز تھیں

"لیکن ابھی تو آپ نے کہا۔۔۔"

"سوری مگر ہم آپ کو یہ جاب نہیں دے سکتے۔۔۔" وہ ابھی بھی اپنی بات پر قائم تھا

"لیکن۔۔۔"

"ٹھیک ہے اگر آپ سننا چاہتی ہیں تو سنیں۔۔" اس نے اپنی نگاہیں وجیہہ سے ہٹا کر ٹیبل پر مرکوز کر لیں

"آپ نے جس پوسٹ کے لئے اپلائے کیا ہے، وہ ایک جنرل پوسٹ ہے۔ اور اس پوسٹ پر جو بھی کام کرے گا اس کا لوگوں کے ساتھ انٹر یکشن بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور میرا نہیں خیال یہ جاب آپ کے لئے مناسب ہے۔ ہمیں ایک بریو گرل چاہیئے، اس جیسی۔۔" اس نے باہر ریسپشن والی لڑکی کی طرف اشارہ کیا

"نا کہ سات پردوں میں چھپی ہوئی۔۔ آگے آپ سمجھ گئی ہونگی کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔۔" وہ بنا کچھ کہے باہر آگئی۔ اور دروزے کے طرف بڑھنے لگی

"آئی ایم سوری۔۔۔ میں آپ کے ساتھ اندر نہ رہ سکی۔۔" یہ اسی لڑکی کی آواز تھی

"لیکن میں آپ کو ایک بات کہوں گی کہ ایک لڑکی کو اپنی عزت اپنے ظاہر سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔" وہ یہ کہنے پلٹی تھی اور پھر بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔ وہ ایک ثانیے کے لئے اسی جگہ پر کھڑی رہی اور اس کے جاتے وجود کو تراشتی رہی۔ صرف اس کے عبایا کو یہاں ہی نشانہ نہیں بنایا گیا بلکہ وہ جہاں بھی گئی یہ الفاظ اس کا پیچھا کرتے رہے مگر اتنا کچھ سننے کے بعد بھی اس کے حوصلے پست نہیں ہوئے۔ ایک آس اب بھی باقی تھی۔ جو کہ خدا کی رحمت تھی۔ جب بھی اس کے قدم

ڈگمگانے لگتے تو دادی کے یہ الفاظ اس کی ڈھارس باندھتے۔

”منزل ہمیشہ دوراستوں پر چل کر ملتی ہے۔ ایک راستہ پھولوں کی سیج سے بنا ہوتا ہے اور دوسرا کانٹوں کی سیج سے۔ پھولوں کی سیج پر چل کر تو ہر کوئی منزل کو پالیتا ہے۔ لیکن منزل کی اصل قدر وقیمت وہی جانتا ہے جس نے کانٹوں پر چل کر چاہ کو حاصل کیا ہو۔۔“

یہی سوچ اس کو آگے بڑھنے کے لئے ہمت فراہم کرتی۔ وہ آگے بڑھتی جارہی تھی۔ یکے بعد دیگرے وہ کئی دفاتر میں گئی مگر کہیں سے مثبت جواب نہ ملا۔ ایک جگہ سے تو وہ الفاظ اس کو سننے میں ملے جو اس نے اپنے خیال میں بھی گمان نہیں کئے تھے۔

”آپ جیسی لڑکی سوچ بھی کیسے سکتی ہے جاب کرنے کا؟ بلکہ مجھے تو حیرت اس بات پر ہو رہی ہے کہ آج کے دور میں بھی آپ جیسی کم ظرف لڑکیاں ہیں جو ابھی بھی پرانی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔۔“

”مسٹر! اگر آپ کو یہ جاب نہیں دینی تو نہ دیں لیکن کم سے کم میرے اس حجاب کو برا مت کہیں اور آپ کے علم کے لئے یہ بات عرض کرتی چلوں کہ مذہب آج

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

بھی زندہ ہے اور جب تک یہ مذہب زندہ رہے گا تب تک ہم جیسی لڑکیاں پیدا ہوتی رہیں گی جو اپنی عزت وناموس کو چند پیسے کے عوض کبھی داؤ پر نہیں لگائیں گی۔۔“

یہ جواب سن کر اس کے ہوش ہی اڑ گئے اور مزید کچھ نہ بول سکا مگر منزل اب بھی دور رہی۔ تقریباً ہر آفس میں وہ جاچکی تھی جو اس کے علم میں تھے۔ سائے بھی اب لمبے ہونے لگ گئے۔ ظہر کی نماز بھی اس نے ایک آفس میں ادا کی۔ اب وہ گھر کی طرف جانے لگی تھی۔ آنکھوں میں قدرے نمی تھی مگر حوصلے اب بھی مردہ نہیں ہوئے تھے۔ واپسی پر اس کی نظر ایک کالج کے گیٹ پر لگے بینر پر پڑی۔ ادھر بھی ایک ٹیچر کی ضرورت تھی۔ اس نے آج کے لئے آخری بار قسمت آزمائی کرنا چاہی۔ وہ مضبوط قدموں کے ساتھ دو سٹیپ چڑھی جو اسے کالج کے اندر لے گئے۔

” السلام علیکم! آپ نے باہر بینر لگایا تھا۔۔“ کالج میں داخل ہوئی تو سامنے ایک لڑکی سر پر دوپٹہ لئے بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے پڑی ٹیبل کے نیچے انگلش میں ریسیپشن لکھا ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام! مجھے افسوس ہے مگر آپ نے دیر کر دی، ابھی کچھ دیر پہلے ہی میڈم نے کسی کو جاب دے دی ہے۔" یہ سنتے ہی وہ بنا کچھ کہے باہر جانے لگی۔ شائد آج کے دن میں اس کے لئے کہیں جاب نہیں لکھی تھی۔ وہ دروازے کی طرف آئی تو پیچھے ایک آواز نے اس کو پلٹنے پر مجبور کر دیا

"رکو۔۔! میرے کمرے میں بھیجو اسے۔۔" وہ پلٹی تو ایک عورت کا عکس نظر آیا جو اپنے کیبن میں جا چکی تھی۔ ریسپشن پر موجود لڑکی نے اسے کمرے کی طرف جانے کو کہا

"کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"

" جی۔۔ آیئے۔۔ بیٹھیے۔۔" اسے یہاں ایک عجیب سا سکون ملا

"السلام علیکم! یہ میری سی وی ہے۔۔" کرسی پر بیٹھتے ہوئے اپنی سی وی اس خاتون کی طرف بڑھائی

" وعلیکم السلام۔۔" ایک سرسری نگاہ سی وی پر دوڑائی پھر فائل کو واپس کر دیا

" آپ دو دن بعد کالج آسکتی ہیں۔" یہ سن کر اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہی۔ دن بھر کی تھکان اس ایک جملے نے دور کر دی۔

"مگر آپ نے تو اچھی طرح میری سی وی دیکھی ہی نہیں۔۔ صرف سرسری طور پر جائزہ لیا ہے۔"

" وہ تو سب فارمیلیٹی ہوتی ہے۔۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف دیکھا تھا

"لیکن آپ نے تو وہ فارمیلیٹی بھی پوری نہیں کی اور پھر مجھے تو باہر کہا گیا تھا کہ یہ پوسٹ تو پہلے ہی کسی اور کو آفر کر دی گئی ہے۔۔"

" بہت خوب۔۔۔ گہرائی میں جاتی ہو۔۔ نائیس۔۔" انہوں نے اس کی تعریف کی

"شکریہ۔ لیکن یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔۔"

" جواب بھی مل جائے گا لیکن اس وقت یہ جاننا ہی کافی ہے کہ آپ کو یہ جاب آفر کر دی گئی ہے، آپ اس طرح کیجیے گا کہ جاتے وقت اپنا نام، موبائل نمبر اور ایڈریس ریسیپشن پر دے دیجئے گا، کل تک آپ کو اپائنمنٹ لیٹر اِشو کر دیا جائے گا۔۔" وہ ٹیبل سے کچھ کاغذات کو اکٹھا کر رہی تھیں۔

"مگر۔۔۔"

" دیکھیے۔۔ بعض اوقات انسان کی شخصیت سب کچھ بتا دیتی ہے۔ اور پھر اب تو ویسے بھی آپ کو دیر ہو رہی ہے۔ عصر ہونے والی ہے اور پھر عصر کے بعد تو سورج ڈھلتے دیر بھی نہیں لگتی۔۔" ان کے چہرے پر ہلکی سی تبسم تھی۔

" اچھا! اب میں چلتی ہوں۔۔ آپ یاد سے اپنا نمبر دے کر جانا۔۔" اس سے پہلے کے وجیہہ کرسی سے اٹھتی، وہ برق رفتاری سے کیبن سے باہر چلی گئیں۔ وجیہہ کے ذہن میں کئی سوال غوطہ کھانے لگے۔ وہ گھر تو پہنچ گئی مگر کئی سوال اس کے ذہن میں غوطہ کھا رہے تھے۔

"کہاں تھی تم سارا دن؟" وہ کھوئی کھوئی ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئی۔ پرس کو اتار کر صوفے کے سامنے ٹیبل پر رکھا تو علی عظمت نے فوراً سوال داغا

" چلو۔۔ جہاں بھی گئی ہو لیکن اس بات کا تو شکر ادا کر لو پہلے کہ گھر سے تو نکلی۔ ورنہ سارا دن گھر میں ہی رہتی تھی میری بیٹی۔۔ تم بیٹھو۔۔ میں تمہارے لئے چائے بنا کر لاتی ہوں۔" رضیہ بیگم نے ایک کپ چائے کا علی عظمت کو دیا اور پھر کچن میں چلی گئیں، وجیہہ ادھر ہی صوفے پر دھڑام سے بیٹھی تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایک محاذ سے ہو کر آئی ہو۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

" آج تو مرغی بھی اپنے کھڈے سے باہر نکل گئی۔" ہینڈ فری کانوں میں لگائے وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا۔ وجیہہ نے جیسے ہی اس کی طرف دیکھا تو اس نے گردن کو جھٹکے کے ساتھ دوسری طرف کیا۔

" بس تمہاری ہی کمی تھی۔۔۔" علی عظمت نے انمول کے طنز کا جواب بھی طنزیہ دیا۔ لیکن انمول نے کچھ نہ سنا بس سیڑھیاں اتر کو وجیہہ کے ساتھ بیٹھ گیا، اس کا سارا دھیان سمارٹ فون پر گانا سیلکٹ کرنے میں تھا۔

" یہ لو چائے۔۔" ایک کپ وجیہہ کے سامنے رکھا اور دوسرا وجیہہ کے ہاتھ میں تھمایا

" میں جاب ڈھونڈنے گئی تھی۔۔" یہ سن کر سب کو ایک جھٹکا لگا۔ رضیہ بیگم کو تو ایسا شاک لگا کہ وہ جھکی کی جھکی رہ گئیں۔ وہ دونوں کپ پہلے ہی سرو کر چکی تھیں، اس لئے گرنے سے بچ گئے۔ ورنہ وہ ضرور بے موت مارے جاتے۔ علی عظمت کے گلے میں بھی چائے کا ایک گھونٹ اٹک گیا۔ انمول نے بھی پتا نہیں کیسے اس کے یہ الفاظ سن لئے۔ اس نے ہینڈ فری نکال کر یقین کرنا چاہا

"کیا؟؟ تم سچ کہہ رہی ہو۔۔" علی عظمت نے دوبارہ استفسار کیا

"جی ابو۔۔ جاب بھی مل گئی اور کل تک اپائنمنٹ لیٹر بھی اِشو ہو جائے گا۔۔"

انہیں ابھی بھی اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ انمول بھی منہ کھولے وجیہہ کے چہرے کو دیکھتا جا رہا تھا۔

"مبارک ہو۔۔" رضیہ بیگم نے خوشی میں اسے گلے لگا لیا۔ لیکن دماغ اب بھی ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ وجیہہ جاب کی تلاش میں گھر سے باہر نکلی تھی

"بڑی بات ہے۔۔" انمول نے طنزیہ شانے اچکائے تھے

"بیٹا۔۔ کہاں ملی جاب؟" علی عظمت نے پوچھا

"ایک پرائیویٹ کالج ہے۔۔ براق گروپس آف کالجز کی مین برانچ میں۔۔" دھیمے لہجے میں بتایا تو انمول کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی

"کیا کہا تم نے؟ براق گروپس آف کالجز۔۔؟؟ وہ تو اتنا فیمس کالج ہے ادھر؟؟" انمول کو تو جیسے اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔

"ہاں۔۔۔" اس نے ایک بار پھر اثبات میں گردن ہلائی

"لیکن بیٹا۔۔۔ تمہاری کوالیفیکیشن تو زیادہ ہے ناں۔۔ ایز کمپیئر ٹو دِس جاب۔۔۔؟" علی عظمت نے استفسار کیا

"علی عظمت۔۔ اس بات کو چھوڑو۔۔ جاب جہاں بھی ملی ہو۔۔ میرے لئے تو یہی بات خوشی کی ہے کہ یہ جاب کے لئے تیار ہو گئی۔۔ اب گھر سے باہر نکلے گی تو جانے گی کہ باہر کی دنیا کیسی ہے؟ اور شائد باہر جانے سے ہی اس کی یہ کالی چادریں بھی اتر جائیں۔۔" رضیہ بیگم لاڈ کرتے نہیں تھک رہی تھی مگر شائد وہ خود تھک چکی تھی۔ اسی لئے اپنے کمرے میں چلی گئی

* * * * *

دھیمے قدموں کے ساتھ ضرغام گھر میں داخل ہوا۔ دروازے کو آہستہ سے بند کیا اور پھر خراماں خراماں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ٹی وی لاؤنج میں گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔

"لگتا ہے امی سو گئیں۔۔" اس نے سوچا اور ایک سکھ کا سانس لیا۔ کچن میں جا کر اس نے ایک گلاس پانی پیا اور پھر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہاں ہر طرف اندھیرا تھا۔ اس نے لائیٹ آن کی تو شگفتہ بی بی کرسی پر بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی

"مل گیا وقت گھر آنے کا؟ وقت دیکھا ہے تم نے؟" اس کو دیکھتے ہی وہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اس نے بھی اپنا منہ بگاڑ لیا۔ اور جو احتیاط وہ پہلے

برت رہا تھا۔ شگفتہ کو سامنے دیکھ کر بے باک ہو گیا

"امی۔۔۔ آپ ابھی تک نہیں سوئیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ۔۔۔" اس نے بات بدلنے کی کوشش کی

"سو گئیں ہو نگی۔۔۔ یہی کہنا چاہتے تھے ناں تم۔۔۔ بیٹا ماں اس وقت تک نہیں سوتی جب تک اس کے بچے گھر لوٹ نہ آئیں۔ اگر ایک ماں کو ساری رات بھی جاگنا پڑے ناں اپنے بیٹے کے انتظار میں تو وہ یہ بھی کر گزرتی ہے۔۔"

" تو آپ کو کون کہتا ہے امی کہ آپ میرا انتظار کریں۔۔۔ آپ سو جایا کریں۔۔" اس نے کندھے سے پکڑ کر ان کا غصہ کم کرنا چاہا

"تو تم جلدی آجایا کرو۔۔ ناں اتنی دیر کیا کرو۔۔" انہوں نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے

"دیر؟؟؟؟؟ امی ابھی تو صرف بارہ بجے ہیں۔۔" اس نے ایسے کہا جیسے صرف شام کے چھے بجے ہوں

"بارہ کو تم ابھی کہہ رہے ہو۔ بیٹا یہ شریف لوگوں کے لئے آدھی رات ہوتی ہے۔" انہوں نے لفظ ابھی پر زور دیتے ہوئے کہا

"آدھی رات ہے تو پھر یہی صحیح۔۔ لیکن میرے لئے تو یہ صرف شام ہے۔۔" اس نے بے نیازی سے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے کہا

"بیٹا! نہ رہا کرو، رات گئے تک یوں دوستوں کے ساتھ۔۔ جلدی لوٹ آیا کرو۔۔" وہ بٹن کھول چکا تھا۔ اس نے شرٹ اتار کر بیڈ پر پھینکی

"بیٹا! رات گئے تک گھر سے باہر رہنا اچھی بات نہیں ہوتی۔" انہوں نے پیار سے اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو اسے غصہ آگیا

" امی پلز۔۔۔ میں تھک چکا ہوں آپ کی نصیحتیں سن سن کر۔۔ اب نہیں سنی جاتی مجھ سے آپ کی نصیحتیں۔۔" وہ زوردار لات کرسی پر مار کر واش روم میں گھس گیا اور ایک جھٹکے سے دروازہ بند کیا

"آج تمہیں میری باتیں بری لگ رہی ہیں مگر ایک وقت آئے گا جب تمہیں میری باتیں یاد آئیں گی۔۔"

" جب وہ وقت آئے گا۔۔ تب کی تب دیکھی جائے گی۔۔" اس نے واش روم کے اندر سے ہی جواب دیا

"سنبھل جاؤ بیٹا۔۔۔ سنبھل جاؤ۔۔" وہ اب نائیٹ سوٹ پہن کر باہر آ چکا تھا۔

وائیٹ کرتا پاجامہ اس کی شخصیت کو بھارہا تھا۔ پیشانی پر ہلکی ہلکی جنبش کرتے بالوں میں وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔

"اگر آپ کی باتیں پوری ہو گئی ہوں تو کیا میں اب سو سکتا ہوں۔۔؟" اس نے ہاتھ جوڑ کی منتوں بھرے لہجے میں استفسار کیا تو شگفتہ اس کے رخسار پر ہاتھ پھیر کر باہر چلی گئیں۔ ان کے جانے کے بعد اس نے دروازہ لاک کر دیا۔ اور ایک لمبا سانس لیا۔

* * *

علی عظمت ڈائننگ ٹیبل پر اخبار پڑھ رہے تھے۔ رضیہ بیگم کچن سے ناشتہ لا کر ان کے سامنے رکھ رہی تھی۔ انہوں نے مسکراہٹ کے ساتھ کن انکھیوں سے ان کی طرف دیکھا اور دوبارہ کچن میں چلی گئیں۔ انہوں نے اخبار کی تہہ لگا کر کچن میں دیکھا پھر ادھر ادھر ٹی وی لاؤنج کی طرف نگاہ دوڑائی۔ پھر تہہ لگا اخبار ٹیبل پر ایک طرف رکھا

"یہ وجیہہ نظر نہیں آ رہی؟ کہاں ہے؟" رضیہ بیگم چائے کے کپ ٹیبل پر رکھ رہی تھیں

"وہ تو صبح ہی کالج چلی گئی۔۔" پلیٹ میں قورمہ ڈال کر علی عظمت کی طرف بڑھایا

" اوہ۔۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے روٹی کا نوالہ بنایا

" اس نے بتایا بھی تھا سب کو۔۔ ویسے کافی خوش دیکھائی دے رہی تھی آج وہ۔۔" خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگیں

"خوش کیوں ناں ہو۔۔ آخر اس کی ماں بھی تو خوش ہے۔۔" چہرے پر ہلکی سی تبسم تھی

" یہ تو آپ نے سچ کہا کہ میں بہت خوش ہوں۔ آخر وہ اکیسویں صدی کی لڑکی ہے۔ اسے کچھ تو معلوم ہونا چاہئے آج کے طور طریقے۔۔"

"ٹھیک۔۔۔ لیکن یہ آپ کا لاڈلہ بیٹا کہاں ہے؟" انہوں نے ادھر ادھر دیکھ کر استفسار کیا

"وہ تو ابھی تک سو رہا ہے۔۔۔" انہوں نے بے نیازی سے جواب دیا تھا

"نواب زادے۔۔ ابھی تک سو رہے ہیں۔۔" انہوں نے طنز کیا

" ارے! اس میں طنز کرنے کی کیا بات ہے؟ آخر رات کو ایک بجے تو سویا تھا۔ اب نیند بھی تو پوری کرنی ہے۔" علی عظمت نے جواباً گردن ہلائی۔ کچھ دیر

خاموشی دونوں کے درمیان رہی

"ویسے ایک کام کریں گے آپ؟" اچانک انہیں کچھ یاد آیا تھا۔

"حکم کریں بیگم۔۔" انھوں نے چائے کا کپ ہاتھ میں تھاما اور ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"آپ جلدی سے وجیہہ کے لئے کوئی رشتہ ڈھونڈ لیں۔" وہ ان کی بات پر شش و پنج کا شکار ہو گئے تھے

" رشتہ؟" استفہامیہ انداز میں اُن کی طرف دیکھا

" جی رشتہ۔۔۔ابھی تو وہ جاب کر رہی ہے۔ لیکن اس کا کچھ پتا نہیں۔۔ آپ تو جانتے ہیں اس کی عادات کو۔۔ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو گئی تو کہیں وہ جاب ہی نہ چھوڑ دے۔ اس سے پہلے کہ وہ جاب چھوڑے، اس کے رشتے کا بندوبست کریں۔۔"

" کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔۔۔" وہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے ایک سوچ میں ڈوب گئے

" تو پھر کب سے تلاش کر رہے ہیں؟" انھوں نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھ کر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ان کی طرف دیکھا تھا

" کیا تلاش کرنا ہے؟" وہ اپنے خیالوں میں اس قدر محو تھے کہ کچھ پل کے لئے سب کچھ بھول گئے تھے

"ارے۔۔وجیہہ کے لئے رشتہ" انھوں نے جھلاتے ہوئے کہا تھا

"اوہ۔۔۔لیکن بیگم صاحبہ یہ کام ہم مردوں کا نہیں بلکہ آپ عورتوں کا ہے۔۔"

" آپ تو بس کام سے جی ہی چرانا۔۔۔"انھوں نے جھلاتے ہوئے برتنوں کو سمیٹنا شروع کیا

"اسے کام چوری نہیں سمجھداری کہتے ہیں۔" انہوں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا

"دیکھ لی آپ کی سمجھ داری۔۔۔اب تو مجھے ہی کچھ کرنا ہو گا۔۔" وہ پاؤں پٹختی ہوئی کچن میں چلی گئیں

* * * *

کافی شاپ میں عنایہ بیٹھی ضرغام کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کی نظر بار بار کافی شاپ کے دروازے کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ وہاں ایک خاموشی تھی۔ جو بار بار اس کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ ٹائٹ جینز پر ٹائیٹ شرٹ میں کھلی زلفیں دوسرے

مردوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ چہرے پر ہلکی سی تبسم بھی اس کے حسن میں اضافہ کر رہی تھی۔ وہ ٹیبل پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی سے کچھ کھرچ رہی تھی۔ دائیں ہاتھ میں باریک سی واچ میں گیارہ بج رہے تھے۔ اس نے گردن کو ہلکی سی جنبش دی۔

" میڈم! کچھ چاہئے آپ کو۔۔" بلیو یونیفورم میں ایک ویٹر نے اس کے پاس آکر پوچھا تھا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا اور دوبارہ دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ ابھی تک نہیں آیا تھا

"ہیلو۔۔۔! عنایہ ڈارلنگ۔۔" کسی نے اپنے ٹھنڈے رخسار کو اس کے رخسار سے مس کیا تھا۔ وہ بری طرح چونک گئی تھی

" تت تم؟" اس نے ایک جھٹکے سے پیچھے دیکھا تھا، وہ ہنستا چہرہ لئے اس کے سامنے آبیٹھا۔ ہاف سلیو شرٹ میں وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔

" جسٹ شیٹ اپ۔۔۔ ٹائم دیکھا ہے تم نے؟ میں پچھلے ایک گھنٹے سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔" اس نے رسٹ واچ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنوعی غصے میں کہا تھا۔ وہ اس کی بات پر مسکرا کر رہ گیا۔ جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پڑا۔ اس کی مسکراہٹ میں بھی ایک جادو تھا۔ جس نے عنایہ کو خاموش کروادیا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ جو رومانوی انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اس نے پیار سے اس کے ہاتھوں کو تھاما اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کے ہاتھوں کو بوسہ دے ڈالا

"مائے ڈارلنگ۔۔۔ اتنا غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔۔۔۔ چِل کرو۔۔" وہ اپنا ہاتھ جھٹکے سے اپنی طرف کرنا چاہتی تھی مگر اس کی پرکشش آنکھوں نے اسے اپنا ارادہ ترک کرنے پر مجبور کر دیا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتا ہی جا رہا تھا۔ لہراتی زلفیں۔ پنک کلر کی ٹائٹ شرٹ سے عیاں ہوتے اس کے جسم کے خدوخال ضرغام کو اپنی آنکھیں ہٹانے ہی نہیں دے رہے تھے

" اب اس طرح کیا دیکھ رہے ہو؟" اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے آنکھوں کے سامنے آتی بالوں کی لٹوں کو کانوں کے پیچھے اڑیستے ہوئے استفسار کیا

"تمہیں دیکھ رہا ہوں۔۔ ڈارلنگ۔۔" اس کے الفاظ میں انتہا کی مٹھاس تھی

" اب بس کرو۔۔۔" اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔ اور ادھر ادھر دیکھنے لگی

" واہ بھئی۔۔۔ تمہارے سامنے اتنا خوبصورت نوجوان بیٹھا ہے اور تم ادھر ادھر دیکھ رہی ہو۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔۔" اس نے اپنے ہاتھوں کو ٹیبل پر ایک انداز سے رکھے ہوئے تھے۔ چہرے پر مصنوعی غصہ عیاں تھا

"میں ویٹر کو ڈھونڈ رہی ہوں۔۔ اب کچھ کھانے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟" اس نے وضاحت پیش کی

" تو ایسا بولنا تھا ناں۔۔"وہ اس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی پر ٹھوڑی جمائے بیٹھا اس کی لہراتی زلفوں کو دیکھتا رہا۔ وہ واقعی ایک حسین لڑکی تھی۔ چاند سا چمکتا چہرہ۔ جھیل سی آنکھیں۔ شرابی ہونٹ۔ مسکراتے ہوئے چہرے کے دونوں جانب پڑنے والے ڈمپل۔

"اب کھاؤ بھی۔۔" وہ اس کو دیکھنے میں اتنا محو تھا کہ ویٹر کب ان کے سامنے بریڈ جیم اور جوس رکھ کر چلا گیا اسے بھنک تک نہیں ہوئی

"اوہ۔۔ اچھا۔۔" وہ اس کو اپنے ہاتھ سے بریڈ کھلانے لگا۔ خود تو وہ گھر سے ناشتہ کر کے آیا تھا لیکن عنایہ کا دل رکھنے کے لئے اسے کچھ نہ کچھ کھانا ضرور پڑا

" ویسے تمہیں معلوم ہے۔ تمہاری ریکارڈنگ سب کو پسند آئی۔ اور تمہارے لئے

ایک نیوز بھی ہے میرے پاس۔۔" جوس کا ایک گھونٹ بھر کر اس نے کہا تھا

" نیوز۔۔؟ تم کیا نیوز چینل پر کام کرنے لگ گئی جو بریکنگ نیوز سنانے لگی ہو۔۔"

اس نے ایک چٹکلہ چھوڑا

" ویری فنی۔۔۔" اس نے منہ بگاڑ کر کہا

" اچھا اب سناؤ بھی۔۔" جوس کا گلاس ٹیبل پر رکھا اور پھر اس کی طرف دیکھا

"جس شو کے بارے میں تمہیں سیلکٹ کیا گیا تھا، اس کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے۔"

" کیا؟؟" اس کے چہرے پر ناگواری نے جنم لیا

"اتنا حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے، صرف نام ہی چینج ہوا ہے ہوسٹ چینج نہیں ہوا۔ اس کو ہوسٹ تم ہی کرو گے۔۔" یہ سن کر اسے کچھ حوصلہ ملا

"اچھا۔۔۔" اس نے اپنے آپ کو سنبھالا

"ویسے اس شو کا نیا نام پوچھو گے نہیں؟"

" ہاں۔۔ بتاؤ۔۔" اس نے بے نیازی سے پوچھا تھا۔ دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے کوئی دلچسپی ہی نہیں

"لازوال۔۔" اس نے مسکرا کر بتایا

" وٹ۔۔لازوال۔۔" اس کے خزاں رسیدہ چہرے پر بہار آگئی۔وہ ہمیشہ سے اپنے شو کا یہی نام رکھنا چاہتا تھا لیکن پروڈیسر نے یہ نام رکھنے سے انکار کر دیا اور "ہماری باتیں" سیلکٹ کیا۔اسے یہ نام بالکل پسند نہ آیا لیکن یہ فرسٹ چانس تھا۔ اس لئے وہ زیادہ احتجاج نہیں کر سکتا تھا۔بس اس نے عنایہ سے سفارش کرنے کو کہا۔ لیکن ایک ڈر تھا جو اس کے ذہن میں کھٹک رہا تھا۔پروڈیوسر نے اس سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اگر اس نے اپنی من مانی کی تو وہ اسے شو سے نکال دیں گے۔اس لئے وہ مزید کچھ نہ کہہ سکا۔عنایہ کے نام بدلنے کی بات سن کر اسے ایک جھٹکا لگا۔اسے ایسا لگا جیسے انہوں نے نام کے ساتھ ساتھ کہیں ہوسٹ بھی تو تبدیل کرنے کا نہیں سوچ لیا۔مگر ایسا کچھ نہ ہوا۔

"یہ نام انہوں نے تمہاری ریکارڈنگ سن کر کیا تھا۔اور تم جانتے ہو وہ ریکارڈنگ آج ٹیلی کاسٹ ہو رہی ہے۔"

" واؤ۔۔۔اس کا مطلب کہ آج تمہارا شو دیکھنا پڑے گا۔۔" اس نے پرجوش انداز میں کہا تھا۔عنایہ پرائیویٹ نیوز چینل میں ایک ٹاک شو کی ہوسٹ تھی۔وہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پچھلے تین سال سے وہ ٹاک شو رن کر رہی تھی۔پبلک میں بھی اس کے شو کو کافی سراہا جا رہا تھا۔اسے لئے وہ شو بنا کسی بریک کے چلتا رہا،ضرغام کو بھی اس نے ہی انٹرڈیوس کروایا۔اور اپنے ہی شو میں اس کے ساتھ ایک ریکارڈنگ کی مگر نیو ہونے کے باعث پروڈیوسر نے پہلے صرف خود دیکھنے کا فیصلہ کیا۔اور بعد میں آن ائیر۔اتنے میں اس نے ایک دوسرے انٹرٹینمنٹ چینل پر ضرغام کے لئے ایک میوزک شو کی بات کی۔اپنی شہرت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے کئی دوسرے پروڈیوسرز سے بھی سفارش کروا کے ضرغام کو اس شو کا ہوسٹ بنا دیا۔لیکن بعد میں پروڈیوسر اور ضرغام کا اکثر نام کے سلسلے میں جھگڑا رہتا۔اس شو کے پروڈیوسر شہزاد صاحب تھے۔انہیں ہمیشہ ہی ایک ڈر رہتا تھا کہ کہیں ضرغام نیا ہونے کے باعث ان کے شو کو فلاپ نہ کر دے لیکن جب عنایہ نے انہیں اس کی ریکارڈنگ سنائی تو وہ کافی امپریس ہوئے اور جو ڈر ان کے دل میں کھٹک رہا تھا،اسے نکال باہر پھینکا۔اور ساتھ ساتھ نام بھی تبدیل کرنے کا فیصلہ کر لیا

" ویسے تمہارے لئے ایک اور نیوز ہے۔"اس نے ایک انداز سے کہا تھا

" ایک اور نیوز۔۔۔مائی گاڈ۔۔" اس نے پیشانی پر آتے بالوں کو بائیں ہاتھ سے

پیچھے کیا تھا

"لازوال اس سنڈے سے سٹارٹ ہو رہا ہے۔۔"

" وٹ۔۔۔اس سنڈے سے۔۔۔یعنی صرف دو دن بعد؟" وہ واقعی شاک ہوا تھا۔ شہزاد صاحب نے اسے ایک ماہ کے بعد کا کہا تھا لیکن اچانک یہ بات سن کر اسے شاک لگا۔ وہ خوشی میں صحیح طریقے سے ہنس بھی نہیں پا رہا تھا۔

" عنایہ۔۔مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں۔۔۔" وہ خوشی میں ادھر ادھر دیکھ کر لفظ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا

"بس بس۔۔۔اپنے آپ کو کنٹرول کرو۔۔۔" وہ اس کی خوشی کو سمجھ سکتی تھی ۔اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھا تو ایک احساس اس کے جسم میں سرایت کر گیا۔ اور ٹکٹکی باندھے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

* * * *

چاند کی مدھم روشنی اس کے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا سے کھڑکی کا پردہ جھوم رہا تھا۔ کمرے میں تمام لائٹیں آف تھیں۔ صرف چاند کی روشنی ہی وہاں ڈیرہ جمائے ہوئے تھی۔ اس خاموشی میں دروازہ کھلنے کی آواز آئی

اور پھر قدموں کی آواز نے کمرے کی خاموشی کو ختم کر دیا۔ اندھیرے میں اس کا چہرہ مبہم تھا۔ اس نے دو قدم ڈریسنگ کی طرف بڑھائے اور پھر ایک بٹن دبایا تو پورا کمرہ روشن ہو گیا۔ اس کا چہرہ واضح ہو گیا۔ وہ انمول تھا۔ وارڈروب سے نائیٹ سوٹ نکالا اور پھر واش روم میں جا کر چینج کیا۔ کمرے میں واپس آنے پر اس نے اپنے موبائل کو بجتا ہوا پایا۔ موبائل بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے دو قدم بڑھا کر موبائل اٹھایا۔

"عندلیب۔۔۔کا اس وقت فون؟" وہ کافی حیران تھا۔ ابھی بھی وہ اس کے پاس سے ہی آیا تھا

" ہاں عندلیب۔۔۔اس وقت فون کیا خیریت تو ہے۔۔" ایک پل کے لئے خاموشی کمرے میں راج کرتی رہی۔ وہ چلتا ہوا کھڑکی کی طرف بڑھا۔ سفید پردہ اس کے چہرے کو چھونے لگا۔ ہواؤں نے بھی اس کے چہرے کو بوسہ دیا

"لیکن۔۔اتنی جلدی تمہیں کیا ہو گیا۔۔ کل صبح سکون سے بات کریں گے۔۔" ماتھے پر ایک دو شکن ابھر آئے تھے

"دیکھو۔۔ابھی وقت نہیں ہے یہ بات کرنے کا۔۔ جب وقت آئے گا میں خود ان

کوسب کچھ سچ سچ بتادوں گا۔۔ تم بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔" وہ یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے کے ابھار بتا رہے تھے کہ فون کرنے والے کو اس کی باتوں کا یقین نہیں ہے۔

"تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟ اپنے انمول پر۔۔" اس کے چہرے پر ایک طمانیت تھی۔ وہ یک ٹک لان میں کھلتے گلابوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو رات کے اندھیرے میں بھی اپنی رعنائیاں بکھیر رہے تھے۔

"میری بات سنو۔۔ سنو تو۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر وہ سننے کو تیار نہیں تھی

"میری فرسٹ اینڈ لاسٹ چوائس صرف اور صرف تم ہو۔۔ اور تمہارے علاوہ میری زندگی میں نہ تو پہلے کوئی تھا اور نہ ہی بعد میں کوئی آئے گا۔ تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ کوئی تمہیں مجھ سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ کوئی کا مطلب ہے کوئی نہیں۔۔ حالات بھی نہیں۔۔" اس کے چہرے پر ہلکی سی تبسم ابھری تھی۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے سامنے والے کو یقین آ گیا ہو۔ پھول بھی ہوا کے جھونکے سے لہرانے لگے۔ جیسے انہیں بھی اس کے دل کی بات سن گئی ہو اور جھوم کر اس کی خوشی میں شریک ہو رہے ہوں

"بہت جلد۔۔۔ او کے۔۔ اچھا اب فون بند کرتا کل بات کریں گے۔ آئی لو یو ٹو مائے سویٹ ہارٹ۔۔۔" اس نے موبائل کو کِس کیا تو ایک مسکراہٹ تھی جو اسکے چہرے سے چھلک رہی تھی۔ وہ کمرے میں اکیلا ہوتے ہوئے بھی اکیلا نہیں تھا، کوئی ہمزاد کی طرح اس کے دل کے پاس تھا۔ وہ محسوس کر سکتا تھا۔ اس نے اپنا چہرہ چاند کی طرف کیا تو اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر چاند بھی شرما گیا اور بادلوں کے پیچھے جا چھپا۔ اس نے ہلکی سی گردن کو جنبش دی اور بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔

* * * *

" اچھا پھر۔۔ میں بعد میں بات کرتا ہوں۔۔" یہ کہہ کہ انہوں نے فون کو کریڈل پر رکھا۔

" کس سے بات کر رہے تھے؟" رضیہ بیگم نے بیڈ روم میں داخل ہوتے پوچھا تھا اور آ کر ان کے پس بیٹھ گئی

"اپنی گرل فرینڈ سے۔۔" انہوں نے ایک پھلجڑی چھوڑی

" شرم کرو کچھ۔۔۔ دو جوان بچوں کے باپ ہو تم۔۔۔" وہ ان کا مذاق سمجھ گئی تھیں

" شرم کی کیا بات ہے رضیہ بیگم۔۔دل تو ہمارا بھی ہے۔۔" ان کے کانوں میں سرگوشی کی

"اب پیچھے ہٹیں۔۔۔بچوں نے دیکھ لیا تو کیا کہیں گے۔۔"انھوں اپنے ہاتھوں سے پیچھے دھکیلا

"کیا کہیں گے۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔اور ویسے بھی اس وقت کون ہوتا ہے گھر میں۔۔"

" بہت شریر ہوگئے ہیں آپ۔۔" وہ شرماتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی اور صوفے پر جا بیٹھیں

" آپ کے ساتھ رہ رہ کر۔۔" انھوں نے سارا الزام رضیہ بیگم پر ڈال دیا

"کیا مطلب ہے آپ کا کہ میں شریر ہوں۔۔؟" انہوں نے خفگی سے پوچھا

" میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔" مسکراہٹ ان کے چہرے پر واضح تھی۔

"چلو۔۔چھوڑیں ان باتوں کو۔۔آپ یہ بتائیں کہ آپ نے ساجد کے بارے میں کی سوچا؟" انھوں نے انہماک سے علی عظمت کے چہرے کو دیکھا

"میں نے کیا سوچنا ہے۔تم وجیہہ سے بات کرو۔آخر زندگی اس نے گزارنی ہے تو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

بہتر یہی ہوگا کہ فیصلہ بھی وہ کرے۔۔"انہیں اچانک کچھ یاد آیا،وہ فوراً اٹھے اور وارڈروب کی طرف بڑھنے لگے

"کہہ تو آپ ٹھیک رہے ہو لیکن وہ یہ فیصلہ کیسے کر سکے گی؟آپ تو جانتے ہو اس کی نیچر کو جو ہم فیصلہ کریں گے دیکھ لینا وہی اس کا بھی فیصلہ ہوگا۔"

" یہ بھی ٹھیک ہے۔۔" انھوں نے بے نیازی سے جواب دیا۔وہ وارڈروب میں مسلسل کوئی چیز ڈھنڈ رہے تھے

" تو پھر میں بس اب جلدی سے وجیہہ سے بات کرتی ہوں اور پھر جلدی سے منگنی کی تیاری شروع کر دیتی ہوں۔۔ٹھیک ہے ناں۔۔" انھوں نے خود ہی پلان بنا لیا

" ہاں۔۔" وہ ابھی بھی فائل ڈھونڈ رہے تھے

" کیا ڈھونڈ رہے ہیں آپ؟مجھے بتایئے۔۔میں ڈھونڈ دیتی ہوں۔۔"

"ریڈ کلر کی ایک فائل ڈھونڈ رہا ہوں۔۔یاد نہیں آرہا کہاں رکھی تھی"

آپ کی یادداشت لگتا کچھ زیادہ ہی کمزور ہوگئی ہے۔بھول گئے آپ کل آپ نے ہی تو آفس بھیجی تھی۔۔" یہ سن کر وہ ہنس پڑے

" اوہ۔۔۔ میں تو واقعی بھول گیا تھا۔۔۔ لگتا ہے بڑھاپے میں قدم رکھ چکا ہوں۔۔" سنجیدہ لہجے میں گویا ہوئے

* * * *

وجیہہ پرنسپل آفس کے باہر کھڑی کچھ سوچ رہی تھی۔ پرنسپل صاحبہ نے اسے اپنے کیبن میں بلایا تھا۔ ابھی اسے ایک ہفتہ ہی ہوا تھا یہاں پڑھاتے ہوئے، اور آج تک کوئی غلطی کا موقع نہیں دیا۔ مگر ایک ڈر تھا جو دل میں کھٹک رہا تھا

"تم ابھی تک یہاں کھڑی ہو۔۔۔ میڈم کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔۔!!" ایک لڑکی پرنسپل آفس سے باہر نکلی اور اس سے مخاطب ہوئی

" جی میں۔۔ جا رہی ہوں۔۔" وہ اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے چلی گئی۔

" میڈم آپ نے بلایا۔۔" دروازہ کھولتے ہی اس نے پوچھا

" جی آیئے۔۔ بیٹھیے وجیہہ۔" انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا

" السلام علیکم۔۔" کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے سلام کیا

" وعلیکم السلام۔۔ میں نے آپ کو اس لئے بلایا تھا کہ آپ سے کچھ پوچھ سکوں۔۔" انہوں نے اپنا کام چھوڑ کر اس پر دھیان دیا

"جی پوچھیے میڈم۔۔" اس نے خوش اخلاقی سے کہا

"آپ کو ایک ہفتہ ہو گیا ہے یہاں پڑھاتے ہوئے۔۔ آپ کو کیسا لگا ہمارا کالج؟ کوئی مسئلہ وغیرہ تو نہیں ہوتا۔۔"

" نہیں میڈم۔۔ مسئلے والی تو کوئی بات ہی نہیں۔ بلکہ میں تو بہت خوش ہوں۔ میں تو یہی سوچتی تھی کہ باہر کے ماحول میں میں کبھی ایڈجسٹ ہو بھی پاؤں گی یا نہیں۔ لیکن یہاں کے ماحول میں مجھے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہاں آکر مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں اپنے گھر میں آگئی ہوں۔ بالکل گھر جیسا ماحول فراہم کرتی ہیں آپ اپنے سٹاف کو۔" اس کا لہجہ عاجزانہ تھا

" وجیہہ ایسا ماحول فراہم کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام ورکرز اپنا کام پوری ایمان دار اور دیانتداری سے کریں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم انہیں وہ ماحول بھی فراہم کریں" انہوں نے وضاحت کی تھی

"جی بے شک۔۔" اس نے سر ہلا دیا۔ باتیں چلتی رہی۔ وہ ان کے ساتھ دوستانہ ماحول قائم کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ وہ آدھ گھنٹے تک ان سے باتیں کرتی رہی۔ باتوں ہی باتوں میں انہوں نے وجیہہ سے یہ بات دریافت کر لی کہ اس کا

ابھی تک کوئی رشتہ نہیں ہوا اور کیوں نہیں ہوا یہ بھی ان کو بتادیا

"وجیہہ میں اگر آپ سے کچھ مانگوں تو کیا آپ دیں گی؟" یہ کہتے ہوئے ان کے الفاظ پہلے سے الگ تھے۔ وہ یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے جھجک محسوس کر رہی تھیں

"جی۔۔ کیوں نہیں۔۔ آپ اتنی اچھی ہیں کہ آپ کو تو ناں کرنے کا کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"بات وہ نہیں ہے۔۔ جیسا آپ سمجھ رہی ہیں۔ میری بات سن کر شائد آپ کو برا لگے۔ اسی لئے میں آپ سے قبل از وقت ہی معافی مانگتی ہوں۔" وہ اپنی کرسی کھڑی ہوئیں

"آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔ میں آپ کی عزت کرتی ہوں۔ آپ مانگ کر تو دیکھیں اگر میرے بس میں ہوا تو میں ضرور دوں گی۔" لیکن ایک ڈر تھا جو اس کے چہرے سے چھلکنے لگا تھا

"بات یہ ہے کہ میں تمہیں اپنی بہو بنانا چاہتی ہوں۔۔" انہوں نے دیوار کی جانب اپنا چہرہ کئے یہ بات کہی تھی۔ یہ سن کر وہ برجستہ کھڑی ہو گئی۔ اور یک ٹک ان کی پشت کو دیکھنے لگی۔ آج پہلی بار اس نے دیکھا تھا کہ ان کے بال سکارف سے نیچے کمر

تک ہیں۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" اس نے بنا ہچکچائے جملہ مکمل کیا

"دیکھو وجیہہ۔۔۔ میں نے تم سے پہلے ہی معافی مانگی تھی۔۔ لیکن یقین مانو جب سے تمہیں دیکھا ہے تب سے تمہیں بہو بنانے کی آرزو اس دل میں جنم لے رہی تھی۔ لیکن میں تم سے زور زبردستی کر کے ہاں نہیں کروانا چاہتی۔ میرے لئے تمہاری اجازت معنی رکھتی ہے۔ لیکن اگر تم ناں بھی کر دو تو مجھے برا نہیں لگے لگا۔ تم اسی طرح یہاں پڑھاتی رہو گی۔۔" وہ یہ کہنے پلٹی تھیں۔ وجیہہ ان کے چہرے کو دیکھتی جا رہی تھی۔ اس نے آج ان کے چہرے کو بغور دیکھا تھا۔ ان کے چہرے پر بھی ایمان کا نور تھا۔

"میں نے تم سے پہلے بات اس لئے کی کیونکہ تمہارے گھر والوں سے زیادہ تمہاری ہاں زیادہ اہمیت رکھتی ہے اگر تم ہاں کرو گی تب ہی میں تمہارے گھر والوں سے بات کروں گی۔۔" انہوں نے ایک پل توقف کے بعد کہا

"ٹھیک ہے۔۔ لیکن مجھے کچھ وقت چاہئے۔۔"

"تمہیں جتنا وقت چاہئے۔۔ تم لے لو۔۔۔ یہ تمہارا حق ہے مگر میری باتوں کو دل

سے سوچنا۔" وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی اور وہ دوبارہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئیں۔

* * *

"زندگی کی کیا ہے؟ زندگی ایک نام ہے، ایک احساس ہے، ایک جنون ہے، ایک خواہش ہے، کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جنہیں زندگی ملتی ہے۔ زندگی کی ہر چاہ ملتی ہے، خوشیاں ملتی ہیں، خوشیوں بھری زندگی ملتی ہے لیکن میرے دوستوں یہ سب کچھ ایسے ہی نہیں مل جاتا، اس کے لئے ایک لگن چاہئے، خود اعتمادی چاہئے۔ ایسی خود اعتمادی جس کے ذریعے وہ طوفانوں کا رخ موڑ سکے۔ اپنی طرف بڑھنے والی مصیبتوں کا مقابلہ کر سکے۔۔۔ یہی آج کا ہمارا ٹوپک ہے۔ آپ ہمیں لائیو ٹیکسٹ کر سکتے ہیں۔ ہمارے فیس بک پیج پر لائک کر سکتے ہیں۔ اپنا پیغام ہمیں بھیج سکتے ہیں۔۔" ایک سانگ کی ویڈیو پلے کر دی گئی۔ اس نے کیمرے سے ایک طرف ہو کر پانی کا ایک گھونٹ پیا

"واہ۔۔ کافی کونفیڈنٹ سے بول رہے ہو تم؟" شہزاد اس کے پاس آیا

"تھینکس۔۔" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی طرف دیکھا۔

"یہ لو موبائل۔۔۔ ابھی سے میسجز آنا شروع ہو گئے ہیں۔ ساتھ ساتھ ریڈ کرتے رہو اور شو میں شامل بھی کرتے رہنا۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور دوبارہ سٹیج کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے گرے کلر کی پینٹ پر سفید شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ گریبان کا پہلا بٹن کھلا تھا۔ آستینیں کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں۔ چہرے پر ایک مسکراہٹ کے ساتھ وہ دوبارہ کیمرے کے سامنے آموجود ہوا

"جی دوستو! لازوال دنیا میں دوبارہ خوش آمدید۔۔ آپ کے میسج آنا شروع ہو گئے ہیں اور میرے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ کون سا میسج پہلے پڑھو۔ سب میسج میں ہمارے پروگرام کو اتنا سراہا جارہا ہے جتنی شائد ہم نے امید بھی نہیں کی تھی۔ تو سب سے پہلے ہم ریما کا میسج اپنے پروگرام میں شامل کرتے ہیں۔ ریما لکھتی ہیں

"زندگی دھوپ میں سائے کی مانند ہے۔ جو ہمیشہ سچائی سے دور بھاگتی ہے۔" اس نے اپنا چہرہ کیمرے کی طرف کیا

"یہ کیا ریما آپ تو بہت اداس لگ رہی ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ انسان کو سچائی سے بعض اوقات شدید نفرت ہوتی ہے لیکن نفرت کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا۔ اصل انسان وہی ہے جو سچائی کا جواں مردی سے مقابلہ کرے۔ اس کا

سامنا کرے اور پھر اس کو پچھاڑ دے۔ اگر وہ سچائی آپ کے حق میں ہے تو اس کو توخوش دلی سے قبول کرنا چاہئے لیکن اگر وہ آپ کے مخالف ہے تو اس کو دوسروں کا نصیب بنا دینا چاہئے اور صرف اپنے بارے میں سوچنا چاہیے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے ان انسانوں پر جو دوسروں کا بھلا سوچتے ہیں اور اپنی ذات کو فراموش کر دیتے ہیں۔ لیکن دوستو! آج کی دنیا ایسی نہیں ہے۔ جو بھلا کرنے والوں کا ساتھ دے۔ آج کی دنیا نیکی کرنے والوں کو ہی سب سے پہلے دریا میں کی بے رحم موجوں کے سہارے چھوڑ دیتی ہے۔ سب سے پہلے اس کی زندگی کو ہی جہنم بناتی ہے۔ اس لئے دوسروں کی چاہت کو فوقیت اگر دینی ہی ہے تو اپنی ذات کے بعد دیں کیونکہ یہ زندگی آپ کی ہے۔ آپ کے جسم کا آپ پر حق ہے۔ آخر کیوں� آپ اپنی خوشیاں دوسروں کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں؟ اور خود محرومیوں کے بادلوں میں ابر کرم تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ دنیا مطلبی ہے اور مطلبی لوگ ہی اس دنیا سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر آپ نے انسانیت کا سارا بوجھ اپنے سر لینا ہی ہے تو سب سے پہلے اپنی ذات کے ساتھ انصاف کریں۔ اپنی ذات کو اس کا حق دیں۔ جس خوشی کی وہ ڈیمانڈ کرتا ہے، اسے وہ عطا کریں۔“

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ایک پل کے لئے خاموشی نے اسے آگھیرا۔ وہ سکرپٹ کو مکمل طور پر پس پشت ڈال کر اپنے بنائے ڈائیلاگ بولتا جا رہا تھا۔ پہلے پہل تو شہزاد کو غصہ آیا لیکن الفاظ کا تانا بانا اتنا دلنشین تھا کہ وہ خاموش رہا اور اسے کچھ نہ کیا۔ شو کا ٹائم ایک گھنٹہ تھا۔ اور یہ ایک گھنٹہ اسے صرف ایک منٹ لگا۔ پلک جھپکتے ہی شو کا ٹائم ختم ہو گیا۔

”اچھا دوستو اب اجازت چاہتا ہوں۔ زندگی کی سانسوں نے ساتھ دیا، تو اگلے اتوار پھر سے اسی جگہ، اسی وقت، اسی چینل پر ملاقات ہو گی، اسی لازوال دنیا میں، ایک نئے لازوال ٹوپک کے ساتھ۔۔“

شو ختم ہوتے ہی سب نے تالیاں بجا کر اس کو داد دی۔ اگر کوئی اور ہوتا تو شائد اس داد کو دیکھ کر ہواؤں کی سیر کرنے لگ جاتا لیکن اس کے چہرے پر بس ہلکی سی تبسم تھی۔ کیونکہ اس کی منزل تو بہت آگے تھی۔

* * * * *

ڈھلتی دھوپ میں سائے دراز ہوتے جا رہے تھے۔ پرندوں کی چہچہاہٹ کی آوازیں کانوں میں عجیب سارس گھول رہی تھیں۔ انمول عندلیب کے ساتھ بانہوں میں بانہیں ڈالا چلتا جا رہا تھا۔ اس نے اپنا سر انمول کے کندھوں پر رکھا

ہوا تھا۔ دیکھنے والے انہیں دیکھتے تو دعا دیئے بغیر نہ رہتے۔ دونوں انتہا کے حسین و جمیل تھے۔ دونوں کے چہرے چاند سے زیادہ روشن اور گلاب سے زیادہ سرخ تھے۔ خوبصورتی کی تو جیسے انتہا ہو رہی تھی۔ چلتے ہوئے وہ اس کے گریبان پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔ کھچاؤ کے باعث اس کی شرٹ عندلیب کی طرف کھینچی جا رہی تھی۔ گریبان کا پہلا بٹن بھی کھل چکا تھا۔ وہ انمول کے باڈی سپرے کو محسوس کر سکتی تھی۔

"میں بس یہی چاہتی ہوں کہ تم ہمیشہ مجھے یونہی اپنی بانہوں میں سمیٹے رکھو۔ اپنی بانہوں کی خوشبو کو میری سانسوں کے ذریعے میرے جسم کا حصہ بناتے رہو۔۔" دلفریب اور نشیلی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

"میں بھی تو یہی چاہتا ہوں۔۔" اس نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا تو بالوں کی لٹ اس کی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ انمول نے اپنے داہنے ہاتھ کی چاروں انگلیوں کو اس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے بالوں کی لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑیس دیا۔ اس کے ہاتھوں کی حدت کو وہ محسوس کر سکتی تھی۔

"تو پھر بات کیوں نہیں کر لیتے تم اپنے پیرنٹس سے؟" یہ سنتے ہی انمول نے اپنا

ہاتھ پیچھے کر لیا

"عندلیب میری جان۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔۔"

"انمول تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ پاپا روزانہ تمہارے بارے میں پوچھتے ہیں، تم سے ایک بار ملنا چاہتے ہیں۔ وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو لڑکا میں نے پسند کیا ہے؟ وہ ان کی بیٹی کے لائق ہے بھی یا نہیں۔۔ پلز انمول میری خاطر ایک بار ان سے مل لو۔۔" وہ اس کے ہاتھوں کو تھام کر منتوں بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی

"ٹھیک ہے، عندلیب۔۔ میں تمہارے کہنے پر ان سے مل لیتا ہوں مگر تم جانتی ہو اس کے بعد کیا ہو گا؟" وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا تھا

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس نے استفسار کیا

"مطب صاف ہے کہ آج وہ ملنے کی ضد کر رہے ہیں، کل وہ میرے گھر والوں سے ملنے کی ضد کریں گے اور پھر ہماری شادی کی۔۔"

"تو پھر۔۔ اس میں غلط ہی کیا ہے۔۔"

"غلط کچھ نہیں۔۔۔ بس شادی۔۔" اس نے شادی کو دھیمے لہجے میں کہا تھا

"کیا مطلب؟ تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے؟" وہ اس کی بات پر خاصی

حیران تھی۔

"یہ تم سے کس نے کہا؟ میں صرف شادی صرف اور صرف تم سے ہی کروں گا۔۔سنا تم نے۔۔" اس کے چہرے کر اپنے ہاتھوں میں لیا

"تو پھر ٹھیک ہے۔ تم میرے پاپا سے مل رہے ہو کل ہی۔ سنا تم نے۔۔" اپنا چہرہ دوسری رخ کر کے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لئے

"عندلیب میری جان! سمجھنے کی کوشش کرو۔۔ ابھی صحیح وقت نہیں ہے یہ۔۔" اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے شانوں کو پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

"ابھی صحیح وقت نہیں ہے سے تمہارا کیا مطلب ہے؟" اس نے قدرے جھنجلاتے ہوئے کہا تھا

"دیکھو۔۔۔ مجھ سے بڑی میری بہن ہے۔ جب تک اس کی شادی نہیں ہو گی تب تک امی ابو میری شادی کے لئے کبھی نہیں تیار ہونگے۔" اس نے وجہ بتائی

"اگر اُس کی ساری عمر شادی نہ ہوئی تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی کبھی شادی نہیں کر سکیں گے؟"

"خدا نہ کرے ایسا ہو۔۔"

"اگر ایسا ہو گیا تو؟؟" اس کا انداز استفہامیہ تھا

"میں ایسا کبھی ہونے نہیں دونگا۔۔۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اگلے ایک ماہ کے اندر اندر اُس کی شادی ہو کر رہے گی۔۔" کچھ سوچتے ہوئے انمول نے کہا تھا

"مجھے تمہاری بہن کی شادی سے کوئی غرض نہیں۔۔ مجھے غرض ہے تو صرف اپنی شادی سے"

"ایک بار بس اُس کی شادی ہو جائے پھر ہماری شادی میں سیکنڈز بھی نہیں لگیں گے۔۔" اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کے چہرے کو سموتے ہوئے کہا تھا

"دیکھتی ہوں۔۔ تم اپنا وعدہ پورا کر پاتے ہو یا نہیں۔۔۔" اُس کا لہجہ دھیمہ ہو گیا تھا۔ انمول نے اس کے چہرے کو اپنے سینے سے لگا کر اپنے دونوں بازو اس کے پشت پر حمائل کئے

"اب اِس وجیہہ کا تو کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔" اُس نے دل میں سوچا تھا

* * * *

کینڈل لائٹ ڈنر کے بعد وہ اپنے گھر جا رہے تھے۔ عنایہ ضرغام کے ساتھ ہی اگلی

سیٹ پر بیٹھی تھی۔وہ یک ٹک بس ضرغام کو دیکھتی ہی جارہی تھی۔اپنی داہنی کہنی کو وہ سیٹ کے ساتھ ٹکائے اس کا چہرہ ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی چودھویں کے چاند کو دیکھتا ہے۔ہلکا ہلکا میوزک بھی ماحول کو دلفریب بنارہا تھا۔عنایہ کی طرف کا شیشہ نیچے تھا۔جہاں سے رات کی ہوا کار میں داخل ہو کر اس کو زلفوں کے ساتھ اٹکھیلیاں کررہی تھی۔

”ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟“ضرغام نے ڈرائیو کرتے ہوئے عنایہ پر نظر دوڑائی تو اس کی نشیلی نظروں کو اپنے چہرے پر مرکوز پایا

”دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے حسن میں نکھار آتا جارہاہے۔“ اس کا انداز سنجیدہ تھا مگر ضرغام اپنی ہنسی پر قابو نہ پاسکا

”اب اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے۔۔؟“اسے ایسا لگا جیسے وہ اس کا مذاق اڑارہا ہو۔

”کچھ نہیں۔۔۔“ اس نے بمشکل اپنی ہنسی پر قابو پایا تھا

”اگر برا نہ مانو تو ایک بات کہوں۔۔“عنایہ نے اپنا داہنا ہاتھ ضرغام کے کان کی طرف بڑھایا اور اس کے بالوں کو انگلی میں لپیٹنے لگی۔اس کے لمس کی حدت وہ کان

پر محسوس کر سکتا تھا

”ہاں۔۔پوچھو۔۔۔اس میں برا ماننے والی کیا بات ہے؟“وہ راستے پر نظریں جمائے کار ڈرائیو کرتا جارہا تھا۔سڑک بالکل سنسان تھی۔رات کی خاموشی ہر جگہ اپنا ڈیرہ جمائے ہوئے تھی مگر اس خاموشی میں واحد اس کار کی گونج تھی جو سڑک کے کنارے درختوں کے پتوں کی نیند میں مخل ہو رہی تھی۔جہاں سے ان کی کار گزرتی گئی،بے خبری کی نیند سوئے پتوں میں ایک سرسراہٹ پیدا کرتی گئی

”تم اپنی ہر رات کو میرے نام نہیں کرسکتے۔۔“اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔وہ بھڑکیلے انداز میں اپنے دائیں ہاتھ کی انڈیکس فنگر کو اس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے پیشانی سے ہونٹوں تک لے گئی۔ایک لمحے کے لئے اس نے اپنی فنگر کو اس کے ہونٹوں پر قیام کرنے کا موقع دیا اور پھر ہونٹوں سے اس کی گردن تک کا فاصلہ نہایت سست رفتاری سے طے کیا۔عنایہ کے اس فعل نے ضرغام کی سانسوں میں ایک جنبش پیدا کردی۔اُس کی انگلی اِس کی گردن سے گریبان تک آگئی۔گریبان کے پہلے دو بٹن کھلے تھے۔جہاں سے اس کا دودھیا سینہ لشکارے ماررہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ اپنی انگلی کو گریبان کے راستے سینے پر لاتی۔ضرغام نے یک دم

بریک لگائی۔برجستہ بریک لگانے پر وہ چونکی تھی

"کیا ہوا بے بی؟یوں بریک کیوں لگائی؟" وہ اپنی انگلی ضرغام کے جسم سے پیچھے کر چکی تھی

"تمہارا اسٹاپ۔۔۔تمہارا گھر آگیا۔۔"اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تھا

"اوہ۔۔آئی سی۔۔" اس نے باہر کی جانب دیکھا تو کار عنایہ کے گھر کے عین سامنے تھی۔وہ ضرغام میں اتنی مگن تھی راستے کی مسافت کا اسے علم ہی نہیں ہوا

"تم بھی چلو میرے ساتھ۔۔۔"کار سے اتر کر اس نے جھک کر کہا تھا

"سوری ڈارلنگ۔۔۔آج نہیں۔۔پھر کبھی۔۔"ایک مصنوعی ہنسی کو وہ چہرے پر لانے کی کوشش کر رہا تھا

"پھر کبھی؟ہمیشہ تم یہی کہتے ہو۔۔۔کب آئے گی تمہاری یہ پھر کبھی؟"وہ اپنی دونوں بازو کار کی کھڑکی پر ٹکائے جھکی ہوئی تھی۔بنا دوپٹے اور کھلے گریبان سے اس کا ریشمی بلاؤز واضح ہو رہا تھا۔ضرغام نے اپنی آنکھیں پھیر کر سٹئیرنگ کی طرف کر لیں۔وہ اگرچہ دنیا کی رنگینیوں میں بہت حد تک کھو چکا تھا۔ان رعنائیوں کو اپنی زندگی کا حصہ سمجھتا تھا مگر پھر بھی ایک طاقت تھی جو اسے اپنی

حدوں کو پار کرنے سے روکے ہوئے تھی۔ایک حصار تھا جو اسے جکڑے ہوئے تھا۔گناہوں کے دلدل میں دھنسے ہونے کے باوجود گناہوں کی سیاہی کو اس سے دور کئے ہوئے تھا۔ایک باڑ تھی جو اس کی حفاظت کر رہی تھی۔عنایہ کو اس کے قریب آنے سے روک رہی تھی۔وہ باڑ،وہ حصار،وہ طاقت دعا تھی۔جو اس کی ماں اپنی ہر نماز کے بعد مانگتی تھی،وہی دعا اِس کو گناہوں کے سمندر میں بھی گناہوں سے بچا رہی تھی۔بظاہر شگفتہ بی بی کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کی دعائیں قبولیت کے آسمان کو نہیں پہنچ رہیں مگر حقیقت تو کچھ اور ہی تھی۔ان کی دعائیں نہ صرف قبولیت کا شرف پا رہی تھیں بلکہ ضرغام کی حفاظت بھی کر رہی تھیں۔بھلا خدا کیسے اپنے بندے کی دعا کو رد کر سکتا تھا جب اُس نے خود مانگنے کا حکم دیا ہے۔اور پھر اپنے نیک بندوں کی دعاؤں کو خاص قبولیت کا درجہ دیتا ہے۔اور پھر بھلا شگفتہ بی بی کی دعائیں کیسے نہ پوری ہوتیں جب کہ ان کی دعاؤں کا محور ہی ضرغام تھا۔ان کی دعاؤں کا خاصہ ہی ان کا اپنا بیٹا تھا۔عنایہ ضرغام کو اپنی طرف کھینچنے کی پوری کوشش میں تھی۔کئی بار تنہائی میں اس نے ضرغام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ بچا رہا۔ماں کی دعاؤں نے اسے اپنے چہرے پر سیاہی ملنے سے

روکے رکھا تھا۔ وگرنہ جس مقام پر وہ تھا وہاں صرف گناہ تھا۔ صرف سیاہی تھی۔ لیکن وہ اس سیاہی میں بھی روشنائی تھا۔ دعاؤں کا اثر اس کے چہرے پر واضح تھا۔ ہر بار جب بھی عنایہ اسے گناہ کی دعوت دیتی۔ اس کا دم گھٹنے لگتا تھا۔ ایک انجان سی طاقت اس کے دل و دماغ پر حاوی ہو جاتی۔ اس کی سانسیں ماند پڑنا شروع ہو جاتیں۔ آنکھیں موندنے لگتی تھیں اور وہ خراب طبیعت کا بہانہ کر کے بچ نکلتا۔ جب دعاؤں کے ذریعے مدد مانگی جائے تو ہر گناہ سے نکلنے کی سبیل خدا نکال دیتا ہے اور پھر ماں کی دعا تو ویسے ہی عرشوں سے باتیں کرتی ہے۔ پھر بھلا شگفتہ بی بی کی دعائیں اسے گناہ سے کیوں نہ روکتیں۔۔

"تم ہمیشہ یہی کہتے ہو۔۔۔ پھر کبھی۔۔ آج میں تمہاری ایک نہیں سننے والی۔۔۔ تم آج رات میرے ساتھ گزار رہے ہو بس۔۔۔ سن لیا تم نے۔۔" شیطان بھی کہاں اتنی جلدی پیچھے ہٹتا ہے۔ انسان کو بھڑکانے کے لئے پورا زور لگا دیتا ہے۔ انسان کو انسانیت سے اتنا نیچے گرا دیتا ہے کہ اٹھنے کا موقع ہی نہیں دیتا۔ شاید وہ بھی اپنے پستی کا سفر طے کر رہی تھی

"میں نے کہا ناں۔۔ میری طبیعت نہیں ٹھیک۔۔۔" اس کی نظریں ابھی سٹیئرنگ

پر تھیں

"نہیں۔۔۔ تم چل رہے ہو تم بس چل رہے۔۔۔" اس نے زبردستی اس کا ہاتھ پکڑا اور دروازہ کھول کر اسے باہر نکالا۔ شیطان پوری طرح اس کے دماغ کو جکڑ چکا تھا۔ وہ "نہیں"، "نہیں" کہتا رہا مگر اُس نے ایک نہ سنی۔ اسے اپنے گھر کے دروازے تک لے ہی آئی۔ دروازہ کھولا تو صرف اندھیرے نے استقبال کیا۔ گھر میں کوئی نہیں تھا۔ صرف تنہائی تھی۔ اس طرح گناہ کو مزید تقویت ملی۔ جہاں مرد اور عوت اکیلے ہوں تیسرا شیطان ہوتا ہے اور واقعی شیطان اُن کے درمیان میں تھا جو دونوں پر باری باری وار کر رہا تھا۔ جب وہ ضرغام کے پاس جاتا تو دعاؤں کا حصار پاتا۔ رحمت خداوندی پاتا جو ماں کی دعاؤں کی وجہ سے تھی۔ ناکام لوٹ آتا لیکن جب عنایہ کے پاس جاتا تو صرف نفس کو پاتا جو پہلے ہی اسے پھسلا رہا تھا۔ یہاں اس کے ہنکنڈے بخوبی چلتے۔ عنایہ نے دیوار کے ساتھ لگے سوئچز کو آن کیا تو پورا گھر جگ مگ روشن ہو گیا مگر یہ روشنی اُس کے اندر کو روشن کرنے میں ناکام تھی۔ جن کے اندر سیاہی ہو، باہر چاہے کتنی ہی روشنی کر لی جائے سیاہی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ مگر یہی روشنی ضرغام کی آنکھوں میں چبھ رہی تھی۔ وہ آنے والے

خطرے کی بو محسوس کر رہا تھا۔

"چلو میرے ساتھ۔۔" وہ اپنے دونوں بازوؤں سے اس کے دائیں بازو کو پکڑے ہوئے تھی۔

"عنایہ پلز۔۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ میرا دل خراب ہو رہا ہے۔۔" اسے چکر آنے لگے تھے مگر عنایہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی

"ناٹک بند کرو۔۔ سمجھے۔ اب چلو میرے ساتھ۔۔۔ اوپر ہے میرا کمرہ۔۔۔" وہ اسے زبردستی سیڑھیوں کی طرف لے گئی

"نہیں عنایہ۔۔۔" اس کا سر بری طرح چکرانے لگا۔ دعائیں اپنا اثر دکھا رہی تھیں۔ اسے گناہوں میں دھنسنے سے بچا رہی تھیں۔

"خاموش۔۔ ایک دم خاموش۔۔۔" برائی ہر طرف سے زوروں پر تھی۔ شیطان دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے سٹیپ چڑھنے لگا۔ بظاہر برائی کا پلڑا ابھاری تھا۔ ہر شے برائی کے حق میں تھی۔ مگر جنہیں خدا بچانا چاہے انہیں کوئی بھلا کوئی کیسے گناہ کی طرف مائل کر سکتا ہے۔ آخری سٹیپ پر پہنچ کر ضرغام نے اپنا ہاتھ زور سے کھینچا۔ اور یک دم رک گیا۔ اُس کے سر میں کوئی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

زوروں سے ہتھوڑوں سے وار کر رہا تھا۔ یہ وار دراصل برائی سے روکنے کے لئے تھا

"کیا ہوا۔۔۔؟" استفہامیہ انداز میں عنایہ نے ضرغام کی طرف دیکھا جو اپنے سر کو ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھا

"میرا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔۔"اس کی آنکھوں کے گرد اندھیرا چھانے لگا تھا

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔۔"برائی کوئی بہانہ قبول کیسے کر سکتی تھی مگر دعائیں اسے روکے ہوئے تھی۔ اس کے سر پر ایک ایسی ضرب لگی جو وہ برداشت نہ کر سکا۔ عنایہ نے اسے اپنی طرف کرنے کی کوشش کی تو اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا مگر وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور اس کا پاؤں پھسل گیا۔ پاؤں کے پھسلنے سے اتنا نقصان نہیں ہوا جتنا کہ نیت کے پھسلنے سے ہو سکتا تھا۔ وہ جتنی سیڑھیاں پاؤں سے چڑھ کر گیا تھا۔ لڑھکتا ہوا نیچے آ گیا۔ یہ شاید ایک معمولی سا جھٹکا تھا جو خدا کی طرف سے تھا کہ سنبھلنے کا وقت ہے ابھی بھی سنبھل جاؤ۔

"ضرغام۔۔"وہ دوڑتی ہوئی نیچے آئی اور جو کچھ کرنا چاہتی تھی اسے بھول گئی اور اپنے کمرے میں لے جانے کی بجائے اسے ہسپتال لے گئی۔ ماتھے سے خون ریستا

جارہا تھا۔ڈاکٹر نے مرہم پٹی کر کے اسے گھر جانے کی اجازت دے دی مگر اب وہ نیم بے ہوشی میں ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔عنایہ کار ڈرائیو کر رہی تھی۔اسے اپنے کئے پر شرمندگی تھی مگر وہ ابھی معافی نہیں مانگ سکتی تھی۔وہ اتنے ہوش میں نہ تھا کہ اس کی بات سن سکتا۔ضرغام کو اس کے گھر چھوڑ کر وہ اپنے گھر واپس پلٹی۔ آج بھی شگفتہ بی بی کی دعاؤں نے ضرغام کو سیاہی کو اپنے چہرے پر ملنے سے بچالیا

* * * * *

اپنے کمرے میں ٹہلتے ہوئے وجیہہ کے کانوں میں وہی الفاظ سرگوشی کر رہے تھے۔

"کیا کروں؟" اُس کی بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔اُس نے سرسری نگاہ گھڑی پر دوڑائی تورات کے بارہ بج چکے تھے۔ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔کالی چادر اوڑھے آسمان جگ مگ موتی نما ستاروں سے چمک رہا تھا۔لان میں موجود گلاب کے پھول بھی اونگھ رہے تھے۔پتوں کی دلفریب سرسراہٹ بھی اب آرام کرنا چاہتی مگر ہواؤں کا رقص بار بار انہیں جھومنے پر مجبور کر دیتا۔

"یہ کیا ۱۲ بھی بج گئے۔۔" اُس نے خود سے ہی سوال کیا تھا۔ہاتھوں کی انگلیوں کو دباتے ہوئے وہ بیڈ پر آلیٹی مگر بے چینی نے اِس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔وہ کروٹیں بدلتی رہی مگر سکون میسر نہ آیا۔کروٹیں بدلتے بدلتے اس کی نظر دائیں طرف کی الماری پر پڑی۔جس کے عین اوپر اس کا دل تھا۔اس کے بے چین دل کا علاج تھا

"بے شک اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون میسر آتا ہے "

)سورہ الرعد(

کسی نے اس کے کانوں میں سرگوشی کی تھی۔وہ اس سرگوشی کا مطلب سمجھ چکی تھی۔جلدی سے اٹھی اور واش روم میں جا کر وضو کیا اور الماری سے قرآن مجید اٹھایا اور اپنے سینے سے لگالیا۔قرآن مجید کے اٹھانے کی دیر تھی۔بے چینی پشیمان ہو کر دور ہٹنے لگی۔سکون کی چادر اس کی طرف بڑھنے لگی۔وہ اپنے بستر پر آگئی اور تلاوت کرنا شروع کر دی۔وہ تلاوت میں اس قدر محو تھی کے رات کے پہر کیسے بدلتے گئے اسے علم تک نہ ہوا۔رات کی پرفسوں فضا کھڑکی کے راستے اس کے کمرے میں تلاوت سننے داخل ہونے لگی۔

"اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔"شیریں الفاظ جب اس کے کانوں میں گئے تو اس کی نظر

دوبارہ گھڑی کی طرف گئی صبح کے تین بج چکے تھے۔ تہجد کی اذان دی جارہی تھی۔ اس نے قرآن مجید کو چومتے ہوئے بند کیا اور جائے نماز اٹھا کر خدا کے حضور سر بسجود ہو گئی۔

* * * *

رضیہ بیگم کچن سے فراغت پانے کے بعد ٹی وی لاؤنج میں آئیں تو انمول کو صوفے پر کچھ سوچتے ہوئے پایا۔ وہ سر کو پشت سے ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا

"کیا ہوا بیٹا؟ کیا سوچ رہے ہو؟ اس کے پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا

"کچھ نہیں۔۔۔ بس ویسے ہی۔۔۔" سرد آہ بھرتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بالوں کو ہاتھوں سے سیٹ کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے میں جانے کے لئے سیڑھیوں کی طرف بڑھا مگر سیڑھی پر فرسٹ سٹیپ رکھتے ہی اسے کسی سوچ نے واپس پلٹنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے چٹکی بجاتے ہوئے اپنا ارادہ ملتوی کیا اور واپس پلٹ آیا

"امی آپ نے وجیہہ کے بارے میں کیا سوچا" اب بھی اس نے وجیہہ کے ساتھ آپی لگانا مناسب نہیں سمجھا

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" انہوں نے استفہامیہ انداز میں اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا

"مطلب یہ کہ ساجد اور وجیہہ کے رشتے کے بارے میں۔۔۔ اور ویسے بھی اتنی عمر تو ہو گئی ہے اُس کی۔۔ ابھی شادی نہ ہوئی تو ساری عمر کہیں گھر ہی بیٹھی نہ رہ جائے۔۔" وہ اپنی رائے دے رہا تھا اور ہمیشہ کی طرح اس کی رائے کو سراہا جا رہا تھا

"کی تو ہے وجیہہ سے لیکن اس نے کوئی جواب ہی نہیں دیا۔۔" وہ سوچ میں پڑ گئیں۔

"ایک تو یہ لڑکی بھی ناں۔۔۔ امی اُس کے جواب کا کیا انتظار کرنا اور ویسے بھی آج تک اس نے کبھی آپ کی بات کا انکار کیا بھی ہے جو آج کرے گی؟۔۔۔ بس آپ جلدی سے یہ رشتہ پکا کرنے کی سوچیں۔۔" اس نے شاطرانہ انداز میں اپنا داؤ چلا تھا جو شاید ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔

"لیکن اگر کچھ صبر کر لیتے تو ٹھیک تھا۔۔" کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا

"امی۔۔۔ اب سوچنے کی کیا بات ہے؟ آپ جلدی سے بات کریں تاکہ جلد از

جلد یہ بوجھ سر سے اترے اور ہم بھی سکون کا سانس لے سکیں۔" اس نے اونچی آواز میں کہا تھا تبھی سیڑھیوں سے اترتے ہوئے وجیہہ نے اس کی بات سن لی۔انمول کے لفظ "بوجھ" نے اسے بہت ہرٹ کیا مگر اس نے اپنے جذبات کو قابو میں رکھا

"بے فکر رہو۔۔۔اب یہ بوجھ تمہارے سر پر زیادہ دن تک قائم نہیں رہے گا۔۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ یہ بوجھ جتنی جلدی ہو سکے اترے اور ایک نحوست تو ہمارے گھر سے کم ہو۔۔"اس کے انداز میں انتہا کی بے رخی تھی۔جو وہ بچپن سے دیکھتی آرہی تھی

"تم دونوں بس کرو۔۔۔انمول تم تو کچھ دیر کے لئے خاموش رہو۔۔۔اور تم وجیہہ کیا تم واقعی ساجد سے شادی کے لئے تیار ہو؟"انہوں نے انمول کو جھڑک کر وجیہہ کی طرف توجہ کی

"میں نے ایسا تو نہیں کہا کہ میں ساجد سے شادی کروں گی۔۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا اگر ساجد سے نہیں کرو گی تو اور کس سے کرو گی؟" وہ

وجیہہ کی بات پر خاصی حیران تھیں مگر وجیہہ نے خاموشی میں ہی افادیت جانی

"بولو۔۔۔میں نے کچھ پوچھا ہے۔۔" انہوں نے اس کے شانوں کو جھٹکا دیا۔مگر وہ خاموش رہی۔

"امی کو شگفتہ میڈم کی بات بتادوں کہ انہوں نے۔۔۔"وہ ابھی یہی سوچ رہی کہ انمول کا طنز ایسا چلا کہ وہ سوچوں کی دنیا سے باہر آگئی

"یہ کیا بولے گی۔۔۔کیا معلوم جس کالج میں جاتی ہو۔۔،وہیں پر کسی سے۔۔۔" گردن جھٹکتے ہوئے اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی تھی

"انمول۔۔۔" اپنے کردار پر لگے اس بہتان کو وہ برداشت نہ کر سکی

"میرے کردار پر یوں بے بنیاد بہتان باندھنا بند کرو۔۔" اس نے سخت لہجے میں کہا تھا

"کیوں سچ کڑوا لگا کیا؟" اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی

"اب بس کرو تم دونوں۔۔۔انمول تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔"مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوا۔اسی جگہ براجمان وجیہہ کو گھورتا رہا

"تمہیں سنا نہیں۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔" اس بار قدرے سخت لہجے میں رضیہ

بیگم نے کہا تھا

"مجھ پر چلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ اگر چلانا ہی ہے تو اپنی اس بیٹی پر چلایئے۔۔۔ گھر میں تو شریف ذادی ہونے کا ناٹک کرتی ہے اور باہر۔۔۔" جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تھا مگر اس بار وہ برداشت نہ کر پائی اور مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو اس نے وجیہہ کا ہاتھ پکڑ لیا

"اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھنا سیکھو۔۔۔ ورنہ ہاتھ اٹھانا مجھے بھی آتا ہے۔۔" عقابی نظروں سے گھورتے ہوئے انمول نے وجیہہ کا ہاتھ جھٹک دیا۔ وہ بس دیکھتی رہ گئی۔ وہ پاؤں پٹختا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا

"امی۔۔ دیکھا آپ نے۔۔ کیسے بدتمیزی کر رہا تھا۔۔" مگر اس بار بھی اس کی شنوائی نہ ہوئی

"کیا غلط کہا اُس نے۔۔۔ صحیح تو کہا ہے۔۔۔ شادی کرو اور جان سے اترو۔۔۔"

رضیہ بیگم نے انمول کا سارا غصہ وجیہہ پر اتارا تھا۔

"لیکن امی۔۔۔" حسرت بھری نگاہ رضیہ بیگم کے چہرے پر ڈالی

"اب چپ۔۔۔ ایک لفظ بھی کہا ناں۔۔ مجھ سے برا کچھ نہیں ہو گا۔۔" یہ کہہ

کر وہ بھی چل دیں۔ وہ دونوں کی باتوں کو سن کر رہ گئی۔ کوئی اس کا حال دل پوچھنے والا نہیں تھا۔

"کاش۔۔ دادی۔۔ آپ اس وقت زندہ ہوتیں۔۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر رہ گئے۔

* * * *

لا الہ الا اللہ

اذان مکمل ہوئی تو شگفتہ بی بی نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی اور پھر اسی جائے نماز پر نماز مغرب ادا کی۔ گھر میں وقت وہ صرف اکیلی تھیں۔ ضرغام لازوال کے سیٹ سے ابھی تک نہیں لوٹا تھا۔ جب سے لازوال کا سفر اس نے شروع کیا اس کا گھر میں رہنا اور بھی کم ہو گیا۔ پہلے تو صرف دوستوں کے ساتھ وقت گزارتا تھا مگر اب کبھی کسی پارٹی میں تو کبھی کسی سیمینار میں پایا جاتا۔ شگفتہ بی بی سمجھا سمجھا کر تھک گئیں مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ انہوں نے اب سلام پھیرا تو دروازے کے کھلنے کی چڑچڑاہٹ پیدا ہوئی۔ انہوں نے دوسرا سلام پھیرا تو کسی کے قدموں کے ساتھ سیٹی کی بھی آواز خاموش کمرے میں گونجنے لگی۔ یہ ضرغام ہی تھا۔ گرے جینز پر

لائیٹ پنک شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ کمرے میں آتے ہی وہ دھڑام سے صوفے پر جا بیٹھا۔ اُس کی نظریں سامنے لگے آئینے پر تھیں جسے دیکھ کر وہ اب اپنا ہیئر سٹائل ٹھیک کر رہا تھا۔ شگفتہ بی بی نے ایک نظر ضرغام کے حلیہ پر دوڑائی پھر اپنی دعا میں مشغول ہو گئیں۔۔

"اتنی دعائیں مانگنے کا کیا فائدہ۔۔۔؟ سب کچھ تو ہے آپ کے پاس۔۔" وہ نادان تھا۔ یہ سمجھ نہ سکا کہ اُس دن جو وہ عنایہ کے شیطانی ارادوں سے صحیح سلامت نکلا تھا۔ وہ انہی دعاؤں کا ہی اثر تھا۔ لیکن نادان لوگ سمجھ نہیں پاتے۔ وہ بھی انہی نادانوں میں سے ایک تھا۔ جنہیں وقت نے اپنے لپیٹے میں لیا ہوا تھا۔

"کتنی بار کہا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے ہی پہلے سلام کیا کرو۔۔ گھر میں امن رہتا ہے مگر نہیں تمہارے سر پر تو جونک تک نہیں رینگتی۔۔" دعا مکمل کرنے کے بعد جائے نماز اٹھاتے ہوئے وہ گویا ہوئی تھیں

"آپ تو اپنی دعا میں مگن تھیں تو سلام کسے کرتا؟؟ ان دیواروں کو۔۔" روکھے پن سے اس نے طنز کیا تھا

"دیواروں کو نہ سہی کم سے کم فرشتوں کو ہی کر دیتے۔ اور ویسے بھی آنے والے کا

فرض بنتا ہے کہ آتے ہی سب کو سلام کرے مگر تم۔۔۔" جائے نماز کو انہوں نے صوفے کی پچھلی سائیڈ پر رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے میز پر رکھا جہاں اور بھی جائے نماز رکھے ہوئے تھے

"اچھا بھی۔۔۔" مصنوعی ندامت میں اس نے مداخلت کی تھی

"آئندہ کروں گا اب خوش۔۔۔" چہرے پر ایک مسکراہٹ لانے کی کوشش کی

"یہ بتائیے کھانے میں کیا بنایا ہے؟ بڑی بھوک لگی ہوئی ہے۔" گہری سانس لیتے ہوئے وہ جھکا اور شوز اتار کر جرابیں اتارنے لگا

"تمہاری پسند کی بریانی بنائی ہے اور ساتھ چپل کباب بھی۔۔۔ تم اٹھو ہاتھ منہ دھو لو۔۔۔ میں اتنے سب چیزیں ڈائننگ ٹیبل پر رکھ دیتی ہوں۔" انہوں اس کی جرابیں اٹھائیں اور وارڈروب میں بغیر دھلے کپڑوں کے ساتھ رکھ دیں

"جو حکم۔۔۔" وہ بڑا ہی فرماں بردار بیٹوں کی طرح بی ہیو کر رہا تھا۔ اٹھتے ہی واش روم میں گیا اور ہاتھ منہ دھونے کے بعد ڈائننگ ٹیبل پر آ بیٹھا۔ شگفتہ بی بی نے پہلے سے ہی کھانے کی تمام چیزیں ٹیبل پر سجا دی تھی۔ بڑی سی پلیٹ میں بریانی اس کی چئیر کے سامنے رکھی تھی۔ ساتھ ہی سالڈ اور رائیتہ بھی پیش پیش تھا۔ کوک کی

بوتل بھی ٹیبل کی رونق میں اضافہ کر رہی تھی۔ بس چپل کباب کی کمی تھی جو شگفتہ بی بی پلیٹ میں رکھے کچن سے لا رہی تھیں۔

"واؤ۔۔۔ اتنا اچھا کھانا۔۔" اس نے آستینیں کہنیوں تک چڑھائیں اور ہاتھ بڑھا کر ایک کباب اپنی پلیٹ میں رکھا اور رائیتہ کے ساتھ بریانی کا مزہ لینے لگا

"ایسے ہی رہا کرو۔۔۔ اچھے لگتے ہو۔۔" وہ ضرغام کو یوں کھاتا ہوا دیکھ رہی تھیں ۔وہ بالکل معصوم لگ رہا تھا۔ ایک معصوم سا چہرہ، جسے دنیا کا کچھ پتا نہ ہو، صرف اپنی ہی دنیا میں مگن۔

"آپ یونہی اچھے اچھے کھانے بناتی رہا کرو۔۔ میں ایسا ہی رہوں گا۔۔" اس نے ایک ہچکی لیتے ہوئے کہا۔ شگفتہ بی بی نے فوراً گلاس میں کوک ڈال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ اُس نے جب دیکھا کہ شگفتہ بی بی کا موڈ کافی اچھا ہے تو اصل بات کی طرف آیا جس وجہ سے وہ اچھا بننے کا ناٹک کر رہا تھا

"امی۔۔ آپ سے کچھ پیسے چاہئے تھے۔۔" اس نے تقریباً سرگوشی کی تھی

"ابھی پرسوں ہی تو دیئے تھے تیس ہزار،،، کہاں گئے وہ؟۔۔" وہ جان چکی تھیں کہ وہ آج اتنا میٹھا کیوں ہو رہا تھا۔ یہ اس کی پرانی عادت تھی جب بھی کوئی کام ہوتا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تو شہد سے زیادہ شیریں ہو جاتا اور پھر زہر سے زیادہ کڑوا

"وہ۔۔۔ وہ تو پرسوں ہی ختم ہو گئے تھے۔۔۔ پلز۔۔۔ ستر ہزار کا چیک بنا کر دے دیں، کل میں خود ہی کیش کروالوں گا۔۔۔"

"کیا کہا؟؟ ستر ہزار؟ تمہارا دماغ تو ٹھکانے پر ہے۔۔۔!! جانتے بھی ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟" لفظ ستر ہزار سن کر ان کو ایک جھٹکا لگا تھا۔ اگر بات اپنے اوپر خرچ کرنے کی ہوتی تو شاید وہ منع نہ کرتی مگر یہ تو رقم دوسروں پر لٹانا جانتا تھا۔ عیاشی میں پیسوں کو ایسے بہاتا جیسے کوئی پانی بہاتا ہو۔

"تمہارے لئے پیسے کیا درخت کے پتے ہیں کہ جب دل چاہا جتنے چاہا توڑ لئے؟" انہوں نے تلخ لہجے میں کہا تھا

"امی۔۔ اب اس میں اتنا غصہ ہونے والی کیا بات ہے؟ صرف ستر ہزار ہی تو مانگے ہیں۔۔" اس نے بے نیازی سے کہا

"تمہارے لئے یہ ستر ہزار صرف ہیں؟؟؟" ان کا انداز استفامیہ تھا

"جی ہاں۔۔" فی الفور جواب دیا

"ضرغام۔۔۔ اتنی عیاشی اچھی نہیں ہوتی۔۔۔" یہ کہہ کر وہ کچھ پل کے لئے

خاموش رہیں

"اور تمہیں روز روز پیسے مانگتے شرم نہیں آتی؟" انہوں نے سوال داغا تھا۔

"شرم آتی ہے تب ہی تو کہتا ہوں کہ سب کچھ میرے نام کر دیں۔۔۔ نہیں مانگوں گا روز روز۔۔" اس نے جیسے مسئلے کا حل بتایا تھا

"ہاں تا کہ تم دو دن میں کنگال ہو کر بیٹھ جاؤ۔۔"ایک بار پھر خاموشی نے ڈیرہ جمایا

"ضرغام۔۔۔ انسان کو کفایت شعاری ہر عمل کرنا چاہئے۔۔۔یوں پیسوں کو۔۔" ضرغام نے مداخلت کی

"اگر پیسے نہیں دینے ناں۔۔ تو نہ دیں کم سے کم یہ نصیحتیں تو بند کریں۔۔" وہ غصے میں ایک زور دار ہاتھ ٹیبل کو مارتا ہوا کھڑا ہوا تھا

"کہاں جا رہے ہو تم؟؟" انہوں نے کھانے کی طرف اشارہ کیا تھا

"جہنم میں۔۔۔ سارہ مزہ کرکرا کر دیا کھانے کا۔۔" وہ بڑبڑاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چل دیا

"اے خدا۔۔!!تُو ہی ہدایت دے۔۔۔" حسرت بھری نگاہوں سے اس کے

جاتے وجود کو دیکھتے ہوئے اپنے رب سے دعا مانگی اور پھر اس کا بچا ہوا کھانا سمیٹتے لگیں۔ کھانا سمیٹے ہوئے ان کے ذہن میں وجیہہ کا خیال آیا

"اے خدا!وجیہہ ہاں کر دے۔۔۔شاید وجیہہ جیسی بیوی آنے پر یہ کچھ سدھر جائے۔۔"

* * * *

علی عظمت اپنے کمرے میں جانے لگے تو رضیہ بیگم نے انہیں آواز دے کر روکا

"سنیئے۔۔" وہ پلٹے

"جی۔۔۔ فرمایئے۔۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تھا

"پہلے ادھر بیٹھیں۔۔۔ آرام سے۔۔" وہ چلتے ہوئے ٹی وی لاؤنج میں آ گئیں اور کچھ سوچتے ہوئے علی عظمت بھی وہاں آ گئے اور آ کر صوفے پر بیٹھ گئے

"اب فرمائیں۔۔۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا تھا

"میں نے وجیہہ سے بات کی تھی ساجد کے سلسلے میں۔۔" انہوں نے تمہید باندھی

"گڈ۔۔ یہ تو اچھی بات ہے تو پھر کیا جواب دیا وجیہہ نے۔۔۔"آگے کی طرف

جھک کر پوچھا

"جواب کیا دینا تھا۔۔بات کو گول مٹول کر گئی" انہوں نے گہری سانس لیتے ہی پشت صوفے کے ٹیک سے لگا لی

"تو پھر۔۔۔"

"تو پھر کیا۔۔۔میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نہ ساجد کو ہاں ناں کر دیں۔۔ویسے بھی وجیہہ نے آج تک ہماری بات تو ٹالی نہیں جو یہ ٹالے گی۔۔" انہوں نے تقریباراز دارانہ بات کہی تھی

"لیکن۔۔یہ بات کچھ اور ہے۔۔"

"مگر۔۔۔جب وہ کچھ جواب ہی نہیں دے گی تو ہم کیسے سمجھیں گے کہ اس کے دل میں کیا چل رہا ہے۔۔"!!

"بات تو ٹھیک ہے۔۔مگر۔۔" سیڑھیوں سے اترتے قدموں کی آواز سن کر وہ خاموش ہو گئے۔دونوں نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا تو ادھر وجیہہ تھی۔وہ سیڑھیاں اتر کر ان کے پاس آئی

"السلام علیکم۔۔" دونوں کو سلام کیا

"وعلیکم السلام۔۔" صرف علی عظمت نے ہی جواب دیا۔

"اچھا ہوا آپ دونوں یہیں مل گئے۔۔مجھے آپ دونوں سے بات کرنی تھی۔۔"

وہ صوفے کی ٹیک پر ہاتھ جمائے کھڑی ہو گئی

"ہاں۔۔آؤ بیٹھو۔۔۔" علی عظمت نے صوفے پر بیٹھنے کو کہا

"نہیں ابو۔۔میں نے صرف آپ سے بات کرنی ہے اور بس۔۔۔واپس کمرے میں جا کر مجھے نوٹس بھی بنانے ہیں"

"تو پھر کرو۔۔۔" روکھے پن میں رضیہ بیگم نے کہا تھا

"بات یہ تھی کہ میں شادی کے لئے تیار ہوں۔۔۔"اس نے اپنی نظریں سامنے دیوار پر جمائے کہا تھا

"کیا کہا؟"رضیہ بیگم کو اپنے کانوں پر یقین نہیں ہوا

"تم سچ کہہ رہی ہو؟" علی عظمت نے تصدیق چاہی

"جی ابو۔۔۔میں شادی کے لئے تیار ہوں۔۔" اس نے ایک بار پھر وہی جملہ دہرایا

"سچ میری بیٹی۔۔" رضیہ بیگم نے اٹھ کر اس کے چہرے کو بوسہ دیا

"لیکن میں ساجد سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

"کیا؟؟" یہ سن کر رضیہ بیگم کو دھچکا لگا۔ دونوں ہاتھ خود بخود پیچھے ہٹ گئے۔ وہ استفہامیہ انداز میں اس کے چہرے کو تکنے لگیں

"اگر ساجد سے نہیں کرنی شادی تو پھر کس سے کرنی ہے؟" علی عظمت نے کھڑے ہوتے ہوئے سوال کیا

"ضرغام عباسی سے۔۔۔" اس نے بڑے مان سے کہا تھا

"ضرغام؟؟" رضیہ بیگم نے استفہامیہ انداز میں کہا تھا

"جی۔۔ ضرغام۔۔۔ اگلے ہفتے آرہا ہے میرے رشتے کے لئے۔۔" یہ کہہ کر وہ کمرے کی طرف پلٹ گئی

"لیکن یہ ہے کون۔۔" علی عظمت نے پوچھا تھا

"جس کالج میں میں پڑھاتی ہوں، وہاں کی پرنسپل شگفتہ بی بی کا بیٹا۔۔۔" وہ ایک ثانیے کے لئے رکی اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ رضیہ بیگم نے حیرت سے علی

عظمت کی طرف دیکھا تو انہوں نے کندھے اچکا دیئے۔۔۔

* * *

قسط نمبر ۳

انمول آئینے کے سامنے دو شرٹ ہاتھ میں لئے یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کونسی شرٹ پہنے۔

"ریڈ پہنوں یا پھر بلیک۔۔۔" وہ گنگناتے ہوئے سوچ رہا تھا

"بلیک کلر کی شرٹ تم پر زیادہ سوٹ کرے گی۔۔۔" یہ ایک لڑکی کی آواز تھی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا تو دروازے پر حجاب کھڑی تھی۔ سانولا رنگ بالکل وجیہہ کی طرح بلکہ وجیہہ سے بھی زیادہ سانولا کہنا بہتر ہو گا۔ وہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیلائے آگے بڑھی اور انمول کے ہاتھ سے بلیک شرٹ لیتے ہوئے مزید کہا

"یہ رنگ تم پر بہت اچھا لگے گا۔۔۔ یہ پہنو تم۔۔۔"

"تم؟؟؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے میں آنے کی؟" جبڑے بھینچتے ہوئے اس نے کہا تھا

"دیکھ لو بس۔۔۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے ایک ادا سے بالوں کو جھٹکا دیا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تھا

"میرے اندر تمہارے کمرے میں آنے کی ہمت بھی ہے اور تم سے بات کرنے کی بھی۔۔" مسکراتے ہوئے اس نے انمول کی طرف دیکھا

"لیکن مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم سے بات کرنے کا۔۔۔" اس نے فوراً تردید کی مگر حجاب کو تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا

"یہ دیکھو۔۔۔ کتنا اچھا لگ رہا ہے تم پر یہ رنگ۔۔ سفید رنگ پر ہمیشہ سیاہ رنگ جچتا ہے۔۔ اور تم میں تو حسن ہی اتنا ہے کہ تمہیں پہننا ہی سیاہ رنگ چاہیئے تا کہ تمہیں کسی کی بری نظر نہ لگ جائے۔۔۔" اس نے اپنا ہاتھ انمول کے شانوں تک بڑھایا اور شرٹ اس کے بالکل آگے کر دی۔

"بالکل پرنس لگو گے تم۔۔۔" وہ ایسا گمان کرنے لگی جیسے وہ اس شرٹ کو پہنے ہوئے ہے

"کتنی بے شرم ہو تم۔۔۔" ایک دھکے کے ساتھ اس کو دیوار پر پٹخ دیا۔ اور شرٹ کو کھینچ کر بیڈ پر اچھال دیا

"اب تو میں اس شرٹ کو پہننا تو دور کی بات چھونا بھی گوارا نہیں کروں

گا۔۔"انمول نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تھا

"انمول۔۔تم میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کرتے ہو؟ آخر میں تمہاری ہونے والی بیوی ہوں۔۔"اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا

"میری ہونے والی بیوی۔۔۔مائے فٹ۔۔۔"اس کا انداز طنزیہ تھا

"انمول۔۔میں تم سے۔۔"حجاب نے انمول کا ہاتھ تھام کر کچھ کہنا چاہا تھا کہ انمول نے جھلاتے ہوئے اپنا ہاتھ کھینچ لیا

"میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔اور دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔۔۔"چلاتے ہوئے کہا تھا

"انمول۔۔تم اتنی نفرت کیوں کرتے ہو مجھ سے۔۔" اس بار اس کے آواز میں درد نمایاں تھا

"آخر کیا کمی ہے مجھ میں۔۔۔"پلکوں پر چمکتے آنسوؤں کو اس نے اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کئے تھے

"کمی۔۔۔!!تمہارے اندر کمی یہ ہے کہ تم حسن میں مجھ سے کم درجے کی ہو۔۔ تمہارے اندر کمی یہ ہے کہ تمہارا رنگ سانولا ہے اور تمہارے اندر سب سے بڑی

کمی تم جانتی ہو کیا ہے؟"وہ یک ٹک اسے ہی دیکھتی جا رہی تھی

"تمہارے چہرے پر لگا یہ داغ۔۔۔سب سے بڑی کمی ہے۔جو تمہاری نحوست میں مزید اضافہ کرتا ہے۔۔ہنہ"اس نے گردن جھٹکتے ہوئے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔

"انمول اپنے حسن پر اتنا غرور مت کرو۔۔۔یہ سب خاک میں مل جائے گا۔۔"اس نے روہانسا ہو کر کہا تھا

"جسٹ۔۔شیٹ اپ۔۔آگے ایک لفظ بھی نہیں۔۔۔سنا تم نے۔۔اب نکل جاؤ میرے کمرے سے۔۔اپنا کالا کلوٹا چہرا لے کر اور آئندہ میرے کمرے میں آنے سے پہلے ہزار بار سوچنا۔۔اب دفع ہو جاؤ۔۔" عقابی آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا تھا۔

"انمول۔۔" اس نے بھیگی آنکھوں سے ایک آس بھری نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی

"میں نے کہا چلی جاؤ۔۔۔" انمول نے باہر دروازے کی طرف اشارہ کیا تو وہ بھی بنا کچھ کہے پلٹ گئی۔جاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔اس نے نظریں

اٹھا کر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تو واقعی اس کے چہرے پر ایک داغ تھا۔ ایسا داغ جو پیدائشی تھا۔ کچھ داغ قدرت تحفے میں دیتی ہے اور پھر دنیا والے اس داغ کو اس کی نحوست قرار دے دیتے ہیں۔ بائیں رخسار پر آنکھ سے ذرا نیچے بے شکل کا ایک سیاہ دھبہ جو جلد پر اس کے چہرے کا حصہ تھا، جسے چاہ کر بھی چھپایا نہیں جا سکتا تھا۔ اس کی نشانی بن چکا تھا۔ اِس نے اپنی نگاہیں جھکا لیں اور اس کے کمرے سے باہر چلی گئی

"بڑی آئی کالی کلوٹی۔۔۔ ہنہ۔۔" اس کے جانے کے بعد بڑبڑاتا ہوا اس نے دروازہ بند کر لیا

* * *

ٹی وی پر ایکشن سے بھرپور فلم ابھی شروع ہی ہوئی تھی۔ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے بیٹھا اسی فلم کا انتظار کر رہا تھا۔ فلم شروع ہوتے ہی دو بائیک سواروں نے اپنے کرتب دیکھانا شروع کئے۔ ایک نہایت مشکل راستے کی عین پیک پر وہ اپنے جوہر دیکھا رہے تھے۔ پورا علاقہ پتھریلا تھا۔ مگر وہ بائیک کو ایسے چلا رہے تھے جیسے کوئی ہموار سڑک پر چلاتا ہو۔ ہیلی کوپٹر سر پر چکر لگا رہا تھا۔ سانپ کی طرح زگ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

زیگ کرتا آدھ فٹ سے بھی کم چوڑائی رکھتا یہ راستہ جہاں صحیح سے چلنا بھی محال تھا وہ دونوں بڑی پھرتی سے بائیک کو ہوا کے پروں پر سوار کر رہے تھے۔ ضرغام پورے انہماک سے اس سین کو دیکھ رہا تھا۔ ایک پل کے لئے اس نے پوپ کارن بھی کھانا بند کر دیئے اور دلجمعی سے بس اسی سین کو دیکھتا جا رہا تھا۔ وہ اس قدر محو تھا کہ اسے شگفتہ بی بی کے آنے کا بھی احساس نہ ہوا۔ شگفتہ بی بی باہر سے ٹی وی لاؤنج میں آئیں اور اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ ان کا چہرہ آج پہلے کی طرح تر و تازہ نہیں تھا۔ وہ ایک سوچ میں کھوئی ہوئی تھیں۔

"مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔۔" کچھ سوچ کر انہوں نے کہا تھا مگر وہ ابھی بھی فلم کے اس سین میں کھویا ہوا تھا۔ بائیک سوار اپنی فنش لائن تک پہنچنے ہی والے تھے۔ مگر شگفتہ بیگم ایک بار پھر مخل ہوئیں

"ضرغام۔۔۔!!" اس بار وہ بری طرح چونکا تھا

"امی۔۔ آپ؟؟ کب آئیں۔۔" اُس نے بوکھلا کر پوچھا تھا۔

"مجھے تو آئے ہوئے کافی دیر ہو گئی مگر تم ہی ٹی وی میں اتنے محو تھے کہ تم نے میری طرف دیکھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی۔۔"

"امی۔۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے دوبارہ نظریں ٹی وی پر مرکوز کر لیں۔ شگفتہ بی بی نے ایک بار پھر کچھ کہنے کی کوشش کی مگر الفاظ بکھر سے گئے تھے۔ انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ بات کو کہاں سے شروع کریں۔

"ضرغام۔۔ میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے۔۔" الفاظ کو مجتمع کرنے کے باوجود وہ صرف اتنا ہی کہہ سکیں۔

"جی کہیں۔۔۔" اس کی نظریں ٹی وی سکرین پر مرتکز تھیں

"جو بات میں تم سے کہنے جارہی ہوں۔ اُس کے بارے میں تم ٹھنڈے دماغ سے سوچنا۔۔ جلد بازی یا گرم مزاجی میں کوئی فیصلہ مت کرلینا۔ اور مجھے اتنی جلدی بھی نہیں ہے۔ بہت ہی سوچ سمجھ کر جواب دینا۔۔۔ اور ہاں اس کو اپنی انا کو مسئلہ بھی مت بنانا۔ یہ فیصلہ میں نے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے بس اب تمہاری ہاں کا انتظار ہے۔۔" وہ الفاظ کو سمیٹ سمیٹ کر کہہ رہی تھیں

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔۔۔ میں سمجھ نہیں پارہا۔۔۔" اس نے نظریں ٹی وی سکرین سے ہٹا کر شگفتہ بی بی کی طرف کیں

"اور آپ اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہیں۔۔ جو بات کرنی ہے صاف صاف

کہیں۔۔۔" اس نے اپنی دائیں ٹانگ صوفے پر رکھ لی اور پورے انہماک سے شگفتہ بی بی کی طرف دیکھنے لگا

"میں الفاظ کو گھما کر صرف اس لئے بات کر رہی ہوں تاکہ تمہارا ذہن اس بات کیلئے تیار ہو جائے جو میں اب تم سے کرنے جارہی ہوں۔۔" انہوں سے وضاحت کی

"اب کہیں بھی۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔۔" اس نے بالوں کو جھٹکا دے کر کہا تھا

"میں نے تمہارے لئے ایک لڑکی پسند کی ہے"

"کک کیا؟؟" یہ سن کر اسے ایک شاک لگا۔ اپنی ٹانگ دوبارہ صوفے سے نیچے کی

"آپ کو پتا بھی ہے۔ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" اس نے وضاحت طلب کی

"ہاں۔۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔" یہ سن کر وہ کھڑا ہو گیا

"میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں شادی نہیں کر سکتا اور پھر آپ کی پسند کی گئی لڑکی سے تو کبھی بھی نہیں۔۔ آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ جو لڑکی آپ پسند

کریں گی۔اس لڑکی سے میں شادی کروں گا۔۔ آپ کی اور میری چوائس میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔۔" اس نے جھلاتے ہوئے کہا تھا

"میں جانتی ہوں ضرغام۔۔ تمہاری پسند میری پسند سے یکسر مختلف ہے۔ لیکن بیٹا میں تمہاری ماں ہوں۔۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں تمہارے لئے کیا صحیح ہے کیا غلط۔۔ ایک ماں کبھی اپنے بیٹے کے لئے کسی غلط لڑکی کا انتخاب نہیں کر سکتی۔ ایک ماں ہمیشہ اپنے بیٹے کے لئے اس لڑکی کو منتخب کرتی ہو جو اس کے بیٹے کو سمجھ سکے۔ اس کو دل و جان سے چاہے۔ اُس کی عزت کرے۔ اُس کی چھوٹی سی چھوٹی ضرورت کا خیال رکھے۔۔ ایک ماں ہمیشہ اپنے بیٹے کے لئے ایک آئیڈیل لڑکی کا ہی انتخاب کرتی ہے۔" وہ دلائل دیتے ہوئے ضرغام کو قائل کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں

"لیکن۔۔۔" اس نے جھلاتے ہوئے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا

"دیکھو بیٹا!" آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر پیار بھرا ہاتھ پھیرتے ہوئے مزید کہا

"زندگی میں ہر فیصلہ خود نہیں کرنا چاہئے۔ کچھ فیصلے ایسے ہوتے ہیں جو کہ بڑوں پر چھوڑ دینے چاہئیں۔ کچھ فیصلے بڑے ہی بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔۔" پیار سے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

سمجھانے کی کوشش کی تھی

"بس کیجیے۔۔۔" اس نے غصے میں شگفتہ بی بی کے ہاتھ جھٹک دیئے

"بند کیجیے۔۔۔ اپنی نصیحتوں کی پوٹلی۔۔۔" جھلاتے ہوئے اپنا چہرہ دوسرے رخ موڑ لیا

"میں خود مختار ہوں۔ عاقل بالغ ہوں۔ مجھے اپنے فیصلے کرنے کا خود حق ہے۔ کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنا کیا ہوا فیصلہ زبردستی مجھ پر تھوپے۔۔" اس نے روکھے پن میں کہا تھا

"میں اپنا فیصلہ تم پر مسلط نہیں کر رہی۔۔ میں نے تو تم سے اجازت طلب کی ہے۔۔"

"اسے آپ اجازت کہتی ہیں۔۔" اس نے استہزائیہ انداز میں کہا تھا

"تمہارا یہ آخری فیصلہ ہے۔۔" شگفتہ بی بی نے آخری بار معنی خیز لہجے میں استفسار کیا تھا

"جی ہاں۔۔ میں آپ کی پسند کی گئی لڑکی سے کبھی شادی نہیں کروں گا۔۔" اس نے اپنا فیصلہ سنایا تھا

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔ میں بھی یہ فیصلہ کر چکی ہوں کہ تمہاری شادی صرف اور صرف وجیہہ سے ہو گی جسے میں نے پسند کیا ہے اور وہ بھی بہت جلد۔۔۔"

"آپ مجھے چیلنج کر رہی ہیں۔۔" تمسخرانہ کہا تھا

"چیلنج نہیں کر رہی بتا رہی ہوں۔۔ یہ شادی تمہیں کرنی ہو گی۔ خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے مگر یہ شادی کرنی ہو گی تمہیں اور وہ بھی اپنی مرضی سے۔۔" پر اعتماد لہجے میں شگفتہ بی بی نے کہا تھا

"یہ بھرم ہے آپ کا۔۔۔" عقابی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

"اور اس بھرم کو تم سچ کر کے دیکھاؤ گے۔۔ تمہارے پاس صرف کل تک کا وقت ہے یا تو اس رشتے کے لئے ہاں کر دو یا پھر اِس جائیداد کو ہمیشہ کے لئے بھول جاؤ۔۔ کیونکہ اگر تم نے اس رشتے کے لئے ہامی نہیں بھری تو میں یہ ساری جائیداد کسی ٹرسٹ کو عطیہ کر دو نگی اور پھر تمہارا جہاں دل چاہے شادی کرنا۔۔۔" اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"دھمکی دے رہی ہیں آپ مجھے۔۔۔" اس کے تو جیسے حواس ہی بکھر گئے تھے

"تمہیں جو سمجھنا ہے سمجھو۔۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا میں جو کہتی ہوں وہ کر

کے دیکھاتی ہوں۔۔۔ یہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو۔۔۔" یہ کہتے ہوئے وہ اپنے روم کی طرف بڑھیں

"آپ ایسا نہیں کر سکتیں۔۔۔ سنا آپ نے۔۔" اس نے چلاتے ہوئے کہا تھا

"میں ایسا ہی کرو نگی۔۔" پلٹ کر جواب دیا۔

"میں ایسا کبھی نہیں ہونے دو نگا۔۔۔ سنا آپ نے۔۔" اس نے غصے میں ایک زور دار لات صوفے کو رسید کی۔ اُس کو تو کوئی اثر نہ ہوا مگر اس کا غصہ شانت نہیں ہوا تھا۔ اس نے ٹیبل پر رکھے ریموٹ کو اٹھایا اور دیوار پر دے مارا۔ بے چارا بے موت مارا گیا۔ پرزے پرزے ہو کر پورے لاؤنج میں بکھر گیا

"میں ایسا نہیں ہونے دو نگا۔۔۔ سنا آپ نے۔۔" ایک بار پھر اس نے جھلاتے ہوئے کہا تھا

* * * * *

"انمول کی طرف سے میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔۔" حجاب وجیہہ کے کمرے میں بیٹھی اپنے ہی خیالوں میں گم تھی۔ وجیہہ اچھی طرح جانتی تھی وہ انمول کی باتوں کی وجہ سے بہت ہرٹ ہوئی ہے

"آپ کو معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ آپ نے تو ہر ممکن کوشش کی۔۔ شائد میری ہی قسمت میں اُس کا ساتھ نہیں لکھا۔۔" باتیں کرتے کرتے ایک بار پھر وہ انمول کے خیالوں میں کھو گئی

"لیکن جو انمول نے کیا وہ ٹھیک نہیں کیا۔۔"

"اس میں انمول کی کیا غلطی بھلا۔۔ غلطی تو میری ہے۔۔ مجھ جیسی بد صورت لڑکی کو بھلا کون اپنائے گا۔ ہر جگہ سے دھدکار ہی تو ملتی ہے مجھ جیسی داغدار چہرے والی لڑکیوں کو۔۔" اس کا لہجہ گلوگیر تھا

"نہیں۔۔ حجاب۔۔ یہ داغ تمہاری بد قسمتی نہیں ہے۔ بلکہ بد قسمت تو وہ لوگ ہیں جو تمہیں اس بات کا طعنہ دیتے ہیں۔۔ دیکھنا۔۔ آج اس نے تمہیں ٹھکرایا ہے، ایک وقت آئے گا جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گا اور وہ اپنے کئے پر شرمندہ ہو کر تم سے خود اپنے گناہوں کی معافی مانگنے آئے گا۔۔" حجاب کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا

"کاش۔۔ ایسا ہو۔۔۔ مگر شاید میری قسمت میں ایسا دن لکھا ہی نہیں۔۔" سرد آہ بھرتے ہوئے کہا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"اچھا چھوڑیے۔۔ ان باتوں یہ بتائیں کہ آپ کی جاب کیسی جا رہی ہے؟ کوئی مشکل وغیرہ تو نہیں ہو رہی۔۔۔ ویسے میں نے سنا ہے کہ وہاں کی جو پرنسپل ہے وہ آپ کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔۔ یہ سچ ہے؟" اس نے اپنا لہجہ بدلتے ہوئے کہا تھا۔ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ آویزاں تھی۔

"ہاں۔۔۔ صحیح سنا ہے۔۔" اس نے بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے آنکھیں جھکا کر کہا

"اوہ۔۔۔ شرما گئیں آپ۔۔" لہجہ قدرے شوخ تھا

"حجاب۔۔" معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر ڈریسنگ کی طرف چل دی

* * * *

"پلز۔۔ میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔ بس کچھ دن اور۔۔۔ اس کے بعد جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔۔۔" وہ فون کو کندھے سے لگا کر وارڈروب کو بند کر رہا تھا

"پلز عندلیب۔۔ آج مان جاؤ۔۔۔" وارڈروب بند کرنے کے بعد اس نے داہنے

ہاتھ سے فون پکڑ کر بالوں کو بائیں ہاتھ سے سیٹ کیا۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی بہت وقت دیا ہے اور اب تم مزید مانگ رہے ہو۔۔۔"

فون سے عندلیب کی آواز آئی تھی

"پلیز۔۔ عندلیب۔۔ بس آخری بار۔۔ تم جانتی ہو اگلے ہفتے وجیہہ کو رشتے والے دیکھنے آرہے ہیں۔۔ دیکھنا اگر بات پکی ہو گئی تو جلد سے جلد شادی بھی ہو جائے گی اور پھر ہماری باری ہو گی۔۔"

"اب نیا بہانہ تو نہیں بنایا؟"

"یار۔۔۔ میں بہانا نہیں بنا رہا۔۔ میرا یقین کرو۔۔۔ اگر تمہیں یقین نہیں آرہا تو بے شک آج میرے گھر آ جاؤ۔۔" اس نے ہر ممکن کوشش کی کہ عندلیب اس کی بات کا یقین کر لے اور آخر کار وہ مان گئی۔ انمول کے چہرے پر بھی بہار آ گئی

* * * *

"اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں۔۔۔؟" وہ صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موندنے لگا

"ریلکس بے بی۔۔۔ ڈانٹ وری۔۔ یہ سب تو ماؤں کے ہتھکنڈے ہوتے ہیں، اپنے

بچوں کو ایموشنل بلیک میلنگ کرنے کے۔۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ ایسا کریں گی تو بچے مان جائیں گے مگر تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ تم بس چِل کرو۔۔۔" کولڈ ڈرنک کا ایک گلاس اس کو تھماتے ہوئے کہا تھا۔ اس نے ایک جھلک اس کو دیکھا

"ڈارلنگ۔۔ تم میری امی کو نہیں جانتی۔۔۔ وہ صرف مجھے بلیک میل ہی نہیں کر رہی۔۔ وہ سچ مچ ساری پراپرٹی ٹرسٹ کو ڈونیٹ کر دیں گی۔۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو میں تو کنگال ہو جاؤں گا۔۔ جو میں ہونا نہیں چاہتا۔۔۔" اس نے کولڈ ڈرنک کو سامنے رکھے ٹیبل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا

"میں کسی بھی قیمت پر اپنی پراپرٹی کھونا نہیں چاہتا۔۔" وہ سامنے کھڑکی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چہرہ مایوسی کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ شکست اس کے چہرے سے واضح ہو رہی تھی۔ وہ پہلی بار اپنے آپ کو اتنا بے بس و مجبور محسوس کر رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار وہ کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے اتنا سوچ و بچار کر رہا تھا

"ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ یہ سب تمہارا وہم ہے۔۔" اس نے پیچھے سے ضرغام کے شانوں کو چھوا۔ وہ اپنی طرف سے اسے تسلی دے رہی تھی مگر اس کی باتوں میں

کوئی وزن نہیں تھا۔ دیکھاوا کرنے والوں کے الفاظ بھی بس دیکھاوے کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ اس کے الفاظ میں بھی ریاکاری تھی

"کاش یہ وہم ہوتا۔۔" مایوسی نے چاروں اور سے اسے گھیرے میں لے لیا

"ویسے میرے پاس ایک پلان ہے۔۔" عنایہ نے شاطرانہ لہجے میں دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا تھا

"پلان۔۔ کون سا؟" اس نے جھٹ سے اس کی طرف دیکھا

"تم یہ شادی کر لو۔۔" ہاتھ میں تھامے وائن گلاس کے کنارے پر اپنی درمیانی انگلی سے کچھ کھرچتے ہوئے اس نے کہا تھا

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔ میں اور شادی۔۔" اس نے استہزائیہ انداز میں کہا

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔ تم یہ شادی کر لو۔۔" ایک بار پھر اس نے یہ الفاظ کہہ کر جیسے ضرغام کی دکھی رگ پر ہاتھ رکھا تھا

"عنایہ۔۔ تم یہ سوچ بھی کیسے سکتی ہو کہ میں ابھی شادی کروں گا۔۔ شادی کر کے اپنے پاؤں میں بیڑیاں باندھوں گا۔ مجھے ابھی سے ان بیڑیوں میں نہیں جکڑنا۔۔ مجھے ابھی آگے بڑھنا ہے۔ ابھی میرا کریئر سٹارٹ ہوئے صرف ایک ماہ

گزرا ہے اور میری باتوں سے لوگوں کو انسپائریشن ملتی ہیں اور اگر میں ہی ان رشتوں کی بیڑیوں میں پھنس گیا تو میرا سارا فیوچر تو اندھیرے میں ڈوب جائے اور میں ایسا کبھی نہیں چاہتا۔۔" اس نے انکار کی وجہ بتائی تھی

"ضرغام۔۔ میری جان۔۔۔ پہلے میری بات تو سنو۔۔" شاطرانہ چال چلتے ہوئے وہ اس کے قریب آئی تھی

"میرا پلان پہلے مکمل سنو بعد میں اپنی رائے دینا۔۔۔" اس نے مکاری کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے ضرغام کو اس شادی کے لئے آمادہ کر لیا۔ وہ بھی اس کی باتوں کے جال میں پھنس کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی بھول کرنے کے لئے تیار ہو گیا

"واؤ۔۔۔ اتنا اچھا آئیڈیا۔۔۔ میرے ذہن میں بھلا پہلے کیوں نہیں آیا۔۔" اس کے چہرے کا رنگ گرگٹ کی طرح بدل گیا۔ اپنی نرم گرم نگاہوں سے اس نے عنایہ کے وجود کی طرف دیکھا جو اس کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی

* * * *

زندگی کی خوشیاں رات کے بنا ادھوری ہوتی ہیں اکثر سچائیاں رات کے اندھیرے

میں ہی انسان کے سامنے آتی ہیں۔ آج کی رات بھی شاید انہی میں سے ایک تھی۔ اسے لان میں ٹہلتے ہوئے ایک گھنٹہ بیت چکا تھا۔ سر سبز پتے رات کے اندھیرے میں سیاہی کی مانند لگ رہے تھے۔ پھولوں کی رعنائی بھی رات کے سناٹے کا شکار ہو چکی تھی۔ مگر اس کا وجود اب بھی ترو تازہ تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا اس کی پیشانی کو آ کر بوسہ دیتی اور پھر اس کے رخسار کو چھو کر آگے بڑھ جاتی۔ وائیٹ شرٹ اور ٹراؤزر پہنے وہ رات کے اندھیرے میں بھی وجیہہ لگ رہا تھا۔ شگفتہ بی بی کچن میں پانی پینے کے لئے آئیں تو دروازے سے ضرغام کا عکس لان میں دیکھا تو پریشان ہو گئیں۔ وال کلاک پر نظر دوڑائی تو رات کے دو بج رہے تھے۔ پانی کا گلاس واپس شیلف پر رکھا اور لان میں آ گئیں

"ضرغام بیٹا۔۔ تم یہاں آدھی رات کو کیا کر رہے ہو؟" شگفتہ بی بی کی آواز پر اس نے چونک کر پیچھے دیکھا تھا

"امی آپ یہاں۔۔" اُس نے حیرت سے پوچھا

"یہی تو میں تم سے پوچھ رہی ہوں کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"کچھ نہیں بس۔۔ نیند نہیں آ رہی تھی سوچا ٹہل لوں۔۔" اس نے داہنے ہاتھ

سے ماتھے کو بوسہ دیتے بالوں کو پیچھے کیا

"طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔!!" ماتھے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تھا

"جی امی طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔" ایک پل کے لئے اس نے توقف کیا

"ویسے اچھا ہوا آپ یہاں آ گئیں۔ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔۔" اس نے ایک ثانیے کے لئے اپنی آنکھیں بند کیں اور پھر گہرا سانس لیتے ہوئے کہا

"ہاں کہو۔۔" شگفتہ بی بی کو ایک کھٹکا سا ہوا

"میں اُس لڑکی سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں مگر میری ایک شرط ہے۔۔"

لفظ شرط پر اس کے چہرے پر ایک عجیب سا تاثر تھا۔ پہلے جملے سے جو بہار شگفتہ بی بی کے چہرے پر آئی تھی اگلے جملے سے خزاں میں تبدیل ہو گئی

"شرط۔۔۔؟؟ کون سی شرط؟" ان کا لہجہ استفہامیہ تھا

"آپ کو نکاح سے پہلے ساری پراپرٹی میرے نام کرنا ہو گی۔۔" اس کے چہرے پر شاطرانہ ہنسی واضح ہوئی

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔" اس کی بات پر انہیں ایک شاک لگا تھا۔ جو لڑکا بھلا اپنی زندگی سنبھال نہیں سکتا۔ پیسوں کو پانی کی طرح بہاتا ہے بھلا وہ اتنی بڑی جائیداد

کو کیسے سنبھالے گا؟ کہیں وہ یہ سب کچھ اپنی عیاشیوں میں اجاڑ نہ دے۔ بس یہی سوچتے ہوئے انہوں نے منفی میں سر ہلا دیا

"تو پھر میں بھی یہ شادی نہیں کر سکتا۔۔۔" اس نے صاف صاف کہہ دیا

"لیکن۔۔۔" شگفتہ بی بی نے کچھ کہنے کی کوشش کی تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا

"ہاناں۔۔ بس اسی شرط پر میں اُس لڑکی سے شادی کروں گا۔۔"

"اگر تمہاری بس یہی شرط ہے تو میں اس شرط کو ماننے کے لئے تیار ہوں" کچھ سوچتے ہوئے انہوں نے ہامی بھر لی

* * *

"لیجئے۔۔ تو صحیح۔۔۔ آپ نے تو کچھ لیا ہی نہیں۔۔" بسکٹ کی پلیٹ آگے بڑھاتے ہوئے رضیہ بیگم نے کہا تھا

"آپ کو اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" شگفتہ بی بی نے ایک بسکٹ اٹھاتے ہوئے شفیق لہجے میں جواب دیا

"اس میں تکلف کی کیا بات ہے؟ آپ کا اپنا گھر ہی تو ہے۔۔۔" علی عظمت نے ہنستے ہوئے کہا تھا

"کھائیے کھائیے۔۔۔ مفت کا تو مال ہے۔۔" سیڑھیاں اترتے ہوئے اس نے طنز کا تیر چلایا۔ اس کی بات سن کر شگفتہ بی بی کو کافی حیرانی ہوئی۔ علی عظمت نے آنکھوں کے اشارے سے رضیہ بیگم کو اس کے پاس جانے کو کہا۔

"تم جانتے بھی ہو یہ کون ہیں؟" اس کے بازو کو آہستہ سے پکڑ کر دانت بھینچتے ہوئے کہا

"آیا ہو گا کوئی نیا رشتہ۔۔۔" بے رخی سے جواب دیا

"آپ کو اتنا خرچ کرنے کی ضرورت بھی کیا تھی۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد منع کر دیں گے۔۔ مگر نہیں آپ کو تو ہر کسی پر مال لٹانے کا شوق ہے۔۔ کتنی بار کہہ چکا ہوں ساجد سے اس کا رشتہ طے کر دیں مگر آپ۔۔" وہ اپنی ہی ہانکتا جا رہا تھا

"اپنی قیاس آرائیاں بند کرو۔۔" اس کو خاموش کراتے ہوئے کہا

"میں قیاس اڑائیاں نہیں کر رہا۔۔ یہ بات آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں" ایک بار پھر اس نے گردن جھٹک کر کہا

"یہ وہی رشتہ ہے جو وجیہہ نے بتایا تھا۔۔ انہوں نے خود وجیہہ کو پسند کیا

ہے۔۔"

"کیا؟ آپ سچ کہہ رہی ہیں۔۔" گرگٹ کی طرح اس کا انداز بدل گیا

"ہاں لیکن کہیں تمہاری وجہ سے دال گلتے گلتے نہ رہ جائے۔۔" مصنوعی غصے میں سرگوشی کی

"تو پہلے بتانا چاہئے تھاناں۔۔" اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔ اس کے لہجے میں تیزی آگئی۔ وہ فوراً ان کے پاس گیا

"السلام علیکم! آنٹی۔۔ کیسی ہیں آپ؟ اپنے رویے کے لئے آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ دراصل میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ بس اس لئے پتا نہیں کیا کیا بڑبڑاتا گیا۔۔ اگر آپ کو ٹھیس پہنچی تو میں معافی چاہتا ہوں۔" وہ مہذب بننے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا مگر مکاری چہرے سے عیاں تھی

"وعلیکم السلام۔۔ کوئی بات نہیں بیٹا۔۔۔" ہنستے ہوئے بات کو ٹال دیا

"اور یہ کیا دولہا بھائی نہیں آئے۔۔" حیرت سے پوچھا تھا

"جنہوں نے ہماری نحوست کو اپنے سر لینا ہے۔۔" دل میں سوچا تھا

"اُسے ایک ضروری کام تھا بس اس لئے نہیں آسکا۔۔۔"

"اچھی بات ہے۔۔۔" مصنوعی مسکراہٹ کو چہرے پر لاتے ہوئے کہا تھا

"اگر آجاتا تو نہ ہی کہہ دیتا۔۔۔" دل میں سوچ کر رہ گیا۔ شگفتہ بی بی نے شکیہ انداز میں انمول کی طرف دیکھا

"میرا مطلب تھا کہ اچھی بات ہے وہ اپنے کام کو اہمیت دیتا ہے۔ انسان کو اپنے کام پر ہی فوکس رکھنا چاہئے۔۔ اور مجھے تو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ میرے دولہا بھائی انہی میں سے ایک ہیں جو اپنے کام کو اہمیت دیتے ہیں۔۔" شگفتہ بی بی کو اپنے باتوں کے تانوں بانوں میں الجھا کر رکھ دیا

"پھر کب آئیں ہم منگنی کے لئے؟" علی عظمت نے سوال داغا

"منگنی؟؟" شگفتہ بی بی نے استفہامیہ انداز میں کہا تھا

"کیوں؟ آپ ابھی منگنی نہیں کرنا چاہتیں۔۔" حیرت سے رضیہ بیگم نے پوچھا تھا

"نہیں۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔ میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ اگلے ہفتے نکاح ہی ہو جائے۔۔" انہوں نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔ یہ سن کر سب ہکا بکا رہ گئے۔ علی عظمت کے چہرے کے رنگ متغیر ہو گئے۔ سب کے چہروں کا رنگ دیکھتے ہوئے انہوں نے مزید کہا

"مگر آپ چاہیں تو۔۔۔ یہ میرا خیال تھا لیکن اگر آپ۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔کیوں علی عظمت؟" ہنستے ہوئے رضیہ بیگم نے علی عظمت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ان کا انداز اور لہجہ سب مصنوعی تھا

"مگر۔۔" وہ صرف یہی کہہ سکے۔ ایک لمحے کے لئے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا

"مگر وگر کچھ نہیں۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔۔ آپ جب چاہیں آکر نکاح کی تقریب کر لیں، ویسے بھی وجیہہ اب آپ کی ہی بیٹی ہے۔" ریاکاری ان کے انداز سے چھلک رہا تھا۔ چہرے پر دیکھاوے کا لبادہ تھا۔

"ایک ہفتہ۔۔ مزید۔۔" انمول بس سوچ کر ہی رہ گیا مگر اس بات کی خوشی تھی کہا ایک ہفتے بعد وہ اپنی چاہ پوری کر پائے گا

* * *

رضیہ بیگم کام سے فارغ ہو کر کمرے کی طرف بڑھیں

"گھر میں ایک مہمان بھی آ جائے کام تو اتنا بڑھ جاتا ہے کہ کوئی حد ہی نہیں۔۔" اپنے بالوں کو سمیٹ کر کندھوں کے پیچھے دھکیلتے ہوئے بڑبڑاتی جا رہی تھیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کمرے کا دروازہ کھولا تو ایک جھٹکا سا لگا

"یہ کیا کمرے میں اندھیرا ہے۔۔" انہوں نے دروازے کے ساتھ لگے سوئچ کو آن کیا تو علی عظمت کو صوفے پر بیٹھے ہوئے پایا۔ انہوں نے اپنا سر صوفے کی بیک پر رکھا ہوا تھا اور چھت کو گھور رہے تھے

"علی عظمت۔۔ خیریت تو ہے ناں!" پریشانی میں ان کی طرف بڑھیں مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا وہ ابھی تک اپنی سوچوں کی دنیا میں کھوئے ہوئے تھے

"ٹھیک تو ہے ناں آپ؟" اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بازو کو آہستہ سے جنبش دی

"ہاں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔" وہ ابھی تک چھت کو گھور رہے تھے۔

"ٹھیک۔۔۔ ویسے آج کا دن کتنا اچھا گزرا ناں۔۔۔ وجیہہ کے لئے نہ صرف رشتہ آیا بلکہ تاریخ بھی طے ہو گئی۔ بس اب جلدی سے یہ ہفتہ گزر جائے۔۔۔ اور ہماری بیٹی اپنے گھر کی ہو جائے۔۔" بات کرتے ہوئے ایک تبسم ان کے چہرے پر ابھری تھی

"کیا تمہیں لگتا ہے کہ اتنی جلدی یہ سب کچھ کرنا ٹھیک ہے؟" ایک انجانہ ساڈر

ان کے دل میں کھٹک رہا تھا۔

"ہاں۔۔سب کچھ ٹھیک ہی تو ہو رہا ہے۔" وہ علی عظمت کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی اور اٹھ کر بیڈ کی طرف بڑھیں اور چادر کو جھاڑتے ہوئے مزید کہا

"ہماری بیٹی اپنے سسرال جا رہی ہے۔ اپنے پیا کے گھر۔۔"

"لیکن ایک ہفتہ۔۔ یہ سب جلدی نہیں ہے اور ہم نے لڑکے کو دیکھا بھی نہیں ہے، کہیں لڑکے میں کوئی نقص تو نہیں۔۔" صوفے سے اٹھ کر وہ بیڈ کی طرف بڑھے تھے

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ جلدی کیا ہے؟ اچھے رشتے ایسے ہی ملتے ہیں اور پھر جھٹ پٹ سب کچھ ہو جاتا ہے" تکیہ کو سیدھا کرتے ہوئے کہا تھا

"لیکن اتنی بھی کیا جلدی؟" بیٹھتے ہوئے کہا تھا

"آپ بس رہنے دیں۔۔۔ میں تو یہ سوچ رہی ہوں کہ کل کون کون سی تیاریاں کروں۔۔ اب کل سے شادی کی تیاریاں بھی تو شروع کرنی ہیں ناں۔۔" وہ اپنی ہی کہتی جا رہی تھیں

"بیگم۔۔۔" ٹیک لگا کر ایک نظر رضیہ بیگم پر ڈالی

"آپ صرف آرام سے باہر کا کام سنبھالیں اور ویسے بھی آپ نے کہا تھا کہ رشتے کروانا تو عورتوں کا کام ہے۔ اس لئے اب آپ بس آرام کیجئے۔۔" رضیہ بیگم نے بات کرنے کا کوئی سرا ہی نہیں چھوڑا۔ علی عظمت نے ایک لمحے کے لئے رضیہ بیگم کو استفہامیہ انداز میں دیکھا مگر ان کے چہرے کی طمانیت کو دیکھ کر خاموش رہے اور کروٹ بدل کر لیٹ گئے۔

* * * *

کہنے کو تو ایک ہفتہ تھا مگر ایک ہفتے کیسے ایک دن میں تبدیل ہو گیا، وقت نے کسی کو کانوں کان خبر تک ہیں ہونے دی۔ پہلے دن ہی رضیہ بیگم نے پورے ہفتہ کی لسٹ بنالی۔ کب، کیا اور کون سا کام کیسے کرنا ہے؟ سب کچھ درج کر لیا اور ہر ایک کو اس کے حصے کا کام سونپ دیا۔ علی عظمت کو باہر سے خریداری کا کام سونپا تو انمول کو بھی ان کے ساتھ لگا دیا اور چھوٹے موٹے کام اس کے ذمے لگے۔ گھر کی سجاوٹ، آنے جانے والوں کے کھانے پینے کا خیال رکھنا صرف انمول کی ذمہ داری تھی۔ انمول یوں تو وجیہہ سے دور بھاگتا تھا۔ اس کے نام سے بھی چڑتا تھا مگر اس کی شادی میں ایسے بھاگ بھاگ کر کام کر رہا تھا جیسے اس کے دل میں نہ جانے کتنی

محبت پنہاں ہو۔ شاید یہ محبت نہیں تھی اور نہ ہی خلوص تھا۔ اس میں بھی اس کا اپنا مفاد تھا۔ اپنی غرض پوشیدہ تھی۔ وجیہہ کے بعد اپنی شادی کے سپنے اس کے دل میں امڈ رہے تھے۔ رضیہ بیگم نے حجاب کو وجیہہ کے ساتھ رہنے کے لئے روک دیا۔ ایک لڑکی جس کی شادی ہو، اس کی ضروریات کا خیال رکھنے کے لئے بھی تو کسی نہ کسی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تمام فرائض حجاب کے ذمہ لگائے گئے۔ حجاب رضیہ بیگم کی بھتیجی تھی۔ اس لئے وہ بھی رہنے کو تیار ہو گئی۔ گھر میں کوئی بھی حجاب کے رہنے پر ناراواں نہیں تھی بس ایک انمول تھا جس کے دل میں اس کے لئے ایک زچ تھی مگر اسے کوئی پرواہ نہیں۔ وہ تو بس وجیہہ کی خوشیوں میں شریک ہونے کے لئے رکی تھی۔ سب کو کام سونپنے کے بعد بھی خود کو کوئی فراغت نصیب نہ ہوئی۔ کپڑے، زیورات، بناؤ سنگھاڑ کی ذمہ داریاں کم تھیں کیا؟ اور پھر کون کون سے رشتہ داروں کو شادی میں شرکت کے لئے بلانا ہے، یہ کام بھی انہوں نے اپنے ذمہ رکھا۔

"پھپھو کس کس کے نام لکھوں کارڈز پر۔۔۔" تمام کارڈز چھپ کر آ چکے تھے۔ سرخ کارڈ پر سنہری روشنائی سے حروف جگمگا رہے تھے اور ان سب میں

وجیہہ اور ضرغام کا نام تو الگ ہی حیثیت رکھتا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا دونوں نام بنے ہی ایک دوجے کے لئے ہیں

"بلانا تو سب کو ہی پڑے گا۔ آخر پہلی شادی تو ہے۔۔ تم اس طرح کرو سب سے پہلے ندیم بھائی، شہباز بھائی، اصغر بھائی، خاور بھائی کا تو سب سے پہلے نام لکھو۔۔ اور ہاں اسلم بھائی کا بھی نام لکھنا مت بھولنا۔۔" علی عظمت ابھی ابھی باہر سے آئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے

"اچھا ہوا آپ آ گئے علی عظمت۔۔ آپ نے تو کسی کو رقعہ نہیں بھیجنا۔۔ اگر بھیجنا ہے تو بتا دیں حجاب بیٹھی لکھ رہی ہے۔۔" رضیہ بیگم کے کہنے پر وہ پلٹے تھے

"میں نے کہاں کس کو بھیجنا ہے۔۔" ستانے کو ذرا بیٹھے تھے

"ہاں سچ۔۔۔ منیر کے لئے بھی ایک رقعہ لکھ دو۔۔ بہت اچھا دوست ہے میرا۔۔۔ ہمیشہ سکھ دکھ میں ساتھ ساتھ رہا ہے۔۔"

"ٹھیک۔۔۔ لکھ دیا۔۔ اور کسی کا لکھنا ہے پھوپھا جی۔۔" انہوں نے نفی میں گردن ہلا دی۔ انمول سیٹی بجاتا ہوا سیڑھیاں اتر کر باہر کی طرف جا رہا تھا

"کہاں جا رہے ہو؟" رضیہ بیگم نے پوچھا تو وہ پلٹا

"دوست کے پاس جارہا ہوں۔۔" کہنیوں تک آستینیں چڑھائے ہوئے تھا۔

"اچھا پھر۔۔ جاتے ہوئے یہ کارڈز تو بانٹ دینا۔۔"

"لیکن امی مجھے تو جلدی ہے۔۔" اس کے ماتھے پر شکن آگئے

"کوئی بات نہیں واپسی پر بانٹ دینا۔۔" منہ بگاڑ کر اس نے ہامی بھر ہی لی۔ حجاب کارڈز کو مجتمع کر کے اٹھی اور انمول کے ہاتھوں میں تھما دیئے

"ہنہ۔۔" کارڈز لیتے ہوئے حجاب کو دیکھ کر اس کا منہ مزید بگڑ گیا تھا

"یاد سے دے دینا۔۔" حجاب نے کہا تھا

"تمہاری اجازت کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔" منہ بگاڑ کر جواب دیا تھا

* * * * *

"تو پھر پانچ دن بعد ہے میرے اس ہیرو کی شادی۔۔"لازوال کے سیٹ سے واپسی پر عنایہ بھی اس کے ساتھ کار میں تھی۔

"ہاں بس۔۔۔" اس نے کندھے اچکاتے ہوئے بے نیازی سے کہا تھا

"ویسے لڑکی دیکھی ہے تم نے۔۔؟"عنایہ نے شوخ لہجے میں پوچھا تھا

"کہاں۔۔!!"اس نے حسرت بھرے لہجے میں کہا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"اوہ۔۔۔یعنی بنا دیکھے شادی ہو رہی ہے۔ فرسٹ نائیٹ ہی دیکھو گے۔۔۔ امیزنگ۔۔"اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تھا

"جسٹ شیٹ اپ یار۔۔۔ فرسٹ نائیٹ کیا میں تو اس کے ساتھ کوئی نائیٹ بھی سپینڈ نہیں کرنے والا۔۔"گردن کو ایک ادا سے جھٹکتے ہوئے کہا

"لیکن اگر وہ خوبصورت ہوئی اور اپنی خوبصورتی کا جادو تمہارے اوپر چلانے میں کامیاب ہو گئی تو۔۔۔"وہ لفظ تو پر زور دے رہی تھی

"تو۔۔۔ سوچا جا سکتا ہے۔۔"اس نے بھی معنی خیز لہجے میں جواب دیا

"ضرغام کے بچے۔۔۔ ابھی بتاتی ہوں تمہیں۔۔۔" ایک ادا سے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر تھپڑ مارا

"اب اس میں جلنے کی کیا بات ہے۔ میری بیوی ہو گی تھوڑا بہت تو چلے گا ناں۔۔۔" اب وہ اسے جلانے کے چکر میں تھا

"ضرغام۔۔۔" وہ دانت بھینچ کر اسے کوستی جا رہی تھی

"ضرغام کیا۔۔۔ بس تھوڑا سا۔۔ رومینس۔۔ فرسٹ نائیٹ۔۔۔"اپنی ہنسی کو بمشکل قابو کئے وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا

"اب تم حد سے گزر رہے ہو۔۔" عنایہ کے لئے سب کچھ برداشت سے باہر ہو گیا

"یار میاں بیوی میں کوئی حد نہیں ہوتی۔۔ جتنا چاہیں رومینس کریں۔۔۔"

"ضرغام۔۔" اس نے ایک زور دار گھونسہ اس کے پیٹ میں رسید کیا۔ تو وہ سٹئیرنگ پر کنٹرول کھو بیٹھا اور کار ہچکولے کھانے لگی

"سنبھال کے۔۔۔" برجستہ عنایہ کے منہ سے نکلا

"کوشش کر رہا ہوں۔۔" کار ۸۰ کی سپیڈ سے جا رہی تھی مگر یک دم کنٹرول کھونے پر وہ ہڑبڑا گیا کار کبھی سڑک کے اس کنارے پر تو کبھی اس کنارے پر ہچکولے کھا رہی تھی۔ تبھی بریک لگنے پر ایک زور دار جھٹکا لگا اور ضرغام کا سر سٹئیرنگ پر جا لگا۔

* * *

"تم نے اب گھر سے باہر قدم بھی رکھا ناں تو مجھ سے برا کچھ نہیں ہو گا۔۔" شگفتہ بی بی نے ضرغام کو ٹیبلٹس دیتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا تھا

"لیکن امی۔۔۔" ماتھے پر سفید پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ سرہانے سے ٹیک لگائے

بیٹھا تھا

"بس۔۔ میں نے کہا ناں۔۔ اب میں تمہاری ایک نہیں سننے والی، یکے بعد دیگرے دوبار ایکسیڈنٹس کروا چکے ہو اپنے۔ چار دن بعد تمہاری شادی ہے۔ کیا تم سہرے کی جگہ یہ پٹیاں لٹکائے جاؤ گے۔

"امی۔۔" اس نے بچوں کی طرح منہ بنا لیا۔ پچھلی بار جب وہ سیڑھیوں سے گرا تھا تو اس نے شگفتہ بی بی سے جھوٹ بولا کہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور اب تو واقعی اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا لیکن خدا کی رحمت سے زیادہ چوٹ تو نہیں آئی، مگر پیشانی پر زخم کا نشان ضرور ابھر چکا تھا

"اب جب تک تمہارا نکاح نہیں ہو جاتا تم نے اس گھر سے باہر قدم بھی نہیں رکھنا۔۔ آئی بات سمجھ میں۔" انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔ آخر ماں تھی۔ کیسے اپنے بچے کو تکلیف میں دیکھ سکتی تھی۔ اور پھر ضرغام تو ان کی انکلوتی اولاد تھی۔ اس پر کیسے کوئی آنچ آنے دے سکتی تھیں

"چار دن تک اس گھر میں۔۔۔" اسے سوچ کر ہی چکر آنے لگے

"امی میرا تو دم نکل جائے گا۔۔۔"

"اور باہر جو ایکسیڈنٹ کروائے جا رہے ہو۔۔۔اس سے دم نہیں نکلے گا۔" وارڈ روب سے ایک لحاف نکالا اور اسے ضرغام کو اوڑھا دیا۔

"اب خاموشی سے آرام کرو۔۔" اس کے ماتھے پر محبت کی مٹھاس نقش کی تو تھوڑا بہت منہ بناتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔انہوں نے آیت الکرسی پڑھ کر اس پر دم کیا اور آہستہ سے دروازہ بند کر کے باہر آگئیں۔

"چار دن نکاح میں رہ گئے اور ان کی کوئی خبر نہیں۔۔۔" زیر لب کہا اور پھر ہاتھ میں موجود گلاس کو رکھنے کچن کی طرف چل دیں۔

"اب کون ہو سکتا ہے؟" جیسے ہی انہوں نے شیلف پر گلاس رکھا تو دروازے پر رنگ ہوئی۔چہرے پر ایک ثانیے کے لئے حیرانی کے تاثرات ابھرے تھے مگر اگلے ہی لمحے وہ تاثرات غائب ہو گئے

"السلام علیکم!خالہ جان۔۔۔"جیسے ہی شگفتہ بی بی نے دروازہ کھولا تو جویریا ان کے گلے لگ گئی۔جویریا کے ساتھ ہی مثال اور فرمان بھی آگے بڑھے

"السلام علیکم!خالہ جان۔۔۔" مثال نے آگے بڑھ کر کہا تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔کیسے ہو تم سب۔۔۔؟اور اتنی دیر کیوں ہو گئی؟" انہوں نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

باری باری سب کے ماتھے کو بوسہ دیا

"بس کیا کریں یہ مثال ہے ناں۔۔تیار ہونے میں گھنٹہ لگا دیا تھا" جویریا نے صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تھا

"خالہ جان یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔گھنٹہ میں نے نہیں خود اس نے لگایا تھا۔۔" مثال نے ترنت جواب دیا

"اچھا اچھا۔۔۔اب لڑنا نہ شروع کر دینا۔۔۔یہ بتاؤ سفر تو آرام سے گزارا ناں۔۔"تمام بچے اندر آچکے تھے۔شگفتہ بی بی نے دروازہ بند کرتے ہوئے پوچھا تھا

"خالہ جان۔۔۔پوچھ تو آپ اس طرح رہی ہیں جیسے ہم گلبرگ کی بجائے لندن سے آرہے ہوں۔۔صرف آدھ گھنٹے کا تو سفر تھا۔۔" فرمان نے بھی اپنی زبان کھولی

"اتنا معلوم ہے کہ آدھ گھنٹے کا سفر ہے مگر یہ نہیں معلوم کے ہم خالہ جان سے ہی ملنے آجائیں۔۔آج بھی اگر میں نے فون نہ کیا ہوتا ناں تو تم نے تو آنا ہی نہیں تھا۔۔"

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔ہم تو ہمیشہ آپ کو یاد رکھتے ہیں اپنے دل میں۔۔" جویریا نے پاس آ کر ان کو بانہوں کے جھولے میں جھلاتے ہوئے کہا تھا

"اب مسکا لگانا بند کرو۔۔سب سمجھتی ہوں میں۔۔" اس کو پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا

"ویسے خالہ جان۔۔بھابھی دیکھنے میں کیسی ہیں؟" مثال نے انہاک سے شگفتہ بی بی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

"بہت اچھی۔۔۔اتنی اچھی کہ اگر تم دیکھو گی ناں۔۔تم بھی ان جیسی بننے کی کوشش کرو گی۔۔" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا

"پھر تو ملنا پڑے گا بھابھی سے۔۔۔" فرمان نے ہلکی سی گردن کو جنبش دی

"اچھا چلو۔۔باتیں بعد میں، پہلے کچھ کھا پی لو۔۔میں ابھی تمہارے لئے کولڈ ڈرنک لے کر آتی ہوں۔۔"

"میرے لئے سپرائیٹ۔۔۔" فرمان نے اپنی پسند بتائی

"اور میرے لئے کوک۔۔" مثال کہاں پیچھے رہتی

"ظالما۔۔کوکا کولا پلا دے۔۔۔!!" فرمان بڑبڑایا تھا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"خالہ جان۔۔!!" منہ بسورتے ہوئے مثال نے کہا تھا

"تم دونوں باز آنے والے نہیں ہو۔۔جویریا تم بتاؤ، تمہارے لئے کیا لاؤں۔۔۔" ہمیشہ کی طرح جویریا خاموش رہی۔اسی لئے شگفتہ بی بی نے خود ہی اس سے پوچھا

"میرے لئے۔۔۔جو بچ جائے۔۔" اس کی بات پر شگفتہ بی بی ہنس دیں۔

"کوئی مستی نہیں چلے گی۔۔۔یاد ہے ناں امی ابو نے کیا کہا ہے اگر کوئی مستی کی تو آخری شادی ہو گی ہماری۔۔" جویریا نے دونوں کو تنبیہہ کی

"کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔ایسا تو وہ ہر بار بولتے ہیں۔۔" کندھے اچکاتے ہوئے جویریا کی بات کو ہوا میں اڑا دیا

"فرمان۔۔۔" جویریا نے گھور کر اس کی طرف دیکھا

"ایسے مت دیکھو۔۔۔ورنہ میں ڈر جاؤں گا۔۔" جویریا کا مذاق اڑاتے ہوئے فرمان نے کہا تھا

"میرا مذاق اڑاتا ہے۔۔میرا۔۔ابھی بتاتی ہوں۔۔" اٹھ کر اس کے پیچھے چل دوڑی جبکہ مثال ان دونوں کی حرکتوں سے محظوظ ہو رہی تھی

"فرمان۔۔۔شاباش۔۔یونہی دوڑتے رہو۔۔" ساتھ ساتھ مثال فرمان کو لقمہ

دیتی جارہی تھی

جویریا تینوں میں سب سے بڑی تھی اور بی ایس اکنامکس کر رہی تھی۔ مثال دوسرے نمبر پر تھی اور ابھی میٹرک کے پیپرز سے فارغ ہوئی تھی۔ فرمان کہنے میں تو سب سے چھوٹا مگر بنا سب کا بڑا ابھرتا ہے۔ دونوں بہنوں کو تو اپنے ہاتھ کی انگلیوں پر ایسے گھماتا جیسے کوئی فٹبال کو گھماتا ہے۔ پورے گھر میں اودھم مچا کر رکھتا تھا۔ اسی لئے جویریا اور مثال اس کو یہاں لانے کے حق میں نہ تھے لیکن شگفتہ بی بی کے اصرار پر انہیں لانا پڑا اور پھر وہ خود بھی تو پانچویں کے پیپر دے کر فارغ ہوا تھا۔ گھر میں رہ کر اس نے کون سا تیر مار لینا تھا۔

"ہم تمہیں اس شرط پر لے کر جائیں گے اگر وہاں جا کر تم ہمارا سارا کام کرو گے۔۔" جویریا اور مثال بھی اپنا مطلب نکالنا بخوبی جانتی تھیں

"او کے۔۔۔" مصیبت کے وقت تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے تو پھر یہ تو اس کی سگی بہنیں تھیں فوراً ہاں کر دی مگر آتے ہی اپنے پرانے رنگ میں واپس آگیا اور اُن کا کام کرنے کی بجائے اپنا کام کروانے لگا

"جویریا آپی۔۔۔ میرا سوٹ، سوٹ کیس میں سے نکال کر دے دیں۔۔" نہانے

کے لئے واش روم میں گیا تو اپنا سوٹ بھی ساتھ لے کر نہیں گیا۔

"مثال آپی۔۔۔" جویریا نے بات نہ سنی تو مثال کی آوازیں لگنا شروع ہو گئیں

"مثال آپی۔۔۔ جویریا آپی۔۔" وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر پکار رہا تھا۔

"سپیکر لا دوں تا کہ اگلے دیش بھی چلی جائے تیری آواز۔۔ کوکیلا کی طرح گلا پھاڑ پھاڑ بولتا رہے گا" پاؤں پٹختے ہوئے مثال کمرے میں داخل ہوئی تو جویریا بھی فوراً وارد ہو گئی

"ایک تو تم اور تمہارے انڈیا کے ڈراموں کی مثالیں۔۔ ویسے تمہارا نام ٹھیک رکھا ہے امی ابو نے۔۔۔ مثالیں دینے میں تو ماہر ہو تم۔۔۔ کبھی کسی ایکٹر کی تو کبھی کسی ایکٹر کی۔۔" آتے ہی مثال کی کلاس لگا دی

"اپنی باتیں بعد میں پہلے میرا سوٹ۔۔۔!!" ایک بار پھر واش روم سے آواز آئی

"یہ لو۔۔۔ آیا تھا ہمارے کام کرنے، اپنے کام کروا رہا ہے۔۔" مثال نے طنزیہ کہا

"آخر بھائی بھی تو تمہارا ہی ہے۔۔۔" مثال کو بھی ساتھ ہی رگڑ دیا

"سوٹ۔۔۔۔۔۔۔" ایک بار پھر گلا پھاڑ کر کہا

"اب چپ ہو جا کوکیلا۔۔۔ دیتی ہوں سوٹ۔۔۔" مثال نے بیڈ کے ساتھ رکھے

سوٹ کیس کو اٹھا کر بیڈ پر رکھا

"توبہ۔۔۔کتنے کپڑے اٹھا کر لے آیا ہے۔ہم دونوں نے تو اپنا ایک سوٹ کیس پیک کیا اور اس نواب زادے نے اپنا اکیلے کا ایک سوٹ کیس پیک کیا ہے۔۔ہنہ۔۔" کپڑوں کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے مثال نے کہا تھا

"اب دے بھی دو۔۔سٹار پلس کی ہیروئن۔۔" فرمان نے تنگ آ کر کہا تھا

"اب تو بالکل نہیں دیتی۔۔جا کیا کر لے گا۔۔رہ اب وہیں پر بنا کپڑوں کے۔۔ہم جا رہے ہیں خود آ کر نکال لیں۔۔" مثال نے جو پینٹ شرٹ اٹھائی تھی دوبارہ بیڈ پر اچھال دی

"معاف کر دو مجھے میری ماں۔۔۔" اس نے بچوں کی طرح ٹھن ٹھن شروع کر دی

"دے دو بچے کو۔۔" جویریا کو ہمیشہ کی طرح فرمان پر ترس آ گیا، اس نے بیڈ سے پینٹ شرٹ اٹھائی اور واش روم کی طرف بڑھنے لگی

"آپی۔۔!! کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔شیطان پر ترس کھانے کی۔۔"مثال نے یہی جملہ کہا تھا کہ دروازے سے شگفتہ بی بی داخل ہوئیں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"بری بات۔۔مثال۔۔بھائی کو شیطان نہیں کہتے۔۔شیطان کا مطلب بھی جانتی ہو تم؟ شیطان کا مطلب ہے دھتکارا ہوا۔۔اللہ کی رحمت سے دور۔۔۔تمہیں تو اپنے بھائی کو دعا دینی چاہیئے۔۔۔اور تم اسے بد دعا دے رہی ہو۔۔"شگفتہ بی بی کی بات سن کر وہ خاموش ہو گئی اور آنکھیں جھکائے کھڑی رہی۔جویریا نے پینٹ شرٹ فرمان کو پکڑا دیں۔

"تمہیں فوراً اللہ سے معافی مانگنی چاہیئے۔۔" انہوں نے مزید کہا

"اوکے سوری خالہ جان۔۔۔آگے ایسا نہیں کہوں گی۔۔" مثال کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔

"بہت اچھی بات ہے تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔۔تم جانتی مثال۔۔بہن بھائی تو ایک دوسرے کے باعث رحمت ہوتے ہیں اور اگر یہی ایک دوسرے کے لئے بد دعائیں کرنے لگ جائیں تو پھر بھلا دوسروں سے توقع کیا رکھنی؟؟"

"خالہ جان۔۔یہ ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہے۔۔"شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے وہ واش روم سے باہر آیا تھا، اس کو دیکھ کر وہ ناک پھلا کر رہ گئی۔

" زیادہ شکایتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔تم بھی کسی سے کم نہیں

ہو۔۔"اب کی بار فرمان کی باری تھی

"خالہ جان۔۔۔" اس نے بالوں کو جھٹکا تو پانی کے چھینٹے مثال پر اچھلے

"خالہ جان دیکھو اسے۔۔ جان بوجھ کر اس نے یہ چھینٹے میرے اوپر پھینکے ہیں۔۔"ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

"جھوٹ کم بولو تم۔۔۔" چوہے بلی کا کھیل پھر سے شروع ہو گیا۔ دونوں ایک دوسرے پر جملوں کی بوچھاڑ کرنے لگے۔ دو منٹ شگفتہ بی بی وہاں کھڑی رہی مگر ان کے سر میں درد ہونے لگ گیا

"توبہ۔۔۔ کتنا جھگڑتے ہو تم دونوں۔۔" کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا

"چلیں خالہ جان آپ یہاں سے۔۔ لڑ لڑ کر جب تھک جائیں گے، خود ہی باہر آجائیں گے یہ۔۔۔" جویریا انہیں باہر لے آئی

* * * * *

فائیو سٹار ہوٹل میں وہ دونوں بیٹھے لنچ کر رہے تھے۔ ان کی ٹیبل کے ایک فرلانگ کے فاصلے پر آبشار سے گرتا پانی اپنا ہی ساز بجا رہا تھا۔ ہلکی تیز چلتی ہوا سے پانی کی چند قطرے ان تک پہنچ رہے تھے۔ سفید کور سے ڈھکی ٹیبل اور پھر اس کے

درمیان رکھا سرخ و سفید گلابوں کا بکی اس ٹیبل کی شان میں اضافہ کر رہا تھا۔ آسمان پر چھائے ہلکے سرمئی بادل دھوپ کو کوسوں دور لے گئے تھے۔ ایسے ماحول میں ان دونوں نے ساتھ لنچ کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" انمول پچھلے دس منٹ سے خاموش بیٹھا صرف عندلیب کو دیکھتا جا رہا تھا۔ اپنا دونوں کہنیوں کو ٹیبل پر ٹکائے، ٹھوڑی کو ہاتھوں کی ہتھیلی پر جمائے اس کی نظریں بس عندلیب کے چہرے پر تھیں۔ آنکھوں میں انتہا کی مستیاں تھیں۔ چہرے پر ہلکی سی تبسم اور فضا کو مہکانے کے لئے اس کی جسم سے آتی باڈی سپرے کی آتی دلفریب خوشبو۔۔

"دیکھ رہا ہوں۔۔ تم روز بروز کتنی خوبصورت ہوتی جا رہی ہو۔۔" اپنی نظریں اس کے چہرے پر جمائے کہا تھا۔ وہ واقعی آج حد سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔ ڈارک بلیو ڈریس پر چمکتے موتی نما ستارے اور پھر وائیٹ لیس سے سجا دامن ۔ آنکھوں میں بسا کاجل اور دل کی تشنگی کو بھڑکاتے رسیلے گلابی ہونٹ، ہوا کے جھونکوں کے ساتھ مستی کرتی زلفیں اور پھر آنکھوں کے آگے آتی بالوں کی چند لٹیں۔

"حسین تو تم بھی کم نہیں لگ رہے۔۔" اسی انداز میں اپنے چہرے کو ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر ٹکا کر جواب دیا۔ کہا تو اس نے بھی صحیح تھا۔ لائیٹ براؤن شرٹ، گریبان کے دو کھلے بٹن سے نظر آتا اس کا دودھیا سینہ۔ گلاب کی خوشبو کے ساتھ سانسوں کو مہکاتا باڈی سپرے۔

"اب ایسے ہی دیکھتے رہو گے یا پھر کہو گے بھی؟" معنی خیز لہجے میں استفسار کیا تھا

"کیا کہوں۔۔۔!! تمہیں دیکھ کر تو میں الفاظ ہی بھول گیا" ڈرامائی ڈائیلوگ بول کر وہ اسے امپریس کرنے کی کوشش میں تھا

"اچھا پھر آنکھوں کے ذریعے سمجھا دو۔۔" اس نے ہلکا سا طنز کیا تھا

"آنکھوں کے ذریعے ہی تو سمجھا رہا ہوں۔۔"

"سر آپ کو اور کچھ چاہیئے۔۔۔" ویٹر نے کولڈ ڈرنک رکھتے ہوئے پوچھا تو وہ دونوں چونک گئے

"تھینکس۔۔۔" ہوا میں تیزی آ گئی۔ آبشار کا ساز بھی دلفریب ہونے لگا۔ عندلیب کی کھلی زلفیں ہوا کے پروں پر سوار مست ہونے لگیں

"موسم کتنا رومینٹک ہے ناں۔۔!! دل چاہتا ہے کہ تمام حدیں پار کر کے بس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تمہیں اپنی بانہوں میں بسا لوں۔۔" اس نے شوخ بھرے انداز میں انگڑائی لی

"دیر تو تم نے ہی کی ہے ورنہ میں تو کب سے تیار ہوں شادی کے لئے۔۔۔" بے باکی سے جواب دیا

"پہلی لڑکی دیکھی جو اپنی شادی کے لئے اتنی جلدی مچا رہی ہے ورنہ لڑکیاں تو شادی کے نام سے ہی شرما جاتی ہیں۔" کولڈ ڈرنک پیتے ہوئے اس نے آبشار کی طرف دیکھا۔ پانی کی دھاڑیں پورے زور سے آسمان کی طرف اٹھتی مگر بیچ راستے ہی لوٹ آتیں

"اوہ۔۔ ہیلو۔۔ میں آج کی لڑکی ہوں۔۔ یہ شرم و حیا کی توقع تو مجھ سے کرنا ہی نہیں۔۔ جو ہوں تمہارے سامنے ہوں۔۔ ویسے بھی یہ اکیسویں صدی ہے، آج کل کون پوچھتا ہے شرم و حیا کو۔۔ آگے بڑھنے کے لئے شرم و حیا کا دامن چاک کرنا ہی پڑتا ہے۔۔"

"واہ۔۔ مائنڈ بلوئنگ۔۔۔ تو پھر تھوڑا بہت رومینس ہو جائے۔۔۔" پھلجڑی چھوڑی تھی

"جسٹ شٹ اپ۔۔۔" اس کے آگے بڑھتے ہوئے ہاتھ پر ہلکا سا تھپڑ مارا مگر

درد کی بجائے ایک احساس انمول کے جسم میں سرایت کرنے لگا

* * * *

"ویسے یہ کاسنی لہنگا کیسا ہے؟" بیڈ پر مختلف لہنگے بکھرے پڑے تھے۔رضیہ بیگم وجیہہ کی عادت سے اچھی طرح واقف تھیں۔وہ اچھی جانتی تھیں کہ وہ کسی بھی قیمت پر بازار جا کر اپنے لئے شاپنگ نہیں کرے گی اس لئے مختلف لہنگوں کے سیمپل کو گھر ہی منگوا لیا۔حجاب وجیہہ کی ڈریس سلیکشن میں مدد کر رہی تھی

"اس پر تو بہت زیادہ کام ہے۔۔۔مجھے تو سیمپل چاہئے۔۔"سادگی پسند وجیہہ بھلا کیسے اتنا بھاری کام پسند کر سکتی تھی

"آپی آپ کی شادی ہے کوئی عام فنکشن نہیں جو عام سا ڈریس چلے گا۔۔"لہنگا رکھ کر کہا تھا

"لیکن مجھے اتنا بناؤ سنگھار پسند نہیں۔۔یہ تو تم بھی جانتی ہو۔۔۔"

"لیکن شادی میں تو یہ سب کچھ چلتا ہے ناں آپی۔۔"حجاب وجیہہ کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی

"نہیں حجاب۔۔سادگی صرف عام زندگی سے خاص نہیں۔۔سادگی ہمیشہ دیکھی

جاتی ہے اور شادی بیاہ کے موقع پر ہی تو پتا چلتا ہے کہ کون کتنا سادگی پسند ہے؟ ویسے تو ہر کوئی یہ کہتا پھرتا ہے کہ شادی بیاہ تو سادگی سے ہونے چاہئے لیکن حجاب اگر شادی میں پانچ دس لاکھ خرچ کر کے بھی یہ کہا جائے کہ ہم نے شادی سادگی سے کی ہے تو بھلا اس کے کہنے کا جواز بنتا ہے؟ بھلا سادگی میں بھی پانچ دس لاکھ خرچ کر لیں تو باقی بچتا ہی کیا ہے؟"

"آپی آپی۔۔۔وہ سب ٹھیک ہے لیکن آپ کو میری بات ماننی پڑے گی۔۔جو میں کہوں گی۔۔وہی آپ شادی میں پہنو گی۔۔۔سنا آپ نے۔۔"منہ بگاڑ کر آخر وجیہہ نے اثبات میں سر ہلا ہی دیا

* * * *

"بھائی آپ پر یہ شیروانی زیادہ اچھی لگے گی۔۔"جویریا آف وائیٹ شیروانی ضرغام کے سامنے لئے کھڑی تھی

"ارے یہ کوئی شیروانی ہے۔۔بھائی آپ پر یہ زیادہ اچھی لگے گی" بلیک شیروانی جس پر سنہری ریشم کا کام تھا۔اس کو اٹھاتے ہوئے مثال نے کہا تھا

"جی نہیں۔۔ضرغام بھائی میری شیروانی کو پسند کریں گے۔۔سنا تم

نے۔۔"جویریا نے کندھے پر موجود بالوں کو ایک جھٹکے سے پیچھے کیا

"یہ تو تم دونوں ہی سیلکٹ کرو۔۔۔"سینے پر ہاتھ باندھے وہ بیڈ کی ٹیک سے پشت ٹکائے بیٹھا تھا اور دونوں کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا

"اس کا مطلب بھائی میری شیر وانی پہنیں گے کیونکہ میں نے اِن کے تمام شوز دیکھیں ہیں۔۔بھائی اگر آپ کو اپنے ویورز کی کو ناراض کرنا ہے تو بے شک آپ آپی کی پسند کی گئی شیر وانی پہن لیں مگر یاد رکھیں آج کے بعد میں پھر لازاول نہیں دیکھوں گی۔۔"اس نے سیدھی دھمکی دے ڈالی

"ارے نہیں۔۔۔ایسا نہیں کرنا۔۔۔میں اپنے ویورز کو بھلا کیسے ناراض کر سکتا ہوں۔۔"ضرغام نے مثال کی سیلکٹ کی گئی شیر وانی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو جویریا نے فوراً آگے بڑھ کر ضرغام کے ہاتھ میں اپنی پسند کی گئی شیر وانی پکڑا دی

"بھائی۔۔مجھے نہیں پتا آپ یہی پہنیں گے۔۔ورنہ میں ابھی واپس چلی جاؤں گی۔۔" جویریا بھی کہاں پیچھے رہنے والی تھی

"دیکھو۔۔۔تم بھائی کو بلیک میل کر رہی ہو۔۔۔" مثال نے احتجاج کیا

"اور تم کوئی وائیٹ میل کر رہی تھی۔۔۔تم بھی تو بھائی کو ایموشنل بلیک میل کر

رہی تھی" بھنویں اچکاتے ہوئے برق رفتاری سے جواب دیا

"گرلز۔۔۔لڑنا بند کرو۔۔۔میں تم دونوں کی سیلکٹ کی گئی شیر وانی پہن لوں گا۔۔اب خوش۔۔۔" ضرغام نے جیسے مسئلے کا حل ہی بتا دیا

"لیکن کیسے؟" دونوں نے برجستہ سوال کیا

"تم دونوں یہاں رکھو اپنی پسند کی گئی شیر وانی۔۔جو مجھے فٹ آئے گی میں وہی پہن لوں گا۔۔اوکے۔۔"دونوں کے ہاتھوں سے شیر وانی لے کر اپنے لحاف پر رکھ لی

"لیکن بھائی آپ نے میری شیر وانی کو پریفر کرنا ہے۔۔دیکھیں آپ کا رنگ بھی کتنا فیئر ہے۔فیئر رنگ پر ہمیشہ فیئر چیزیں ہی اچھی لگتی ہیں۔۔"مثال کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

"بالکل صحیح بھائی۔۔آپ اتنے وجیہہ ہیں کہ آپ کو تو نظر بھی لگ سکتی لہذا نظر نہ لگنے کے لئے بلیک شیر وانی ہی سیلکٹ کرنی چاہیئے۔۔کیوں ٹھیک کہا ناں۔۔"

مثال نے بھی اپنا پانسا میدان میں ڈال دیا

"اوہ ہیلو۔۔۔آپ دونوں گرلز ہیں اور بھائی بوائے۔۔لہذا!آپ دونوں یہاں

سے جاؤ۔۔بھائی کی شیروانی میں پسند کروں گا۔۔“کمرے میں داخل ہوتے ہی فرمان نے دونوں کا تختہ ہی الٹ دیا

”اوہ گڈ۔۔۔میرے جگر۔۔۔“ اس کو دیکھتے ہی ضرغام بھی جوش میں آگیا۔

فرمان اچھل کر بیڈ پر آبیٹھا اور ضرغام کے ہاتھوں پر ایک زوردار تالی ماری

”کہاں تھا میرا جگر۔۔۔“اس کے بالوں کو پیار سے خراب کرتے ہوئے پوچھا

”ان شیرنیوں نے مجھے کمرے میں بند کر دیا تھا۔۔“ مہارت سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا

”فرمان۔۔۔“ جویریا نے گھور کر اس کی طرف دیکھا

”یہ اچھی بات نہیں ہے۔۔۔تم دونوں نے اچھا نہیں کیا لیکن اب اس کا بھائی اس کے ساتھ ہے۔کوئی کچھ نہیں کر سکتا“ ضرغام کی ذرا سی حمایت پر وہ باغ باغ ہو گیا اور دونوں کو منہ چڑھانے لگا

”بچو۔۔۔ذرا باہر تو آ۔۔آخر کب تک بھائی کی آڑ میں چھپا رہے گا۔۔۔“مثال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

”بھائی دیکھو۔۔۔یہ مجھے دھمکی دے رہی ہے۔۔“سینہ تان کر کہا

”مثال۔۔۔“ آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا

”بھائی۔۔یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔اور آپ کے سامنے تو کچھ زیادہ ہی۔۔“ جویریا نے کچھ کہنے کی کوشش کی

”میرا جگر جھوٹ نہیں بولتا۔۔۔کیوں جگر۔۔“

”بالکل ٹھیک۔۔۔“ دونوں کی طرف دیکھ کر منہ چڑھایا تو دونوں بس اس کو کوستے ہی رہ گئیں۔۔

”بچو۔۔آنا تو ہمارے پاس ہی ہے۔۔پھر بتاتے ہیں تجھے۔۔“مثال دل میں جلی کٹی سناتے ہوئے چلی گئی

* * * *

ہر طرف شادی کی گہما گہمی تھی۔ایک طرف رضیہ بیگم سب کچھ بھول کر وجیہہ کے ناز اٹھا رہی تھیں تو دوسری طرف شگفتہ بی بی ضرغام کے بدلتے رویے کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔

”خدا کا شکر ہے۔ضرغام کے رویے میں کچھ تو تبدیلی آئی۔۔سب سے اچھے طریقے سے باتیں کر رہا ہے اور اپنی نئی زندگی کے لئے اپنے آپ کو بدلنے کی

کوشش کر رہا ہے۔۔"لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ ہر طوفان آنے سے پہلے ماحول میں ایک بار سکوت طاری ضرور ہوتا ہے۔ چلتی ہواؤں کا رخ ایک بار ضرور بل کھاتا ہے۔ آسمان کو دیکھ کر پہلے یہی لگتا ہے کہ موسم خوشگوار ہے لیکن اگلے لمحے ہی موسم ایسے پلٹا کھاتا ہے کہ انسان دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔وہ ان سب سے بے خبر تھیں۔نہ ڈھول نہ مہندی، بس سادگی تھی۔ حیرت تو اس بات پر تھی کہ ضرغام بھی اب سادگی برت رہا تھا۔ شگفتہ بی بی نے صرف ایک بار کہا تھا کہ وہ شور شرابا زیادہ نہیں چاہتیں تو اس نے فوراً مان لیا۔

"امی جان۔۔ آپ فکر مت کریں۔۔ جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہو گا۔۔ اگر آپ چاہیں تو میں اکیلا ہی اسے بیاہ کر لے آتا ہوں" اس کا لہجہ شوخیوں سے بھرپور تھا

"شرارت سوجھ رہی ہے۔۔۔" اس کے کان پکڑ کر کہا تھا

"امی سادگی تو یہی ہوتی ہے ناں۔۔"اس کا لہجہ اس کا انداز سب کچھ الگ تھا۔ یہ وہ ضرغام نہیں تھا۔ جو دنیا کے پیچھے بھاگتا تھا۔ یہ تو کوئی اور ہی ضرغام تھا۔ جو ہنسنا اور کھیلنا جانتا تھا۔ مذاق کو سمجھنا جانتا تھا۔ یہ سب وہ جان بوجھ کر رہا تھا یا سچ میں بدل گیا تھا۔ شاید گزرتا وقت ہی بتا سکے۔ ایک ہفتہ ایک دن میں بیت گیا اور پھر وہ دن

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

آیا جب ضرغام کے چہرے پر سہرا سجنا تھا۔ بارات کا ٹائم سہ پہر تین بجے کا تھا لیکن تیاریاں صبح سے ہی شروع ہو گئی۔ جویریا اور مثال تو سب سے آخر میں تیار ہوئیں کیونکہ گھر میں آئے مہمانوں کو انہوں نے ہی ڈیل کرنا تھا۔ مہمان تھے ہی کتنے۔۔ صرف چیدہ چیدہ پانچ مہمان تھے۔ جویریا کے امی ابو کے ساتھ ان کی دادی۔ شگفتہ بی بی کی نند جو آسٹریلیا سے خاص ضرغام کے نکاح میں شریک ہونے آئی تھیں اور پھر نکاح کے فوراً بعد اس کی واپسی کی فلائیٹ تھی۔

"آپ یہاں صرف ہاتھ لگانے آئی ہیں۔۔" شگفتہ بی بی نے کہا تھا

"ویسے سچ کہوں تو ہاتھ ہی لگانے آئی ہوں۔۔ بھابھی جی۔۔ وہاں اسد کے فائنل اگزامز ہو رہے ہیں اور پھر ان کے پاپا کو تو آفس سے چھٹیاں ہی نہیں ملتیں اور پھر ہمارا اسٹور بھی تو ہے۔۔ میرے بغیر تو وہ ایک دن بھی نہیں چلتا۔۔ لیکن ان سب مصروفیات میں میں اپنے بھتیجے کی شادی مِس بھی تو نہیں کر سکتی تھی۔ آخر میرا ایک ہی ایک تو بھتیجا ہے۔ اگر اس کی شادی میں ہی شرکت نہ کر پاتی تو بھلا کس کی شادی میں کرتی۔۔۔ اور ویسے بھی ٹائم تو اپنوں کے نکالنا ہی پڑتا ہے۔۔ اور پھر یہی تو موقعے ہوتے ہیں دو گھڑی مل بیٹھنے کے۔ اس بہانے آپ سے بھی مل لیا۔"

"امی میری شیروانی کہاں گئی۔۔" ٹراؤزر بنیان پہنے وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ دونوں نے ضرغام کی طرف دیکھا جو دو دو سٹیپ پھلانگتا ہوا نیچے اتر رہا تھا۔ جھٹکے کی وجہ سے بالوں پر سے پانی کی بوندیں اس کے بنیان پر گر رہی تھیں۔ جو پہلے سے ہی بھیگا ہوا تھا۔ اسی لئے یہ بوندیں زیادہ کارآمد ثابت نہ ہوئیں۔

"بھائی۔۔ کوئی شرٹ نہیں ملی جو۔۔۔ ایسے گھوم رہے ہو گھر میں۔۔" جویریا نے کچن سے نکلتے ہی ضرغام کو اس حالت میں دیکھ کر کہا تھا

"لگتا ہے بھائی کا ایسے ہی نکاح میں جانے کا ارادہ ہے۔۔" مثال جو مٹھائی کی تھال کو کار میں رکھوانے لے جا رہی تھی۔ ایک پھلجھڑی چھوڑتے ہوئے گئی

"ویسے خیال اچھا ہے۔۔" ضرغام نے فوراً تائید کی۔ وہ سیڑھیاں اتر کر اب شگفتہ بی بی کے سامنے کھڑا تھا

"بڑا ہی بے شرم ہے۔۔" شگفتہ بی بی کی نند نزہت نے کہا تھا

"پھپھو۔۔ آسٹریلیا میں یہ بھی نہیں ہوتا۔۔" اس نے شوخ لہجے میں بنیان کی طرف اشارہ کیا تھا

"بہت شریر ہو گیا ہے۔۔۔ آج تیری شادی ہے اور اس طرح کی حرکت زیب

نہیں دیتی" ایک بار پھر نزہت نے کہا

"تمہاری شیروانی غالباً میں نے آئرن سٹینڈ پر دیکھی تھی" شگفتہ بی بی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"میں ابھی دیکھتی ہوں۔۔" جویریا کچن سے اپنے ہاتھ جھاڑتے ہوئے نکلی تھی۔ تبھی آئرن سٹینڈ کی طرف چل دی۔ وہاں جا کر اس کے تو جیسے ہوش ہی اڑ گئے۔

"اللہ۔۔۔۔۔۔" وہ بھاگتی ہوئی آئرن سٹینڈ کے پاس آئی اور استری کا سوئچ آف کر کے اسے سیدھا رکھا

"کیا ہوا؟ چیخ کیوں رہی ہو؟" جویریا کی امی اپنے کمرے سے نکلی تھیں

"امی یہ۔۔۔۔" اس نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا تھا

"کیا ہوا جویریا؟ تم ایسے کیوں چیخی؟" نزہت، شگفتہ بی بی اور ضرغام بھی وہاں� آموجود ہوئے تو اس نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے جلی ہوئی شیروانی سب کے سامنے کر دی

"اللہ۔۔۔ یہ کیا ہو گیا۔۔" نزہت کے زبان سے برجستہ نکلا تھا

"لگتا ہے آج تو واقعی ٹراؤزر اور بنیان میں ہی جانا پڑے گا۔۔" ابھی بھی ضرغام

باز نہیں آیا تھا۔

"اب کیا ہو گا۔۔" شگفتہ بی بی نے دونوں ہاتھوں کو منہ پر رکھ لیا تھا

"ہونا کیا ہے امی جان اب تو انہی ٹراؤزر اور بنیان میں نکاح پڑھنا ہو گا۔۔" ایک بار پھر اس نے ہنسی پر قابو کرتے ہوئے کہا

"ٹراؤزر بنیان پہننے کی بھی کیا ضرورت ہے۔۔" نزہت نے اس کی بات کا جواب دیا

"ویسے خیال اچھا ہے مگر میں اتنا بھی بے شرم نہیں ہوں۔۔اگر آسٹریلیا ہوتا تو شاید۔۔" اس نے معنی خیز لہجے میں اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"زیادہ شوخیاں مت مارو۔۔۔ہیرو ہو تو ہیرو بنو۔۔ویلن نہیں۔۔" نزہت نے اس کی ساری شوخیاں ہوا میں اڑا دیں

"لیکن اب یہ سوچو کہ کیا پہنے یہ۔۔اضافی شیروانیاں بھی تو واپس کر دی تھیں۔۔۔" شگفتہ بی بی قدرے پریشان ہو گئیں

"ارے ٹینشن ناٹ۔۔۔خالہ جان۔۔۔بھائی کے لئے میں نے یہ شیروانی سنبھال کر رکھی تھی۔۔" ایک کونے سے فرمان کی آواز آئی تھی۔سب نے پیچھے مڑ کر

دیکھا تو فرمان ڈارک براؤن کلر کی شیروانی ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔

"فرمان یہ کہاں سے آئی تمہارے پاس۔۔۔"جویریا نے آگے بڑھ کر پوچھا تھا

"جب تم دونوں آپس میں لڑ جھگڑ رہی تھیں ناں۔۔ تبھی میں نے بھائی کے لئے یہ شیروانی پسند کر لی تھی۔۔۔اور اسے چھپا کر اپنے کمرے میں رکھ لی۔۔"وہ پورے ناز سے کہہ رہا تھا

"بہت اچھا کیا تم نے۔۔" نزہت نے آگے بڑھ کر اسے پیار دیا

"اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے" شیروانی کو ضرغام کے ہاتھوں میں پکڑاتے ہوئے شگفتہ بی بی نے کہا تھا۔

"تم دونوں بھی تیار ہو جاؤ۔۔۔"پاس کھڑی جویریا اور دروازے سے اندر آتی مثال کے لئے کہا گیا تھا

"بس آخری تھال ہے۔۔" مثال نے کہا

"وہ تھال فرمان رکھ آئے گا۔۔ تم جا کر تیار ہو جاؤ۔۔"اپنا نام سن کر فرمان کی آنکھیں کھل گئیں

"میں ؟؟؟؟؟؟؟؟؟" اس نے اپنی طرف انگلی کرتے ہوئے تصدیق چاہی

"جی ہاں تم۔۔۔ شرم نہیں آتی تمہاری بہنیں کام کر رہی ہیں اور تم آرام۔۔ چلو کام پر لگ جاؤ۔۔۔" نزہت نے اس کی اچھی خاصی کلاس لی۔ فرمان کی کلاس لگتی دیکھ کر مثال کو انتہا کی خوشی ہوئی۔ وہ اپنا کام شام چھوڑ کر اس کے بالکل قریب آگئی

"بہت خوب۔۔ ایسے ہی کلاس لگنی چاہئے اس کی۔۔" آہستہ سے جویریا کے کان میں سرگوشی کی

"چل اب چلتے ہیں۔۔۔" جویریا نے بھی کھسکنے کا اچھا بہانا ڈھونڈا تھا

* * *

"پھوپھو۔۔ یہ نگ نکل گیا اس سیٹ کا تو۔۔" سونے کا ایک خوبصورت سیٹ ہاتھ میں لئے حجاب رضیہ بیگم کے کمرے میں آئی تھی۔ اس کی نظریں صرف اسی سیٹ کو دیکھ رہی تھیں۔ سیٹ دیکھنے میں واقعی بہت خوبصورت تھا۔ خالص سونے سے بنا سرخ سبز موتیوں سے سجا یہ سیٹ دیکھنے والے کے دل میں رچ بس جاتا۔ یہ کوئی عام سیٹ نہیں تھا۔ رضیہ بیگم کو اپنی امی کی طرف سے خاص تحفے میں ملا تھا۔ رضیہ بیگم نے پوری زندگی اس سیٹ کی حفاظت کی۔ ہمیشہ کسی خاص موقع پر ہی

زیب تن کیا کرتی تھیں اور اب وہ اسی سیٹ کو وجیہہ کے حوالے کر رہی تھیں۔ وجیہہ نے پہلے تو ہمیشہ کی طرح ناں ناں کی مگر حجاب کیے اصرار پر ہمیشہ کی طرح مان گئی۔ وجیہہ ہمیشہ حجاب کی بات مان لیا کرتی تھی۔ رضیہ بیگم کو جب بھی کوئی بات منواتی ہوتی وہ اکثر حجاب کے ذمہ لگا دیتیں اور پھر اسے منوانا حجاب کا کام ہوتا تھا۔

"دیکھاؤ ادھر ذرا۔۔۔" رضیہ بیگم جو بیڈ پر بیٹھیں کپڑوں کے ڈیزائن کو دیکھ رہی تھیں۔ حجاب کے آنے پر کپڑوں کو سمیٹا اور حجاب سے وہ سیٹ لیا

"انمول کو کہا بھی تھا کل کہ سنار کے پاس لے جائے اس سیٹ کو۔۔۔ مگر۔۔۔۔" انہوں نے اپنی بات کو ادھورا چھوڑ دیا

"پھپو پھر اب۔۔۔؟" حجاب نے مایوسی سے کہا تھا

"اب۔۔۔ اب کیا کریں۔۔۔ اس نگ کے بنا تو سیٹ بالکل بیکار لگے گا۔۔" ان کا چہرہ اتر چکا تھا۔ وہ خفگی کے ساتھ اس سیٹ کو تک رہی تھیں۔

"پھپو۔۔ ایسا کرتے ہیں جو لڑکے والوں کی طرف سے آئے گا سیٹ وہ پہنا دیں گے نکاح کے وقت۔۔" حجاب نے اپنی تجویز پیش کی تھی

"حجاب۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہو؟ وہ کیسا سوچیں گے کہ ایک ہی بیٹی تھی اسی کو اچھا سا سیٹ نہ پہنا سکے" انہوں نے تردد بھرے انداز میں نہ کر دیا۔

"تو پھر پھپو جان؟" اپنے بالوں کو کندھے کے پیچھے دھکیلتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی اور ساتھ رکھے کپڑوں کو دیکھنے لگی

"پھپو۔۔۔ یہ سب لڑکے والوں کے لئے ہے؟" ہاتھ میں ریشمی کپڑا اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا

"ہاں۔۔۔ کیسے ہیں؟" ایک پل کے لئے وہ سیٹ کے بارے میں بھول گئی تھیں

"بہت اچھے۔۔ دیکھنا جو بھی دیکھے گا بس دیکھتا ہی جائے گا۔۔" وہ باری باری اب تمام کپڑوں کو دیکھنے لگی

"لیکن پھپو۔۔ یہ کیا سب کپڑے تو بڑی عورتوں کے سے لگ رہے ہیں۔ دولہا بھائی کی کیا کوئی چھوٹی بہن نہیں ہے؟" اس نے ہر سوٹ کو ٹٹول لیا تھا مگر کوئی بھی کپڑا ایسا نہیں تھا جو کسی ینگ لڑکی کے لئے خریدا گیا ہو۔

"اکلوتی اولاد ہے تمہارا دولہا بھائی۔۔" رضیہ بیگم نے بڑے مان سے کہا تھا

"واہ۔۔ پھپو۔۔۔ پھر تو ہماری وجیہہ آپی کو نندوں وغیرہ سے بھی چھٹکارا مل

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

جائے گا۔۔" حجاب کے چہرے پر ایک خوشی کی لہر دوڑی تھی

"اور کیا۔۔۔" رضیہ بیگم نے تائید کی تھی۔ دروازے کے پاس سے گزرتی وجیہہ نے دونوں کی گفتگو کا آخری حصہ سن لیا تھا

"رشتے کبھی بھی وبال جان نہیں ہوتے جو ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔۔" دونوں نے چونک کر باہر کی طرف دیکھا تو وجیہہ اندر کمرے میں قدم رکھ چکی تھی

"ارے وجیہہ آپی آپ۔۔۔ آیئے بیٹھئے۔۔" حجاب نے اٹھتے ہوئے وجیہہ کو بیٹھنے کی جگہ دی

"حجاب مجھے تم سے تو یہ امید نہیں تھی۔۔" اسے برا لگا تھا تو صرف حجاب کی باتوں کا کیونکہ وہ بھی ایسا سوچتی ہے۔

"ارے بھئی۔۔ اس نے غلط کیا کہا صحیح تو کہا ہے اس نے۔۔۔ نہ ہی نندیں ہونگی اور نہ ہی روز روز کے جھگڑے۔۔" رضیہ بیگم نے بات کو سنبھالتے ہوئے کہا

"لیکن امی۔۔۔" اس نے کچھ کہنے کے لئے ابھی لب ہی کھولے تھے دروازے سے علی عظمت داخل ہوئے

"ارے بھئی۔۔ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔۔لڑکے والوں کا فون آیا ہے وہ بس ایک گھنٹے تک پہنچ جائیں گے۔۔" انہوں نے آتے ہی بے فکر بیٹھی خواتین کے چہروں سے سکون چھین لیا

"کیا پھوپھا جی۔۔۔صرف ایک گھنٹہ۔۔" حجاب کو جیسے جھٹکا سا لگا تھا

"ابھی تو کوئی تیار بھی نہیں ہوا اور ابھی سے۔۔۔" رضیہ بیگم نے کپڑوں کو سمیٹتے ہوئے کہا تھا۔

"جی ہاں۔۔۔اب جلدی سے یہ چیزیں سمیٹیں اور تیار ہو جائیں" علی عظمت وارڈ روب کی طرف بڑھے تھے

"اور ہاں علی عظمت۔۔۔" کپڑوں کو سمیٹتے ہوئے ان کا ہاتھ سیٹ سے لگا تو انہیں یاد آیا

"جی کہیے۔۔" وہ پلٹے تھے

"اس سیٹ کو تو تنگ اترا ہوا ہے کل انمول کو کہا بھی تھا لیکن لگتا ہے بھول گیا۔۔ اب نکاح میں کیا پہنے گی وجیہہ؟" انہوں نے سیٹ کو آگے کی طرف کیا

"امی کچھ نہیں ہوتا۔۔سیٹ پہننا ضروری تو نہیں ہے۔۔" وجیہہ نے مسئلے کا حل

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

بتایا تھا

"حجاب۔۔تم تو اسے لے جا کر تیار کرو۔۔ورنہ یہی بیٹھی ہر شے کو رد کرتی جائے گی یہ۔۔"

"جی پھپھو۔۔" حجاب نے بھی فوراً حکم کی تکمیل کی اور وجیہہ کو لے کر باہر آگئی

"اب تم بھی امی کی طرح بنتی جا رہی ہو۔۔۔" کمرے کی طرف جاتے ہوئے کہا تھا

"جی ہاں۔۔آخر پھپھو نے مجھے آپ کی ذمہ داری تو دی ہے۔۔دیکھنا آپ کو ایسا تیار کروں گی کہ دولہا بھائی تو دیکھتے ہی رہ جائے گے۔" حجاب نے وجیہہ کو کمرے میں لے جا کر بیڈ پر بٹھایا اور پھر وارڈ راب سے ایک نہایت حسین لہنگا نکالا۔کاسنی رنگ پر چمکتے سفید موتی اور پھر کہیں کہیں سنہری بیل بوٹے،اس لباس کو دلفریب بنا رہے تھے۔

"کتنی اچھی لگو گی ناں آپ اس میں۔۔۔" دوپٹہ اس کے سر پر اوڑھاتے ہوئے حجاب نے کہا تھا

"لیکن۔۔۔۔" اس نے منہ بسوڑتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔آپ بس خاموش ہو جائیں اور سارا کام مجھ پر چھوڑ

دیں۔۔۔" وجیہہ کو کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور پھر واش روم میں لہنگا تھما کر بھیج دیا

ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا۔ کاسنی رنگ کے لہنگے میں وہ بہت ہی پرکشش لگ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی وجیہہ ہے جو سادگی پسند تھی۔ جس نے آج تک کبھی میک نہیں کیا۔ کبھی کاجل استعمال نہیں کیا۔ کبھی بالوں پر وہ سٹائل نہیں بنایا جو اس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیتے۔ مگر آج اس نے سب کچھ کیا تھا۔ حجاب نے اس کی ایک نہ سنی اور اسے تیار کرتی رہی۔ بھنویں کو دھاگے سے اچھی طرح باریک کیا۔ ہلکے سے فیس پاؤڈر سے ہی اس کا چہرہ نکھر گیا زیادہ میک اپ کی تو ضرورت ہی نہیں تھی۔ جن لوگوں کا دل صاف ہوتا ہے انہیں خوبصورت آنے میں زیادہ تگ و دو نہیں کرنی پڑتی۔ معمولی سا تبدل ان کے حسن کو نکھار دیتا ہے۔ وجیہہ کے حسین لگنے کا یہی راز تھا۔ پنوں کے ذریعے بالوں کا جوڑا اس طرح بنایا جیسے کوئی فلموں ڈراموں کی ہیروئن بناتی ہو۔

"لڑکے والے آگئے جلدی کرو۔۔" کسی نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا تھا

"جی بس ہم آتے ہیں۔۔" لپ لائینز لگاتے ہوئے وہ بولی تھی۔

"لیکن تم تو تیار ہو جاؤ۔۔۔" وجیہہ اسے بار بار کہتی جا رہی تھی مگر وہ اس کی ایک نہیں سن رہی تھی۔

"مجھے تیار ہونے میں کونسی دیر لگنی ہے۔۔۔ صرف منہ ہاتھ دھونا۔۔ کپڑے چینج کرنے۔۔ اور ہلکا سا میک کرنا تیار ہو جانا۔۔ اصل کام ہوتا ہے دلہن کا تیار ہونا۔۔" صرف پندرہ منٹ بعد دونوں تیار ہو کر کمرے سے باہر آرہی تھیں۔ مہمانوں کی آمد و رفت پہلے ہی بہت زیادہ تھی۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے چار لڑکیاں وجیہہ کے اوپر سرسبز دوپٹے کی چھاؤں کئے ہوئے تھی۔ چہرے پر ہلکا سا گھونگٹ تھا۔ جس کو حجاب بار بار سیٹ کر رہی تھی۔ سیڑھیوں کے عین سامنے صوفے پر اس کا ہونے والا مجازی خدا بیٹھا تھا مگر اس کی نظریں صرف اپنے پاؤں پر تھیں۔ اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ آنکھیں اٹھا کر ایک نظر اسے دیکھ ہی لے۔

"آپ کا ہونے والا شوہر تو بہت ہی خوبصورت ہے۔۔۔" حجاب نے آہستہ سے سرگوشی کی تھی۔

"آگئی دلہن۔۔۔" سب کی نظریں سیڑھیوں پر مرکوز ہو گئیں۔ اسے ایسا لگنے لگا

جیسے وہ کوئی تماشا ہو جو سب اسے گھور رہے ہیں۔ رضیہ بیگم اٹھ کر اس کے پاس آئیں۔۔ اور دائیں طرف سے اس کے بازو کو آہستہ سے پکڑا

"ماشاءاللہ کتنی حسین لگ رہی ہے۔۔ اللہ نظر نہ لگائے میری بیٹی کو۔۔" پیار میں اس کی ساری بلائیں لیں۔ اور پھر اس کو اس کے ہونے والے ساجن کے ساتھ بیٹھا دیا گیا۔ زندگی میں پہلی بار وہ کسی اجنبی کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس کے جسم میں کرنٹ دوڑا تھا۔ مگر وہ خاموش تھی کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔

"بھلا لوگ کیوں ایک نامحرم کو لڑکی کے بازو میں بٹھا دیتے ہیں اور بٹھاتے بھی ہیں تو اتنے پاس کہ اُس نامحرم کا جسم اس کے ساتھ مس کر رہا ہوتا ہے۔ مانا کہ وہ اس کا ہونے والا شوہر ہوتا ہے مگر بنا تو نہیں ہوتا ناں۔۔ کیوں لوگ اسلام کو بھولتے جا رہے ہیں۔۔" اس کا دل بس کڑھ کر رہ گیا۔ اس کے پاس صرف دو راستے تھے ایک یہ کہ وہ یہاں سے اٹھ جائے مگر وہ آج ایسا کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ دوسرا راستہ یہ کہ جلد سے جلد اس کا نکاح پڑھا دیا جائے تا کہ پاس بیٹھا شخص نامحرم نہ رہے۔ اس کی حدت کو محسوس کرتے ہوئے اسے گناہ کا تصور نہ ہو۔ مگر سب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ آوازیں اس کے کانوں میں پڑ رہی تھیں مگر اسے خامو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ش رہنا تھا۔ وہ اپنی انگلیاں بھینچتی جا رہی تھی۔ دوپٹے کا پلو اپنے ہاتھوں کی انگلی میں لپیٹے جا رہی تھی۔ شاید اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کے ہونے والے ساجن نے اس کی نروس کا اندازہ لگا لیا تھا تبھی اپنا مضبوط ٹھوس ہاتھ اس کے ہاتھوں پر رکھ دیا۔ ایک کرنٹ اس کے جسم میں سرایت کر گیا۔ اس نے ایک سیکنڈ سے پہلے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے نیچے سے نکالا۔ اس کی سانسیں گہری ہو گئیں۔� آج پہلی بار کسی اجنبی نے اپنا ہاتھ اس کے جسم کو مس کیا تھا۔ آج پہلی بار کسی نامحرم کی لمس کا احساس اس کے جسم میں سرایت کیا تھا۔ مگر وہ خاموش تھی۔ آنکھیں ابھر آئیں اور پھر اسے رسم کو بنانے والے کو کوسنے لگی جس نے دولہن نکاح سے پہلے دولہا کے پاس بٹھانے کو لازمی قرار دیا۔ اُس نے بھی آہستہ آہستہ اپنا ہاتھ پیچھے سرکا لیا۔

"نکاح کا وقت ہو گیا ہے۔۔" یہ رضیہ بیگم کی آواز تھی۔ یہ سن کر اسے کچھ سکون ملا۔ اب زیادہ دیر تک اس کے ساتھ بیٹھنے والا نامحرم نہیں رہے گا۔

"نکاح خواں کہاں ہیں؟" کسی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ سب ایک دوسرے سے پوچھنے لگے مگر کسی کو کوئی علم نہ تھا۔ شادی کی رسموں کو فرض سمجھ

کر کرنے والے نکاح خواں کو وقت دینا بھول گئے تھے۔ اس کے دل میں ایک ملال نے جنم لیا تھا۔

"شادی کی فضول رسومات کو تو ایسے ادا کرتے ہیں جیسے اسلام کی طرف سے فرض کی گئی ہوں اور جو فرض ہے اس کو پس پشت ڈال دیتے ہیں" اس کے ذہن میں وہ خیال آیا جو اس نے کسی سے سنا تھا کہ ایک ماڈرن فیملی نے اپنا سب کچھ فضول رسومات میں خرچ کر دیا۔ ایک چھوٹی سی چھوٹی رسم بھی فرض عین سمجھ کر ادا کی گئی مگر انہی رسموں میں الجھ کر وہ نکاح ہی کرنا بھول گئے اور لڑکی کو بنا نکاح کے ہی سسرال لے آئے۔

"میں ابھی لاتا ہوں۔۔۔ نکاح خواں کو۔۔" یہ انمول کی آواز تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے مسجد گیا اور ایمرجنسی میں نکاح خواں کو لے آیا۔ خدا نے بھی ساتھ دیا۔ مولوی صاحب ابھی مسجد میں ہی تھے۔ انمول کے کہنے پر چلنے کو تیار ہو گئے۔

"وجیہہ عظمت آپ کا نکاح بعوض دس لاکھ روپے حق مہر ضرغام عباسی ولد سجاد عباسی سے کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کو منظور ہے؟" ایک لڑکی کے لئے یہ جملے بہت بھاری ثابت ہوتے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ کتنی ہی باہمت کیوں نہ ہو ایک بار اس

کے وجود میں جنبش ضرور آتی ہے۔ کہنے کو تو صرف یہ نکاح ہوتا ہے لیکن اس نکاح کے پیچھے جو جو حقائق چھپے ہوتے ہیں آج کی نسل اگر سمجھ لے تو کیا ہی بات ہے۔۔!! وہ یہ حقائق جانتی تھی اسی لئے ایک لمحے کے لئے سکتے میں چلی گئی۔ ہلکی سی گردن میں جنبش ہوئی۔ جسے ہاں سمجھ لیا گیا۔ دوسری بار پھر وہی جملے دہرائے گئے۔ ایک بار پھر اس کے وجود میں جنبش ہوئی کہ آج کے بعد اس کا وجود اس کا نہیں رہے گا۔ اس کی ذات پر اب کسی اور کا حق ہو گا۔ اب وہ فرض کام کے علاوہ کوئی بھی نفل اپنی مرضی سے نہ کر پائے گی۔ ہر کام میں اسے اپنے شوہر کی مرضی درکار ہو گی۔ اس کی اطاعت ضروری ہو گی۔ اس کو راضی رکھنا ضروری ہو گا۔ اس کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہو گا۔

تیسری بار پھر وہی جملے دہرے گئے۔ اب کی بار اس ذہن میں مختلف خیال امڈ آئے۔ اس کے پورے وجود پر ایک لرزہ طاری ہو گیا۔ ان ذمہ داریوں کا لرزہ جو ایک بیوی کی حیثیت سے اس نے قبول کر لی تھی۔ کہ آئندہ کبھی اپنے ہاتھ پاؤں پر بہتان نہ باندھ لائے گی۔ کبھی وہ کام نہ کرے گی جو اس کے شوہر کو برا لگے۔ کبھی اس کی نافرمانی نہ کرے گی۔ کبھی اسکی امانت میں خیانت نہ کرے

گی۔اس کی رعیت کی حفاظت کرے گی کیونکہ اب یہی اس کے لئے جنت میں داخلے کا مقام ہے اور یہی دوزخ میں جانے کا راستہ۔اس کا پوراوجود لرز رہا تھا۔ دماغ یہی سوچ رہا تھا کہ جن ذمہ داریوں کا وعدہ اس کے صرف لفظ "قبول ہے" کی اوٹ میں کیا ہے۔کیا وہ اسے نبھا پائے گی۔لفظ قبول ہے کا مطلب صرف یہی نہیں تھا کہ وہ اس کی بیوی بنے گی یا نہیں۔اس کا مفہوم بہت وسیع تھا۔لفظ قبول ہے کی اوٹ میں اس نے جو وعدہ کیا تھا اپنی آخری سانس تک اس وعدے کو نبھانا تھا۔حالات چاہے جیسے بھی ہوں اسے اپنے وعدے کی لاج رکھنی تھی۔

اب وہی الفاظ معمولی ردوبدل کے ساتھ ضرغام سے پوچھے گئے۔اس نے فوراً قبول ہے کہہ دیا۔وہ ٹھٹک کر رہ گئی۔گھونگٹ کی اوٹ سے اس چہرے کو دیکھنے کی کوشش کی،جو اب اجنبی نہ رہا تھا۔قدرت نے اسے اس کا ہمسفر بنا دیا تھا۔صرف دو لفظوں کے اقرار نے اسے نامحرم سے محرم بنا دیا تھا۔لیکن اس کے وجود پر لرزہ طاری کیوں نہ ہوا؟اس کا روم روم ان ذمہ داریوں کو دیکھ کر کیوں نہیں کانپا؟کیا وہ قبول ہے کا مطلب نہیں جانتا تھا؟کیا وہ سمجھتا تھا کہ قبول ہے کا مطلب صرف ایک نامحرم لڑکی کو محرم بنانا ہوتا ہے؟نہیں۔۔ایسا بالکل نہیں ہے۔جس طرح

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

قبول ہے لفظ بیوی کے لئے پہاڑ ثابت ہوتا ہے ویسے ہی مرد کے لئے بھی ہوتا ہے مگر کوئی سمجھنے والا ہو۔۔۔اس نے تو بڑی آسانی اور روانی سے کہہ دیا "قبول ہے۔۔"مگر کیا وہ جانتا تھا کہ ان لفظوں کی اوٹ میں وہ کون کون سے وعدے کر رہا ہے؟نہیں وہ نہیں جانتا تھا اگر جانتا ہوتا تو یہ الفاظ کہنے سے پہلے وہ ایک بار لازمی سوچتا اور جب یہ الفاظ اپنی زبان سے جاری کرتا تو ذمہ داریوں کا پہاڑ وہ لازمی محسوس کرتا لیکن اس نے ایسا کچھ محسوس نہیں کیا۔وہ پرسکون تھا۔ چہرے پر ایک طمانت تھی۔کیوں؟وہ سوچ رہی تھی۔کیا وہ نہیں جانتا کہ اس نے اس لفظ کی اوٹ میں یہ وعدہ کیا ہے کہ آخری سانس تک اپنی بیوی کی حفاظت کرے گا۔اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری وہ بخوشی اٹھائے گا۔اسے ہر وہ محبت دینے کی کوشش کرے گا جس پر اُس کا حق ہے۔جیسے وہ یہ توقع کرتا ہے کہ اس کی بیوی اس کی پیٹھ پیچھے اِس کی امانت میں خیانت نہ کرے،وہ بھی ہر ممکن اپنی بیوی کی امانت کی حفاظت کرے گا۔مگر اس نے ایسا کچھ بھی محسوس نہیں کیا۔نہ ہی لرزہ طاری ہوا نہ ہی اس کا سانس رکا۔کیا آج کل لفظ قبول کا مطلب صرف میاں بیوی بننے کی حد تک رہ گیا ہے؟

"مبارک ہو۔۔" رضیہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا مگر وہ نے اب ابھی کن انکھیوں سے ضرغام کے سائیڈ فیس کو دیکھ رہی تھی۔ پورا چہرہ تو گھونگٹ کے اندر سے دیکھنا محال تھا

"سدا خوش رہو۔۔۔" علی عظمت نے بھی آکر دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"مبارک ہو آپی۔۔" حجاب نے آکر ایسا جھنجوڑا کہ وہ اپنے خیالوں سے باہر نکلی آئی۔ ماتھے سے ہلکا سا گھونگٹ سرک گیا مگر حجاب نے خود ہی ٹھیک کر دیا۔ ہر کوئی ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہا تھا جویریا اور مثال تو اپنی بھابھی کو دیکھنے کے لئے اتاولی ہو رہی تھیں۔

"میں بھابھی کے ساتھ کار میں جاؤں گی۔۔" جویریا نے مثال کے کان میں سرگوشی کی تھی

"جی نہیں۔۔ بھابھی کے ساتھ تو میں ہی جاؤنگی۔۔" منہ چڑھا کر اس کی بات کا جواب دیا

"تم دونوں باتیں کرتی رہنا۔۔۔ بھابھی کے ساتھ کہیں میں ہی نہ چلا جاؤں۔۔" ایک بار پھر فرمان نے دونوں کے پلان پر پانی پھیر دیا۔ اور شیر وانی کے

فرضی کالر کھڑے کرتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا

"فرمان کے بچے۔۔" اتنے ہجوم میں وہ صرف زیر لب ہی اسے برا بھلا کہہ سکی۔

"ابھی تو میں خود بچہ ہوں۔۔۔ اس لئے بچے کو تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔" جھٹ جواب دیتے ہی وہاں سے کھسکنے میں ہی آفیت جانی

* * * *

رخصتی کا وقت ہوا تو سب کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ بیٹیاں تو ویسے ہی گھر کی جان ہوتی ہیں اور اگر بیٹی وجیہہ جیسی ہو تو گھر کی جان کے ساتھ ساتھ گھر کا مان بھی ہوتی ہیں۔ ضرغام کے ساتھ وہ کھڑی تھی۔ انمول اس کے سر پر قرآن کا سایہ کیا ہوئے تھا۔ حجاب نے دنوں ہاتھوں سے وجیہہ کے لہنگے کو سمیٹ رکھا تھا۔ رضیہ بیگم کی تو جیسے سانسیں ہی گلے میں اٹک کر رہ گئی تھیں۔ قدم ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے۔ سب آگے بڑھ گئے مگر وہ سب سے پیچھے صوفے کے سہارے ٹیک لگائے کھڑی تھیں۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وجیہہ کا معصوم چہرہ ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ جس کو اپنے ہاتھوں سے چلنا سیکھایا۔ اپنی گود میں جس کو کھیلایا، آج وہ اتنی بڑی ہو گئی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کو

چھوڑ کر جا رہی ہے۔ رضیہ بیگم کو دروازے پر نہ پا کر شگفتہ بی بی پلٹی تھیں

"دیکھیں! میں آپ کو دکھ سمجھ سکتی ہوں لیکن آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ کی بیٹی آج پورے مان سمان کے ساتھ اپنے گھر کی ہو رہی ہے۔" شگفتہ بی بی نے انہیں حوصلہ دیا تھا

"آنکھوں سے اشک نہ بہیں تو کیا بہیں۔۔۔ جس بیٹی کو اتنے سال اپنے گھر کے آنگن کا پھول بنائے رکھا آج وہی پھول توڑ کر کسی اور کے آنگن کا حصہ بنانے جا رہی ہوں۔۔ اور وہ بھی۔۔۔ اپنے ان ہاتھوں سے۔۔" ان کا لہجہ گلوگیر تھا

"یہ تو دنیا کی ریت ہے رضیہ بہن۔۔۔ بیٹیوں کو چاہے کتنا ہی نازوں سے پال لیا جائے، چاہے کتنا ہی دنیا کی نظر سے بچا کر رکھ لیا جائے ایک نہ ایک دن تو اسے جانا ہی ہوتا ہے۔ لیکن آپ کو تو خوش ہونا چاہئے آپ کی وجیہہ پورے مان سمان اور عزت سے اپنے گھر کی ہو رہی ہے۔ ایک باعزت طریقے سے اپنے گھر ہستی کی بنیاد رکھنے جا رہی ہے۔" ان کے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے کہا

"آپ وعدہ کریں۔۔ ہمیشہ میری بیٹی کا خیال رکھیں گی۔۔ اس پر کبھی کوئی آنچ نہیں آنے دیں گی "

"وجیہہ اب صرف آپ کی ہی بیٹی نہیں رہی میری بھی بیٹی ہے۔ اس کا خیال رکھنا اب میری ذمہ داری ہے۔ آپ بے فکر رہیں میں ضرغام سے بھی زیادہ اپنی بیٹی کا خیال رکھوں گی۔۔" شگفتہ بی بی کے الفاظ سن کر رضیہ بیگم کو کچھ حوصلہ ملا۔ سب باہر کھڑے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ آنکھوں میں موجود آنسوؤں کو پلکوں کی اوٹ میں چھپانے کی کوشش کی مگر آنسو تو آویزاں ہو کر ہی جان چھوڑتے ہیں ورنہ آنکھوں میں سوئی کی طرح چبھتے رہتے ہیں۔ انمول کی آنکھیں بھی بھیگی بھگی تھیں۔ باہر سے وہ چاہے کتنا ہی کٹھور بننے کی کوشش کرتا تھا، کتنا ہی وجیہہ کو تکلیف پہنچاتا تھا مگر تھا تو وہ وجیہہ کا بھائی ہی۔۔۔ یہ بھائی ہی تو ہوتے ہیں جو دنیا کے سامنے اپنی بہنوں سے لڑتے ہیں مگر تنہائی میں جا کر آنسو بہاتے ہیں مگر اس کی آنکھیں تو ہجوم میں ہی نم تھیں۔ دائیں ہاتھ سے قرآن کا سایہ کرتے ہوئے وہ بائیں ہاتھ کی انگلی سے پلکوں پر چمکتے آنسوؤں کو پونچھ رہا تھا۔ علی عظمت بھی اس کو سینے سے لگا کر آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکے۔ حجاب بھی ان کا دامن پکڑے آنسو بہا رہی تھی۔ رضیہ بیگم تو اس کو سینے سے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وجیہہ کی بھی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ اس نے آخری بار سب کے چہروں پر نگاہ دوڑائی

تھی۔ ایک بیٹی کی حیثیت سے کیونکہ آج کے بعد جب وہ اس گھر میں قدم رکھے گی تو وہ ایک بیٹی نہیں ہو گی۔ ایک بہو ہو گی، ایک بیوی ہو گی۔ ضرغام نے آہستہ سے وجیہہ کا ہاتھ تھاما۔ ناجانے کیوں اس بار اسے کوئی جھٹکا نہیں لگا نہ ہی کوئی اجنبیت محسوس ہوئی اور نہ ہی اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے اس کو اپنی طرف بلا رہا تھا۔ اپنی دنیا کی طرف۔۔۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ ایک ہاتھ سے اپنا لہنگا سمیٹ کر وہ کار کی طرف بڑھنے لگی۔ کار کے پاس پہنچ کر ضرغام نے وجیہہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ بیٹھ گیا، شگفتہ بی بی نے اس کو پیچھے بٹھا دیا۔ خود اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ حجاب، انمول، رضیہ بیگم اور علی عظمت کھڑے اس کار کو جاتا دیکھ رہے تھے۔

* * * * *

پورا گھر سنسان تھا۔ مگر سجاوٹ میں اب بھی ویسے ہی تھی۔ ٹی وی لاؤنج میں ہر طرف اندھیرا تھا۔ ہر شے تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ گھر آئے مہمان اب لوٹ چکے تھے۔ جویریا مثال اور فرمان بھی اب اپنے والدین کے ساتھ واپس جا چکے

تھے۔ نزہت بھی اب واپسی جا چکی تھی۔ صرف گھر میں شگفتی بی بی، ضرغام اور وجیہہ تھی۔ وجیہہ اپنے کمرے میں بیٹھی ضرغام کے انتظار میں تھی۔ ضرغام پانی پینے کچن میں آیا تھا۔ پانی پینے کے بعد وہ کمرے میں جانے کے لئے بڑھا تو شگفتہ بی بی نے اسے آواز دی

"جی امی۔۔" وہ پلٹا تھا۔ چہرے پر ہلکی سی طمانیت تھی

"تمہارا شکریہ۔۔۔!! میرا مان رکھنے کے لئے۔ اپنا وعد پورا کرنے کے لئے۔۔" انہوں نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔ ساتھ ہی انہوں نے ایک فائل ضرغام کی طر بڑھا دی

"تم نے اپنا وعدہ پورا اب میری باری ہے اپنا وعدہ پورا کرنے کی۔۔۔ یہ لو۔۔ یہ پیپرز ہیں۔۔" فائل کو ہاتھ میں تھامتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک عجیب سی ہنسی تھی

"مجھے یقین تھا کہ آپ اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گی۔۔" ایک شاطرانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے وہ فائل تھامی تھی۔

"مجھے یقین ہے تم میرے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچاؤ گے۔۔" انہوں نے اس

کے شانوں کو آہستہ سے تھپتھپایا تھا

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔" ضرغام کا لہجہ معنی خیز تھا۔ ایک ثانیے کے لئے شگفتہ بی بی نے اس کے چہرے کو دیکھا اور پھر اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔ وہ کچھ دیر ان کو جاتا دیکھتا رہا اور فائل کو دیکھ کر کچھ سوچنے لگا

* * *

ہلکی ہلکی خوشبو پورا کمرہ مہک رہا تھا۔ وہ کاسنی رنگ کے لہنگے میں لال گلابوں کے درمیان بیٹھی تھی۔ پورا بیڈ اس کے لہنگے سے سجا ہوا تھا۔ نیلی مدہم روشنی سے جگمگاتے اس کمرے میں وہ ضرغام کا انتظار کر رہی تھی۔ آنکھوں میں حیا کا دامن سمیٹے، انگلیوں کو آپس میں دباتے ہوئے وہ ایک لامکاں سوچ کی دنیا میں مکمل طور پر کھو چکی تھی۔ دروازے کی چڑچڑاہٹ سے جیسے اس کے دل پر کسی نے لکیر کھینچی ہو۔ ایک بار دل نے کہا کہ گھونگٹ اٹھا کر اسے دیکھ لے مگر ہمت نہ ہوئی۔ کمرے میں داخل ہونے والے نے کمرے میں داخل ہونے کے بعد دروازے کی چٹکی اوپر کی اور پھر کچھ دیر وہیں کھڑے رہنے کے بعد آگے کی سمت اختیار کی۔ وجیہہ کے دل کی دھڑکن تو جیسے ہر گھڑی تیز ہی ہوتی جا رہی تھی۔ ضرغام پہلے تو بیڈ کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پائی کے پاس آ کر کچھ دیر کھڑا رہا مگر پھر وارڈروب کی طرف بڑھا اور اس کا دروازہ کھول کر ہاتھ میں موجود فائل کو کپڑوں تلے دبا دیا۔ اور پھر وارڈروب بند کر کے واپس بیڈ کی طرف پلٹا۔ بیڈ کو گلاب کی لڑیوں نے گھیرے ہوئے تھا۔ اس نے لڑیوں کو ہاتھ سے سمیٹا اور بیڈ پر نیم دراز ہو کر بیٹھا۔ اس کا ایک پاؤں بیڈ پر تھا دوسرا زمین پر۔ وجیہہ اب بھی گھونگٹ میں منہ چھپائے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ کچھ دیر وہ اسے دیکھ کر سوچتا رہا۔ شاید الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔

"شادی کی رات ہر شوہر اپنی بیوی کو کچھ نہ کچھ منہ دیکھائی میں ضرور دیتا ہے۔ لیکن میں نے تمہارے لئے کچھ نہیں خریدا۔۔" اس طویل عرصے تک چھائی ہوئی خاموشی کو آخر اس نے توڑا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔ دنیاوی چیزوں کی مجھے غرض بھی نہیں۔۔۔" الفاظ کو مجتمع کر کے اس نے کہا تھا

"بہت خوب۔۔۔ لیکن میں تمہیں پھر بھی کچھ دینا چاہتا ہوں۔ کچھ ایسا جو شاید ہی کوئی شوہر اپنی بیوی کو پہلی رات میں دیتا ہو۔۔" وہ بائیں ہاتھ پر اپنا سر ٹکائے یک ٹک اس کے گھونگٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"آپ کی طرف سے دی گئی ہر شے میرے لئے متاع جان ہو گی" اس نے پر خلوص لہجے میں کہا تھا

"واہ۔۔ کیا ڈائیلا گز ہیں؟" طنزیہ کہتے ہوئے اس نے وجیہہ کا گھونگٹ اپنے بائیں ہاتھ سے لا پرواہی سے کھینچا۔

"آہ۔۔" گھونگٹ کے ساتھ لگی پنیں اس کے بالوں میں الجھ کر رہ گئیں۔ اس کے بال جو حجاب نے آدھ گھنٹے میں سیٹ کئے تھے۔ ضرغام نے خراب کرنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگایا۔ اس کی گردن میں ایک جھٹکا آیا مگر لب پر مہر خاموشی رہی۔ پلٹ کر اس نے ضرغام کے چہرے کی طرف دیکھا۔ روشنی اب بھی مدہم تھی۔ سفید رنگت بھی کسی قدرے ماند پر رہا تھا مگر اس کی ڈارک براؤن شیروانی اب بھی اپنے جوبن پر تھی۔ اِس نے پہلی بار اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔ کسی اجنبی مرد کو اتنے پاس سے دیکھا تھا مگر اب یہ اجنبی نہیں رہا تھا۔ پوری زندگی کا ساتھ بن چکا تھا۔ سائے کی طرح اس کے وجود کا حصہ بن چکا تھا۔ وہ اس کے چہرے کو اپنے من میں اتار رہی تھی۔ آنکھوں کے آگے آئی بالوں کی لٹوں کو اپنے بائیں ہاتھ سے کان کے پیچھے اڑیسا۔ ضرغام ابھی بھی استہزائیہ انداز میں

اس کا دوپٹہ اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ رہا تھا۔ وہ ضرغام کی اس حرکت سے بے خبر اس کے روشن چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ جو مدہم روشنی میں بھی بدر کی طرح چمک رہا تھا۔ آنکھوں کی شرارت اس سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔ بھنوؤں کی شوخیوں کو وہ اچھی طرح سمجھ سکتی تھی۔ گلابی لبوں پر چھائی طنزیہ مسکراہٹ اس کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ وہ تو بس اس کے کلین شیو حصے کو دیکھ کر یہ گمان کر رہی تھی کہ اگر یہ چہرہ کلین شیو میں اتنا حسین ہے تو جب حضور ﷺ کی سنت کو اپنے چہرے پر سجالے تو کتنا خوبصورت لگے گا۔

"اس سے پہلے تم ایکٹرس تو نہیں تھی؟ جو اتنے اچھے ڈائیلا گز بولتی ہو؟ یا پھر میرے شو سے اتنا متاثر ہو گئی ہو کہ جملوں کے تانے بانے خود بخود بنتی جا رہی ہو۔۔۔" نچلے ہونٹ کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے اس نے وجیہہ پر ایک نظر دوڑائی تھی

"کیا مطلب ہے آپ کا۔۔" ضرغام کا ایک ایک جملہ اس کے لئے نیا تھا۔ ایکٹرس اور شو۔۔ ان دو لفظوں نے تو جیسے اس کی روح میں چھید کر دیا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتی رہی۔ کئی شبہات اس کے دل میں جنم لینے لگے۔ اِس نے ہمیشہ ہی گمان کیا

تھا کہ شگفتہ بی بی کا بیٹا بھی انہی کے جیسا دین دار ہو گا مگر حقیقت تو کچھ اور ہی تھی۔ ایک کے بعد ایک سچائی سامنے آ رہی تھی

"بھولی نظر آتی ہو یا پھر بننے کی کوشش کر رہی ہو۔" طنز کا اگلا تیر چلاتے ہوئے اس نے ایک جمپ لگایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وجیہہ کے جسم میں ایک جنبش بھی نہ آئی۔ وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ ایک جھٹکے سے اس کے گریبان کا ایک بٹن کھل گیا تھا۔

"ویسے شادی کی رات کا گفٹ تم جانتی ہو میں کیا دینے والا ہوں؟" اس نے بچوں کی طرح ایسے سوال کیا تھا جیسے وہ اس کے گفٹ کا بے صبری سے انتظار کر رہی ہو لیکن اسے تو کوئی غرض ہی نہیں تھی۔ وہ اس کی آنکھوں کو صاف صاف پڑھ سکتی تھی جس میں ایک عجیب سی کشش تھی۔ وہ کشش محبت کی تھی نہ ہی شادی کی۔ اس کشش کی وجہ تو کچھ اور ہی تھی۔

"پوچھو تو سہی۔۔" ترچھی گردن کئے وہ بس اس کے ملتے لبوں کو دیکھتی جا رہی تھی۔

"چلو میں ہی بتا دیتا ہوں۔۔ تمہارا گفٹ یہ ہے کہ۔۔" وہ آہستہ آہستہ وجیہہ کے

قریب گیا۔ گھٹنوں کے بل تو وہ پہلے ہی بیڈ پر بیٹھا تھا۔ بس اپنے ہاتھوں کو آگے بیڈ کی بائی کی طرف بڑھاتے ہوئے وہ ذرا ترچھا سا ہوا تھا۔ وجیہہ ابھی بھی ایک شاک میں تھی۔ اسے احساس تک نہ ہوا کہ کب ضرغام اس کے اتنے قریب آ گیا کہ اُس کی سانسوں کی گرمی اس کے لبوں سے ٹکرانے لگی تھی۔ وہ یکدم پیچھے ہٹی تو اس کا سر پیچھے ٹیک سے جا لگا۔ ادھ کھلے بال اس کی کمر تک جا رہے تھے۔ ضرغام قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔ اپنی ٹانگوں کو حرکت دیئے بغیر وہ بس اپنا سینہ اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔ اپنے ہاتھوں کو وجیہہ نے مضبوطی سے بند کر لیا۔

آنکھوں کو ایک لمحے کے لئے موند لیا۔ سانسوں کو ایک ثانیے کے لئے تھامنے کی کوشش کی۔ دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ضرغام اس کے اتنا قریب آ چکا تھا کہ دونوں کی سانسیں آپس میں گھل مل گئی تھیں۔

"گفٹ یہ ہے کہ۔۔۔" نرم گرم لہجے میں یہ ہلکے سے الفاظ اس وقت وجیہہ کو بہت بھاری لگ رہے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ کچھ تو ضرور ہے جو اب کھلنے جا رہا تھا۔ کوئی ایسی بات جو شاید نہیں کھلنی چاہئے تھی

"تم بھاڑ میں جاؤ میری طرف سے۔۔۔" اپنے لبوں کو اس کے کان کے قریب

جا کر آہستہ سے سرگوشی کی اور پھر ایک زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ وجیہہ کے پیروں تلے سے جیسے زمین ہی نکل گئی۔ یہ لفظ نہیں پہاڑ تھے جو کسی نے اس کے سر پر لا کھڑے کئے تھے۔ وزن اتنا تھا کہ وہ دبتی جا رہی تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں کو پیچھے کرتے ہوئے قہقہے مار مار کر ہنس رہا تھا۔ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ اس نے دائیں ہاتھ سے بالوں کی لٹ کو جو اب بالکل بے جان سے محسوس ہو رہی تھی، پیچھے کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کتنی بے وقوف ہو تم۔۔۔ تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تم میری۔۔ ضرغام عباسی کی بیوی بن سکتی ہو۔۔" وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا بیڈ سے کھڑا ہو چکا تھا۔ گلاب کی لڑیوں سے باہر اس کا چہرہ دھندلا سا گیا تھا۔ شاید ان آنسوؤں کی وجہ سے جو کسی بھی لمحے بہہ سکتے تھے۔

"میں ضرغام عباسی ہوں ضرغام عباسی۔۔۔ اور ضرغام عباسی کبھی تم جیسی کالی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا۔۔" ایک بار پھر اس کا رنگ اس کا طعنہ بن گیا۔ لیکن اس طعنے کی کاٹ بہت گہری تھی۔ پہلے تو صرف انمول اس کے رنگ کو برا بھلا کہتا تھا لیکن اب اس کے سانولے رنگ کو برا کہنے والا کوئی اور نہیں اس کا شوہر

تھا۔ اگر انمول ہوتا وہ اسے یہ طعنہ دیتا تو شاید اسے اتنا برا نہ لگتا مگر ضرغام کے منہ سے یہ طعنہ سن کر اس کا دل ٹوٹ گیا۔ پل دو پل کی خوشی ریت کی دیوار ثابت ہوئی

"اور پھر اوپر سے تم پسند بھی میری امی کی ہو۔۔۔ ظاہر ہے انہی کی جیسی نمازی پرہیزی۔۔ اللہ اللہ کرنے والی۔۔ نصیحتوں کی دکان۔۔۔" ایک ایک لفظ اس کے دل کو چاک کر رہا تھا۔ آنکھوں میں آنسو تو جیسے تیرتے جا رہے تھے۔ اس نے مضبوطی سے اپنی انگلیاں بھینچ لیں۔

"ضرغام۔۔۔" اس کی آواز میں خفگی کم آس زیادہ تھی

"ویسے یہ جاننا نہیں چاہو گی کہ میں نے تم سے شادی کیوں کی؟" ترچھی آنکھوں سے اس کے ہراساں وجود کو دیکھتے ہوئے کہا تھا لیکن وہ اب ابھی خاموش تھی

"میں نے تم سے شادی صرف یہ پراپرٹی حاصل کرنے کے لئے کی تھی۔ تم سے شادی کرنے کے بعد یہ پراپرٹی اب میری ہو چکی ہے، اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔۔ تم جب چاہو مجھ سے طلاق لے کر اپنے گھر جا سکتی ہو۔۔" استہزائیہ انداز میں اس نے بیڈ کے چاروں طرف لٹکی گلاب کی لڑیوں میں

سے ایک لری توڑی اور اچھال کر سامنے صوفے پر پھینک دی۔ وہ حواس باختہ بس اسے ہی دیکھتی جارہی تھی۔

"چلو اب اٹھو یہاں سے۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔ مجھے سونا ہے" اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا تھا مگر وہ یک ٹک اس کے چہرے کی طرف دیکھتی جارہی تھی۔

"سنا نہیں تم نے۔۔ اٹھو یہاں سے۔۔" اس بار اس نے جھلا کر کہا تھا

"خوبرو لوگ اکثر سنگدل ہوا کرتے ہیں۔۔" حجاب نے ایک بار اس سے کہا تھا۔ شاید ٹھیک کہا تھا کیونکہ سامنے کھڑا شخص بھی خوبرو شخصیت کا مالک تھا۔ مگر اخلاق سے عاری تھا۔

"لگتا ہے، مجھے ہی اٹھانا پڑے گا۔۔" آگے بڑھتے ہوئے اس نے بے دردی سے وجیہہ کے بازو کو پکڑا اور کھینچ کر کھڑا کیا۔ اس نے مزاحمت کرنا بھی گوارا نہ کی۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ یہاں اس کی شنوائی نہیں ہونے والی۔ وہ لڑیوں سے باہر بیڈ کے پاس کھڑی اپنے داہنے بازو کو بائیں ہاتھ سے دبائے ہوئے تھی جبکہ ضرغام دونوں ہاتھوں کو سر کے نیچے دبائے آنکھ بند کر کے لیٹ گیا۔ چہرے پر ایسا سکون تھا جیسے برسوں سے امن میں ہو۔ پریشانی کوسوں دور تھر کے صحراؤں میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

بسنے والے باسیوں کی قسمت میں ہو اور ان کی خوشیاں اس کے مقدر میں۔ ایسی طمانت جیسے کوئی فکر ہی نہ ہو۔ دنیا سے بے فکر۔ رشتوں سے انجان۔ اپنی ہی خواہشوں میں مدہوش وہ لیٹا خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔

"ایک لڑکی کے لئے دنیا سے لڑنا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا اپنے شوہر سے ہوتا ہے۔۔!!" ایک سرگوشی اس کے کانوں میں ہوئی تھی

"دادی! آپ تو کہتی ہیں کہ لڑنا بری بات ہے۔ پھر ایک لڑکی بھلا اپنے شوہر سے کیوں لڑتی ہے؟" ایک معصومانہ سوال گڑیا کو دلہن بناتے ہوئے اس نے پوچھا تھا

"بیٹی! یہ وہ لڑنا نہیں ہوتا جس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہا جائے۔ ایک دوسرے پر لعن وطعن کی جائے بلکہ اِس کا مطلب تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کے پاس رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے دور رہنا"

"دادی! ایک دوسرے کے پاس رہتے ہیں بھلا دور کیسے رہا جاسکتا ہے؟" اپنی گڑیا کو سجاتے ہوئے اس نے لال دوپٹہ بھی اوڑھا دیا

"بیٹی! جب ایک دوسرے سے دل نہ مل سکیں تو پاس رہتے ہوئے انسان بھی دور رہتے ہیں۔ شادی صرف دو اجسام کو نہیں ملاتی بلکہ دو روحوں کو یکجا کرتی ہے لیکن

بعض اوقات دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے تھوڑی سی ڈھیل اس شادی نامی ڈوری کو ایک امتحان بنا دیتی ہے۔ ایک کی لغزش دوسرے کے لئے آزمائش بن جاتی ہے۔ پھر اس پٹری کو چلانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن بیٹی یہی وقت ہوتا جب سونا کندن بنتا ہے۔ محبت کی فضاؤں میں تو رشتوں کو ہر کوئی نبھانا جانتا ہے مگر جو انسان نفرت کی وادی میں، انا کی زمین پر، صبر کے ہاتھوں سے، احساس کا بیج بوئے اور پھر وفا کے پانی سے رشتے کو پروان چڑھائے تو ایک نہ ایک دن محبت کا پوداضرور اگتا ہے اور پھر اُس کا پھل شہد سے زیادہ شیریں ہوتا ہے "

"دادی! آپ نے شاید سچ ہی کہا تھا" آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اپنی انگلیوں کے پوروں سے بے مقصد نکلے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے اس نے ڈریسنگ کا رخ کیا۔ اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا۔ جہاں ایک نئی نویلی دلہن کھڑی اپنے ساجن کی بے رخی کا گلہ کر رہی تھی۔ اس نے جھٹ اپنا چہرہ چہرے سے ہٹایا اور ایک ایک کر کے زیوروں کو اتار کر ڈریسنگ پر رکھ دیا۔

* * * * *

"اتنی جلدی اٹھ گئی تم؟ تھوڑا سا آرام ہی کر لیتیں۔۔" شگفتہ بی بی ناشتے کا انتظام

کرنے کچن میں آئیں تو وجیہہ کو وہاں کھانا بناتے ہوئے پایا تھا۔ ایک کیتلی چولہے پر رکھی ہوئی تھی جس میں سے کھیر کی خوشبو جوش مار رہی تھی۔ وہ خود چاپنگ بورڈ پر بادام کو چوپ کر رہی تھی

"نہیں میڈم۔۔ اوہ سوری۔۔۔" عادت اتنی جلدی نہیں بدلتی۔ شگفتہ بی بی کا چہرہ دیکھتے ہی اسے ایسا لگا جیسے وہ اب بھی کالج کی پرنسپل ہوں اور وہ خود وہاں ایک ٹیچر۔ لیکن اب رشتہ بدل چکا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔۔" وجیہہ کی بات پر انہیں ہنسی آ گئی۔ آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے کیتلی کا ڈھکن اٹھایا

"ویسے تم مجھے امی کہہ سکتی ہو۔۔۔ اور یہ کھیر دیکھنے میں تو بڑی مزے کی لگ رہی ہے۔۔" بھنویں اچکاتے ہوئے اس کی تعریف کی تھی۔ وجیہہ نے چوپ کئے باداموں کو ایک طرف سمیٹ کر رکھا اور پھر پیچھے شیلف کی طرف مڑی

"شکریہ امی۔۔!! اور یہ پستہ کہاں رکھا ہے؟" شیلف پر رکھے تمام ڈبوں کو اس نے تقریباً چیک کر لیا تھا، وہاں تمام سوغات تھیں سوائے پستے کے

"میرے خیال سے پستہ تو ختم ہو چکا ہے لیکن پھر بھی تم اس ڈبے کو دیکھ لو۔۔ میں

عموماً اس ڈبے میں رکھتی ہوں پستہ۔۔" شیلف میں سب سے پیچھے ایک چھوٹا سا نیلے رنگ کا ڈبہ تھا۔ اس نے اٹھا کر دیکھا تو اُس میں صرف پستے کے چار دانے نکلے۔

"چلو یہ بھی چلے گا۔۔" اس نے چاروں دانوں کو چوپنگ بورڈ پر رکھا اور دوبارہ چاقو سے بڑی مہارت اور نفاست کے ساتھ انہیں چوپ کرنے لگی۔

"بیٹا یہ ویسے ہی کہہ ڈال دیتیں۔ اب بھلا اتنی سی چیز کو کیا چوپ کرنا۔۔" کھیر تقریباً بن چکی تھی۔ شگفتہ بی بی نے چولہہ بند کر کے کیتلی کو ذرا سائیڈ میں رکھا

"امی اس طرح سب کے حصے میں آجائے گا۔ ورنہ تو چاروں ایک ہی چمچ میں سما جائیں گے۔" چوپ کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"بہت خوب۔۔ ویسے ضرغام کو بہت پسند ہے پستے والی کھیر۔۔ اکثر مجھ سے فرمائش کر کے بنواتا ہے" کھیر کی خوشبو کو سونگھتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔

چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ کھیر مزید بنی ہے

"تو پھر میں سب سے پہلے یہ ضرغام کو ہی دے کر آتی ہوں۔۔" جلدی پستہ کو کھیر کے اوپر ڈالا اور کچھ علیحدہ سے بچا لیا۔ سٹینڈ سے ایک پیالی لی اور اس میں کچھ کھیر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

نکال کر باقی بچا ہوا پستہ ڈال دیا۔

"میں ابھی دے کر آتی ہوں ضرغام کو۔۔" بڑے مان کے ساتھ وہ پیالی کو ہاتھ میں لئے کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔ شگفتہ بی بی اس کو جاتا دیکھ کر مسکراتی رہیں اور دل سے دونوں کے لئے دعائیں دینے لگیں۔

"ضرغام میں آپ کے لئے۔۔" اس کے الفاظ یہ دیکھ کر ادھورے رہ گئے کہ وہاں کوئی نہیں تھا۔ بیڈ پر لحاف پڑا تھا مگر ضرغام نہیں تھا۔ اس نے کھیر کو آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اتنے میں ضرغام واش روم سے فریش ہو کر باہر آ گیا۔ اس کو دیکھ کر وہ خوشی سے پھول گئی۔ چہرے پر ہلکی سی تبسم چھا گئی۔ وہ بلیک جینز اور بلیک بنیان پہنے ہوئے تھے۔ ٹاول اس کے کندھے پر جھول رہا تھا۔ وہ بالوں کو جھٹکتے ہوئے ڈریسنگ کے سامنے آیا اور اور لٹکی ہوئی شرٹ کو پہننے کے لئے ٹاول کو بیڈ پر دے پھینکا اور گنگناتا ہوا شرٹ پہننے لگا

"ضرغام۔۔ میں آپ کے لئے یہ کھیر بنا کر لائی ہوں۔۔" وہ پیالی لے کر اس کے سامنے آئی مگر اس نے ان سنا کر دیا وہ مسلسل اس کو اپنی وہاں ہونے کا احساس دلا رہی ھی مگر وہ مسلسل اگنار کر رہا تھا۔ سیٹی بجاتے ہوئے آئینے کے سامنے گیا۔

کنگی کی اور پرفیوم لگایا مگر اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ وہ سائے کی طرح اس کا پیچھا کرتی رہی۔ کمرے کی جس کونے میں جاتا، پیچھے پیچھے دل دیتی، جس سے وہ مزید چڑ گیا اور تپ کر بولا

"کیا سائے کی طرح میرا پیچھا کر رہی ہو۔۔ ایک جگہ ٹِک کر کھڑا نہیں ہوا جاتا۔" آنکھیں دکھاتے ہوئے اس نے کہا تھا

"وہ۔ میں۔۔ کھیر۔۔۔۔" اس نے بس یہی الفاظ کہے تھے کہ ضرغام نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھوں میں موجود پیالی کو اچھال دیا۔ ساری کھیر فرش پر بکھر گئی۔ اور وہ بس دیکھتی رہ گئی۔

"سمیٹ لو اب اپنی کھیر۔۔۔" اس نے جھلاتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا ہوا؟۔۔ اور یہ "ضرغام کے چلانے کی آواز سن کر وہاں شگفتہ بی بی بھی آموجود ہوئیں۔ کھیر کو بکھرا ہوا پایا تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"ایک بات کان کھول کر اپنے دماغ میں بٹھا لو میرے آگے پیچھے یوں بھنبھنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرا اور تمہارا تعلق صرف نکاح کی حد تک تھا۔ اب جب نکاح ہو گیا اور یہ ساری پراپرٹی میرے نام ہو گئی تو میرا تم سے اب کوئی واسطہ

نہیں۔۔۔ سنا تم نے۔۔" اُس نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔ شگفتہ بی بی بس اس کی طرف دیکھتی رہ گئیں۔ یہ کہہ کر وہ زوردار آواز سے دروازے کو بند کرتا ہوا چلا گیا۔

"وجیہہ۔۔" شگفتہ بی بی نے وجیہہ کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دینا چاہا مگر وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ یہ وجیہہ ہے۔ بچپن سے آج تک یہی تو بے رخی برداشت کرتی آرہی ہے۔ حالات کو خاموشی کے ساتھ برداشت کرنا تو جیسی اس کی عادت بن چکی ہے۔ ایک ہلکی سی تبسم کے ساتھ اُس نے شگفتہ بی بی کی طرف دیکھا اور پھر پیالی کی ٹوٹی ہوئی کرچیاں اٹھانے لگی۔

* * * *

"امی۔۔۔" وہ چلاتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا۔ غصے سے اس کا رنگ پہلے سے کہیں زیادہ سرخ ہو چکا تھا۔ ہاتھوں میں کاغذ کے ٹکروں کو فولڈ کئے بری طرح نوچ رہا تھا

"کہاں ہیں آپ۔۔؟ باہر آیئے۔۔" ضرغام کے چیخنے کی آواز سن کر شگفتہ بی بی اپنے کمرے سے باہر آئیں۔ وجیہہ بھی کچن سے ہاتھوں میں پانی ایک گلاس لئے ٹی وی لاؤنج میں آموجود ہوئی

"کیا ہوا؟ ایسے کیوں چیخ رہے ہو؟ تہذیب نام کی کوئی چیز نہیں ہے تم میں؟" شگفتہ بی بی نے آتے ہی اس کو جھاڑا

"تہذیب؟ یہ آپ مجھے کہہ رہی ہیں؟ آپ نے جو مجھ سے وعدہ خلافی کی۔ اُس کا کیا؟" وہ دہکتی آنکھوں شگفتہ بی بی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ضرغام آپ پانی پئیں۔۔" وجیہہ نے پانی کا گلاس ضرغام کی طرف بڑھایا تو اُس نے غصے میں گلاس کو اچھال دیا۔ سارا پانی وجیہہ کے کپڑوں پر جا گرا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے ضرغام؟"

"بدتمیزی؟" اس نے جھلاتے ہوئے مزید کہا

"پہلے تو آپ میرے اس سوال کا جواب دیں کہ یہ کیا ہے؟" پیپرز کو ہوا میں اچھال دیا

"آپ نے جو کہا میں نے کیا مگر آپ نے پھر بھی پراپرٹی میرے نام نہیں کی۔۔۔ کیوں؟" ضرغام عقابی آنکھوں سے شگفتہ بی بی کی طرف دیکھ رہا تھا

"اوہ۔۔ تم اس لئے غصہ ہو۔" طنزیہ مسکراہٹ ان کے چہرے پر ابھری تھی

"تم نے پراپرٹی کی بات کی تھی۔ سو میں نے کر دی۔" ان کے چہرے پر طمانت

تھی

"براق گروپ آپ کالجز میرے نام کیوں نہیں کیئے؟" دہکتی آنکھوں سے اس نے سوال داغا تھا

"ہر چیز کو پانا اتنا آسان نہیں ہوتا ضرغام۔۔ تم کیا سمجھے تھے؟ میں تمہاری چال کو نہیں سمجھ پائی۔ میں اچھی طرح جانتی تھی کہ تم یہ شادی محض پراپرٹی کے لئے کر رہے ہو اور پراپرٹی حاصل کرنے کے بعد یہ شادی تمہارے لئے بے معنی ہو جائے گی بس اس لئے میں نے ایک حصہ وجیہہ کے نام کر دیا۔ اب اگر تم اسے چھوڑتے ہو تو پراپرٹی کے ایک بڑے حصے سے تم ہاتھ دھو بیٹھو گے" ایک ایک بات انہوں نے کھول کر بتا دی

"یہ آپ نے اچھا نہیں کیا" زیر لب وہ بڑبڑایا تھا

"ضرغام! آپ غصہ مت ہوں۔ جو کچھ میرا ہے، اُن سب پر آپ ہی کا تو حق ہے۔ بھلا میں کیا کروں گی اِن سب کا۔ ایک بیوی کا اپنا کچھ بھی نہیں ہوتا ضرغام" وجیہہ نے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی مگر اس کا طعش بڑھتا ہی جا رہا تھا

"جسٹ شیٹ اپ۔۔ تم اپنی بکواس بند کرو اور یہ مت سوچنا کہ میری پراپرٹی کو

تم اتنی آسانی سے ہضم کر لو گی۔ میں تم سے اپنا سب کچھ واپس لے کر رہوں گا۔۔ کیپ اِن مائینڈ۔۔" چیلنج کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔ کچھ پل یونہی گھورنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"دیکھا۔۔ کہا تھا ناں میں نے۔۔" ضرغام کے جانے کے بعد شگفتہ بی بی وجیہہ کے پاس آئیں اور ایک حسرت بھری نگاہ اس سیڑھیوں پر ڈالی جن کو چڑھتا ہوا وہ وہاں سے گیا تھا۔

"بہت جلد سمجھ جائیں گے۔۔" اس کے سوا وہ اس وقت کچھ نہ کہہ سکی۔

* * * * *

شادی سے پہلے ہی شگفتہ بی بی نے وجیہہ کو ضرغام کے بارے میں سب کچھ سچ سچ بتا دیا تھا اور اس کو اِس سچائی سے بھی روشناس کروادیا تھا کہ ضرغام اس سے شادی محض پراپرٹی کی خاطر کر رہا ہے۔ یہ سن کر پہلے تو وجیہہ کو ایک دھچکا لگا مگر پھر سوچ وبچار کے بعد وہ اس رشتے پر رضامند ہو گئی۔ آخر کبھی نہ کبھی تو اسے شادی کرنی ہی تھی۔ کبھی نہ کبھی تو اس گھر سے بیدائی تو ہونی تھی اور کیا معلوم جس گھر میں جاتی وہ اسے اِس روپ میں اپنا بھی پاتے یا نہیں۔ یہاں کم سے کم شگفتہ بی بی تو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وجیہہ کو سمجھتی تھیں۔ اس کے احساسات کو جانتی تھیں۔ یہی سوچتے ہوئے اس نے ضرغام سے شادی کے لئے ہامی بھر لی۔

شادی کے بعد وہ کئی دن تک اپنے میکے نہ گئی۔ وہاں کیا ہو رہا ہے کیا نہیں اسے کچھ خبر نہ تھی۔ ایک ہفتہ گزر جانے کے بعد رضیہ بیگم کا فون آیا کہ وہ ایک بار ان کے ہاں چکر تو لگائے۔ شادی کا مطلب یہ تو نہیں کہ بیٹی کا میکے سے تعلق ہی ختم ہو گیا۔ اب اکیلے جانا کئی سوالات کو جنم دے سکتا تھا اور ضرغام وہ تو وجیہہ کے ساتھ کہیں جانا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ اِس کا خیال تھا شاید وجیہہ کا ذہن اس سے ملتا ہو مگر دونوں کے ذہنوں میں تو زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ایک زمین تھی وت دوسرا آسمان۔ ایک اسلام کا اشعار اپنے ہوئے تو دوسرا دنیا کے رنگ میں کھوئے ہوئے۔ شگفتہ بی بی نے منت سماجت کر کے ضرغام کو وجیہہ کے سان جانے پر آمادہ کیا۔ نہ جانے اس کے دل میں کیا آئی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

"السلام علیکم امی! السلام علیکم ابو۔۔" گھر پہنچی تو علی عظمت اور رضیہ بیگم ٹی وی لاؤنج میں تھے۔ ضرغام اور وجیہہ دونوں ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئے۔ ضرغام کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ بنا بولے وہ ایک صوفے پر براجمان ہو گیا

"کیسی ہو وجیہہ ؟ اتنے دنوں بعد ؟ سسرال جا کر تو ہمیں بھول ہی گئی۔۔" وجیہہ کے گلے لگتے ہوئے رضیہ بیگم نے کہا تھا

"جب سسرال میں اتنا آرام ملے گا تو میکے کو کون یاد کرے گا؟" ضرغام نے طنزیہ کہا تھا مگر رضیہ بیگم اور علی عظمت نے اس کی بات کا الٹا مطلب لیا

"یہ تو ہے۔" ہنستے ہوئے علی عظمت نے کہا

"کیا لوگے تم بیٹا؟" رضیہ بیگم نے ضرغام سے پوچھا تو اس نے بے نیازی سے اُن کی بات کو نظر انداز کر دیا۔ یہ دیکھ کر رضیہ بیگم کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا

"اِن کے لئے آپ گرین ٹی بنالیں۔ انہیں بہت پسند ہے۔" بات کو سنبھالتے ہوئے وجیہہ نے کہا

"ہنہ۔۔۔" طنزیہ انداز میں گردن جھٹکتے ہوئے اس نے ٹیبل سے ایک میگزین اٹھایا اور بے نیازی سے اس کے ورق الٹنے لگا

"اور سناؤ بیٹا۔۔ کیسا جا رہا ہے تمہارا شو؟" علی عظمت نے پوچھا

"بہت اچھا۔۔" بے رخی سے جواب دیا

"ابو۔۔ یہ انمول نظر نہیں آ رہا؟ کہیں گیا ہوا ہے؟" وجیہہ نے بات بدلتے

ہوئے پوچھا

"بس کیا کریں بیٹا تم تو جانتی ہو اپنے بھائی کو۔۔۔ کہاں جاتا ہے کسی کو بتا کر۔۔" علی عظمت اور وجیہہ آپس میں باتیں کرتے رہے اور ضرغام سب سے بے پرواہ ہو کر گھر کے نقوش کو دیکھتا رہا۔

"یہ لو بیٹا! تمہاری گرین ٹی۔۔" رضیہ بیگم نے ٹی سرو کی تو اس نے گردن کو جھٹکتے ہوئے اپنا کپ اٹھایا اور پھر دوبارہ بے نیازی سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے گھر کو دیکھتا رہا

"ایرانی طرز کا یہ نقش و نگار۔۔" گھر کے نقش و نگار کو دیکھ کر وہ اس کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ بوریت بھی اب اس کے چہرے سے دور ہو چکی تھی

"ٹھیک کہا بیٹا۔۔ یہ سب علی عظمت کی پسند کا ہے۔" رضیہ بیگم چائے سرو کرنے کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ چکی تھیں

"بہت اچھی چوائس ہے آپ کی۔۔" حیرت سے اس نے علی عظمت کو دیکھا اور پھر دوبارہ گھر کو دیکھنے لگا۔ وجیہہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ جو ڈر اس کے دل میں کھٹک رہا تھا وہ اب دور ہوتا دکھائی دیا۔ ضرغام نے یہاں کسی قسم کو کوئی تماشا نہیں بنایا۔ سب خاموشی سے چائے پی رہے تھے کہ وجیہہ کے نظر

دروازے کی جانب اٹھی اور جو دیکھا اس پر یقین نہ کر سکی۔

"انمول؟" زیرلب اس نے کہا تھا۔ یہ نام سن کر سب دروازے کی جانب دیکھنے لگے۔ سب پر ایک سکتہ طاری ہو گیا ماسوائے ضرغام کے۔ جو ہونے والے تماشے سے محظوظ ہونے لگا۔ ایک تمسخرانہ ہنسی اس کے چہرے پر ابھر آئی۔ دروازے پر انمول اور عندلیب تھے۔ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے وہ دہلیز کے اُس پار کھڑے تھے۔ عندلیب نے ایک سرخ دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ جو کوئی دلہن اوڑھا کرتی ہے۔ بالکل ویسا ہی۔ سب دہلیز کی جانب بڑھنے لگے

"انمول۔۔۔ کیا ہے یہ؟" علی عظمت نے کہا تھا

"وہ ڈیڈ میں نے شادی کر لی ہے۔" اس نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا تھا

"پٹاخ۔۔" ایک تھپڑ اس کے سیدھے رخسار پر پیوست کیا وہ دائیں جانب کو جھک گیا۔

"بد تمیز۔۔ شادی ایسے ہوا کرتی ہیں۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی اتنا بڑا قدم خود سے اٹھانے کی؟" چہرے پر آئی طمانت پل بھر میں غائب ہو گئی۔

"انمول! یہ کیا کیا تم نے؟ ہماری عزت کا ذرا بھی خیال نہ آیا تمہیں؟" رضیہ بیگم

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

نے پہلی بار سخت لہجے میں انمول سے بات کی تھی مگر اب سخت لہجے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ جب سخت لہجہ برتنا چاہئے تھا تب تو نرمی سے بات کرتے رہے مگر آج جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو انہیں احساس ہونے لگا

"موم۔۔ یہ آپ کیا بات کر رہی ہیں۔ میں عندلیب کو پسند کرتا تھا اور اسی لئے میں نے اس سے شادی کر لی اور ویسے بھی اتنے شور شرابے کا کیا فائدہ تھا؟" وہ ایسے ری ایکٹ کر رہا تھا جیسے کوئی بڑی بات نہ ہوئی ہو

"لیکن انمول! تم نے ایک بار بتانا گوارا بھی نہیں سمجھا" وجیہہ نے کہا تھا

"نہیں سمجھا!" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا

"اور اب کیا آپ مجھے ایسے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے شادی کی ہے کوئی گناہ نہیں۔ چلو عندلیب یہاں سے۔۔" اس نے بے رخی دکھاتے ہوئے عندلیب کا ہاتھ پکڑا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ علی عظمت اور رضیہ بیگم یک ٹک انمول کی طرف دیکھتے جا رہے تھے۔

"عجیب تماشا ہے دنیا۔۔" ضرغام زیرلب گنگنایا تھا۔ اس کی آواز وجیہہ کے علاوہ کوئی سن نہیں سکا۔ ایک عجیب سی کشش تھی اُس کے چہرے پر۔ ایسا لگ رہا تھا

جیسے وہ ان سب سے محظوظ ہو رہا ہو۔ دونوں ہاتھوں کو سینے پر ہاتھ باندھے اس نے انمول اور عندلیب کو گزرنے کا راستہ دیا۔ علی عظمت نے ایک نظر ضرغام کے چہرے پر ڈالی جو تمسخرانہ ہنسی دبائے ہوئے تھا۔ انہیں اپنی عزت کا جنازہ نکلتا نظر آیا۔ گھر کے داماد کے سامنے ان کے بیٹے نے اپنی ہی بہن کے لئے زندگی بھر کا ایک طعنہ چھوڑ دیا۔ انہوں نے ایک نظر وجیہہ پر ڈالی جو حالات کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ویسے انمول نے اتنا برا بھی نہیں کیا۔۔ جسٹ چِل۔۔" ضرغام نے جارحانہ لہجے میں کہا اور باہر کی طرف چل دیا

"وجیہہ تم ڈرائیور کے ساتھ آجانا مجھے شو کے لئے لیٹ ہو رہا ہے۔" جاتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک عجیب سا تاثر تھا جسے وجیہہ محسوس کر سکتی تھی۔ علی عظمت اور رضیہ بیگم نے بھی روکنے کی جرات نہ کی۔ وہ گنگناتا ہوا بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دہلیز کے پار چلا گیا۔ وجیہہ نے استفہامیہ انداز میں علی عظمت کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو کہ

"میری زندگی پہلے کم مشکل میں تھی جو انمول نے مزید مشکل بنا دی۔ ضرغام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کے سامنے اسے یہ راز افشاں نہیں کرنا چاہئے تھا۔" مگر جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ اب کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سوائے قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کرنے کو۔

"امی! یہ انمول نے ٹھیک نہیں کیا؟ کم سے کم ضرغام کا تو خیال کرتا وہ۔۔" رضیہ بیگم اپنے ہی خیالوں میں گم کچن میں کھانا بنانے میں مصروف تھی۔ وجیہہ پانی پینے کچن میں آئی تو اس نے گلاس شیلف سے اٹھاتے ہوئے کہا

"اب بھلا میں کیا کر سکتی ہوں؟" انہیں تو جیسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔ جس بیٹے پر اتنا مان تھا۔ اس نے ایک پل میں ہی ایسا پرایا کر دیا کہ اپنی زندگی سے ہی بے دخل کر دیا۔ زندگی کا اتنا بڑا اور اہم فیصلہ اس نے اکیلے کر لیا۔ وجیہہ نے پانی پی کر ایک نظر رضیہ بیگم پر ڈالی جو ہراساں کھڑی اپنی ہی سوچوں میں گم تھیں

"امی۔۔ میں ہمیشہ اسی دن سے ڈرتی تھی۔ آپ کے بے جا لاڈ پیار نے آج اس کو یہ قدم اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔ اُس نے ہمیشہ آپ کے پیار کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اور آج وہ اتنا حد سے گزر گیا کہ اس نے اپنی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ بنا کسی کے مشورے سے کر لیا۔۔" وجیہہ نے رضیہ بیگم کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا

"ہاں۔۔۔" وہ تو جیسے اس کی باتوں کو سن ہی نہ سکیں۔ بس اپنے ہی خیالوں میں گم تھیں

"امی۔۔ابھی بھی وقت ہے۔ سمجھ جائیں آپ کہیں ایسا نہ ہو اس سے بھی برا ہو۔۔" وہ یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔ رضیہ بیگم نے ایک حسرت بھری نگاہ کچن کے دروازے پر ڈالی جہاں سے ابھی ابھی وجیہہ گزر کر گئی تھی۔ وجیہہ کے آخری لفظ ان کے کانوں میں گونجنے لگی۔

* * * *

"مجھ سے کچھ دور ہی رکھو میرے دلداروں کو
کیسے پیوست کروں سینے میں تلوروں کو"

شعر پڑھ کر اس نے ایک ثانیے کے لئے خاموشی برتی اور پھر دوبارہ کیمرے کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوا

"میرے دوستو! محبت لازمی امر ہے مگر کیا آپ نے کبھی نوٹ کیا اس محبت کے چکروں میں انسان اپنی ذات کو کس قدر نیست و نابود کر دیتا ہے۔ شاید ہاں یا پھر شاید نہیں۔ جو ہاں کہتے ہیں میرا اُن سے ایک سوال ہے کہ اگر محبت کا انجام

صرف رسوائی ہے تو آپ محبت ہی کیوں کرتے ہیں اور اگر آپ کا جواب نہیں ہے تو میرا اُن سے بھی ایک سوال ہے کہ محبت کے بنا آپ جی کیسے رہے ہیں؟" کافی کا مگ ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے اس نے کالر کو ٹھیک کیا اور دوبارہ گویا ہوا

"زندگی کو لا محدود کرنے کے لئے بعض خواہشوں کو محدود کرنا لازمی امر ہے مگر اس محدودیت میں کہیں آپ کی خواہشیں جن کو آپ دوام بخشنا چاہتے ہیں کہیں بے نام نہ ہو جائیں، اس کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔

یاں تو نا کردہ گناہوں کی تلافی بھی نہیں
اور کوئی پوچھنے والا بھی نہیں یاروں کو

محبت میں بعض اوقات انسان کو ایسے حالات سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ جن کے بارے میں اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہوتا مگر وہ پھر بھی گزر جاتا ہے اور ایسی ایسی تکالیف کو سہہ لیتا ہے جو شاید ایک عام آدمی کبھی نہیں سہہ سکتا لیکن دوستو! اگر اس پر خار راستے پر آپ کو کوئی ہمنوا مل جائے تو یہ کٹھن سفر آسان ہو جاتا ہے مگر افسوس ایسا نہیں ہوتا۔ ایسے راستوں سے اکثر انسان کو اکیلے ہی گزرنا پڑتا ہے۔ جس کو منزل بنایا ہوتا ہے وہ تو آرام سے بیٹھا آپ کی راہ تکتا ہے

اور مصائب آپ کا مقدر بنا دیتا ہے۔ وہ خود آپ کے پاس آنے سے گھبراتا ہے اور آپ کو اپنے پاس بلاتا ہے۔ میرا سوال ہے ان تمام عاشقوں سے کہ آخر وہ کیوں اپنے محبوب کی خاطر زمانے بھر کی نفرتوں کو برداشت کرتے ہیں؟ آخر کیوں اپنے محبوب کی خاطر اپنی ذات کو فراموش کر دیتے ہیں؟ آخر کیوں؟ اور ایک سوال میرا ان تمام حسن کی مجسمات سے ہے کہ آخر کیوں وہ اپنے عاشق کی محبت کا امتحان لیتی ہیں؟ آخر کیوں ان کے ایک بار اقرار پر اپنے آپ کو فراموش نہیں کر دیتیں؟ کیوں اُن کی محبت کا امتحان لیتی ہیں؟" پورے سیٹ پر خاموشی کے بادل منڈلا رہے تھے۔ کیمرہ مین سے لائیٹ مین اور یہاں تک کہ پروڈیوسر بھی ضرغام کی باتوں کو دھیان سے سن رہے تھے۔ سب پر ایک سکتہ طاری تھا۔ دو ہفتوں کے بعد ضرغام آج شو کر رہا تھا۔ صرف تین کے مختصر سے وقت میں ضرغام اپنی آواز ، اپنے چہرے اور اندازِ بیاں سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکا تھا۔ لوگ ضرغام کو دیکھنا چاہتے تھے۔ لازوال میں وہ صرف اس کی باتوں سے محظوظ ہونا چاہتے تھے۔ ضرغام کے لورز میں زیادہ تعداد ینگ جینز ریشن کی تھی۔ جن کے احساسات ضرغام سے ملتے جلتے تھے۔ وہ ضرغام کی ایک ایک ادا کو نوٹ کرتے اور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس کو کاپی کرتے۔ صرف تین ماہ میں فیس بک پر ضرغام کے فالوورز کی تعداد آٹھ لاکھ تک جا پہنچی تھی۔ جو کہ ایک مثبت پوائنٹ تھا لیکن ہر سکے کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ اس سکے کا بھی دوسرا پہلو تھا۔ دوسرا پہلو تاریکی تھی۔ اندھیرا تھا۔ ویرانی تھی۔ اداسی تھی۔ دنیا کی قربت اور آخرت سے دوری تھی۔ وہ دنیا کی باتوں کو تو بخوبی جانتا تھا مگر آخرت کے بارے میں کچھ نہیں۔ لوگوں کو عروج حاصل کرنے کے نسخے تو بتاتا تھا مگر اس عروج کو قائم رکھنے کے لئے کیا کیا جتن کئے جاتے ہیں اُس سے نا آشنا تھا۔ وہ سامنے کا قائل تھا۔ حال پر نگاہ رکھتا تھا مگر مستقبل بعید سے کوسوں کا فاصلہ تھا۔ لوگ اُن کو فالو کرتے ہیں جن کے ماحول میں وہ رنگنا چاہتے ہیں۔ ضرغام کی طبیعت بھی ایسی ہی تھی۔ جس دنگل میں وہ خود پھنس رہا تھا لوگوں کو ابھی اسی دنگل میں پھانس رہا تھا۔ مگر سب نا آشنا تھے۔ سب کے سامنے ریٹنگ تھی۔ مقبولیت تھی۔

"سر آپ نے شادی کر لی۔۔ ہمیں بتایا ہی نہیں۔۔"

"محبت کی باتیں اس لئے ہو رہی ہیں کہ آپ کی محبوبہ آپ کے قدموں میں خود زیر ہو گئی ہے؟"

"سر آپ کی محبت کی شادی تھی یا ارینج میرج؟"

"سر آپ اپنی وائف کو ایک بار شو میں لائیں پلز۔۔"

"سر ہم آپ کی پسند کو دیکھنا چاہتے ہیں۔۔"

"ضرغام مجھے تو لگا تھا کہ تم میرے سوا کسی کے ہو ہی نہیں سکتے مگر تم نے تو اتنی بڑی بات ہم سب سے چھپا کر رکھی۔۔ یہ اچھی بات نہیں۔ چلو اب جلدی سے اس لڑکی کو سامنے لاؤ جو تمہاری پسند ہے"

"ہم آپ کی شریک حیات کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ دیکھنا چاہتے ہیں جو آپ کی ماڈل ہے وہ نظر آنے میں کیسی ہے؟"

"میں بھی آپ کے جیسے کسی لڑکے سے شادی کرنا چاہوں گی لیکن اس کے لئے مجھے آپ کی وائف سے کچھ ٹپس چاہیئے۔ اس لئے پلز انہیں ایک بار شو میں ضرور لائیں۔۔ پلز پلز پلز"

ایک کے بعد ایک میسجز اور کالز پر وجیہہ کو دیکھنے کی فرمائش ہوتی جا رہی تھی۔ ضرغام جہاں حیرت کا شکار تھا وہیں اسے غصہ بھی تھا کہ کس نے اس کی شادی کی بات کو پبلک میں لیک کر دیا مگر لائیو شو میں زیادہ کچھ نہ کہہ سکا اور گردن

ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔

"یہ سب کو میری شادی کا کیسے پتا چلا؟ میں نے کہا بھی تھا کہ کسی کو میری شادی کی کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیئے اور آپ نے تو۔۔" وہ غصے میں برہم سٹول پر رکھے ڈیوریشن پیس کو پھینک رہا تھا

"ضرغام۔۔ اس میں اتنا غصہ ہونے والی کی بات ہے؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے کہ تمہاری بیوی کو سب لائیک کرتے ہیں۔ اُن سے ملنا چاہتے ہیں اور پھر تم خود ہی دیکھو آج تمام کالز اینڈ میسجز میں صرف تمہارے بیوی سے ملنے کی ہی ریکوسٹ کی گئی ہے۔ ایک بار تم اسے شو میں لے آؤ۔ دیکھنا ریٹنگ کتنی اونچی ہو جائے گی اور کیا معلوم تمہاری کو ہوسٹ ہی بن جائے وہ۔۔" پروڈیوسر شہزاد نے اس شانت کراتے ہوئے کہا

"لیکن اس بات کو لیک کس نے کیا؟" استفہامیہ انداز میں اس نے سب کے چہروں کو ٹٹولا مگر سب پر ایک سکوت طاری تھا۔

"میں نے۔۔" عنایہ کیٹ واک کرتے ہوئے ضرغام کے پاس آئی اور اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے سہارے کھڑے ہو گئی

"تم نے۔۔۔پوچھ سکتا ہوں کیوں؟" دانت بھینچتے ہوئے اس نے اپنے شانے جھٹکے تو اس کی چال میں ایک دم لڑکھڑاہٹ پیدا ہو گئی مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا

"بے بی! اتنا غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔ تم نہیں تھے تو شہزاد صاحب نے مجھے شو کرنے کو کہا لیکن تمہیں تو معلوم ہے کہ ویورز تو جیسے لازوال میں ضرغام عباسی کے علاوہ کسی کو دیکھنا پسند ہی نہیں کرتے۔ بار بار بس یہی پوچھتے رہے کہ ضرغام کب آئیں گے۔۔ کیوں نہیں آرہے؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔ اور پتا نہیں کیا کیا کچھ۔ اس لئے میں نے اس کو اصل بات بتادی کہ ضرغام صاحب آجکل اپنی شادی میں مصروف ہیں۔" اس نے بے نیازی سے ساری بات سے آگاہ کیا

"لیکن تمہیں تو سب معلوم ہے ناں۔۔" اس کا غصہ قدرے کم ہو چکا تھا مگر آثار ابھی بھی آویزاں تھے

"جسٹ چِل۔۔ اس فیلڈ میں ایسا چلتا رہتا ہے۔ یہ شوبز کی دنیا ہے ضرغام، کون کب کس کے ساتھ ہوتا ہے کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"لیکن میں اپنے کریکٹر پر کوئی داغ برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ بات تم بھی اچھی طرح جانتی ہو۔۔"

"جانتی ہوں اسی لئے تو کہہ رہی ہوں لے آؤ اسے اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔۔" اس نے کانوں میں سرگوشی کی جسے سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

* * * *

کمرے میں ہر طرف سیاہی تھی۔ اندھیرے میں دونوں میاں بیوی بیٹھے حالات سے نمٹنے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ کھڑکی پر لہراتا نیلے جھالروں والا پردہ ہوا کے پروں پر سوار تھا۔ رات کے سناٹے کی آواز بھی کمرے میں داخل ہو رہی تھی

"انمول ایسا بھی کر سکتا ہے۔ یہ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا" رضیہ بیگم نے زیر لب کہا تھا

"کبھی کبھی وقت انسان کو ان حالات سے دوچار کروا دیتا ہے جو اس نے وہم و گمان میں بھی سوچے نہیں ہوتے" کوشن کو سینے پر رکھے وہ ٹیک لگائے بیڈ پر بیٹھے

تھے

"لیکن اسے ہماری محبت کا تو پاس رکھنا چاہئے تھا ناں۔۔" وہ جھٹ علی عظمت کی طرف متوجہ ہوئیں

"پاس تو ہم نے بھی نہیں رکھا کبھی وجیہہ کا۔۔" معنی خیز نظروں کے ساتھ انہوں رضیہ بیگم کی طرف دیکھا۔ وہ اب مزید کچھ نہ کہہ سکی اور خاموشی سے اپنی جگہ پر لیٹ گئیں

"تو پھر اب کیا کیا جاسکتا ہے؟" لیمپ کو آف کرنے کی غرض سے ہاتھ بڑھائے

"سمجھوتے کے سوا اب کیا بھی کیا جاسکتا ہے۔۔" سرد آہ بھرتے ہوئے انہوں نے کشن کو اپنے اور رضیہ بیگم کے درمیان رکھا اور دراز ہوگئے۔ رضیہ بیگم نے بھی لائیٹ آف کر دی۔ کمرے کے اندھیرے میں دونوں ایک دوسرے کی طرف پشت کئے لیٹے رہے مگر دونوں کے ذہن میں صرف ہی سوال تھا

"جو ہو رہا ہے کیا وہ صحیح ہو رہا ہے؟ کیا ہونی کو بدلا جاسکتا ہے؟"

* * * *

"تم خوش تو ہو ناں۔۔" کروٹ بدل کر اس نے اپنا چہرہ عندلیب کی طرف کیا

"ہاں۔۔۔ بہت خوش۔۔" اطمینان بھری نگاہ اس نے انمول کے چہرے پر مرکوز کر لی

"اب تو تمہیں یقین ہو گیا ناں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ تمہارے سوا کسی اور کا خیال اپنے دل میں لانا تو دور کی بات سوچ بھی نہیں سکتا۔'' وہ اپنی محبت کا یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا

"مجھے یقین ہے تم پر اور تمہاری محبت پر۔۔" پیار سے اپنے ہاتھ انمول کے رخسار پر پھیرا

"دیکھنا یہ یقین ہمیشہ قائم رہے گا۔" پیار سے اس کی کلائی کو پکڑ کر نرمی سے ہونٹوں سے بوسہ دیا

"ویسے تمہارے امی ابو مان تو جائیں گے ناں۔۔" چہرے پر قدرے مایوسی چھا گئی

"ان کی فکر ہی نہ کرو تم۔۔۔" اپنا سر دائیں ہتھیلی کے سہارے قدرے اونچا کیا اور بائیں ہاتھ سے عندلیب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے رخسار پر پھیرنے لگا

"فکر تو نہیں کر رہی مگر ایک ڈر ہے کہ کہیں ان کی خفگی تمہیں مجھ سے دور نہ لے جائے۔ مجھے اُن کی خاموشی سے ڈر لگ رہا ہے کیونکہ یہ خاموشی جب بھی ٹوٹتی ہے

تو بڑا طوفان بڑپا کرتی ہے۔ مجھے اس طوفان سے خوف ہے۔"

"میری جان عندلیب!" عندلیب کی بالوں کی لٹوں کو اپنی انگلی پر لپیٹتے ہوئے کہا "کوئی مجھے تم سے الگ نہیں کر سکتا۔ میں نے آج تک صرف اپنی منوائی ہے اور ہمیشہ منواتا رہوں گا۔ میں انمول ہوں اور میرے لئے ہر وہ شے انمول ہے جو مجھ سے جڑی ہے۔" نرم ہونٹوں سے اپنے لبوں کی چاشنی اس کی پیشانی پر نقش کر دی

* * * * *

"یہ لیجیے امی!" جوس کا گلاس شگفتہ بی بی کو سرو کرنے کے بعد وہ دوبارہ کچن میں چلی گئی اور ناشتے کا بندوبست کرنے لگی۔ وجیہہ کے گھر میں آنے سے شگفتہ بی بی کو بہت آرام ملا۔ گھر کا سارا کام وجیہہ نے اپنے ذمے لے لیا۔ وہ ہر ممکن کوشش کر تی کے شگفتہ بی بی کو کوئی کام نہ کرنا پڑے۔ ضرغام کی بے رخی سے قطع نظر وہ اس کی چھوٹی سی چھوٹی ضرورت کا خیال رکھتی۔ ہر وہ کام جو پہلے شگفتہ بی بی کیا کرتی تھیں۔ اب وجیہہ کرنے لگی تھی۔ صبح پانی کا گلاس سرو کرنا ہو یا سوٹ کی سیلیکشن ، شرٹ کے ڈھلے بٹنوں کو ٹانکا لگانا ہو یا پھر گیلے ٹاول کو بیڈ سے اٹھا کر وارڈروب میں رکھنا ہو۔ ضرغام کی چھوٹی سے چھوٹی پسند کو برلانا وہ اپنا فرض عین سمجھتی

تھی۔

"ضرغام آپ کے لئے گرین ٹی۔۔۔" آج بھی وہ ضرغام کے اٹھنے سے پہلے کمرے میں اس کے لئے چائے لے کر حاضر ہو گئی۔ وہ بیڈ پر لیٹا اونگھ رہا تھا۔ ایک لمبی انگڑائی لیتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھا اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے وجیہہ کی جانب دیکھا اور ٹیک لگا کر اس بے گرین ٹی وجیہہ سے لی۔

"ضرغام میں نے آپ کی شرٹ آئرن کر دی ہے اور ہینگر کر کے واش روم میں لٹکا دی ہے۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو بتا دیں۔" کھڑکی سے پردے سمیٹتے ہوئے اس نے ایک نظر ضرغام پر ڈالی تھی۔ جو سپ لیتے ہوئے وجیہہ کی طرف یک ٹک دیکھ رہا تھا

"کوئی کام ہے آپ کو؟" وہ ضرغام کی نظروں کا مطلب سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

وجیہہ کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا اور پھر کپ کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور پھر اٹھ کر واش روم میں چلا گیا۔ لحاف سمیٹ کر وہ شگفتہ بی بی کے کمرے میں آ گئی

"امی چلیں۔۔" شگفتہ بی بی عبایا پہن رہی تھیں۔

"ہاں بیٹا چلو۔۔ ضرغام کو ناشتہ دے دیا؟" سٹڈی ٹیبل سے فائلز کو اٹھاتے ہوئے

انہوں نے پوچھا تھا

"جی امی۔۔ میں نے گرم کر کے ٹیبل پر ناشتہ لگا دیا ہے" ہینگر سے اپنا عبایا اٹھایا اور اسے پہننے لگی

"وجیہہ۔۔"ضرغام کی آواز آئی تو یکدم چونک گئی۔ پہلی بار ضرغام نے کسی کام کے لئے وجیہہ کو بلایا تھا

"آج تو ضرغام نے آواز دی ہے۔۔"ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ شگفتہ بی بی نے وجیہہ کی طرف دیکھا تو وہ شرما گئی

"امی میں اُن کی بات سن کر آتی ہوں۔۔"وہ پلٹی اور واپس بیڈ روم میں آ گئی

"یہ کیا تم کہیں جا رہی ہو؟"اس نے وجیہہ کے عبایا کو دیکھا تو حیرت سے استفسار کیا

"جی۔کالج جا رہی ہوں"اس نے جواب دیا

"اوہ۔۔اچھا!" کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرنے لگا اور آئینے کے سامنے جا کر اپنے بال سیٹ کرنے لگا

"آپ کو کوئی کام تھا؟"وجیہہ چار قدم آگے بڑھی تو وہ پلٹا

"آج جلدی آ جانا۔۔"معنی خیز نگاہ اس نے وجیہہ کے چہرے پر ڈالی تھی

"جج جلدی۔۔"اس کے دل میں کھٹکا ہوا۔

"وہ میں تمہیں کہیں لے کر جانا چاہتا تھا۔۔"وہ آگے بڑھا تو ضرغام کا کندھا وجیہہ کے کندھے سے ٹکرایا ایک ہلکی سی جنبش اس کے وجود میں ہوئی۔اس کے لمس نے وجیہہ میں ایک عجیب سا احساس جنم دیا تھا

"ٹھیک ہے۔۔"نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ بنا کچھ کہے کمرے سے باہر چلا گیا۔وجیہہ ایک انجانی سی سوچ میں ڈوب گئی جہاں صرف ضرغام اس کے خیالوں پر حکمرانی کر رہا تھا۔

* * * *

قسط نمبر 4

زندگی نام ہی سمجھوتے کا ہے۔انسان چاہے دنیا کے کسی بھی مقام پر پہنچ جائے مگر اسے کبھی نہ کبھی حالات سے سمجھوتہ کرنا ہی پڑتا ہے۔بعض اوقات یہ سمجھوتہ انسان وقت کی وجہ سے کرتا ہے تو بعض اوقات رشتوں کی کسوٹی کی خاطر اسے سمجھوتے نامی زہر کو پینا پڑتا ہے۔انہیں بھی اب سمجھوتہ ہی کرنا تھا۔رشتے کی خاطر اور وقت کی خاطر۔ محبت نچھاور کرتے ہوئے انسان بعض اوقات یہ بھول جاتا ہے کہ جس پر وہ اپنی محبت نچھاور کر رہا ہے۔کیا وہ ہماری محبت کے قابل بھی ہے یا نہیں؟بعض اوقات انسان اپنے جذبات میں بہک کر اپنی محبت اس شخص پر نچھاور کر ڈالتا ہے جسے آپ کی ذرا پرواہ نہیں ہوتی۔جس کے نزدیک آپ کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی بس ایک ضرورت ہوتی ہے جس کی خاطر وہ آپ کو استعمال کر رہا ہوتا ہے اور جب ضرورت ختم ہوتی ہے تو وہ آپ کو اس طرح اپنی زندگی سے نکال باہر پھینکتا ہے جیسے کوئی آٹے سے بال نکالتا ہے۔

چاروناچار رضیہ بیگم بھی انہی حالات سے گزر رہی تھیں۔بچپن سے جوانی تک انمول ان کی آنکھ کا تارا بن کر رہا۔اسی تارے کو انہوں نے وجیہہ کے وجود پر فوقیت دی مگر آج جب انہیں اس تارے کی ضرورت تھی۔اس کے ساتھ کی ضرورت تھی۔وہی ان کے لئے انجان بن گیا۔خاموشی سے اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کر لیا۔اپنی خوشی میں ان کو شریک کرنا بھی ضروری نہ سمجھا۔مگر اب وہ کر بھی کیا سکتی تھیں سوائے اس حقیقت کو قبول کرنے کے۔

"شاید یہی بہتر ہے۔"کھانا کھاتے ہوئے انہوں نے اپنا ہاتھ روک لیا اور پورے دھیان کے ساتھ علی عظمت کی طرف متوجہ ہوئیں

"کیا بہتر ہے؟" بے موقع بات کو سن کر چونک گئے اور رضیہ بیگم کے چہرے کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا

"یہی کہ ہمیں اب اس سچائی کو قبول کر لینا چاہیئے۔۔"رضیہ بیگم کی بات سن کر انہوں سے زیادہ ری ایکٹ نہیں کیا بس اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ بیٹا! ناشتہ کر لو۔۔" فورک کو پلیٹ میں پھیرتے ہوئے ان کی نظر مسلسل ادھر ادھر منڈلا رہی تھی کہ تبھی ان کی نظر سیڑھیوں سے اترتی ہوئی عندلیب کو دیکھا۔ بنا دوپٹے کے بالوں کو لہراتے ہوئے نیچے آ رہی تھی

"نو تھینکس۔۔" اس نے روکھے پن میں آخری سٹیپ پر قدم رکھتے ہوئے کہا

"میں ڈیڈ کے گھر جا رہی ہوں۔ وہیں ناشتہ کر لوں گی" سیڑھیوں سے اس نے سیدھا دروازے کا راستہ رخ کیا۔ علی عظمت عندلیب کے اس رویے پر ٹھٹک کر رہ گئے۔

"لیکن بیٹا!" رضیہ بیگم نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر وہ جا چکی تھی۔ شکست خوردہ نظریں پلٹ آئیں۔ انہوں نے بناوٹی مسکراہٹ کے ساتھ علی عظمت کی طرف دیکھا جنہوں نے گردن جھٹک کر بے نیازی کا مظاہرہ کیا۔

"امی۔۔ آج جوس نہیں دیا آپ نے مجھے کمرے میں آ کر۔۔" شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کرتے ہوئے انمول ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"امی نام نہادی بیوی سے کہتے کہ وہ تمہیں جوس بنا کر دے۔۔" کھانا کھاتے ہوئے علی عظمت نے بنا دیکھے طنزیہ انداز میں کہا تھا

"ابو پلیز۔۔ اسے تو گھر کے کاموں سے دور ہی رکھیے۔ ان کاموں کے لئے امی ہیں ناں۔۔" روکھے پن سے جواب دیتے ہوئے وہ ٹیبل پر جھکا اور خود ہی جگ سے جوس گلاس میں ڈالا

"وہ میں بھول گئی تھی۔۔" ان کی آواز وہ نہیں تھی جو پہلے ہوا کرتی تھی۔ آج ایک ماں اپنا دکھ چھپائے ہوئے تھی۔ ہنسی بناوٹی تھی۔ آواز بناوٹی تھی۔ انداز بناوٹی تھی مگر آنکھوں میں تیرنے والا پانی بناوٹی نہیں تھا

"آئندہ مت بھولنا۔۔" اس نے جیسے حکم دیا تھا۔

"اور ابو۔۔ مجھے بیس ہزار چاہیئے پلز میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیجئے گا ایک گھنٹے تک۔۔" گلاس کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے علی عظمت سے کہا

"کیا کہا؟ بیس ہزار؟ پوچھ سکتا ہوں کس لئے؟"

"یہ سوال جواب مت کیجئے مجھ سے۔۔ میں آپ سے پوچھ نہیں رہا بلکہ کہہ رہا

ہوں۔ مجھے عندلیب کو شاپنگ کروانے لے کر جانا ہے۔ اس لئے مجھے بیس ہزار چاہیئے۔ اوکے۔" اس نے ٹیبل سے ایک دانہ انگور کا اچھال کر منہ میں ڈالا اور پھر باہر کی طرف چل دیا

"ابھی سے رنگ بدل گئے اس کے۔۔" علی عظمت کے چہرے کے رنگ فق ہو گئے تھے۔ انہوں نے سخت نگاہ رضیہ بیگم پر ڈالی جو ٹھٹک کر رہ گئیں



"تیار ہو گئی تم؟" بلیک شرٹ اور جینز میں اس کی پرسنیلٹی دلفریب نظر آ رہی تھی۔ کی چین کو انگلی میں گھماتے ہوئے وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا آئینے کے سامنے بیٹھی وجیہہ کو دیکھ رہا تھا

"جی۔۔" بالوں کو باندھتے ہوئے وہ پلٹی تھی

"اس سوٹ میں؟؟" ضرغام نے اس کے ڈریس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا جو بالکل ایک عام سا تھا۔ ہلکے نیلے رنگ کا سادہ سا لباس۔ چہرہ بنا میک کے اس کا سانولا رنگ اجاگر کر رہا تھا۔

"کیا مطلب؟" اس نے حیرت سے اپنے لباس کی طرف دیکھا

"تمہاری سیلکشن بہت ہی اولڈ فیشن ہے۔" گردن جھٹک کر وہ آگے بڑھا۔ کی چین کو جینز میں ڈالا اور وارڈروب میں کپڑوں کو ٹٹولنے لگا

"میں نکال کر دیتا ہوں تمہیں ڈریس۔۔۔" وہ پورے دھیان سے کپڑوں کو الٹ پلٹ کر کے ایک اچھا سا ڈریس تلاش کر رہا تھا۔ وجیہہ ایک لمحے کے لئے شاک ہوئی تھی۔ اس کے وجود کو پہلی ہی رات ناپسند کرنے والا آج خود اپنے ہاتھوں سے اس کے لئے ڈریس کو سیلکٹ کر رہا تھا۔ وہ یک ٹک اس کے چہرے کے دائیں حصے کو دیکھ رہی تھی جو اس کی جانب تھا۔

"یہ پہنو تم۔۔" اس نے ایک لباس ہینگر میں لٹکا ہوا اس کے آگے کیا۔ مگر وہ اس لباس کو دیکھنے کی بجائے ضرغام کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جس پر انتہا درجہ کی طمانت تھی۔ کلین شیو چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ واضح ہو رہی تھی۔ بلیک شرٹ میں اس کا دودھیا سفید رنگ اس کی نظر اتار رہا تھا

"کیا ہوا۔۔" وجیہہ کو یوں خوابوں میں کھویا دیکھ کر وہ آگے بڑھا اور آہستہ سے

اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔ پہلی بار اس کے لمس کو اس نے محسوس کیا۔ ایک عجیب سا احساس تھا۔ ایک عجیب سی کیفیت اس کے جسم میں سرایت کر گئی۔ اس نے اپنے خیالوں کو جھٹک کر حقیقت میں قدم رکھا

"یہ لباس۔۔؟؟" ضرغام ہینگر وجیہہ کے ہاتھوں میں تھما کر آگے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ وجیہہ کے سوال نے اسے پلٹنے پر مجبور کر دیا

"ہاں۔۔!! کیا برائی ہے اس میں بھلا؟" اس نے بے نیازی سے کہا تھا۔ وجیہہ نے دوبارہ اس ڈریس کی طرف دیکھا تھا۔ ریشمی ڈھلکواں کپڑا۔ چمکیلے موتی کہ دور سے ہی اوروں کو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر دے۔

"برائی تو کچھ نہیں ہے مگر باہر یہ لباس پہن کر جانا مناسب رہے گا؟" وہ حیرت سے اس لباس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو کسی بھی نامحرم کو اپنی طرف دیکھنے پر مائل کر سکتا تھا۔ ان کی نیت کو بھڑکا سکتا تھا۔ وہ ایسا لباس بھلا کیونکر پہن کر سکتی تھی؟ بچپن سے آج تک باہر جاتے ہوئے اس نے ہمیشہ ایسا لباس زیب تن کیا جو نامحرموں کو اس کی جانب دیکھنے پر مجبور نہ کرے۔ اور آج اتنا شوخ لباس اس کا

شوہر اس کو ہاتھ میں تھمائے ہوئے تھا

"مناسب تو نہیں ہے مگر اس سے زیادہ اچھا لباس بھی تو نہیں ہے تمہارے پاس۔۔" ہلکی سی مسکراہٹ کو چہرے پر لاتے ہوئے اس نے کہا تھا

"اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔ میں کار میں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں۔۔" یہ کہہ کر وہ گنگناتا ہوا چلا گیا۔



کار میں بیٹھنے کے بعد جیسے ہی ضرغام نے اسے بتایا کہ وہ لازوال کے سیٹ پر جا رہے ہیں تو جیسے اس کے سر پر کسی نے بم پھوڑ دیا۔ اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔ اتنے نامحرموں کے درمیاں وہ ایسا لباس بھلا کیونکر پہن کر جا سکتی تھی؟

"ضرغام! آپ کو پہلے بتانا چاہئے تھا میں اس لباس میں کیسے جا سکتی ہوں وہاں۔ وہاں بہت سے مرد ہونگے۔ میں ان کے درمیان اس لباس میں کیسی لگوں گی۔ پلیز آپ گھر واپس چلیں۔۔" وہ اس کے آگے من سماجت کر رہی تھی مگر اس کو تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔ ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ہلکی

سی شاطرانہ مسکراہٹ تھی

"جسٹ چِل یار۔۔ آج کل سب چلتا ہے۔۔ سب تمہیں دیکھنا چاہتے تھے اور اگر میں تمہیں گھر میں بتا دیتا تو تم کبھی میرے ساتھ آنے کو تیار ہی نہ ہوتیں اور تمہیں تو بلکہ خوش ہونا چاہئے کہ تم میرے ساتھ میرے شو میں ہو نگی۔ پوری دنیا دیکھے گی ضرغام عباسی کی بیوی کو۔۔" وہ بڑے فخر سے کہہ رہا تھا۔

"ضرغام۔ یہ غلط ہے۔ بیوی دوسروں کو دکھانے کے لئے نہیں ہوتی۔ بیوی کا مطلب یہ تو نہیں کہ اوروں کے سامنے اس کی نمائش کی جائے" اس کی آنکھیں نم ہونا شروع ہو گئیں

"وجیہہ! تم ایسے ہی پریشان ہو رہی ہو۔۔ وہاں سب میرے دوست ہیں۔ کوئی غیر نہیں ہے۔"

"وہ سب آپ کے دوست ہیں میرے نہیں اور وہاں سب کے سب میرے لئے غیر محرم ہونگے اور پھر کیمرے کے سامنے میں اپنے آپ کو پوری دنیا کے سامنے آشکار کروں۔۔ میری یہ پرورش نہیں ہے ضرغام۔۔"

"چپ۔۔ ایک دم چپ۔۔۔ اب ایک لفظ بھی نہیں۔۔" وجیہہ کی باتوں سے تنگ آ کر اس نے غصے میں کہا تو وہ ایک دم سدھ وہ کر بیٹھ گئی۔ آنکھوں میں آنسو جنم لینے لگے۔ پورے راستے وہ اپنے آپ کو کوستی رہی۔ گھر سے نکلتے ہوئے اس نے اپنا عبایا بھی نہیں پہنا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ضرغام صرف اسے لانگ ڈرائیو پر لے کر جا رہا ہے۔ رات کے وقت بھلا وہ اسے لے کر بھی کہاں جا سکتا ہے؟ مگر شو میں جانے کی بات سن کر تو وہ ٹھٹک کر رہ گئی۔ سیٹ پر پہنچنے کے بعد وہ کار سے اترنے کو تیار ہی نہیں تھی۔ کار کو پارک کرنے کے بعد ضرغام نے دوبارا اسے نرمی سے کہا کہ وہ کار سے اترے مگر وہ نہ اتری تو اس نے زبردستی اس کی کلائی کو پکڑا اور باہر نکالا۔ وہ زیادہ مزاحمت نہ کر سکی۔ ترچھی نظروں سے پارکنگ ایریا کے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ کوئی شخص نظر نہ آیا۔ مگر اس کو سکون نہ ملا کیونکہ یہاں کسی کے نہ ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ اندر کوئی نہیں ہو گا۔ مضبوط قدموں کے ساتھ وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ وجیہہ کی کلائی ابھی بھی ضرغام کی گرفت میں تھی۔ وہ دھیمے لہجے میں مسلسل جدوجہد کر رہی تھی مگر اس کا اُس پر کوئی اثر

ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ سیدھا میک اپ روم میں گیا۔ وہاں ہر طرف ماڈلز کی عریاں تصاویر تھیں۔ مگر کوئی نا محرم نہ تھا۔ مگر ضرغام کے لئے تو وہاں موجود ہر لڑکی غیر محرم تھی لیکن اس بات سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ ضرغام نے ہاتھ بڑھا کر ایک میک آرٹسٹ سے سلام کیا۔ وجیہہ کو تو جیسے شاک لگا تھا۔ ایک نا محرم کس طرح کسی نا محرم سے ہاتھ ملا سکتا ہے کیا اسے خدا کے عذاب سے ڈر نہیں لگتا؟ قیامت میں ملنے والی سزا اسے نہیں ڈرتا۔ وہ ہنس ہنس کر اُن سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ بے خوف تھا مگر اس کا دل کانپ رہا تھا۔ وہ بالکل خاموش ایک طرف کھڑی تھی

"اوہ۔۔ تو یہ ہے تمہاری بیوی۔۔" ایک لڑکی نے کہا تھا

"ہاں! یہ ہے۔۔" سر آہ بھرتے ہوئے ضرغام نے کہا تھا۔

"یہ کیا؟ ڈریس تو اتنی اچھی پہنی ہوئی اور چہرے پر اتنی ویرانی۔۔" ایک لڑکی آگے بڑھی اور وجیہہ کا چہرہ ٹٹولنے لگی

"اسی لئے تو اسے سیدھا یہاں لایا ہوں۔۔ اب شو سے پہلے پہلے اس کا میک اپ کر

دو۔۔" ضرغام نے کہا تھا

"یہ تو بہت اچھا کیا تم اسے میرے پاس لائے۔۔ دیکھنا ایسے تیار کروں گی کہ اس کا سانولا رنگ چاند کی چاندنی میں بدل جائے گا۔" یہ طنز تھا کہ طعنہ، ویک پل کے لئے وہ نہ سمجھ سکی۔ مگر جو سمجھ سکی وہ یہ تھا کہ اس کے سانولے رنگ کو بدلنے کی بات کی گئی تھی۔ انسان کا رنگ اس کے بس میں تو نہیں ہوتا۔ جو رنگ بھی ہوتا ہے وہ خدا نے بنایا ہوتا ہے پھر بھلا انسان کیسے خدا کی بنائی ہوئی شے میں نقص نکال سکتا ہے۔ جو خدا نے بنایا اُس کو چھپا کر انسان کیا ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

"نہیں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔۔" معمولی سا احتجاج کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ لڑکی اس کی باتوں کو ان سنا کر کے آگے لے گئی اور چیئر پر بٹھا کر فیس پاؤڈر لگانے لگی

"تم بھی ذرا فیس پاؤڈر لگوا لو۔۔" اس لڑکی نے ضرغام کو کہا تھا

"ہاں! تم صحیح کہہ رہی ہو۔۔ پسینہ سے چہرہ خراب سا ہو گیا ہے۔۔" اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ باہر چلا گیا

"ضر۔۔۔" وہ اس کا نام بھی پورا نہ لے سکی۔ صرف آدھے گھنٹے میں اس لڑکی نے اس کا حلیہ بدل کر رکھ دیا۔ اس نے آنکھیں کھول کر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تو حیران رہ گئی۔ وہ وجیہہ نہیں تھی۔

"واؤ۔۔۔ کیا لگ رہی ہو تم۔۔۔" دروازے سے ضرغام داخل ہوا تھا۔ پہلی بار اس نے وجیہہ کی تعریف کی تھی۔ ایک عورت کے لئے شوہر کی طرف سے ایک جملہ تعریف دنیا جہاں کی دولت سے بڑھ کر ہوتا ہے مگر اس کے لئے یہ بات خوشی کی نہیں تھی۔ اس کے دل میں وہ جذبہ نہیں تھا جو ہونا چاہیئے تھا۔ ضرغام نے اس کی تعریف نہیں کی تھی۔ اُس نے تو اس لڑکی کی عریف کی تھی جو مصنوعی لبادہ اوڑھے سامنے بیٹھی تھی۔ جس کے خدوخال وجیہہ سے ملتے تھے۔ جس کا چہرہ وجیہہ سے ملتا تھا مگر وہ وجیہہ نہیں تھی۔ وجیہہ تو حقیقت پسند تھی اور وہ مصنوعی لبادہ اوڑھے سب کے سامنے تھی۔ اپنی اصل کو چھپا رہی تھی۔ لوگوں کی آنکھوں کو دغا دے رہی تھی۔ وہ دیکھانے کی کوشش کر رہی تھی جو وہ نہیں تھی۔ خوبصورتی دیکھنے کے لئے نہیں ہوتی۔ خوبصورتی محسوس کرنے کے لئے

ہوتی ہے۔ یہ دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتی ہے۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم اتنی خوبصورت بھی نظر آسکتی ہو؟" یہ تعریف تھی؟ نہیں۔۔ یہ تعریف نہیں طنز تھا۔ جو اس کے دل کو بری طرح گھائل کر رہا تھا۔ آج اس نے اپنی دادی کی پرورش پر دنیا کو ترجیح دی تھی

"بیٹی! دنیا رنگین ہے اور رنگینیوں کو ہی پسند کرتی ہے مگر میری بات ہمیشہ یاد رکھنا یہ رنگینیاں سب پل بھر کے لئے ہوتی ہے جونہی ان رنگینیوں کا پردہ اٹھتا ہے اور حقیقت واضح ہوتی ہے تو وہی پسند نفرت میں بدل جاتی ہے۔"

"دادی! لوگ رنگینیوں کو پسند ہی کیوں کرتے ہیں؟"

"بیٹی! لوگ خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں اور خوبصورتی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کی نظر میں یہ خیال رچ بس گیا ہے کہ اس دنیا میں رہنے کے لئے خوبصورت نظر آنا بہت ضروری ہے۔ اسی لئے وہ اپنے چہرے پر خوبصورتی کا مکھوٹا پہن لیتے ہیں"

"دادی! اس میں برا کیا ہے؟"

"بیٹی !اس میں اچھائی ہی کیا ہے؟ انسان اپنی اصلیت کو چھپاتا ہے اور وہ دیکھاتا ہے جو وہ نہیں ہے۔ لیکن جب اصلیت سامنے آتی ہے تو انسان اپنے آپ کو وہیں کھڑا محسوس کرتا ہے جہاں وہ پہلے تھا۔ اس طرح ایک بار پھر وہی یہ راستہ اختیار کرتا ہے۔ اس طرح وہ ایک ہی راستے پر گول گول گھومتا جاتا ہے۔ منزل کو بھول کر راستے کی جستجو میں لگ جاتا ہے۔"

آج وہ بھی اسی بھول بھلیاں میں بھٹکتے ہوئے خود کو محسوس کر رہی تھی۔ جہاں سب کچھ بناوٹی تھی۔ وہ خود بھی اپنے آپ کو اسی بناوٹ کا حصہ سمجھ رہی تھی

"اب جلدی سے آجاؤ۔۔ سیٹ پر۔۔" یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا۔ آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے مگر کوئی ان آنسوؤں کو دیکھنے والا نہیں تھا

"مجھے معاف کر دیں دادی۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔" وہ دل میں آہ وزاری کر رہی تھی۔

"تمہاری بیوی نظر نہیں آرہی؟" شو شروع ہونے میں ایک منٹ رہتا تھا۔ شہزاد نے ضرغام سے دریافت کیا

"بس آتی ہی ہوگی۔۔" اس نے قدرے آہستہ سے کہا اور سیٹ کی طرف بڑھ کر اپنے آپ کو ایک ابر پھر آئینے میں دیکھا۔ پرکشش شخصیت جو کسی بھی لڑکی کو فدا کر دے۔ وہ اپنے ساتھ کھڑی ہونے والی لڑکی کو بھی ایسا ہی دیکھانا چاہتا تھا کہ ہر کوئی پہلی ہی نظر میں مر مٹے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس نے بے جوڑ شادی کی ہے۔ حسن پرست ہمیشہ حسن کو ہی پسند کرتا ہے۔ بس وہ بھی یہی جتلانا چاہتا تھا کہ وہ بھی ایک حسن کی دیوی پر مٹا ہے

"یہ کون ہے؟" ایک ذات اپنے آپ کو سیاہ چادر میں لپیٹے ظاہر ہوئی تھی۔ سر تا پا صرف حجاب تھا۔ چہرے کو بھی کو چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔ ہاتھ بھی اسی چادر کے اندر تھے۔ صرف آنکھیں تھی۔ جو دیکھی جا سکتی تھی۔ شہزاد نے اسے دیکھتے ہی حیرت سے پوچھا تھا۔

"ملتے میں مسز ضرغام سے۔۔" شو شروع ہو چکا تھا۔ ضرغام نے وجیہہ کا تعارف کروایا تو کیمرہ مین کیمرہ اس ذات کی طرف لے گیا جو اپنے آپ کو ڈھانپے ہوئے تھے۔ ضرغام کی نظروں نے کیمرے کا تعاقب کیا تو آنکھیں ٹھٹک کر رہ گئیں۔

چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہو گئے۔اس کی ساری شہرت اور عزت و مرتبے کو اُس ایک لمحے میں خاک میں ملا دیا۔وہ خراماں خراماں آگے بڑھنے لگی۔سب کی آنکھیں اس پر مرکوز تھیں۔وہ برجستہ اس کے پاس گیا

"کیا ہے یہ ؟"اس نے تقریباً سرگوشی کی تھی مگر مائیک میں آواز گونج رہی تھی۔

"یہ ایک عورت ہے۔"اس نے پر اعتمادی سے جواب دیا

"کٹ۔۔" شہزاد کے کہنے پر سین کو کٹ کیا گیا اور فوراً ایک سانگ پلے کر دیا گیا۔

"ضرغام کیا ہے یہ سب کچھ ؟" غصے میں شہزاد نے کہا تھا

"سر مجھے ایک منٹ دیں ذرا۔۔"وہ گھسیٹتا ہوا جیہہ کو ایک کمرے کی طرف لے گیا اور اندر داخل ہوتے ہی کمرے کا دروازہ لاک کیا

"کیا ہے یہ سب کچھ۔۔" اس نے بے دردی سے اس کے چہرے سے نقاب اتار پھینکا

"یہ حقیقت ہے ضرغام۔ایک عورت کی عزت صرف حجاب میں پوشیدہ ہوتی ہے

بے حیائی میں نہیں۔۔۔" اس نے جواب دیا

"جسٹ شیٹ اپ۔۔۔اتارو اسے اسی وقت۔۔اتارو۔۔"وہ غصے میں غرایا تھا

"نہیں ضرغام۔۔میں یہ گھر جا کر ہی اتاروں گی۔۔۔"میک اپ کرنے کے بعد جیسے ہی وہ میک روم سے باہر نکلنے لگی تھی کہ اس کی نظر ایک طرف رکھے عبائے پر گئی۔اس نے اُس لڑکی سے دو منٹ طلب کئے اور وہ عبایا پہن کر باہر سیٹ پر چلی آئی تھی۔

"میں نے کہا اسے ابھی کہ ابھی اتارو۔۔اس کو۔۔تمہاری وجہ سے میری عزت کا تماشا بن جائے گا ورنہ" وہ مسلسل غرا رہا تھا

"ضرغام!اسے پہن کر آپ کی عزت کا تماشا نہیں بنے گا بلکہ اسے پہن کر تو میں آپ کی عزت کی حفاظت کروں گی۔"

"شیٹ اپ۔۔آئی سے شیٹ اپ۔۔اس کو اتارو اور میرے ساتھ چلو۔۔"اس نے بے دردی سے اس کا عبایا اپنے ہاتھوں سے اتارنا شروع کیا

"ضرغام۔۔یہ عبایا آپ کی عزت ہے۔اس کو اتار کر آپ اپنے آپ کو سب کے

سامنے برہنہ کریں گے۔ خدارا! یہ ظلم مجھ پر نہ کریں۔ یہ عبایا مت اتاریں۔۔" وہ مسلسل جدوجہد کرتی رہی۔ منت سماجت کرتی رہی مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا

"ٹھیک نہ اتارو۔۔ اس عبائے کو لیکن پھر تمہیں میری شرط ماننی ہوگی۔۔" وہ ایک لمحے کے لئے پیچھے ہٹا

"شرط؟ کون سی شرط؟" اس کے دل میں کھٹکا ہوا وہ یک ٹک ضرغام کو دیکھنے لگی

"اگر تم نے میرے ساتھ رہنا ہے تو آج کے بعد تم کبھی اپنا سر نہیں ڈھانپو گی ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میری زندگی سے نکل جاؤ۔۔" وجیہہ کے پاؤں تلے سے تو جیسے زمین ہی نکل گئی۔

"ضرغام۔۔" آنکھوں سے آنسو خودبخود نکل آئے

"بولو۔۔ تمہیں کیا منظور ہے؟ میرا ساتھ یا پھر؟" اس نے معنی خیز لہجے میں پوچھا تھا۔ وہ یک ٹک گردن کو دائیں جانب ہلکا سا جھکائے ضرغام کی طرف دیکھتی جا رہی تھی۔ اس کا ذہن مفلوج ہو کر رہ گیا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" اس کی آواز میں لرزہ طاری تھا۔

"جو کہہ رہا ہوں بس اس کا جواب دو۔۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا جو فیصلہ کرو اس کا گواہ تم اپنے ایمان کو بنانا۔" ایک ایسی شرط وہ رکھ چکا تھا جسے نبھانا اس کے بس سے باہر تھا۔ اس کے دل نے چاہا کہ اسی وقت کہہ دے مجھے تمہاری کوئی شرط منظور نہیں۔ میں کبھی اپنے حجاب کو صرف ایک شخص کے لئے داؤ پر نہیں لگا سکتی

"وجیہہ! مجھ سے ایک وعدہ کرو کہ تم ضرغام کو راہ راست پر لاؤ گی۔ وہ دنیا کی رنگینیوں میں بھٹک کر رہ گیا ہے۔ تم اسے دنیا کی رنگینیوں سے نکال کر اسلام کی چادر میں لاؤ گی۔ پلیز وجیہہ مجھ سے وعدہ کرو۔۔۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔۔۔ میں ضرغام کو اسلام پر لانے کی اپنی تئیں پوری کوشش کروں گی" اس وعدے نے اسے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کو کہا

"ٹھیک ہے مگر میری بھی ایک شرط ہے۔۔" اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اس نے کہا تھا

"تمہاری شرط؟ کیا؟" ضرغام نے حیرت سے پوچھا

"میں تب تک اپنا سر نہیں ڈھانپوں گی جب تک آپ مجھے نہیں کہیں گے لیکن کیا

اس کا وبال آپ اپنے سر لینے کو تیار ہیں؟"

"وبال؟"

"جی وبال۔۔ ایک بیوی ہمیشہ اپنے شوہر کے آگے مجبور ہوتی ہے۔ اسے اکثر نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کرنا پڑتا ہے جو اسے اس کو شوہر کرنے کو کہتا ہے لیکن آپ جانتے ہیں بعض کام جو شوہر کرنے کو کہتا ہے وہ ناجائز ہوتے ہیں مگر عورت کی مجبوری ہوتی ہے۔ وہ اس کام کرنے کو تیار ہو جاتی ہے مگر اس کام کا وبال اس عورت کی بجائے اس شوہر پر آتا ہے جو اسے وہ کام کرنے پر مجبور کرتا ہے۔"

"صحیح ہے۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دین سے دوری نے اسے ہاں کرنے پر اکسایا تھا۔ اگر دین جانتا ہوتا تو اتنا بڑا گناہ اپنے سر کبھی نہ لیتا۔ ضرغام نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بیوی کے سر کو برہنہ کر دیا۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ اس کے بال ہوا میں لہرانے لگے۔ ضرغام نے اپنے ہاتھوں سے کندھے سے کچھ بال آگے لٹکائے۔ کھلے بالوں میں وہ پہلے سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔

"تم ایسے پہلے سے زیادہ حسین لگتی ہو۔۔" اس کا غصہ کم ہو چکا تھا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ دوبارہ سٹیج کی طرف بڑھا۔ وہ خراماں خراماں سٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے مگر سب کی نظریں وجیہہ کی طرف تھیں۔ وہ خود میں ڈوبتی جا رہی تھی۔ شرم و حیا کے سمندر میں وہ غوطے کھا رہی تھی مگر سب کی نظریں بدستور اس کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ زندگی میں پہلی بار وہ بنا حجاب کے کسی نامحرم کے سامنے آئی تھی۔ سر پر دوپٹہ نہیں تھا۔ چہرے پر حجاب نہیں تھا۔ کوئی ایسی اوٹ نہیں تھی جس کے ذریعے وہ خود کو دوسروں کی نظروں سے چھپا سکے۔ کیمرے کی تلملاتی روشنیاں اس کے وجود کو مزید چھلنی کر رہی تھیں۔ آنکھیں جھکی رہیں۔ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ اسے کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ بس جانا چاہتی تھی مگر وقت تو جیسے تھم سا گیا تھا۔ سنیل کی رفتار سے وہ رینگ رہا تھا۔



شگفتہ بی بی کو جب وجیہہ کی اس قربانی کا معلوم ہوا تو وہ ایک لمحہ کے لئے ساکت رہ گئیں۔ وجیہہ کے آگے شرمندہ ہوئیں کہ اس نے ان کی خاطر اتنی بڑی قربانی

دی۔

"میں رب سے یہی دعا کرونگی کہ اللہ تمہاری مدد کرے۔۔" اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کہہ سکیں

"میں تم سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔۔" آئینے کے سامنے وہ اپنے کھلے بالوں کو دیکھ رہی تھی کہ پیچھے سے ضرغام نے آکر اس سے کہا تھا۔ وہ فوراً پلٹی

"معافی۔۔ معافی کس لئے۔۔" اس کا لہجہ گلوگیر تھا جیسے دل ہی دل میں رو رہی ہو۔ مگر آنسو واضح نہ تھے

"وہ سیٹ پر تم سے سختی سے بات کی تھی۔۔ اس لئے۔۔" وہ پہلی بار وجیہہ سے بات کرتے ہوئے اپنی نظریں چرا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے واقع اپنی غلطی کا احساس ہو۔

"کوئی بات نہیں۔۔ اس کے لئے تو میں نے آپ کو معاف کر دیا۔۔" پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے ضرغام کے چہرے کی طرف دیکھا جو یہ الفاظ سن کر بدر کے چاند کی طرح روشن ہو گیا تھا

"سچ۔۔" اس نے انجانے میں اپنے دونوں ہاتھ وجیہہ کے شانوں پر رکھ لئے

"ہاں۔۔" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وجیہہ نے تصدیق کی۔ تبھی اسے اندازہ ہوا کہ اس کے ہاتھ وجیہہ کے کندھوں پر ہیں۔ اس نے فوراً اپنے ہاتھ پیچھے ہٹائے اور واش روم میں جا کر نائیٹ سوٹ چینج کیا۔ وجیہہ نے بھی بیڈ شیٹ کو سیٹ کیا اور اپنا بستر صوفے پر بچھایا

"ویسے اگر تم تھوڑا سا میک اپ کر کے رہا کرو تو اچھی لگو گی۔۔۔" کرتے کی آستینیں کہنیوں تک چڑھاتے ہوئے وہ بیڈ کی طرف بڑھا

"اگر آپ کو اچھا لگتا ہے تو ضرور کرونگی۔۔" ہلکی سی مسکراہٹ اس کیا اداس چہرے پر پھیل گئی

"بہت خوب۔۔ مجھے خوبصورتی ہی پسند ہے" وہ بیڈ پر لیٹنے لگا تو اس کی نظر صوفے پر گئی جہاں وجیہہ اپنا تکیہ سیٹ کر رہی تھی

"یہ تکیہ صوفے پر کیوں رکھ رہی ہو؟" اس نے حیرت سے استفسار کیا

"سونے کے لئے۔۔ "

”لیکن وہاں کیوں؟ تم یہاں بھی تو سو سکتی ہو۔۔“ یہ سنتے ہی وجیہہ کے ہاتھوں سے لحاف نیچے گر گیا۔

”نن نن نہیں۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔“ اس سے جھک کر لحاف اٹھاتے ہوئے کہا

”کیسے ٹھیک ہو؟“ وہ برجستہ اٹھا

”اب تمہیں صوفے پر سونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم بیڈ پر سو سکتی ہو۔۔“ اس کا سرہانہ اور لحاف اٹھا کر بیڈ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا

”لیکن ضرغام۔۔۔“ اسے جیسے اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا

”پھر لیکن۔۔ اب چلو۔۔“ وہ پلٹا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر لے گیا۔

”اب آرام سے یہاں سو۔۔“ شانوں سے پکڑ کر اسے بیڈ پر بٹھایا۔ وجیہہ نے دھیرے دھیرے اپنی نظریں اوپر ضرغام کے چہرے کی طرف اٹھائیں تو ایک الگ انداز اس کے وجود میں پایا۔ چہرے پر عجیب سی کشش سمائی ہوئی تھی۔ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ میں آج وہ اس کو پہلے سے کہیں زیادہ خوبرو لگ رہا تھا

”ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟“ وجیہہ کے یک ٹک دیکھنے پر اس نے پوچھا تھا

”آپ کو۔۔۔“ برجستہ اس کی زبان سے جاری ہوا تھا لیکن بعد میں وہ اپنے ہی کہے گئے الفاظ پر پشیمان تھی۔ فوراً اپنی نظریں جھکا لیں

”میں ہوں ہی ایسا جو دیکھے بس دیکھتا ہی جائے۔۔“ مسکراتے ہوئے وہ اپنی جگہ پر آ بیٹھا اور ٹیک لگا کر لحاف اوڑھا

”آج آپ کا موڈ بہت خوشگوار ہے۔ کوئی خاص بات ہے؟“ جو سوال کافی دیر سے اس کے دل میں کھٹک رہا تھا آخر اس نے پوچھ ہی ڈالا

”پتا نہیں کیوں۔۔۔ تمہیں دیکھ کر خود بخود موڈ فریش ہو گیا۔۔“ وجیہہ کی طرف جھک کر اس نے رومانوی انداز میں کہا تھا۔ یہ سن کر ایک بار پھر وجیہہ کی آنکھیں جھک گئیں۔ کیا واقعی ضرغام کا دل پگھل رہا تھا؟ کیا واقعی ایک قربانی ضرغام کو وجیہہ کے قریب لا رہی تھی؟ کئی سوال اس کے دل میں کھٹکنے لگے تھے۔

”آج آپ نے مجھ سے ایک چیز مانگی تھی، میں نے انکار نہیں کیا۔ کیا اب میں آپ سے کچھ مانگ سکتی ہوں؟“ اس نے لیٹنا چاہا مگر جھٹ اٹھ بیٹھی اور فوراً سوال داغا

"ہاں۔۔"

"آپ نماز پڑھنا شروع کر دیں۔۔" پہلا قدم اس نے اٹھایا تھا جواب کی توقع اسے اگرچہ نہیں تھی مگر پھر بھی وہ جواب کی منتظر تھی اور ایک بار پھر ضرغام نے اسے حیران کر دیا

"اچھا۔۔" یہ کہتے ہوئے وہ کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹیبل لیمپ آف کیا تو کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔وہ چاندنی میں ضرغام کی طرف دیکھنے لگی۔پہلی بار اس کی آنکھوں سے پیار چھلک رہا تھا۔ایک قربانی دینے سے ضرغام میں کتنی بڑی تبدیلی آگئی تھی۔وہ بس اب اُس انتظار میں تھی جب ضرغام خود اس کے سر پر دوبارہ محبت کی چادر اوڑھائے گا۔



انمول اور عندلیب کی باتیں رضیہ بیگم کے دل میں گھر کرتی جارہی تھیں۔عندلیب کی آزادانہ سوچ انمول کو گھرداری کی طرف راغب کرنے کی بجائے دنیا کی طرف گھسیٹتی جارہی تھی۔پہلے جو وہ ان کا احترام کرتا تھا آہستہ

آہستہ ختم ہو گیا تھا۔

"انمول۔۔۔!!" کمر میں درد کی ایک لہر دوڑی تھی۔جس وجہ سے وہ اونچا نہ کہہ سکیں اور مسلسل آہستہ آواز میں اسے بلاتی رہیں۔

"کیا ہے امی؟" سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ روکھے انداز میں جھلا کر بولا تھا

"انمول۔۔ذرا بازار سے آئی اوڈیکس لے آنا۔۔" درد کی شدت کی وجہ سے انہوں نے اپنا بائیں ہاتھ پیچھے کمر پر رکھا ہوا تھا

"امی ابھی تو میں تھک چکا ہوں۔۔۔کل صبح لے آؤں گا۔۔" کچن کی طرف جاتے ہوئے اس نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا تھا

"لیکن بیٹا۔۔آہ۔۔۔درد۔۔" درد سے کراہتے ہوئے کہا تھا

"امی۔۔پین کلر ٹیبلیٹس کھالیں۔۔۔افاقہ ہو جائے گا۔۔" شیلف سے ایک گلاس اٹھایا اور پانی پینے کے بعد مفت کا مشورہ دے کر دوبارہ اپنے کمرے کی طرف چل دیا

"لیکن انمول۔۔" انہوں نے اٹھنا چاہا مگر درد کی ٹیس بڑھ گئی اور وہ اٹھ نہ سکیں

مگر انمول نے دیکھنا تک گوارا نہ کیا۔

"انمول۔۔" سب سے اوپر والے سٹیپ پر پہنچا تو اس کے کان میں رضیہ بیگم کی آواز آئی تو اس نے پلٹ کر دیکھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ رضیہ بیگم کی طرف بڑھتا کمرے سے عندلیب کی آواز آئی

"انمول۔۔ میں انتظار کر رہی ہوں۔۔"

"آیا میری جان۔۔۔" رضیہ بیگم کی حالت کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ چلا گیا۔ رضیہ بیگم وہیں درد سے کراہتی رہیں۔ علی عظمت کسی کام سے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ گھر میں وہ اس وقت عندلیب اور انمول کے ہوتے ہوئے بھی اکیلی تھیں۔ آج انہیں وجیہہ کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی

"امی۔۔۔ آپ نا اس درد کا اچھی طرح علاج کروائیں۔۔ یوں بار بار درد کو ہونا ٹھیک نہیں ہے۔" ایک آواز نے سرگوشی کی تھی

"آج پھر درد ہو رہا ہے ناں۔۔ دکھائیں میں آئی اوڈیکس لگا دیتی ہوں۔۔" ایک بار پھر سرگوشی ہوئی۔ انہوں نے حسرت کے ساتھ ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں کوئی

نہیں تھا

"وجیہہ۔۔۔" درد کی شدت میں وہ بس اتنا ہی کہہ سکیں۔ آنکھوں میں موجود آنسو ان کے غم کی ترجمانی کر رہے تھے

☆ ☆ ☆

"کتنی بار کہا ہے آپ کو آپ اپنی صحت کا خیال رکھا کریں۔۔ یہ تو اچھا ہوا پھپا جی کا فون آ گیا تھا ورنہ آپ تو اسی درد میں کراہتی رہتیں۔" رضیہ بیگم کو بستر پر لٹاتے ہوئے حجاب نے کہا تھا

"بس بیٹا!" درد کی شدت اب بھی ویسی ہی تھی

"آپ کو آپی کی بات مان لینی چاہیئے تھی۔ کم سے کم ایک بار چیک تو کروا ہی لینی چاہیئے۔ آئے دن کمر کا درد ہونا اچھی بات نہیں ہے۔۔" دراز سے ٹیبلٹس نکال کر انہیں کھلائیں

"بس بیٹا۔۔ چند منٹوں کا تو ہوتا ہے درد۔۔" پانی کے ساتھ ٹیبلٹس لینے کے بعد کہا

"لیکن خیال تو رکھنا چاہئے ناں آپ کو۔۔" حجاب نے ان سے گلاس لے کر ٹیبل پر رکھا

"خیال۔۔وجیہہ تھی تو رکھتی لیتی تھی۔اب تو شاید۔۔۔" ان کی آواز بھر آئی تھی

"سوچا تھا کہ انمول کی بیوی آئے گی ہمارا خیال رکھے گی۔اس گھر کو جوڑ کر رکھے گی مگر شاید سب خواب اب کرچی ہو چکے ہیں۔۔"آنکھیں بھی پر نم ہو گئیں تھی

"پھپو۔۔جو ہوا سو ہوا۔۔جو آپ کی پرواہ نہیں کرتا اُن کی خاطر دل بھی نہیں میلا کرنا چاہئے۔۔" ان کے رخسار سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

"اب آپ آرام کریں۔۔میں آپ کے لئے جوس بنا کر لاتی ہوں۔۔"یہ کہہ کر حجاب نے رضیہ بیگم پر لحاف اوڑھایا اور دروازے کی طرف چل دی۔

"کاش عندلیب کی جگہ تم ہوتی حجاب۔۔۔!!کاش۔۔"انہوں حسرت کے ساتھ دروازے کی طرف دیکھا



اللہ اکبر۔۔۔اللہ اکبر

اذان کی پر کیف آواز اس کے کانوں میں شہد گھولنے لگی تو اس کی نیند بھی آہستہ آہستہ اس سے دور ہٹنا شروع ہو گئی۔کروٹیں بدلنے کے بعد وہ انگڑائی لیتے ہوئے اٹھی اور سائیڈ لیمپ آن کیا تو کمرے میں ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔اس نے ایک نظر اپنے دائیں طرف دوڑائی تو ضرغام کو پر سکون سویا ہوا پایا۔دنیا و مافیہا سے بے خبر اس کا وجود بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔

"سوتے ہوئے آپ بہت اچھے لگتے ہیں۔"پیار سے اپنا ہاتھ ضرغام کے چہرے پر پھیرتے ہوئے اس نے زیر لب کہا تھا۔یہ کہہ کر وہ اٹھی اور واش روم میں جا کر وضو کیا اور نماز کی تیاری میں مصروف ہو گئی۔نماز پڑھنے کے لئے وہ شگفتہ بی بی کی کمرے میں چلی گئی تا کہ ضرغام کی نیند میں مخل نہ ہوں۔دونوں ساس بہو نے نماز فجر ادا کی۔

"امی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟"دعا کرتے ہوئے شگفتہ بی بی بار بار سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں

"بس سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔"

"سر میں درد ہو رہا ہے؟ دکھائیں بخار تو نہیں ہے آپ کو؟" تسبیح مکمل کر کے اس نے شگفتہ بی بی کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ٹمپریچر چیک کیا

"اللہ کا شکر ہے۔۔ ٹمپریچر تو نہیں ہے۔ میں ابھی ٹیبلٹ لا کر دیتی ہوں کمرے سے۔۔۔" اٹھ کر وہ اپنے کمرے کی طرف گئی۔ کمرے میں جا کر دروازہ کھولا تو دیکھ کر اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ بیڈ خالی تھا۔ ضرغام وہاں نہیں تھا۔ آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے وہ یک ٹک سامنے دیکھتی رہی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔ کیا کہے کیا نہ کہے۔ منہ پر ہاتھ رکھے وہ اپنی آواز کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی

"وجیہہ وہ میں کہہ رہی تھی کہ۔۔۔" پیچھے سے شگفتہ بی بی آئیں اور اس کے شانوں پر ہاتھ رکھا

"وجیہہ تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔۔" وجیہہ کو ایسے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھ کر وہ گھبرا گئی تھیں

"امی۔۔ وہ۔۔ یہ۔۔" اس نے پیچھے مڑ کر کہا شگفتہ بی بی کی توجہ سامنے مرکوز کروائی۔ شگفتہ بی بی نے آگے بڑھ کر دیکھا تو ان کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ اتنے عرصے کے بعد انہوں نے ضرغام کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ تشہد میں بیٹھا وہ نماز فجر ادا کرنے میں مصروف تھا۔ دونوں آگے بڑھیں۔ وجیہہ کی تو آنکھوں سے آنسو ہی تھمنے میں نہیں آ رہے تھے۔ شادی کے بعد پہلی بار اس نے ضرغام کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ سر کو سفید ٹوپی سے ڈھانپے وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ دائیں طرف سلام پھیرا اور پھر بائیں طرف سلام پھیرا۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

"اے خدا! میرے بیٹے کی ہر دعا قبول فرمانا۔۔" شگفتہ بی بی کا سر درد اپنے بیٹے کو اپنے رب کے ساتھ لو لگاتا دیکھ کر اڑنچھو ہو گیا

"آمین۔۔" وجیہہ کی لب سے برجستہ جاری ہوا تھا

"امی آپ؟" دعا مانگنے کے بعد اس نے جائے نماز اٹھا کر پیچھے دیکھا تو دونوں کی آنکھوں کو پرنم پایا۔ شگفتہ بی بی کی طرف بڑھ کر اس نے کہا تھا

"بہت خوشی ہوئی تمہیں نماز پڑھتا دیکھ کر۔۔" پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

"یہ سب آپ کی بہو کا کیا دھرا ہے۔۔"ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے جواب دیا اور پھر ٹیبل کی طرف بڑھا

"پانی؟" اس نے سوالیہ انداز میں وجیہہ کی طرف دیکھا

"وہ آپ جلدی اٹھ گئے تھے ناں۔۔ اس لئے بھول گئے۔۔ ابھی لاتی ہوں۔۔"پلکوں پر چمکتے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے کہا اور پھر کمرے سے باہر چلی گئی

"اب کبھی مت چھوڑنا نماز۔۔"پیار سے اس کے رخسار کو تھپتھپایا اور پھر کمرے سے باہر آ گئیں



حجاب رضیہ بیگم کے لئے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی کہ اس کی نظر سامنے ٹی وی لاؤنج کی طرف گئیں۔ انمول سیڑھیاں اتر کر باہر کی طرف جا رہا تھا

"انمول۔۔" حجاب کی آواز سن کر انمول کے قدم تو رک گئے مگر اس نے پیچھے

مڑ کر نہیں دیکھا

"انمول مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔۔"بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے حجاب نے کہا

"لیکن مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔"اس نے روکھے انداز میں جواب دیا

"لیکن مجھے کرنی ہے اور وہ بھی ابھی کے ابھی۔۔۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا

"ہاں کہو۔۔" بے رخی سے اس نے پلٹ کر حجاب کی طرف دیکھا

"تم نے اپنی مرضی سے شادی کی مجھے اس سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہی میں تمہاری پسند کو برا کہتی ہوں۔ تم نے وہ کیا جو تمہیں ٹھیک لگا مگر انمول ان سب میں بھلا پھپھو جان کا کیا قصور ہے؟ تم ان کو کس بات کی سزا دے رہے ہو؟"وہ یک ٹک اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ رہی تھی جو ہر لمحہ بدل رہے تھے

"مجھے ان بے کار باتوں کے لئے روکا ہے؟" اس کے چہرے سے بیزاریت واضح ہو رہی تھی

"یہ باتیں بیکار نہیں ہیں انمول۔۔وہ تمہاری ماں ہیں۔۔"اس نے سختی سے کہا

"اور وہ میری بیوی۔۔۔" جھٹ جواب دیا

"تو بیوی کو بیوی کی جگہ رکھو۔۔ اور ماں کو ماں کی جگہ پر۔۔"

"یہ سب باتیں کرنے والی تم ہوتی کون ہو؟ مہمان ہو مہمان بن کر رہو اور چلتی بنو۔۔" کراخت لہجے میں جواب دیا

"انمول۔۔" رضیہ بیگم کمرے سے ڈرائنگ روم کی طرف آرہی تھیں۔ انمول کی باتیں سن کر انہیں بہت دکھ پہنچا

"ہنہ۔۔۔" وہ گردن جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ گیا

☆ ☆ ☆

"مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میرا یہاں رہنا کسی کو اچھا نہیں لگ رہا۔۔" آئینے کے سامنے میک اپ کرتے ہوئے عندلیب نے انمول سے کہا تھا جو ابھی ابھی شاور لے کر باہر آیا تھا۔ بالوں سے پانی کے قطرے ابھی بھی فرش پر ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

"ایسا تمہیں کس نے کہا؟" بیڈ سے ٹاول اٹھا کر اپنے بالوں کو صاف کرتے ہوئے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس نے ترچھی آنکھوں سے عندلیب کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔ جواب آنکھوں میں کاجل لگا رہی تھی

"کہا تو کسی نے نہیں مگر اُن کا رویہ تو یہی بتاتا ہے ناں۔۔" کاجل لگانے کے بعد اس نے آئینے میں اپنے پورے چہرے کا جائزہ لیا کہ کہیں کچھ کمی تو نہیں رہ گئی

"تم اُن کے رویوں کی طرف غور ہی نہ کیا کرو۔۔۔" وارڈروب سے شرٹ نکال کر پہنتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"لیکن انمول کوئی کب تک برداشت کر سکتا ہے۔ آخر ہم رہتے تو ایک ہی گھر میں ہیں۔ صبح شام باہر آتے جاتے ان کا چہرہ دیکھنا تو پڑتا ہے ناں۔۔!!" آئینے کے سامنے سے کھڑی ہو کر وہ انمول کے پاس گئی اور اس کی شرٹ کے بٹن اپنے ہاتھوں بند کرنے لگی

"عندلیب۔۔ میری جان۔۔" اس نے ابھی شرٹ کے نچلے حصے کے دو بٹن ہی بند کئے تھے کہ انمول نے اس کے ہاتھوں کر پکڑ کر سینے کی طرف کیا۔ وہ جھکی آنکھوں سے گلہ کرتی رہی

”برداشت کرنا پڑتا ہے۔زندگی میں کچھ بھی پانا اتنا آسان نہیں ہوتا۔تم ہماری ہی مثال لے لو۔ہماری شادی کن حالات میں ہوئی تھی۔میں تو صرف تمہارے ڈیڈ سے ملنے گیا تھا اور تمہارے ڈیڈ نے اسی وقت میرے سامنے شرط رکھ دی کہ اگر میں تم سے پیار کرتا ہوں تو ابھی کہ ابھی تم سے شادی کروں۔۔اُس وقت میرے لئے فیصلہ کرنا کتنا مشکل تھا لیکن میں نے کیا ناں۔اب جب تمہیں اس مشکل سے گزرنا پڑ رہا ہے تمہیں بھی گھبرانا نہیں چاہئے۔حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے۔۔“

اپنی آنکھیں عندلیب کے چہرے پر ٹکائے وہ اسے پیار سے سمجھا رہا تھا مگر اس کے چہرے پر ناگواری کے اثرات تھے۔ایسا لگ رہا تھا جو بات وہ سننا چاہتی تھی وہ یہ کہہ ہی نہیں رہا تھا۔عندلیب کے چہرے پر ناگواری کے احساسات کو بھانپتے ہوئے اس نے اس کا ہاتھ پیار سے چوما

”سمجھنے کی کوشش تو کر رہی ہوں ناں۔۔“اس کی آنکھوں میں شوخ پن غالب تھا مگر دوسری طرف صرف ناگواری کے احساسات تھے

”لیکن انمول مجھے حالات سے مقابلہ کرنا نہیں آتا اور نہ ہی میں کسی ڈرامے کی

ہیروئن کی طرح گھر گھر ہستی کی خاطر لمبے لمبے امتحانوں سے نہیں گزر سکتی ہوں۔میں آج کی لڑکی ہوں مجھے ہر چیز سٹیبل چاہئے ناں کہ میں خود اس کو سٹیبل بناؤں۔میں چاہتی ہوں کہ حالات میری مرضی کے مطابق چلیں ناں کہ میں حالات کے بتائے ہوئے ڈگر پر نکل پڑوں۔۔“اس نے خفگی سے اپنے ہاتھوں کو انمول کے ہاتھوں سے آزاد کروائے اور چہرے کا رخ پھیر لیا

”لیکن عندلیب۔۔۔تھوڑا سا تو صبر کیا جا سکتا ہے ناں۔۔“اس کے دونوں شانوں کو پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

”صبر۔۔۔تم تو جانتے ہو میں کتنا صبر کر سکتی ہوں پھر بھی تم مجھے صبر کرنے کا کہہ رہے ہو؟“استفہامیہ انداز میں اس کے چہرے کی طرف دیکھا

”ہاں۔۔“ اس نے اثبات میں سر ہلایا تو عندلیب بھی ایک سوچ میں ڈوب گئی۔جو وہ کہنا چاہتی تھی صاف صاف کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ایسا کرنے سے اس کی اہمیت انمول کی نظروں میں کم ہو سکتی تھی۔مجبوری کا نام شکریہ سمجھ کر اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا

"اب کن سوچوں میں گم ہو؟ پارٹی میں نہیں جانا کیا؟" چٹکی بجاتے ہوئے اس نے عندلیب کو سوچوں کی دنیا سے باہر نکالا۔ عندلیب نے حیرانی سے انمول کے چہرے کی طرف دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"میں تو تیار ہوں۔۔۔ تم ہی دیر کر رہے ہو۔۔" اس نے سارا ملبہ انمول پر ہی ڈال دیا

"اچھا جی۔۔ خود ہی باتوں کے جال میں الجھا کر مجھے تیار ہونے سے روک رہی تھی اور اب سارا ملبہ بھی مجھ پر ہی ڈال رہی ہو۔۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔۔" ہلکے سے شوخ لہجے میں کہا

"اچھا اچھا۔۔ اب زیادہ باتیں مت بناؤ۔۔ جا کر اپنی شرٹ کے بٹن بند کرو۔۔" گردن جھٹکتے وہ آئینے کی طرف بڑھی اور ایک بار پھر اپنے چہرے کا جائزہ لیا۔

* * * *

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"مجھ سے نہیں سنی جاتی آپ کی باتیں۔۔ یہاں نہ جاؤ۔۔ وہاں نہ جاؤ۔۔ اتنی دیر کہاں لگا دی؟ کہاں تھے؟ یہ وقت ہے گھر آنے کا؟ اور پتا نہیں کیا کیا کچھ۔۔۔ میں تنگ آ چکا ہوں آپ دونوں کی باتوں سے۔۔" عندلیب اور انمول پارٹی سے رات گئے واپس آئے تو علی عظمت اور رضیہ بیگم کو ٹی وی لاؤنج میں انتظار کرتے ہوئے پایا۔ پہلے تو دونوں نے انہیں نظر انداز کر دیا مگر جیسے ہی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگے تو علی عظمت کے سوال نے انمول کے غصے کو ہوا دینے کا کام کیا تھا

"لیکن میں نے صرف یہی کہا ہے کہ بیوی کے ساتھ یوں رات رات تک باہر رہنا اچھی بات نہیں ہوتی۔۔" علی عظمت کا لہجہ بدستور دھیمہ تھا۔ وہ بات کو بڑھانا نہیں چاہتے تھے مگر جو انداز انمول کے تھے اس سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ بات کا بتنگڑ بنانے کے موڈ میں تھا

"پلز۔۔۔ آپ نصیحتیں کرنا بند کریں۔۔ ایک تو چلی گئی نصیحتیں کرنے والی مگر ایسا لگتا ہے جاتے ہوئے اپنی روح اسی گھر میں چھوڑ گئی۔۔" اسے جھلاتے ہوئے وجیہہ کو باتوں میں گھسیٹا تھا

"انمول!وہ تم سے بڑی ہے۔۔"پہلی بار رضیہ بیگم نے انمول کے سامنے یہ جتلایا تھا کہ وجیہہ اس سے بڑی ہے

"اوہ۔۔بڑی جلدی خیال آگیا۔۔۔"اس نے طنزیہ انداز میں کہ تھا

"چلو انمول۔۔۔ان کی تو عادت ہی بن گئی ہے روک ٹوک کرنے کی۔۔۔"عندلیب نے انمول کا ہاتھ پکڑ کر لے جانا چاہا جو علی عظمت کو ایک پل کے لئے بھی نہ بھایا

"ہم اپنے بیٹے سے بات کر رہے ہیں۔۔۔" انہوں نے عندلیب کے وجود کو نظر انداز کیا تو انمول کا غصہ مزید بھڑک گیا

"ابو۔۔یہ میری بیوی ہے۔۔آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا میری بیوی سے ایسے بات کرنے میں۔۔۔"آنکھیں دیکھاتے ہوئے انمول نے کہا تھا

"انمول۔۔ایسے بات کرتے ہیں اپنے ابو سے ؟"رضیہ بیگم کی آواز گونجی۔

انہوں نے پہلی بار سخت لہجے میں انمول کو ڈانٹا تھا۔جو کہ انمول کے نا قابل برداشت تھا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ویسے ٹھیک ہی کہتی ہے عندلیب۔۔آپ سب اسے یہاں دیکھ کر ہی خوش نہیں ہیں۔۔اب تو مجھے بھی ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہمیں یہاں سے چلے ہی جانا چاہیئے۔۔"

یہ سن کر دونوں کو ایک دھچکا لگا تھا۔

"انمول۔۔" علی عظمت یہ برداشت نہ کر سکے اور ایک طماچہ اس کے رخسار پر پیوست کیا

"اپنے ہاتھ اپنے قابو میں رکھیں۔۔۔" اس نے عقابی نظروں سے دیکھتے ہوئے مزید کہا

"اب ہم اس گھر میں مزید نہیں رک سکتے۔۔کل ہی یہ گھر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔آئی بات سمجھ میں۔۔"یہ کہہ کر وہ عندلیب کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں چلا گیا۔

دونوں پر تو جیسے قیامت ہی ٹوٹ پڑی تھی۔رضیہ بیگم نے علی عظمت کی طرف دیکھا جو یاس کے ساتھ انمول کو جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ایک باپ کے لئے اپنے بیٹے کی طرف سے یہ دھمکی کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلا جائے گا کسی قیامت سے کم نہیں ہوتی۔پاؤں تلے سے زمین نکل جاتی ہے۔سر سے آسمان چھن جاتا

ہے۔ ایک باپ کو اپنے بڑھاپے میں صرف ایک بیٹے کا ہی تو سہارا ہوتا ہے مگر اگر وہی ان کو بے سہارا چھوڑنے کی بات کرے تو اس دل پر کیا گزرتی ہے۔ یہ صرف وہی دل جانتا ہے جس پر بیت رہی ہوتی ہے

"نہیں انمول۔۔ ہم ایسے نہیں جاسکتے۔۔ یہ گھر تمہارا ہے۔ اس گھر پر صرف تمہارا حق ہے۔ تم ایسے ہی یہ سب چھ چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔۔" شب خوابی کا لباس پہن کر وہ اس کے پہلو میں آبیٹھی تھی۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھے نیم دراز لیٹا تھا

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس نے استفہامیہ انداز میں عندلیب کی طرف دیکھا تھا

"مطلب یہ کہ اس جائیداد پر صرف تمہارا حق ہے۔ اگر تم اپنا حق لئے بغیر چلے گئے تو تمہیں وہ اپنی جائیداد سے بے دخل کر دیں گے اور اس طرح ساری کی ساری پراپرٹی تمہاری بہن کو مل جائے گی۔۔" اس کی باتوں سے دوغلا پن صاف واضح ہو رہا تھا۔ عندلیب کی باتوں نے انمول کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے اپنی نظریں سامنے دیوار پر مرکوز کر لیں اور یک ٹک دیوار کی طرف دیکھتا رہا

"میں تمہیں تمہارے والدین کے خلاف بھڑکا نہیں رہی بلکہ سچ کہہ رہی

ہوں۔۔" اس نے شاطرانہ انداز میں اپنا داؤ چلا تھا

"میں جانتا ہوں۔۔۔" اس نے بنا اس کی طرف دیکھے کہا تھا۔ یہ سنتے ہی عندلیب نے اپنا سر انمول کے کندھوں پر ٹکا لیا

"میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں انمول۔۔ تمہیں کھونے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔ اور جو کچھ بھی کہہ رہی ہوں تمہارے بھلے کے لئے کہہ رہی ہوں۔۔" انمول کے بازو کو سرہانا بنائے اس نے آنکھیں بند کر کے کہ تھا۔ اس نے سرسری طور پر عندلیب کی طر دیکھا اور پھر دوبارہ توجہ دیوار کی طرف مرکوز کر لیں



"مجھے اپنا حصہ چاہئے۔۔" ناشتے کی میز پر انمول نے برجستہ کہا تو رضیہ بیگم اور علی عظمت کے ہاتھ رک گئے۔ رات جو قیامت ٹوٹی تھی ابھی اس کا ازالہ بھی نہ ہوا تھا کہ اس نے ایک اور قیامت توڑ ڈالی تھی

"انمول۔۔ تم جانتے بھی ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" رضیہ بیگم نے تصدیق چاہی

تھی

”جی میں جانتا ہوں۔۔“ اس نے سرسری طور پر کہا

”تمہیں ایک پائی بھی نہیں ملے گی سمجھے تم۔۔“ علی عظمت نے کرخت لہجے میں سنا دیا۔ یہ سنتے ہی انمول نے عقابی نظروں سے علی عظمت کی طرف دیکھا مگر پھر اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے گویا ہوا

”دیکھئے۔۔ میں صرف اپنا حصہ مانگ رہا ہوں۔۔ یہ تو نہیں کہہ رہا کہ آپ اپنی ساری پراپرٹی میرے نام کریں۔۔ جو کچھ میرا ہے۔ بس وہ مجھے دے دیں۔۔۔“اس نے بناوٹی انداز میں کہا تھا

”سنا نہیں تم نے؟ کیا کہا میں نے کہ تمہیں۔۔۔“ علی عظمت نے ابھی اپنا جملہ بھی مکمل نہیں کیا تھا کہ رضیہ بیگم نے مداخلت کی

”ٹھیک ہے ہم تمہیں نہ صرف تمہارا حصہ دیں گے بلکہ ساری پراپرٹی بھی تمہارے نام کر دیں گے۔۔“ پرسکون لہجے میں رضیہ بیگم نے کہا تھا۔ یہ سن کر علی عظمت برہم ہو گئے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

”بیگم۔۔ آپ جانتی بھی ہیں کہ کیا کہہ رہی ہیں؟“ انہوں نے جبڑے بھینچتے ہوئے تنبیہہ کی تھی

”جی ہاں۔۔ میں جانتی ہوں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔“ انہوں نے علی عظمت کے سوال کا جواب انتہائی پرسکون انداز میں دیا اور ایک بار پھر اپنی نگاہیں انمول پر مبذول کیں

”آپ سچ کہہ رہی ہیں امی؟؟“ وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ اٹھ کر رضیہ بیگم کے قدموں میں آ بیٹھا۔ عندلیب جو ابھی ابھی وہاں آئی تھی۔ یہ سن کر شاطرانہ ہنسی اس کے چہرے پر ابھر آئی

”مگر ایک شرط ہے۔۔“انہوں نے نظریں پھیرتے ہوئے کہا

”شرط؟ کون سی شرط؟“انمول کے دل میں کھٹکا سا ہوا تھا۔ اس نے استفہامیہ انداز میں رضیہ بیگم کی طرف دیکھا تھا۔ علی عظمت بھی یک ٹک رضیہ بیگم کی طرف دیکھتے جا رہے تھے

”ہم یہ ساری پراپرٹی تمہاری بیوی کے نام کر دیں گے۔۔۔“ ادھوری بات سن کر

عندلیب کے چہرے پر ایک بہار امڈ آئی۔ جو پہلے ٹی وی لاؤنج میں کھڑی سب کی باتیں سن رہی تھی۔ فوراً ڈائینگ ٹیبل کی طرف لپکی

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟" خوشی سے اس نے کہا تھا۔ انمول بھی فوراً کھڑا ہوا

"میں ناں کہتا تھا کہ سب تم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔۔ تم بس ایسے ہی شک کرتی تھی۔۔" انمول نے عندلیب سے کہا تھا

"رضیہ بیگم آپ ہوش میں تو ہیں؟؟" علی عظمت نے کراخت لہجے میں کہا تھا

"جی۔۔۔ میں ہوش میں بھی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ کیا کہہ رہی ہوں۔۔۔" انہوں نے ایک بار پھر اپنے کہے گئے الفاظ دہرائے تھے۔

"تو پھر آپ کب کر رہی ہیں میرے نام ساری پراپرٹی؟" عندلیب نے اپنے جذبات کو قابو میں کرتے ہوئے کہا تھا

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں پراپرٹی تمہارے نام کر رہی ہوں۔۔" رضیہ بیگم نے اپنے الفاظ کی وضاحت کی۔ سب استفہامیہ انداز میں رضیہ بیگم کی طرف دیکھ رہے تھے

"لیکن ابھی تو کہا آپ نے کہ آپ ساری پراپرٹی میری بیوی کے نام کر دیں گی۔۔" انمول نے ان کے کہے گئے الفاظ دہرائے

"ہاں میں نے یہ کہا تھا۔۔"

"تو عندلیب میری بیوی ہے۔۔۔"

"تو بیوی تو دوسری بھی ہو سکتی ہے۔۔" رضیہ بیگم نے ناشتہ کے برتن سمیٹتے ہوئے بے نیازی سے کہا

"دوسری بیوی سے کیا مطلب ہے آپ کو؟" عندلیب تیکھی نظروں سے رضیہ بیگم کی طرف دیکھنے لگی

"مطلب یہ ہے کہ میں ساری پراپرٹی تمہاری بیوی کے نام کر دوں گی اگر تم دوسری شادی کر لو گے تو۔۔" انہوں سے سپاٹ لہجے میں کہا

"کس سے؟" انمول کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی

"حجاب سے۔۔۔" یہ کہہ کر وہ کچن میں چلی گئیں۔ علی عظمت کے چہرے پر جو حیرانی تھی اب غائب ہوتی دیکھائی دی۔ وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ رضیہ بیگم

کیا کرنا چاہتی ہیں۔

"آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ میں اُس حجاب سے شادی کروں گا۔۔ جس کو میں نے ٹھکرایا اس سے۔۔۔اس سانولے رنگ والی سے۔۔۔ ایسا کبھی سوچنا بھی مت۔۔۔" وہ تہذیب کے دائرے سے نکل کر ان کے سامنے جھلا کر بول رہا تھا

"جو میں نے کہنا تھا سو کہہ دیا۔۔اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔اگر پراپرٹی میں حصہ چاہتے ہو تو حجاب سے شادی کرلو ورنہ سب کچھ بھول جاؤ۔۔"ٹیبل سے برتن سمیٹ کر ایک بار پھر وہ کچن میں چلی گئیں۔علی عظمت بھی بنا کچھ کہے اپنے کمرے کی طرف چل دیئے۔وہ جل بھن کر دونوں کو دیکھتا رہا

"میں اُس سے شادی کسی قیمت پر نہیں کرنے والا۔۔"وہ چلاتا رہا مگر عندلیب کے سوا کوئی نہیں سن رہا تھا مگر وہ بھی کب تک سنتی۔پاؤں پٹختی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔انمول تنہا کھڑا دہکتی آنکھوں سے چیزوں کو گھورتا جا رہا تھا۔بس نہیں چل رہا تھا ورنہ ہر شے کو جلا ڈالتا

* * * *

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ لیکن۔۔۔۔ چلیں آپ فکر مت کریں۔انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" یہ کہہ کر اس نے فون کریڈل پر رکھ دیا اور سر پکڑ کر ایک سوچ میں ڈوب گئی

"کس کا فون تھا بیٹا؟"شگفتہ بی بی اس کے سامنے آ کر صوفے پر بیٹھی گئیں۔

"امی کا فون تھا کہہ رہی تھیں کہ انمول نے پراپرٹی میں حصہ مانگا ہے اور گھر چھوڑ کر جانے کی دھمکی دی ہے۔۔" انہوں سے ساری بات سے آگاہ کر دیا جو اس کے اور رضیہ بیگم کے درمیان ہوئی تھی

"پتا نہیں آج کل کے بچوں کو کیا ہو گیا ہے؟ کس ڈگر پر چل پڑے ہیں۔چلنا سیکھتے نہیں کہ جائیداد میں اپنا حصہ مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔۔" ان کا اشارہ جس کی طرف تھا وجیہہ فوراً سمجھ گئی

"امی آپ کیوں فکر مند ہو رہی ہیں۔۔ یہاں تو سب ٹھیک ہو رہا ہے ناں۔۔" اپنی جگہ سے اتھ کر وجیہہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی اور ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر انہیں حوصلہ دیتے ہوئے کہا

"یہ سب دین سے دوری ہے کا نتیجہ ہے۔اگر کچھ دین سیکھ جائیں آج کے بچے تو والدین کے سامنے یوں شرطیں نہ رکھیں۔ان کے سامنے یوں زبان درازی مت کریں مگر دنیا کی رنگینیوں نے آج کل کے بچوں کو اس قدر لپیٹ میں لے لیا ہے کہ وہ اپنے سے بڑوں کا ادب کرنا ہی بھول گئے ہیں۔۔"فکر مندی ان کے لہجے سے عیاں تھی

"امی آپ کہہ تو سب ٹھیک رہی ہیں لیکن کہتے ہیں اللہ کے خزانوں میں دیر ضرور ہے مگر اندھیر نہیں۔۔اللہ سب کی دعاؤں کو سنتا ہے کچھ تو اسی وقت قبولیت کا درجہ پالیتی ہیں اور کچھ بعد میں قبول ہوتی ہیں۔۔دیکھنا وہ دن دور نہیں جب دین دونوں کے دل پر دستک دے گا۔۔"اس نے امید کی ایک کرن باندھی تھی جو وہ ہمیشہ باندھتی آئی تھی جو اس کی دادی نے باندھنا سکھائی تھی

"بیٹی! کبھی اللہ کی ذات نے ناامید مت ہونا!اللہ کی رحمت سے ناامید صرف کافر ہی ہوا کرتے ہیں۔۔"

"لیکن دادی اگر ہماری دعا قبول نہ ہو تو؟"

"بیٹی!دعا قبول ضرور ہوتی ہے کبھی فوراً ہو جاتی تو کبھی تاخیر سے۔۔۔لیکن بیٹی یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا دعا قبول ضرور ہوتی ہے۔"

"لیکن دادی اگر کبھی بھی پوری نہ ہو تو۔۔۔"

"بیٹی ایسا کبھی نہیں ہوتا۔۔انسان جب بھی اللہ سے مانگتا ہے وہ ضرور دیتا ہے۔ ہاں یہ بات الگ ہے ہم بعض اوقات اپنی نادانی میں ایسی چیزیں مانگ لیتے ہیں جو ہمارے لئے بہتر نہیں ہوتا لیکن ہم نہیں سمجھتے اور رب سے بار بار مانگتے رہتے ہیں تو اللہ تعالی ایسی دعاؤں کے بدلے ہمیں نیکیاں عطا کر دیتا ہے۔اگرچہ ہمیں من پسند شے تو نہیں ملتی مگر اس من پسند شے کے احسن شے ضرور مل جاتی ہے"

"یعنی دعا کے بدلے ہمیشہ کچھ نہ کچھ ملتا ضرور ہے؟"

"بالکل بیٹی!خدا کی ذات بڑی رحیم و کریم ہے۔وہ جب نہ مانگنے کے باوجود ہمیں نوازتا رہتا ہے پھر خود سوچو جب اس سے مانگا جائے تو کیا وہ نہیں نوازے گا؟وہ ضرور نوازے گا بس ہماری فہم اتنی نہیں ہے کہ ہم اس کی نعمتوں کا شمار کر سکیں۔۔"

”کیا ہوا؟“ وجیہہ کو خیالوں میں گم دیکھ کر شگفتہ بی بی نے کہا تھا

”کچھ نہیں۔۔بس دادی جان کی باتیں یاد آگئی تھیں“ خیالوں کو جھٹکتے ہوئے کہا

”لگتا ہے تم اپنی دادی سے بہت پیار کرتی ہو۔۔“

”بالکل۔۔بہت پیار کرتی ہوں میں اپنی دادی سے۔۔اور کروں بھی کیوں ناں؟ آخر آج میں جو کچھ بھی ہوں انہی کی وجہ سے تو ہوں۔۔“ اس نے بڑے مان سے کہا تھا

”اللہ اجر عظیم عطا کرے تمہاری دادی کو۔۔“

”آمین۔۔“



”ویسے میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔“ کافی دیر سے عندلیب انمول سے بات کرنے کا سوچ رہی تھی مگر ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی مگر اب جب وہ کافی دیر سے خاموش بیٹھا رہا تو اس نے دانستہ کہا

”فیصلہ؟ کیسا فیصلہ؟“ انمول نے چونک کر اس کی طرف دیکھا جو چہرے پر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

سنجیدگی سموئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

”یہ کہ تم یہ شادی کر لو۔۔۔“ وہ اٹھ کر اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی

”تم پاگل تو نہیں ہو گئی عندلیب۔۔۔؟ میں اُس لڑکی سے شادی کروں جو مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی اور پھر تم مجھ سے یہ کہہ بھی کیسے سکتی ہو؟ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔۔“ وہ جھلاتے ہوئے کھڑا ہو گیا

”انمول۔۔میں جانتی ہوں۔۔مگر حالات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔“ وہ اس کو شانت کروانے کی ناکام کوشش کرنے لگی

”سمجھنے کی تم کوشش کرو عندلیب۔۔“ اس نے غصے میں کہا تھا

”میری بات ٹھنڈے دماغ سے سنو پھر اس کے بارے میں سوچنا۔۔“ اس نے انمول کے کندھوں پر ہاتھ رکھے تو اس نے بے رخی دکھاتے ہوئے جھٹک دیئے

”مجھے کوئی بات نہیں کرنی اس بارے میں۔۔“ اس نے واضح طور پر کہہ دیا

”لیکن مجھے کرنی ہے۔۔اور تمہیں سننا بھی ہوگی۔۔“ اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

”ہنہ۔۔“ اس نے گردن جھٹک کر پیچھے کرنا چاہی مگر عندلیب نے ایک بار پھر

اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

"انمول۔۔میری بات سنو۔۔تم یہ شادی کرو۔۔" اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی انمول نے مداخلت کی

"لیکن میں اس کو بیوی کا درجہ نہیں دے سکتا۔۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا

"تو تم کو کہہ کون رہا ہے کہ تم اسے بیوی کا درجہ دو۔۔"اس نے شاطرانہ انداز میں کہا تھا

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"وہ اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا

"مطلب یہ ہے کہ تم اس سے صرف شادی کرو گے اور وہ بھی صرف پراپرٹی کے لئے۔ایک بار اس لڑکی سے پراپرٹی اپنے نام کر لینا اس کے بعد جو دل میں آئے وہ کرنا چاہے تو اسے اپنی زندگی سے نکال پھینکنا۔۔سمجھے۔۔"یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر ایک شاطرانہ ہنسی تھی۔اس کا پلان انمول کے دل بھا گیا۔نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس شادی کے لئے تیار ہو گیا

"بس۔۔اب تم یہ بات جا کر اپنے امی ابو کو کہہ دو۔۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"بالکل۔۔" اس نے پیار سے عندلیب کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس کے ماتھے پر اپنے لب نقش کئے

☆ ☆ ☆

"ویسے اب تم بدلتے جا رہے ہو ضرغام۔۔" لازوال کے سیٹ سے وہ دونوں ایک ساتھ لوٹ رہے تھے

"میں؟ بدل رہا ہوں؟" اس نے حیرت سے کندھے اچکائے تھے

"ہاں۔۔تم۔۔تم پہلے والے ضرغام نہیں رہے۔۔" اس نے کار سے باہر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔رات کا سناٹا اپنے اندر ایک عجیب سے کشش سمائے ہوئے تھے۔اس نے شیشہ نیچے کر کے اس آواز کو سننے کی کوشش کی

"تمہیں کس نے کہا یہ۔۔"اس کا انداز استفہامیہ تھا۔وہ داہنی کہنی کھڑکی پر رکھے ہوئے کار ڈرائیو کر رہا تھا

"میں نے خود محسوس کیا ہے۔۔"

"اچھا جی وہ کیسے؟" وہ تو جیسے جان بوجھ کر انجان بن رہا تھا

"اب یہ ایکٹنگ کرنا بند کرو۔۔۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم اس لڑکی کے ساتھ کچھ زیادہ ہی فری ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔۔" اس نے اپنا چہرہ ضرغام کی طرف کیا جو بنا اس کی طرف دیکھے اپنی توجہ آگے راستے پر مرکوز کئے ہوئے تھا۔

"کون سی لڑکی؟ کس کے ساتھ فری ہونے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔ صاف صاف کہو جو کہنا چاہتی ہو۔۔" وہ انجان بن رہا تھا یا پھر وہ واقعی انجان تھا۔ عنایہ ایک پل کے لئے کچھ سمجھ نہ سکی

"ضرغام۔۔ بریک لگاؤ۔۔"

"بریک۔؟؟" اس نے کار کی سپیڈ آہستہ کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا تھا جو انتہائی سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

"ہاں بریک۔۔۔ لگاؤ۔۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تو ضرغام نے ایک جھٹکے سے کار روک دی۔ عنایہ کا سر آگے کی جانب جھکا مگر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"عنایہ۔۔!!" منہ بنا کر وہ بھی اپنی سیٹ بیلٹ کھولنے لگا اور پھر دروازہ کھول کر وہ بھی باہر آ گیا

"کیا ہوا؟ تم نے یہاں اتنی سنسان جگہ پر کار کیوں رکوائی؟" وہ اس کے پیچھے پیچھے سڑک کے کنارے پر آ گیا۔ رات کا اندھیرا ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔ سڑک کے ساتھ ساتھ بوہڑ کے خزاں رسیدہ درخت بھی خواب خرگوش کا مزہ لے رہے تھے مگر ہوا کی سرگوشیاں ان کے پتوں میں ایک سرسراہٹ پیدا کر دیتی۔

"تم اُس لڑکی کو کب چھوڑ رہے ہو؟" اس نے تمہید باندھے بنا اصل بات کہی

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ عنایہ کی بات کا مقصد نہیں سمجھا تھا

"مطلب صاف ہے ضرغام۔۔ تم نے جس مقصد کے لئے اس لڑکی سے شادی کی تھی وہ تو پورا ہو گیا ناں۔ پراپرٹی تو تمہارے نام ہو گئی پھر اب کیوں تم اس لڑکی کے ساتھ رہ رہے ہو؟" ٹھنڈی میٹھی ہوا چل رہی تھی۔ ٹڈیوں کے آوازیں پورے ماحول میں گونج رہی تھیں۔

''لیکن ابھی ساری پراپرٹی نہیں ہوئی۔ براق گروپ آف کالجز کے تمام کاغذات وجیہہ کے نام ہیں'' ہوا کے چلنے سے اس کی شرٹ بھی لہرا رہی تھی۔ اس کے بال بھی ہوا کے پروں پر سوار ہونے کی ناکام کوشش کر رہے تھے

''تو کب کرواؤ گے تم اپنے نام۔۔؟'' اس نے آنکھوں کے سامنے رکاوٹ بنتی زلفوں کو سمیٹتے ہوئے کہا پوچھا تھا

''بہت جلد۔۔۔''

''بہت جلد کب؟ اور کتنا وقت چاہئے تمہیں؟''

''بس کچھ وقت اور۔۔۔'' اس نے آنکھیں چرا کر جواب دیا تھا

''ابھی بھی وقت چاہئے تمہیں۔۔۔ ضرغام وقت انہیں دیا جاتا ہے جن کے لئے دل میں جگہ ہو۔۔'' اس نے اپنے ہاتھ اس کے شانوں پر رکھ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

''کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ تمہارے دل میں ہو؟؟'' استفہامیہ انداز میں اس نے کہا تھا

''عنایہ۔۔ تم غلط سوچ رہی ہو۔۔'' کندھے اچکاتے ہوئے اس کے ہاتھ جھٹک

دیئے

''میں غلط سوچ رہی ہوں تو تم ہی بتاؤ کہ سچ کیا ہے؟ کیوں تم اس کو چھوڑنا نہیں چاہتے؟ کیوں تم اسے اپنی زندگی سے نکالنے میں اتنی دیر کر رہے ہو؟'' وہ جھلاتے ہوئے اس کی آنکھوں کے سامنے آئی تھی

''میں خود نہیں جانتا عنایہ کہ میں ایسا کیوں کر رہا ہوں۔۔ جب جب وہ لڑکی میرے سامنے آتی ہے تو میرے دل میں نہ جانے کیا ہونے لگتا ہے۔ دل پگھلنے سا لگ جاتا ہے۔ اس کی صورت کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے میں اس کے ساتھ ظلم کرنے جا رہا ہوں۔ میرے لب وہیں خاموش ہو جاتے ہیں۔ اس کی معصومیت، اس کا لبادہ مجھے کچھ بولنے ہی نہیں دیتا۔ میں خود کچھ نہیں جانتا عنایہ۔۔۔ یقین مانو۔۔'' اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس بار عنایہ کے کندھوں پر رکھے

''میں خود اسے چھوڑنا چاہتا ہوں مگر جب جب اسے دیکھتا ہوں تو میرے سارے ارادے پر پانی پھر جاتا ہے۔ میں اس کے سامنے کمزور پڑنے لگ جاتا ہوں۔۔ اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں؟'' وہ معصومیت کے ساتھ اپنا حال دل اس کے سامنے رکھ

رہا تھا جو اس احساس سے بخوبی واقف تھی۔

"اس کا مطلب ہے تم اپنی منزل کو پانے سے پہلے ہی کھونا چاہتے ہو۔۔" اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا

"نہیں عنایہ۔۔ میں منزل پانا چاہتا ہوں۔ اس لئے تو تمہارے ساتھ ہوں۔۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے عنایہ کا ہاتھ تھاما تھا

"پھر میرے ساتھ ہوتے ہوئے بھی میرے پاس کیوں نہیں ہو؟" وہ بات جو ہمیشہ اس کے دل میں رہتی تھی۔ جو وہ زیر لب کہتی تھی آج اعتراف کر رہی تھی

"میں خود تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں مگر جب جب میں تمہارے پاس آنے کی کوشش کرتا ہوں میری اندر کچھ ہونے لگتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی میرا سانس روکے ہوئے ہے۔ میرا دم گھٹنے لگتا ہے۔" وہ معصومیت کے ساتھ اس کو کہہ رہا تھا

"یہ جھوٹ ہے۔۔ سچ تو یہ ہے کہ تم نے میرا صرف استعمال کیا ہے اور کچھ نہیں۔۔۔" بڑی مکاری کے ساتھ وہ پیچھے کو ہٹ گئی۔

"نہیں عنایہ۔۔۔ میں سچ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔۔ مگر ایک اوٹ ہمیشہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مجھے روکے رکھتی ہے وہ اوٹ کیا ہے؟ کیوں روکتی ہے میں خود نہیں جانتا۔۔"

"اچھا تم میرے پاس نہیں آسکتے تو کم سے کم اسے تو اپنی زندگی سے نکال سکتے ہو ناں۔۔ تم جانتے نہیں ہو جب بھی میں تمہیں اس لڑکی کے ساتھ دیکھتی ہوں ناں میرے اندر کچھ ہونے لگتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ ان سب چیزوں کو آگ لگا دوں جو تمہیں مجھ سے الگ کئے ہوئے ہیں۔ میں تمہیں اپنے علاوہ کسی اور کا نہیں دیکھ سکتی ضرغام۔۔۔" آنسو بہاتے ہوئے اس نے گلوگیر لہجے میں کہا تھا

"عنایہ۔۔ اس میں آنسو بہانے کی کیا بات ہے؟ ادھر دیکھو۔۔" اپنی طرف اس کا چہرہ کرتے ہوئے کہا

"میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔۔ کبھی نہیں۔۔" اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ لیتے ہوئے کہا۔ آسمان نے اچانک رنگ بدل لیا۔ ہواؤں کا انداز بدل گیا۔ کچھ دیر پہلے جو ہوا محبت کے گیت گا رہی تھی۔ اب اس میں شور کے علاوہ کچھ نہ تھا

"وعدہ۔۔!!" پیار سے اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے اس نے تصدیق چاہی

تھی۔ سیاہ رات میں سیاہ بادل کب چھا گئے؟ باتوں میں انہیں علم ہی نہ ہوا۔ گرج کی آواز زوروں پر تھی۔ خواب خرگوش کا مزہ لیتے بوہڑ کے درخت بھی بیدار ہو کر جھومنے لگ گئے۔

"وعدہ۔۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا تو آسمان نے آنسو بہانا شروع کر دیئے۔ اس سے پہلے عنایہ اپنے جال میں ضرغام کو مزید پھانستی مینہ نے مخل کیا۔

"چلو جلدی کار میں۔۔۔" ٹپ ٹپ مینہ تیز ہوتا گیا۔ ضرغام نے عنایہ کا ہاتھ چھوڑ کر کار کا دروازہ کھولا تو عنایہ بھی منہ بنا کر کار میں آبیٹھی۔ ایک نظر ضرغام نے آسمان کی طرف دیکھا۔ جہاں سے ٹپ ٹپ بوندیں گرتی جا رہی تھیں۔ اس کے بال لمحہ بھر میں بھیگ گئے۔ اس نے ایک ادا سے بالوں کو جھٹکا اور پھر کار میں جا بیٹھا



انمول نے حجاب سے نکاح کے لئے ہامی بھری تو رضیہ بیگم اور علی عظمت کی زندگی میں جیسے ایک بہار آگئی اور حجاب اس کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ اس کی

تو دیرینہ خواہش تکمیل ہونے کو تھی۔ بچپن سے ہی انمول کے ساتھ زندگی گزارنے کا سپنا آج حقیقت بننے جا رہا تھا۔ ایک ماہ کے بعد کی تاریخ طے کی گئی۔ رضیہ بیگم اور علی عظمت نے اپنے سارے ارمان جو انہوں نے انمول کی شادی کے لئے دیکھے تھے۔ حجاب جے ساتھ نکاح میں پورے کئے۔

"پھپھو۔۔ اتنا کچھ رہنے دیں۔۔" ایک سے بڑھ کر ایک ڈریس رضیہ بیگم حجاب کے لئے سیلیکٹ کر رہی تھیں

"اتنا کچھ؟ یہ تمہیں اتنا لگتا ہے؟ گنتی کے دس گیارہ تو سوٹ ہیں۔۔۔"

"پھپھو۔۔ دس گیارہ کم ہیں کیا؟ پہننا تو ایک وقت میں ایک ہی ہوتا ہے۔۔" اس نے مؤدبانہ کہا تھا

"لیکن دلہن کا صرف ایک سوٹ ہو۔۔ ایسا کوئی چلتا ہے۔ تم بس آرام سے بیٹھو اور جو پسند ہو مجھے بتاؤ۔۔" اس کو ہمیشہ خاموش کروا دیتیں۔ عندلیب یہ دیکھ دیکھ کر جلتی رہتی

"اس گھر کی پہلی بہو تو میں ہوں۔۔ آپ نے میرے ساتھ اتنا لاڈ تو نہیں

کیا۔۔"جلتے کڑھتے وہ کہتی

"بہو وہ ہوتی ہے جو بڑوں کی پسند کی ہو۔۔۔زبردستی کی بہو ہم نہیں مانتے۔۔"

رضیہ بیگم سپاٹ لہجے میں کہتیں تو پاؤں پٹختی وہاں سے چلی جاتی

"پھپو۔۔آپ کو ایسے بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔۔"

"ایسے لوگوں سے کیسے بات کی جاتی ہے۔میں اچھی طرح جانتی ہوں۔۔"

"لیکن پھپو۔۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی مگر رضیہ بیگم اس سلسلے میں کوئی بات ہی نہیں کرنا چاہتی تھی

"یہ تمہاری امی ٹھیک نہیں کر رہی۔۔"کمرے میں جا کر عندلیب انمول سے جلتے ہوئے کہتی

"ٹھیک نہیں کر رہی؟ مطلب؟"حیرت سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھتا

"تمہاری امی ساری تر توجہ اس حجاب کو دے رہی ہیں۔۔میں تو جیسے ان کے لئے کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی۔جب دیکھو حجاب یہ دیکھ۔۔حجاب وہ دیکھو۔۔حجاب میں تمہارے لئے یہ لائی ہوں۔۔۔حجاب میں تمہارے لئے وہ لائی ہوں۔۔۔اور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پتا نہیں کیا کیا کچھ۔۔۔" وہ جل بھن کر رہ جاتی

"لیکن تمہیں تو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔"

"فرق نہیں پڑتا تھا مگر اب پڑتا ہے۔۔"جھلا کر اس نے کہا

"مگر کیوں؟"اس کے سامنے سینہ تان کر پوچھا

"کیونکہ وہ سب کچھ میری سوکن کے لئے یہ سب کچھ کر رہی ہیں۔۔"اس کی بات سن کر وہ ہنس پڑا

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟" منہ بگاڑ کر پوچھا

"وہ اس لئے کہ تم اسے ابھی سے جلنے لگ گئی ویسے اگر میں اس کے ساتھ رہنا شروع کر دوں تو۔۔" اس کو مزید جلاتے ہوئے کہا

"جسٹ شیٹ اپ۔۔۔ایسا سوچا بھی ناں تو میں تمہاری جان نکال دوں گی۔۔"
اس سے تیکھی نظروں سے جواب دیا

"اوہ۔۔پھر تو لگتا ہے وقت تو گزارنا ہی پڑے گا تمہاری سوکن کے ساتھ۔۔ویسے ہنی مون پر کہاں لے کر جاؤں اس کو۔۔؟"اس کے بالکل پاس آ کر کان میں

سرگوشی کی تھی

"جہنم میں۔۔۔" کراخت جواب دیا

"جہنم میں۔۔۔ لیکن وہاں تو پھر میں اور وہ اکیلے ہونگے۔۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا

"انمول کے بچے۔۔۔" اس نے ایک گھونسا اس کے پیٹ میں رسید کیا

"ہاں۔۔ آئیڈیا اچھا ہے میرے اور اُس کے بچوں کا۔۔" پھلجڑی چھوڑ کر وہ بیڈ کی طرف بھاگا

"انمول۔" جبڑے بھینچتے ہوئے اس کا تعاقب کیا۔ صوفے سے کشن اٹھا کر انمول پر یکے بعد دیگرے وار کئے۔

"اچھا اب بس۔۔۔" مگر وہ رکنے والی کہاں تھی۔ ایک کے بعد ایک کشن اٹھا کر پھینکتی رہی اور وہ مسلسل اس کے انداز سے محظوظ ہوتا رہا۔

☆ ☆ ☆

"اچھا پھر کل ملتے ہیں۔۔" فون کو ڈسکنیکٹ کرتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوا۔ وجیہہ بیڈ شیٹ بچھا رہی تھی۔ اس نے ایک نظر وجیہہ کی طرف دیکھا ضرغام کا پسندیدہ رنگ زیب تن کئے ہوئے تھی۔ وجیہہ کو اپنے من پسند رنگ کی ساڑھی میں دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ چھا گئی۔ وہ خراماں خراماں اس کے پاس گیا۔ وہ جیسے ہی بیڈ شیٹ بچھا کر پیچھے ہٹی تو اس کی پشت ضرغام کے فولادی سے سینے جا ٹکرائی اور اپنا توازنی کھو بیٹھی لیکن اس سے پہلے وہ گرتی ضرغام نے اسے اپنی بانہوں میں لے لیا

"تم ٹھیک تو ہو ناں۔۔" ضرغام نے دونوں ہاتھوں سے اسے حمائل کئے ہوئے تھا۔ وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر رکھے ہوئے تھی۔

"ہاں۔۔" آنکھوں میں حیا کے بادل چھا گئے۔ اس نے آنکھیں چراتے ہوئے اپنے ہاتھ ضرغام کی گردن سے ہٹائے تو ضرغام نے بھی اسے سیدھا کر کے اپنے ہاتھ پیچھے ہٹا لئے۔ ضرغام کی نظریں اب بھی وجیہہ کے چہرے پر مرکوز

تھیں۔ جس پر حیا کا دامن اس کے دل کو چھو رہا تھا

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ مجھے سبز رنگ پسند ہے۔۔" ضرغام کے الفاظ میں انتہا کی چاشنی تھی۔ وہ اس چاشنی کو کانوں کے ذریعے اپنے وجود کا حصہ بنا رہی تھی مگر اتنی سکت نہیں تھی کہ ضرغام کی آنکھوں کا سامنا کر پائے۔

"وہ۔۔ امی نے بتایا تھا کہ آپ کو سبز رنگ پسند ہے۔" پیچھے ہٹ کر اس نے صوفے سے کپڑے سمیٹنا شروع کر دیئے۔

"صحیح۔۔ پھر اس رنگ کو پہننے کی کوئی خاص وجہ؟" وہ اس کے پاس چلا گیا۔ ایک بار پھر جب وہ پلٹی تو ضرغام کے سینے کو اپنے سامنے پایا۔ اس کی مقناطیسی نگاہوں کو اپنے وجود کے گرد پایا۔ اس کے بائیں ہاتھ میں موجود انگوٹھی ضرغام کے کھلے گریبان سے عیاں ہوتے سینے کو بالوں میں الجھ گئی۔ اس کا لمس وہ پہلی بار اتنے قریب محسوس کر رہی تھی۔ آنکھوں کا اثر پہلے سے زیادہ گہرا ہو چکا تھ۔ اس کی سانسیں اس کے انگلیوں کو مس کر رہی تھیں۔ دل کے دھڑکنے کا احساس وہ اپنے ہاتھوں کے ذریعے محسوس کر سکتی تھی۔ وہ جتنا اس سے بچنے کی کوشش کر رہی

تھی، وہ اُس کے اتنا ہی قریب آتا جا رہا تھا۔ اپنے ہاتھ بڑھا کر اس نے وجیہہ کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا۔ ایک گدگدی اس کے جسم میں سرایت کر گئی۔ وہ مزید اس کی مقناطیسی نگاہوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اپنی نگاہیں جھکائیں تو نظریں اس کے سینے پر جا ٹھہر گئیں۔ دل کے دھڑکتا ہوا وہ اب دیکھ سکتی تھی۔ یہ احساس بھی وہ برداشت نہ کر سکی۔ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔ دھیرے سے اس نے اس کی انگوٹھی اتار کر اس کے ہاتھوں میں تھما دی۔

"جواب نہیں دیا تم نے ابھی تک۔۔۔ کوئی خاص وجہ اس رنگ کو پہننے کی؟" شاید وہ اس کی حالت کو سمجھ چکا تھا۔ اسی لئے پیچھے ہٹ کر ایک بار پھر سوال کیا

"جی وجہ تو ہے۔۔" وہ کپڑوں کو لے کر وارڈروب کی طرف بڑھی

"یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ کیا وجہ ہے۔۔" اس نے ایک بار پھر وجیہہ کا تعاقب کیا۔ اس بار وہ اس کی حدت سے آگاہ تھی۔ یکدم پلٹنے کی بجائے وہ کچھ دیر تک اس کی طرف پشت کئے ہی کھڑی رہی

"جواب تو دو۔۔" انتہا کی چاشنی بھی صحت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے مگر نہ

جانے کیوں وہ اس کے الفاظ کو یونہی سنتا رہنا چاہتی تھی۔اس نے اپنے ہاتھ وجیہہ کے شانوں پر رکھے تو اس کے وجود میں ہلچل سی مچ گئی۔پورے وجود میں ایک گدگدی سی ہونے لگی۔اس نے دھیرے سے اپنے ہاتھوں کو شانوں کی طرف بڑھایا اور ضرغام کے ہاتھوں کو نیچے کرتے ہوئے آہستہ سے سرک گئی

"ویسے مجھے خاموشی بالکل پسند نہیں مگر آج نہ جانے کیوں تمہاری اس خاموشی میں بھی مجھے ایک سرور مل رہا ہے۔۔"اس نے اپنی حالت وجیہہ کے سامنے رکھی تھی

"یہ احساس صرف پاکیزہ رشتوں میں ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔۔"اس نے پلٹ کر ہلکی سی تبسم کو لبوں پر سجائے ضرغام کی طرف دیکھا تھا

"کیا مطلب۔۔۔؟" ماتھے پر ہلکے سے شکن نمودار ہوئے تھے

"مطلب بہت جلد سمجھ جائیں گے۔۔" یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھی

"جانے سے پہلے جواب تو دے دو۔۔"ہاتھ بڑھا کر پوچھا

"آنے کے بعد بھی تو دیا جا سکتا ہے۔۔" اس نے معنی خیز لہجے میں ایک ثانیے

کے لئے ضرغام کی طرف دیکھا اور پھر کمرے سے باہر کی طرف چل دی۔وہ صرف مسکرا کر رہ گیا۔اپنے خیالوں کو جھٹک کر اس نے اپنے سینے کی طرف نگاہ دوڑائی تو وجیہہ کا احساس ابھی بھی اس کے سینے پر تھا۔اس کی خوشبو ابھی بھی سانسوں میں تحلیل ہو رہی تھی۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے سینے کے اس حصے کو چھوا جہاں وجیہہ کا ہاتھ لگا تھا تو ایک عجیب سی کشش اس کے جسم میں سرایت کر گئی۔مگر ایک بار پھر اس نے اپنے خیالوں کو جھٹکا اور وارڈروب کی طرف بڑھ کر اپنا نائیٹ سوٹ نکالا۔

"یہ سوٹ۔۔۔"ایک بار پھر وہ نائیٹ سوٹ کو دیکھ کر عجیب سی کشمکش کا شکار ہو گیا۔ہر لمحہ ایک نیا احساس اس کے اندر جنم لے رہا تھا۔ایک طاقت اسے وجیہہ کی جانب کھینچ رہی تھی۔اس کا من پسند سیاہ کرتا پاجامہ وجیہہ نے نائیٹ ڈریس کے طور پر آئرن کر کے ہینگر کیا تھا۔شاور لینے کے بعد وہ واپس کمرے میں آیا تو کمرے میں ہر طرف اندھیرا تھا۔واش روم میں جاتے ہوئے اس نے روشنیاں بجھائی نہیں تھیں مگر اب تمام روشنیاں بجھائی جا چکی تھیں۔

"یہ لائٹس کس نے آف کی؟" اپنے آپ سے اس نے سوال کیا تو دروازے سے ایک روشنی داخل ہوئی۔ وہ یک تک اس روشنی کی طرف دیکھنے لگا

"وجیہہ یہ تم ہو۔۔" روشنی مدہم تھی۔ مگر آہستہ آہستہ اس میں تیزی آتی جا رہی تھی۔ ایک وجود اس کو ضرغام کی طرف بڑھا رہا تھا۔ روشنی کے ساتھ کچھ اور بھی تھا مگر وہ دیکھنے سے قاصر تھا

"جی میں ہوں۔۔" وہ اس کے بالکل سامنے آ کر ٹھہر گئی

"تم نے لائٹس کیوں آف کیں؟" اس نے سوال داغا

"پہلے نیچے دیکھئے۔۔" اس نے نیچے سٹول کی طرف نگاہ مبذول کروائی تو اس نے آہستہ آہستہ اپنی نگاہیں نیچے کیں۔ ایک کیک تھا جس پر ہیپی برتھ ڈے ضرغام لکھا ہوا تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے ضرغام۔۔" اس بار وجیہہ کی باتوں میں چاشنی تھی جسے وہ محسوس کر رہا تھا

"آج میرا برتھ ڈے تھا؟" وہ دنیا میں اس قدر محو ہو چکا تھا کہ اپنا جنم دن تک

بھول چکا تھا۔ اس لئے کیک کو دیکھ کر اس نے تصدیق چاہی تھی۔

"جی ہاں مسٹر ضرغام۔۔ آج آپ کا برتھ ڈے ہے۔ آج آپ پورے چھبیس سال کے ہو چکے ہیں۔" اس کا ہر لفظ معنی خیز تھا۔ ہر لفظ میں محبت پنہاں تھی۔ جسے وہ محسوس کر سکتا تھا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" وہ ابھی تک حیران تھا

"آپ کو اس بات پر حیران نہیں ہونا چاہئے کہ مجھے کیسے معلوم ہوا بلکہ آپ کو تو اس بات کی خوشی ہونی چاہئے کہ آپ کی بیوی نے آپ کا برتھ ڈے یاد رکھا۔ شادی کے بعد یہی چھوٹی چھوٹی خوشیاں ہی تو ہوتی ہیں جو میاں بیوی کو ایک دوسرے سے جوڑے رکھتی ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرتی ہیں۔" وہ یک ٹک اسی کی طرف دیکھتا جا رہا تھا

"اب جلدی سے کیک کاٹیں۔۔" چھری کو ضرغام کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"اچھا۔۔" اس کے ہاتھوں سے چھری لیتے ہوئے اس نے کیک کاٹا۔ وجیہہ آہستہ

آہستہ اس کو وِش کرتی رہی۔ اپنے ہاتھوں سے کیک کا ٹکڑا اٹھا کر اس نے سب سے پہلے وجیہہ کو کھلایا۔



"تم یہاں شاپنگ کر لو۔۔ بعد میں مجھے کال کر دینا۔۔ لے جائیں گے تمہیں۔۔" بے نیازی دیکھاتے ہوئے عندلیب نے حجاب سے کہا تھا۔ حجاب نے استفہامیہ انداز میں انمول کی طرف دیکھا

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ انمول کو۔۔ مجھ سے بات کرو۔۔۔" عندلیب نے نے تیکھی نظروں سے پوچھا

"لیکن۔۔۔" حجاب نے کچھ کہنا چاہا مگر انمول کی اس کے وجود کو نظر انداز کر دیا۔

وہ خاموشی سے دونوں کو دیکھتی رہ گئی اور دونوں اس کے وجود کو نظر انداز کر کے اا گے کو چل دیئے

"ویسے اس بہانے ہمیں بھی گھر سے نکلنے کا بہانہ مل گیا۔۔" دونوں ایک دوسرے

کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر شاپنگ مال میں پھر رہے تھے۔

"کیوں جناب؟ کیا میں تمہیں ویسے شاپنگ پر نہیں لاتا کیا؟"

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔" اس نے وضاحت کی

"لیکن مطلب تو یہی تھا ناں۔۔" معمولی سی ناک سکیڑ کر جواب دیا

"اچھا اچھا۔۔ اب زیادہ موڈ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔" ہلکا سا تھپڑ اس کی کمرے میں رسید کرتے ہوئے کہا

"توبہ کیسے زمانہ آگیا ہے۔۔ بیوی بھرے شاپنگ مال میں اپنے میاں پر ہاتھ اٹھا رہی ہے۔۔" انمول نے پھلجڑی چھوڑی

"انمول۔۔" ہنسی پر قابو کرتے ہوئے اس نے جبڑے بھینچے تھے

"اچھا۔۔ اب شاپنگ کریں۔۔ اس طرح کرتے ہیں پہلے اس شاپ میں چلتے ہیں۔۔ ڈریس پسند کرتے ہیں بعد میں باقی کی شاپنگ وغیرہ۔۔۔" ایک شاپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انمول نے کہا تھا۔

"ہاں۔۔" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے عندلیب اور وہ اس شاپ کی طرف چل

دیئے۔ دونوں ایک کے بعد ایک ڈریس کو چیک کر رہے تھے اور مسلسل ریجکٹ کر رہے تھے۔ کبھی ایک ڈریس انمول کو پسند آتا تو عندلیب ریجکٹ کر دیتی تو کبھی عندلیب ایک ڈریس پسند کرتی اور انمول ناک سکیڑ کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتا

"ارے عندلیب تم؟؟؟" پیچھے سے ایک آواز آئی تو وہ دونوں پلٹے

"ارے مہتاب تم؟" عندلیب نے حیرانی سے پوچھا تھا۔

"اتنے دن بعد مل رہی ہو۔۔ کہاں تھی تم؟ عندلیب کے ساتھ گلے ملتے ہوئے مہتاب نے حیرت سے پوچھا تھا

"میں تو یہیں تھی تم سناؤ۔۔۔ اتنے سال کہاں تھی؟ نظر ہی نہیں آئی۔۔" انمول ایک طرف سینے پر ہاتھ باندھے دونوں کی گفتگو سنتا رہا اور دونوں سب سے قطع نظر آپس میں بات کرتے رہے

"میں۔۔۔" وہ اس سے پہلے کچھ کہتی ایک مردانہ آواز نے مداخلت کی

"مہتاب! تم یہاں اور میں تمہیں۔۔۔" اس آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا، انمول بھی اس آواز کے ماخذ کی طرف متوجہ ہوا

"ارے یہ کیا! عندلیب تم۔۔؟" اس نے حیرت سے کہا تھا

"اور تم شاید منیر ہوناں۔۔" کچھ سوچتے ہوئے عندلیب نے کہا تھا۔

"ہاں یہ منیر ہی ہے۔۔" مہتاب نے اس کے ہاتھوں کو اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے کہا

"اس کا مطلب تم دونوں نے۔۔" اپنی خوشی کو کنٹرول کرتے ہوئے عندلیب نے کہا تھا

"ہاں۔۔ تم صحیح سمجھی۔ تم سناؤ تم نے شادی نہیں کی۔۔" مہتاب نے استفہامیہ انداز میں پوچھا تھا

"جی نہیں۔۔۔ آپ کی دوست کا غلام پاس ہی کھڑا ہے۔۔" اپنے ہاتھوں کو عندلیب کے شانوں پر رکھتے ہوئے انمول گویا ہوا تھا

"واؤ۔۔ تمہاری پسند کی تو داد دینی پڑے گی عندلیب۔۔ جب بھی چنوں کی ہیروں کو ہی چنو گی۔۔" مہتاب نے ایک نظر میں ہی انمول کی خوبصورتی کو سر تا پا ٹٹول ڈالا

"جب بھی سے آپ کا مطلب؟" انمول نے استفہامیہ انداز میں مہتاب کے وجود کی طرف دیکھا جو ابھی بھی عندلیب کی قسمت پر رشک کر رہی تھی

"ہمیشہ سے اس کی نظر نے ہیرا ہی تراشا ہے اپنے لئے۔۔ کبھی فہیم کی صورت میں تو کبھی تمہاری صورت میں۔۔" اس بار منیر نے کہا تھا۔ منیر کی بات سن کر وہ چونکا اور حیرت سے عندلیب کی طرف دیکھا

"ارے یہ تو مذاق کر رہے ہیں۔۔" عندلیب نے بات ٹالتے ہوئے کہا

"مذاق؟؟ ارے وہ مذاق تھا؟ پورے کالج میں فہیم اور تمہارے چرچے وہ سب مذاق تھا؟" مہتاب نے پھلجڑی چھوڑی تھی

"ارے کیوں آگ لگا رہی ہو؟" عندلیب نے ہنستے ہوئے کہا

"میں آگ لگا رہی ہوں۔۔!!" مہتاب نے کہا

"اچھا اچھا۔۔ اتنے عرصے بعد ملے ہو، آج بھی کیا ایک دوسرے کی ٹانگ ہی کھینچنی ہے۔۔" منیر نے کہا

"چلیں۔۔ کسی ریسٹورانٹ میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔" انمول نے پیشکش کی

جسے سب نے فوراً قبول کر لی

"ویسے فہیم بھی اسی شہر میں ہے۔۔" مہتاب نے ایک بار پھر سرگوشی کی

"سچ۔۔" یہ خبر سن کر وہ ایک دم اچھل پڑی

"کہا تھا ناں۔۔ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔۔" مہتاب نے منیر سے ہنستے ہوئے کہا

"جسٹ شیٹ اپ یار۔۔" منہ بسورتے ہوئے عندلیب نے کہا۔ انمول ان کی باتوں سے محظوظ ہو تا رہا



گلابوں کی رعنائی پورے کمرے کو اپنے سحر میں جکڑے ہوئے تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کے پھولوں کی لٹیں بیڈ کو چاروں اور سے گھیرے ہوئے تھیں۔ اسی بیڈ پر وہ اپنا لہنگے کا دامن بکھیرے اپنے ساجن کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔ ہاتھوں میں ایک کپکپی سی تھی۔ جو وہ اپنے پلو کے انگلیوں میں لپیٹ کر چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ آنکھیں جھکی جھکی سی دروازے پر مرکوز تھیں مگر دروازہ تھا کہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ انتظار طوالت پکڑتا جا رہا تھا۔ گھڑی کی ٹک ٹک بھی اس

کی انتظار کی نوید سنا رہی تھی۔

محبتوں میں جو ہوتا ہے وہ تو ہونا تھا
کہ جاگنا تھا مقدر میں اور نہ سونا تھا
ہنسی ہنسی میں کسی کو بنالیا اپنا
کسے خبر تھی کہ یہ عمر بھر کا رونا تھا
گرے ہیں ضبط کے آنسو جو میرے سینے میں
سوادِ دل کو انہی پانیوں نے دھونا تھا
بس اتنی بات سمجھ میں نہ آسکی اپنے
کہ کاٹنا تھا وہی کچھ جو ہم نے بونا تھا
یہ دست و پا تو مرے ذہن کی کمان میں ہیں
وگرنہ دل کے لئے تو میں اک کھلونا تھا
یہ کشمکش ہی رہی عمر بھر محبت میں
کسی کو اپنا بنانا، کسی کو کھونا تھا

کوئی نہیں ہے جو ساتھی ہو زندگی بھر کا
یہ بوجھ سعد اکیلے ہی ہم کو ڈھونا تھا

دل ہی دل میں وہ اپنے محبوب کی بڑائی بیان کرتی جا رہی تھی۔ اس کا بے چینی سے انتظار کرتی جا رہی تھی مگر انتظار تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔ گھونگٹ کی اوٹ میں وہ بار بار دروازے کو دیکھتی جو بند رہا۔ پھر دیکھا، بند رہا کچھ ثانیے بعد دیکھا۔ بدستور بند رہا۔ آنکھوں میں کاجل اب سیاہی بننے لگا تھا مگر امید تھی کہ وہ آئے گا مگر امید امید ہی رہی۔ ایک نظر وال کلاک پر گئی رات کا ایک بج رہا تھا۔ اس نے بے چینی میں اپنی مٹھیاں بھینچیں مگر اس پر کوئی اثر نہ پڑا۔ کمرے کا دروازہ بدستور بند رہا۔ بیٹھے بیٹھے اس کی کمر اکڑ چکی تھی۔ کچھ دیر تک اس نے ٹیک کا سہارا لیا مگر انتظار ختم نہیں ہوا۔ آنکھوں میں نمی ابھر آئی۔ ہاتھوں کی کپکی پہلے سے زیادہ زور پکڑ گئی۔ ہچکیاں بھی ابھرنے لگیں مگر جذبات کو سمیٹنا پڑا۔ اٹھ کر وارڈ روب سے سمپل ڈریس نکالا اور چمکتا سرخ جوڑا اور زیورات خود اپنے ہاتھ سے اتارے۔ آنکھوں سے آنسو روانی کے ساتھ بہہ رہے تھے۔ دل بھی جذبات سے

بھر چکا تھا مگر بند کمرے میں کوئی دیکھنے والا نہیں تھا۔ واش روم میں جا کر سمپل سا بلیو ڈریس پہن کر واپس آئی۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے چہرے دیکھا۔ جہاں ایک رات کی دلہن بنا اپنے ساجن کے کھڑی تھی۔ ہاتھوں میں رنگ برنگی چوڑیوں کی کھنکھناہٹ کی آواز اس وقت کانوں میں رس گھولنے کی بجائے سیسے کا کام کر رہی تھیں۔ اس نے ایک جھٹکے سے تمام چوڑیاں اتار پھینکیں۔ ہاتھوں کی طرف نگاہ دوڑائی تو لال مہندی، جذبات کا بہتا ہوا خون محسوس ہوا۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے۔ کاجل پورے چہرے پر پھیل گیا مگر دروازہ بند رہا۔ جذبات کا خون ہوتا رہا، درد بڑھتا رہا مگر دوا کرنے والا کوئی نہ تھا۔



"یہ رپورٹ مسز شہناز نے بنائی تھی۔۔ آپ دیکھ لینا۔۔" وجیہہ نے ایک فائل شگفتہ بی بی کی طرف بڑھائی جو کہ پہلے ہی ایک دوسری فائل کو بغور دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے وجیہہ سے فائل لے کر اس پر نگاہ دوڑائی

"براق گروپس کا معیار دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔۔" رپورٹ دیکھ کر ان کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ چھا گئی

" ماشاءاللہ۔۔" وجیہہ کی زبان سے جاری ہوا

"ویسے اس میں تمہارا بہت ہاتھ ہے۔ جب سے تم سے براق گروپس کی باگ دوڑ سنبھالی ہے۔ یقین مانو اتنی پروگریس ہوئی ہے ناں جتنی پچھلے پانچ سالوں میں بھی نہیں ہوئی۔۔۔" انہوں نے اپنی نظریں وجیہہ پر مرکوز کیں

" نہیں امی۔۔ ایسی کوئی بات نہیں، یہ سب تو تمام سٹاف کی محنت اور۔۔" ابھی وہ اپنا جملہ مکمل ہی نہ کر پائی تھی کہ کیبن کا دروازہ ایک زور دار آواز کے ساتھ کھلا اور ایک لڑکی روتے ہوئے داخل ہوئی۔ دونوں اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

" وجیہہ۔۔" وہ لڑکی وجیہہ کو دیکھتے ہی اس کے گلے لگ گئی

" میڈم۔۔ میں نے روکا بھی تھا مگر انہوں نے ایک نہیں سنی۔۔" سیکرٹری اس لڑکی کے پیچھے پیچھے کیبن میں آئی تھی۔ وہ وجیہہ کے گلے لگے مسلسل روتی جا رہی تھی

"کوئی بات نہیں۔۔ آپ ان کے پانی لائیں۔۔" شگفتہ بی بی نے سیکرٹری سے کہا

"جی آپ۔۔" وجیہہ نے اسے دلاسا دیتے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ سسکیاں بھرتے ہوئے پیچھے ہٹی۔ سیاہ عبایا میں وہ لڑکی اپنے آپ کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ چہرے پر آنسوؤں کے راستے خود بخود اپنا راستہ بنائے ہوئے تھے۔ وجیہہ کو یہ چہرہ جانا پہچانا لگا تھا مگر یاد نہیں آرہا تھا کہ کہاں دیکھا ہے؟

" بیٹا! تم کون ہو؟" سیکرٹری اس کے لئے پانی کا گلاس لائی تو شگفتہ بی بی نے اس کو پانی کا گلاس دیا

" وجیہہ۔۔ مم۔۔" اس کی آواز سسکیوں کی نذر ہو رہی تھی۔ وجیہہ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر بٹھایا اور پیار سے پانی کا گلاس پینے کو دیا۔ اس نے سسکیاں بھرتے ہوئے پانی کا گلاس پیا

"آپ کو میرا نام کیسے معلوم؟" وجیہہ نے استفہامیہ انداز میں پوچھا

"میں آئینہ۔۔۔" اس نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا تھا

" آئینہ۔۔" کچھ سوچتے ہوئے کہا" مگر معاف کیجیے میں نے آپ کو پہنچانا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

نہیں۔۔" اس کے سامنے بیٹھ کر پوچھا

"بیٹا کیا ہوا تمہیں؟ تم ایسے رو کیوں رہی ہو؟ کیا ہوا؟" شگفتہ بی بی بھی سامنے بیٹھ چکی تھیں۔ دونوں کے چہرے پر کئی سوال تھے جواب صرف آئینہ کے پاس تھے مگر اس کی آواز صرف سسکیوں کے نذر ہو رہی تھی

"میں آئینہ ہوں۔۔ جہاں آپ جاب لینے آئی تھیں، اُس دن۔۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ وجیہہ نے ذہن پر زور ڈالا

"جو اُس دن سر کے کیبن میں آپ کے ساتھ گئی تھی۔۔" اس بار اسے یاد آگیا۔ یہ وہی تھی۔ وجیہہ نے غور سے اس کی طرف دیکھا لباس بدل چکا تھا۔ اس نے عریاں لباس آج عبائے میں محفوظ تھا۔ دودھیا رنگت آج سیاہی کے اندر محصور تھا۔ چہرے پر پرکشش ہنسی آج کہیں غائب ہو چکی تھی۔ اس نے ایک بار پھر آئینہ کے وجود کو ٹٹولا وہ بدل چکی تھی۔

" تم آئینہ؟ کیا ہوا تمہارے ساتھ؟" اس نے حیرت سے استفسار کیا

" آپ نے صحیح کہا تھا اُس دن عورت کا حسن نمود و نمائش کے لئے نہیں ہوتا۔ باہر

اپنے حسن کا اظہار صرف گناہ کی دعوت عام ہے۔کاش میں اُس دن آپ کی بات کو سمجھ سکتی۔۔" ایک بار پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

" آئینہ۔۔روتے نہیں، مجھے سکون سے بتاؤ آخر کیا ہوا ہے ؟"

" وہ۔۔اس نے میرے ساتھ۔۔"آنسوؤں کا ضبط ٹوٹ گیا۔ بپھرے ہوئے سمندر کی طرح آنسو بہتے جا رہے تھے

" مجھے انصاف چاہئے۔"اس نے روتے ہوئے وجیہہ سے التجا کی تھی۔ڈھکے چھپے الفاظ میں اس نے وجیہہ کو سچائی سے روشناس کروایا جسے وہ فوراً سمجھ گئی

" آئینہ۔۔۔سنبھالو اپنے آپ کو۔۔"وجیہہ نے اٹھ کر اس کے کندھوں کو ہلکا سا تھپتھپایا

" دیکھو بیٹا!عورت کا مطلب ہی چھپانے والی چیز ہے اور اس کا حسن صرف اس کے شوہر کے لئے ہوتا ہے۔اوروں کے سامنے اپنے وجود کو ظاہر کرنا صرف برائی کو ہی دعوت دیتا ہے۔جس لڑکی مین جتنا حسن ہوتا ہے اس کے لئے اتنی ہی احتیاط ضروری ہوتی ہے۔"شگفتہ بی بی نے سمجھانے کی کوشش کی تھی

" میں سمجھ چکی ہوں۔۔۔میں غلط تھی جو اوروں پر اپنے آپ کو عیاں کرتی رہی اور اس کی سزا اُس نے مجھے۔۔۔"ایک بار پھر آنسو بے قابو ہو گئے۔

"وجیہہ آپ میری مدد کریں گی ناں۔۔مجھے انصاف چاہئے۔۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے منت سماجت کی

"میں تمہاری مدد کرونگی مگر۔۔"وجیہہ نے اثبات میں سر تو ہلایا مگر پھر ایک سوچ نے نظر ثانی پر مجبور کیا

" پلز آپ انکار مت کرنا۔ آپ کے علاوہ کوئی اسے سزا نہیں دلا سکتا۔کل اس کی پیشی ہے پلز آپ یہ کیس لڑیں پلز۔۔۔" وہ روتے ہوئے اس کے سامنے منتیں کر رہی تھی

" دیکھو آئینہ۔۔۔میں تمہارا کیس ضرور لڑتی مگر مین عدالت کی چوکھٹ پر قدم بھی نہیں رکھنا چاہتی۔۔"

" دیکھیں میں آپ کے پاس بڑی امید لے کر آئی ہوں۔۔" وہ اس کے قدموں میں بیٹھ گئی

" آئینہ۔۔اٹھو۔۔یہ کیا کر رہی ہو۔۔؟" اس کو کندھوں سے پکڑ کر اٹھایا

" پلز میری مدد کریں۔۔" آئینہ کے بار بار اصرار پر وہ کچھ سوچنے لگی

"اچھا۔۔میں تمہیں اپنی ایک دوست کا نمبر دیتی ہوں۔وہ تمہارا یہ کیس ضرور لے گی۔" وجیہہ نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا

" لیکن۔۔۔" وجیہہ کے انکار پر اسے مایوسی ہوئی

"تم فکر نہ کرو۔۔وہ تمہارا کیس اچھے طریقے سے ہنڈل کرے گی" وجیہہ کی یقین دہانی پر اسے کچھ حوصلہ ہوا۔کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد وہ وہاں سے چلی گئی

"حالات انسان کو کیسے بدل دیتے ہیں؟اُس دن کی آئینہ اور آج کی آئینہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔" جاتے ہوئے اس کے وجود کو دیکھتی رہی

"وقت چیز ہی ایسی ہے،ہر شے کو بدل کر رکھ دیتی ہے لیکن انسان بھی کتنا ڈھیٹ ہے جب تک خود ٹھوکر کھا کر نہ گرے،نہیں سنبھلتا۔۔" شگفتہ بی بی نے حسرت بھرے لہجے میں کہا

"کاش!انسان دوسروں میں بھی سیکھ سیکھتے۔۔" سرد آہ بھرتے ہوئے وجیہہ نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

آنکھیں بند کر کے ضرغام کے بارے میں سوچا۔جو خود بھی انہی مراحل سے گزر رہا تھا

" کاش!ضرغام بھی سدھر جائیں۔۔" دل نے کہا تھا

☆ ☆ ☆

" پھپھو یہ لیجیے گرما گرم ناشتہ۔۔" ایک ٹرے میں چائے اور بریڈ رکھے وہ رضیہ بیگم کے کمرے میں آئی تھی

" پھپا جان کہاں گئے۔۔؟" ٹرے رکھنے کے بعد اس نے کمرے میں دیکھا تو علی عظمت کو نہ پا کر سوال کیا

" وہ تو فریش ہو رہے ہیں لیکن تم بتاؤ تم کو اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ہم خود آجاتے باہر۔۔" موڑے کو سرکا کر ابیڈ کے سامنے کیا اور اس پر بیٹھ گئی

" اب اس میں تکلف کی کیا بات ہے؟ آپ کا خیال رکھنا تو میری ذمہ داری بنتی ہے ناں۔۔" پیار سے مسکراتے ہوئے کہا

"لیکن جسے رکھنا چاہئے وہ تو بے خبر ہے۔" آنکھوں میں نمی آ گئی

"پھپھو۔۔ آپ کو میرے ہوتے ہوئے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ چلیں اب ناشتہ کریں سب کچھ بھول کر۔۔۔" اپنے ہاتھ سے انہیں ناشتہ کرانے لگی۔ اُن کو تو حوصلہ دے دیا مگر دل میں خود بخود آنسو تیرنے لگے۔ سوچا تھا کہ شادی کے بعد شاید وہ اپنا مقام انمول کی نظروں میں بنا لے گی مگر کچھ وقت نے ساتھ نہ دیا اور کچھ عندلیب نے۔ ہمیشہ اس کی راہ میں رکاوٹ بنی رہی

"اپنے کام سے کام رکھا کرو۔۔ کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں انمول کے آگے پیچھے منڈلانے کی۔۔" حجاب انمول کے لئے شرٹ کو آئرن کر کے اس کے کمرے میں آئی تھی

"لیکن میں تو۔۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی عندلیب نے اس کے ہاتھ سے شرٹ چھین لی

"زبان درازی کرنا بند کرو اور جا کر اپنا کام کرو۔۔۔" بے رخی سے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ وہ جیسے ہی پلٹی تو انمول کو واش روم سے باہر آتے ہوئے دیکھا۔

گیلے بدن کو وہ بے نیازی سے ٹاول کے ساتھ صاف کر رہا تھا

"انمول میری جان۔۔ یہ لو شرٹ۔۔ تمہارے لئے اپنے ہاتھوں سے آئرن کی ہے۔۔" اپنے ہاتھوں سے وہ انمول کو وہ شرٹ پہنانے لگی مگر وہ تو جانتا تھا مگر بھی جان بوجھ کر انجان بنا رہا اور وہ آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے باہر چلی آئی۔ صرف ایک بار اس کی تذلیل نہ ہوئی۔ جب جب موقع ملتا دونوں اس کی تذلیل کرتے

"میرے آگے پیچھے مکھیوں کی طرح منڈلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔" وہ غصے میں غرایا تھا

" لیکن میں تو آپ کے ناشتہ۔۔" اس کی آواز کے ساتھ ہچکیاں بھی شامل ہو گئیں

" ناشتہ۔۔۔" اس نے اچھال کر ناشتے کی پلیٹ کو ہوا میں اڑا دیا اور وہ دیکھتی رہ گئی

"کر لو اب خود ناشتہ۔۔" یہ کہہ کر وہ پاؤں پٹختا ہوا چلا گیا اور وہ روہانسی دیکھتی رہ گئی۔

" کیا ہوا کن خیالوں میں گم ہو؟" وہ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی کہ وجیہہ کی آواز نے اسے چونکا دیا

" آپی آپ؟" وہ ایکدم اپنے خیالوں سے باہر آئی

"ہاں جی میں۔۔ کن خیالوں میں گم ہیں حجاب انمول عظمت۔۔؟" اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس نے چھوٹی سی پھلجڑی چھوڑی تھی مگر یہ پھلجڑی اس کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی بجائے اداسی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی

"کیا ہوا حجاب؟ تم اداس ہو؟" اس کے چہرے کے رنگ کو بدلتے دیکھ کر پوچھا

" نہیں آپی! ایسی بات نہیں ہے۔۔" اس نے بناوٹی مسکراہٹ کو چہرے پر پھیلاتے ہوئے کہا

" ایسی بات نہیں ہے تو کیسی بات ہے؟ ہاں" شکیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا

"نہیں آپی! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پہلے یہ بتائیں اتنے دن بعد کیسے آنا ہوا؟ وہاں جا کر تو جیسے آپ ہمیں بھول ہی گئیں۔۔" اس نے جھٹ بات کا رخ بدلا

"تم چھوٹی ہو تو چھوٹی ہی بن کر رہو۔۔ بڑی بننے کی کوشش مت کرو۔۔۔" اس کی چوری پکڑتے ہوئے وجیہہ نے کہا تھا

" میں نے کیا کیا؟" نظریں چراتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی

"تم نے کچھ نہیں کیا مگر تمہاری نظروں نے مجھ سے بہت کچھ کہہ دیا۔۔ ادھر بیٹھو۔۔" ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھانا چاہا

" نہیں آپی۔۔ میں آپ کے لئے کچھ لے کر آتی ہوں۔۔" ایک بار پھر بات ٹالنے کی کوشش کی

" میں نے کہا ناں! ادھر بیٹھو۔۔" ہاتھ پکڑ کر زبردستی بٹھایا اور دائیں ہاتھ سے اس کے جھکے ہوئے چہرے کو اپنی طرف کیا

" تم انمول کی وجہ سے پریشان ہو ناں؟" اس کے چہرے سے اس کو پریشانی کو پڑھتے ہوئے وجیہہ نے کہا تھا مگر وہ خاموش رہی

"میں جانتی ہوں حجاب کہ انمول اس وقت تمہیں پسند نہیں کرتا اور شاید تمہیں دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن یہ مسئلے کا حل نہیں ہے کہ تم آنکھیں یہ چرا لو۔۔" اس نے پیار سے حجاب کو سمجھایا

"لیکن آپی۔۔" اس کی آواز بھر آئی تھی

" میں جانتی ہوں حجاب تمہیں بہت تکلیف ہوتی ہو گی، تمہیں ہی نہیں ہر لڑکی کو تکلیف ہوتی ہے جب اس کا شوہر اس کے ساتھ بے اعتنائی برتے۔" ایک پل کے لئے وہ اپنے ماضی میں چلی گئی

"جس کی خاطر لڑکی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آتی ہے اگر وہی آپ کو کہہ دے کہ اس کا اور آپ کا کوئی رشتہ نہیں۔ آپ اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ ابھی زمین پھٹ جائے اور ہم اس میں دھنس جائیں مگر۔۔۔" اس نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے مزید کہا

" مگر حجاب زندگی یہ نہیں ہے۔ زندگی تو نام ہی کسوٹی کا ہے۔ ایک کے بعد ایک کسوٹی انسان کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی کسوٹی نکاح ہے اور اس کا نبھانا ہے۔" اس نے پیار سے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

"تم جانتی ہو حجاب شادی کے بعد ہمیشہ ایک لڑکی کو ہی پل صراط سے گزرنا پڑتا ہے۔ اپنے شوہر کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ اسے ہی تنگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ اسے اپنا بنانے کے لئے ہمیشہ اُس کی ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے۔ تم جانتی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہو حجاب! ایک شوہر کبھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی اس پر ہمیشہ حکم چلاتی پھرے۔ اسے ہمیشہ ایسی بیوی پسند ہوتی ہے جو اس کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اس کے ہر حکم کو بن کہے بجا لائے۔ ایسی ہی بیویاں ہوتی ہیں جو ایک وقت آتا ہے اپنے شوہروں کی آنکھوں کا تارا بنتی ہیں۔ ایک مرد کو کبھی چِت نہیں کیا جا سکتا ماسوائے محبت کی مار کے۔ مرد کی ذات میں ہمیشہ ایک تشنگی برقرار رہتی ہے۔ دنیا کی کوئی شے اس تشنگی کو ختم نہیں کر سکتی ماسوائے عورت کی محبت کے۔ ایک مرد کو ہمیشہ محبت کے ذریعے ہی پچھاڑا جا سکتا ہے اور اپنا بنایا جا سکتا ہے۔۔"

" لیکن محبت بھی تو جب ہی کی جائے گی ناں جب وہ آپ کو اپنے پاس آنے دے۔۔" درد بھرے لہجے میں حجاب نے کہا تھا

"نہیں حجاب۔ وہ محبت نہیں ہوتی محبت تو احساس کا نام ہوتا ہے، ایک دوسرے کی ضروریات کے خیال رکھنے کا نام ہوتا ہے۔ بن کہے ایک دوسرے کا دکھ سکھ سمجھ لینے کا نام ہوتا ہے۔"

" لیکن آپی! وہ تو مجھے اپنے کسی کام کے ہاتھ ہی نہیں لگانے دیتے۔۔۔"

"تو کیا ہوا۔۔ تم پھر بھی اس کا ہر کام کرو۔۔ یہ میں اس لئے نہیں کہہ رہی کہ وہ میرا بھائی ہے بلکہ اس لئے کہہ رہی ہوں کہ تم میری بہن ہو اور ایک بہن ہمیشہ اپنی بہن کو صحیح سیکھ ہی دیتی ہے۔۔" پیار سے اس کے چہرے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا

"ایسا تبھی ہو گا ناں جب عندلیب نامی دیوار ڈھلے گی۔۔" بے رخی سے اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا

"نہیں حجاب۔۔ کبھی کسی کے بارے میں برا نہیں کہتے۔ ہر ایک نے اپنے اعمال کا جواب دہ خود ہونا ہے۔ جو شخص جو بوتا ہے بعد میں وہی کاٹتا ہے اگر اس نے برا کیا تو وہ برا کاٹے گی مگر تم اس کا برے الفاظ میں ذکر کر کے اپنی زبان کیوں میلی کر رہی ہو۔ زبان سے ہمیشہ محبت اور دعائیہ کلمات نکلنے چاہئے۔" وجیہہ کی باتیں اس کے دل پر آہستہ آہستہ اثر کرنے لگی تھیں۔



"ایک نئے ٹوپک کے ساتھ اگلے ہفتے پھر ملاقات ہو گی تب تک کے لئے اپنے پسندیدہ شو لازوال کے ہوسٹ ضرغام عباسی کو اجازت دیں۔ اللہ حافظ۔۔" آج پہلی بار اسے اللہ حافظ کہہ کر شو کا اختتام کیا تھا۔ سب اس کے اس انداز پر حیران تھے۔ سٹیج سے اترنے کے بعد وہ شہزاد کے پاس آیا اور سب سے روایتی بات چیت میں مصروف ہو گیا

"خیریت تو ہے ضرغام؟ آج کل بہت تبدیلی رونما ہوتی جا رہی ہیں تم میں۔۔۔" شہزاد نے چھیڑتے ہوئے کہا تھا

" آخر بیوی آئی ہے گھر۔۔ کچھ تو تبدیلی لائے گی ناں۔۔" عنایہ نے بے رخی سے کہا

"ارے تم کب آئی؟" ضرغام اس کی طرف بڑھنے لگا مگر وہ اس کو اگنار کرتی رہی

"شہزاد بھائی میرے مارننگ شو کا کیا بنا؟ میں نے کہا تھا ناں کہ میں کچھ دن تک شو نہیں کر سکتی۔۔" وہ شہزاد صاحب سے گویا تھیں

" تم نے مجھے نہیں بتایا؟" ضرغام نے حیرت سے پوچھا تھا

" آپ نے بتایا نہیں شہزاد بھائی۔۔" عنایہ نے ضرغام کو نظر انداز کر دیا

"نیو ہوسٹ آئی تو تھی آج۔۔ آڈیشن تو کر لیا ہے اب دیکھتے ہیں کیا بنتا ہے۔۔" انہوں نے کچھ حوصلہ دیتے ہوئے کہا

"ٹھیک۔۔۔ لیکن ہوسٹ ایسی ہونی چاہئے جو میرے شو کی ریٹنگ گرنے نہ دے۔۔ یہ بات میں صاف صاف کہہ رہی ہوں۔" اس نے بے باک کہا تھا

"اس کی تو فکر ہی نہ کرو۔۔" شہزاد صاحب نے دلاسا دیا

"لیکن میں نے کچھ پوچھا ہے۔۔" اس عنایہ کو کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کرنا چاہا مگر اس نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے

"اور شمائل نظر نہیں آ رہی۔۔ آپ نے دیکھا ہے اسے۔" جان بوجھ کر ادھر ادھر تانک جھانک کرتے ہوئے کہا

"وہ تو نہیں آئی آج۔۔۔" شہزاد نے کہا

"مجھے اس سے ڈریس لینی تھی۔۔" اس نے افسوس کرتے ہوئے کہا

"میں نے کچھ پوچھا ہے عنایہ؟" اس نے ایک بار پھر اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا تھا

"اچھا پھر میں اب چلتی ہوں۔۔" اپنا پرس اٹھاتے ہوئے کہا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"عنایہ۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔" وہ جھلاتے ہوئے اس کے پیچھا کرنے لگا مگر وہ اس کو اگنار کرتی رہی

"کیا ہے۔۔؟" کار کے پاس پہنچ کر اس نے روکھے انداز میں پوچھا

"تم مجھے اگنار کیوں کر رہی ہو؟ آخر کیا کیا میں نے؟"

"تم نے تو کچھ نہیں کیا۔۔ سب کچھ تو میں نے کیا ہے۔۔" بناوٹی لہجے میں اس کا مذاق اڑایا

"ٹھیک ہے نہیں کرنی تو نہ کرو۔۔ مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تم سے بات کرنے میں۔۔" پاؤں پٹختے ہوئے اس نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر آناً فاناً وہاں سے غائب ہو گئی۔ ضرغام کو عنایہ کی یہ حرکت ذرا پسند نہیں آئی

"سمجھتی کیا ہے؟ وہ اپنے آپ کو؟ وہ سمجھتی ہے کہ میں کیا اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ جب چاہے نکھرے دیکھائے اور میں برداشت کرتا رہوں گا۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔" اس نے زوردار آواز کے ساتھ بیڈ روم کا دروازہ کھولا تھا

"ہنہ۔۔ اگر وہ مجھے اگنار کر رہی ہے تو میں کیوں اس کی فکر کروں۔۔۔" منہ بنا کر اس نے ایک زوردار لات بیڈ کے رسید کی

"وجیہہ میرے لئے گرین ٹی لاؤ۔۔" وہ بنا ادھر ادھر دیکھے بڑبڑاتا جا رہا تھا

"اب جب تک وہ مجھ سے بات نہیں کرے گی ناں۔۔۔تب تک میں اس سے بات نہیں کرنے والا۔۔"

"وجیہہ۔۔۔" وہ چلایا مگر کوئی نہ آیا۔اس نے ادھر ادھر دیکھا تو وہاں وجیہہ نہیں تھی۔اس کا لہجہ دھیمہ ہو گیا۔اس نے واش روم میں دیکھا وہ وہاں بھی نہیں تھی

" وجیہہ۔۔تم کچن میں ہو؟"کچن مین دیکھا مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی۔اس کے چہرے ہر پریشانی کی اثرات نمایاں ہو گئے۔

" وہ کہیں بھی نہیں ہے۔۔کہاں جا سکتی ہے مجھے بتائے بنا۔۔"پہلی بار اسے وجیہہ کی کمی کا احساس ہو رہا تھا۔اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اپنا اس کو چھوڑ کر چلا گیا ہو۔

"امی۔۔" اس نے دروازہ کھولا تو شگفتہ بی بی کو نمازِ عشاء ادا کرتے ہوئے پایا۔وہ خاموشی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اور صوفے پر ایک طرف بیٹھ گیا۔شگفتہ بی بی نے سلام پھیر کر صوفے پر دیکھا تو ضرغام کو اونگھتے ہوئے پایا۔وہ اٹھ کر اس کے پاس گئی اور دم کر کے اس پر پھونکا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

" امی۔۔آپ نے پڑھ لی نماز۔۔"ماں کی ہونٹوں سے نکلی ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے اس کی آنکھ کھل گئی۔

"خیریت تو ہے یہاں آ کر سو رہے ہو؟طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟"

" طبیعت تو ٹھیک ہے۔میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ وجیہہ کہاں ہے؟ نظر نہیں آرہی۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"وہ تو اپنے میکے گئی ہے۔۔"اٹھ کر جائے نماز ایک طرف رکھا

"میکے؟مگر اس نے مجھے تو کچھ نہیں بتایا۔۔"وہ زیر لب بڑبڑایا تھا

"مجھے بتا کر گئی ہے۔تمہارا فون ٹرائے کرتی رہی مگر تمہارا فون آف جا رہا تھا۔"انہوں نے وجہ بتائی۔ضرغام نے جینز سے اپنا موبائل نکالا تو وہ واقعی آف تھا

" اوہ شٹ۔۔۔بیٹری پھر ڈاؤن ہو گئی۔۔لیکن امی میرے آنے کا انتظار تو کر سکتی تھی ناں وہ۔۔"اس کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ابھرے تھے

"کچھ نہیں ہوتا بیٹا۔۔اتنے دنوں کے بعد تو گئی ہے وہ۔۔"

" ایسے کیوں کچھ نہیں ہوتا۔۔" وہ بڑبڑاتا ہوا دروازے کے قریب گیا

" اب تم کہاں جا رہے ہو؟" حیرانی سے اس کی طرف دیکھا

"اسے لینے جا رہا ہوں۔۔۔" یہ کہہ کر اس نے زوردار آواز سے دروازہ بند کیا۔

ضرغام کی یہ حرکت دیکھ کر انہیں پہلی بار غصے کی جگہ پیار آیا تھا۔اس کے دل میں وجیہہ آہستہ آہستہ اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہو رہی تھی

" خدا دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔۔ دونوں ہمیشہ خوش رہیں۔۔" دل ہی دل میں شگفتہ بی بی نے دعا دی



انمول میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔ تمہیں انصاف سے کام لینا ہو گا۔اب تم پہلے کی طرح آزاد نہیں ہو۔تم ایک شوہر ہو اور وہ بھی دو دو بیویوں کے۔۔ تمہیں دونوں کے ساتھ انصاف کے ساتھ کام لینا ہو گا۔عندلیب کے ساتھ ساتھ حجاب کو بھی اس کا حق دینا ہو گا۔۔" انمول ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا جب وجیہہ نے اس کو سمجھانا شروع کیا۔شروع میں وہ ہنہ ہاں کرتا رہا مگر بعد میں اس کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ابھرنے لگے

"تو میں کیا کروں۔۔۔" اس نے روکھے پن سے کہا تھا

"تمہیں عندلیب کے ساتھ ساتھ حجاب کے حقوق کا بھی خیال رکھنا ہو گا۔صرف تمہارے اوپر عندلیب کا ہی حق نہیں ہے۔حجاب بھی تمہاری ذات پر ویسا ہی حق رکھتی ہے جیسا کہ عندلیب رکھتی ہے۔ تمہیں ان دونوں کو ان کا جائز حق دینا ہو گا انمول۔۔"

"اگر نہ دوں تو۔۔" اس نے جھلاتے ہوئے کہا

"تو تم گنہگار ہو گے۔دیکھو انمول۔دو دو شادیاں کرنا بہت آسان ہے مگر ان کو نبھانا بہت مشکل۔۔۔اگر وہ شخص جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ صرف ایک ہی کی طرف جھک جائے تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک جسم کا ایک حصہ جھڑا ہوا ہو گا۔۔"

"آج پھر نصیحتیں کرنے آئی ہو کیا۔۔" اس نے کندھے جھٹکتے ہوئے ٹی وی کو بند کیا

"میں نصیحتیں کرنے نہیں صرف تمہیں سمجھانے آئی ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے

کہ سنبھل جاؤ ایک طرف نہ جھکو۔ حجاب بھی تمہاری بیوی ہے۔ اس کو بھی اس کا حق دو۔۔ جس طرح تمہاری محبت کی حقدار عندلیب ہے بالکل اسی طرح حجاب بھی تمہاری بیوی ہونے کے ناطے تمہاری محبت کی دعوی دار ہے۔۔" وجیہہ کی باتیں سن کر اس کے کان پکنے لگے تھے

"اگر کوئی اور بات کرنی ہے تو کرو ورنہ چلتی بنو پلز۔۔" اس نے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا تو اس کی انگلی ضرغام کی طرف جا کر ٹھہر گئی۔ وجیہہ نے پلٹ کر دیکھا تو دروازے پر ضرغام کھڑا تھا

"ضرغام آپ؟" وہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ انمول کی جانب یک ٹک دیکھے جا رہا تھا۔

"اندر آئیں۔۔" وہ خراماں خراماں آگے بڑھنے لگا مگر نظروں کو انمول کے چہرے کی جانب سے نہیں ہٹایا۔ ایک پل کے لئے انمول بھی ٹھٹک کر رہ گیا اور اپنی نظریں چرا لیں.

"بے فکر رہو۔۔ میں اسے یہاں سے لینے ہی آیا ہوں۔۔" جبڑے بھینچتے ہوئے

کہا

"بڑا احسان ہو گا۔۔" اس نے زیر لب کہا تھا

"ضرغام آپ یہاں۔۔۔ کیسے آنا ہوا؟" وہ بات کو بدلنے کی کوشش کرنے لگی

"وہ تم مجھے بتا کر کیوں نہیں آئی۔۔ تمہیں پتا بھی ہے جب بھی میں گھر آتا ہوں تو تمہیں دیکھنے کی مجھے عادت ہو گئی ہے اور تم پھر بھی مجھے بغیر بتائے یہاں آ گئی۔۔" وہ ایک پل کے لئے سب کچھ بھول کر آنے کی وجہ بتانے لگا

"لیکن امی کو بتایا تو تھا۔۔""

"امی کو بتایا تھا لیکن مجھے تو نہیں ناں۔۔ تم میری بیوی ہو۔ مجھ سے پوچھ کر آنا چاہئے تمہیں۔۔" اس نے مصنوعی غصہ دیکھا

"ارے ضرغام بیٹا! تم؟" علی عظمت ٹیرس سے آئے تھے

"السلام علیکم ابو۔۔" آگے بڑھ کر اس نے ادب سے سلام کیا تو وجیہہ کو بہت اچھا لگا۔ ضرغام کو یوں سلام کرتا دیکھ کر انمول جل بھن کر رہ گیا۔

"تم کب آئے بیٹا! وجیہہ تم نے کھانے پینے کا بندوبست کیا؟" علی عظمت نے

وجیہہ سے پوچھا

"جی ابو وہ۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی اتنے میں حجاب کچن سے چائے لے کر آموجود ہوئی

"آپ کی بیٹی تو یہاں آکر سارے کام کرنا بھول گئی اس لئے آپ کی بہو کو ہی مجبوراً چائے بنانا پڑی۔۔" ہنستے ہوئے اس نے چائے سب کو سرو کی

"آپ نہیں لے گیں۔۔۔" سب کو چائے سرو کرنے کے بعد وہ انمول کے پاس گئی مگر اس نے ہاتھ بڑھانا بھی مناسب نہیں سمجھا

"مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔" گردن جھٹکتا ہوا وہ وہاں سے چلا گیا

"اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔" علی عظمت نے انمول کو جاتا دیکھ کر زیر لب کہا تھا

"ویسے چائے اچھی بنائی ہے آپ نے۔۔" ضرغام نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا

"شکریہ۔۔۔ اگر پسند آئی تو اور لا کر دوں۔۔" فوراً ایک نئے کپ کی پیشکش کر دی جسے ضرغام نے فوراً مسترد کر دیا

"اب اتنی بھی اچھی نہیں بنائی کہ ایک کپ مزید پی کر اپنے آپ کو شوگر کا مریض کر لوں۔۔۔" اس چٹکلے پر سب ہنس پڑے۔ کافی دیر بات چیت کرنے کے بعد ضرغام اچانک گویا ہوا

"تو اب چلیں وجیہہ۔۔۔" اٹھتے ہوئے وجیہہ کو کہا تو وجیہہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا

"چلیں؟ مگر کہاں؟"

"کہاں کا کیا مطلب ہے؟ گھر نہیں جانا کیا؟" انجان بنتے ہوئے کہا

"لیکن آج تو آئی ہوں میں۔۔۔۔" استفہامیہ انداز میں ضرغام کی طرف دیکھا

"تو کیا ہوا؟ مل تو لیا ناں سب سے۔۔ اب چلتے ہیں۔۔" اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جانا چاہا تو وجیہہ کو کچھ عجیب سا لگا اس نے فوراً ضرغام کا ہاتھ جھٹک دیا

"مگر۔۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی علی عظمت گویا ہوئے

"بیٹا! اگر ضرغام ضد کر رہا ہے تو چلی جاؤ ناں۔۔ پھر کبھی آجانا رہنے کے لئے۔ ویسے بھی شوہروں کی بات ٹالا نہیں کرتے۔۔" ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا

"لیکن ابو۔۔" اس کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری تھی

"لیکن چھوڑو۔۔ ہمیں کوئی اعراض نہیں ہمارے لئے یہی خوشی کی بات ہے کہ تم اپنے گھر میں خوش ہو۔۔" دونوں کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"چلیں اب۔۔۔" ضرغام نے معنی خیز نگاہوں سے وجیہہ کو دیکھا تو اس کی مقناطیسی نگاہوں کی حدت کو برداشت نہ کر سکی اور پلکیں خود بخود جھک گئیں۔



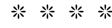
"پہلے کم تھی مصیبتیں جو تمہاری بہن بھی آموجود ہوئی تھی۔۔" عندلیب نے منہ بسوڑتے ہوئے کہا

"چلو اچھا ہوا چلی گئی۔۔۔ ورنہ جب تک رہتی نصیحتوں کی بوچھاڑ کرتی رہتی۔۔۔ ہنہ۔۔" لیٹتے ہوئے کہا

"اچھی بات ہے۔۔ ویسے تم سے ایک بات کرنی تھی کہ۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر انمول نے اس کی بات کو ان سنا کر دیا

"مجھے نیند آرہی ہے۔۔ باقی باتیں کل کریں گے۔۔" انمول کی بات پر وہ یک ٹک اسے دیکھتی رہی مگر مگر یہ سمجھ کر خاموش ہو گئی کہ شاید وہ تھک گیا ہے مگر وہ تو تھکا نہیں تھا۔ وہ تو وجیہہ کی باتوں پر سوچ وبچار کر رہا تھا

"کیا وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔۔" اس نے سوچا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں



" جلدی کرو دیر ہو رہی ہے۔۔" لپ لائینر لگاتے ہوئے وہ ایک ثانیے کے لئے رکی اور انمول کو تنبیہہ کر کے دوبارہ لپ لائینر لگانے میں لگی۔

"آرہا ہوں۔۔ تھوڑا سا انتظار تو کرو۔۔۔" واش روم سے انمول کی آواز آئی تھی

"آرہا ہوں۔۔" ہاتھ روک کر اس نے تمسخرانہ کہا اور دوبارہ لپ لائینر چیک کی۔ دونوں ہونٹوں کو مس کر کے اس نے لپ لائینر کو سیٹ کیا۔ اس سے بعد آنکھوں میں کاجل لگانے لگی

"یار عندلیب یہ شرٹ بٹن کا ٹوٹ گیا ہے۔ ذرا ٹانکا لگا دو۔۔۔" واش روم سے باہر آیا تو وہ اپنا بٹن ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ اس کے گریبان کو ایک بٹن ٹوٹا ہوا تھا

"میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔۔ تم خود لگالو۔۔" اس نے بے نیازی سے جواب دیا

"کیا کہا تم نے میں خود لگاؤں۔۔؟؟" اس نے حیرت سے عندلیب کی طرف دیکھا

"تو اس میں بڑی بات کیا ہے؟ خود لگالو یا پھر کوئی اور شرٹ پہن لو۔۔" اس نے جھلا کر کہا تو انمول کو ایک پل کے لئے غصہ آیا مگر اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کیا

"حجاب ادھر آؤ۔۔" اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں سے حجاب گزر رہی تھی۔ اس نے عندلیب کو جلانے کی خاطر اسے وہاں بلایا

"میں؟؟" اسے یقین نہیں آیا کہ انمول نے اسے بلایا تھا۔ اس نے باہر سے ہی تصدیق چاہی تھی

"ہاں تم۔۔۔ ادھر آؤ۔۔" اس نے ترچھی نگاہوں سے عندلیب کی طرف دیکھا جو اپنے میک اپ میں محو تھی

"جی۔۔" اس نے نیچی نظروں سے پوچھا تھا

"میرا یہ بٹن لگاؤ۔۔" اس کے ہاتھ میں بٹن پکڑاتے ہوئے اس نے کہا۔ بٹن کو پکڑتے ہوئے حجاب کے ہاتھ کانپنے لگے

"مم مم میں؟"

"کیوں تمہیں لگانا نہیں آتا؟" عندلیب نے دونوں کو لمحہ بھر کے لئے گھورا

"نن نہیں آتا۔۔" ہکلاتے ہوئے اس نے کہا تھا

"تو پھر لگاؤ۔۔۔" حجاب نے دراز سے سوئی دھاگا لیا اور شرٹ پہنے ہوئے ہی بٹن ٹانکنے لگی۔ عندلیب دونوں کو گھورتی رہی مگر انمول کو کوئی فرق نہ پڑا۔ وہ بے دھیانی سے سامنے دیوار کی طرف دیکھتا رہا جبکہ حجاب کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔ آج پہلی بار وہ انمول کا کوئی کام اپنے ہاتھوں سے کر رہی تھی۔

"یہ لیجیے۔۔" بٹن ٹانکنے کے بعد وہ پیچھے کو ہٹی اور سوئی دھاگا واپس دراز میں رکھا

"شکریہ۔۔" بٹن کو چیک کرتے ہوئے انمول نے کہا تھا۔ یہ سنتے ہی وہ باہر کو چل دی

"تمہیں کیا ضرورت تھی اُس سے بٹن لگوانے کی؟" حجاب ابھی دروازے سے دو قدم ہی ہٹی تھی کہ عندلیب کی آواز کان میں گونجی

"وہ میری بیوی ہے، میری مرضی میں اس سے جو چاہے کام کرواؤں۔۔" اس

جملے نے تو اس کو ہوا میں اڑانے کا کام کیا۔ چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ چھا گئی۔ وہ بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں گئی اور آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو دیکھا

"مرد ہمیشہ محبت کی مار ہی کھاتا ہے۔" وجیہہ کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگی



"کب آئے گا تمہارا وہ دوست؟" دونوں کو وہاں بیٹھے تقریباً ایک گھنٹہ بیت چکا تھا۔

"بس آنے ہی والا ہے۔۔" عندلیب بار بار گھڑی کی طرف دیکھتی اور پھر پارکنگ ایریا پر نظر دوڑاتی جو ان کی ٹیبل کے سامنے ہی تھا۔ انمول کو انتظار کرتے کرتے تھکان ہو چکی تھی۔ وہ اب آرام کرنا چاہتا تھا مگر عندلیب کے بار بار کہنے پر وہاں رکا رہا

"دیکھو تم پچھلے بیس منٹوں یہی کہہ رہی ہو۔۔" انمول نے جھلاتے ہوئے کہا اور کھڑا ہو کر ایک طرف کو چلا گیا

"بس پانچ منٹ مزید۔۔۔ وہ بس آتا ہی ہو گا۔۔" اس نے انمول کو منانے کی بجائے انتظار پر اکتفا کیا اور وہیں بیٹھی پارکنگ ایریا کی طرف دیکھتی رہی

"جلدی آجاؤ پلز۔۔۔" اس نے دل میں کہا تھا اتنے میں ایک کار نے پارکنگ ایریا میں آ کر بریک لگائی۔ عندلیب پچھلے ایک گھنٹے میں پہلی بار کھڑی ہوئی ور انمول کی طرف بڑھنے کی بجائے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھی

"وہ آ گیا۔۔" اس نے زیر لب کہا مگر انمول نے سن لیا اور فوراً پلٹا۔ ایک خوبرو شخص کار سے اترا اور ان کی ٹیبل کی جانب بڑھنے لگا۔ انمول اور عندلیب کی نظریں اس آنے والے کے اوپر تھیں۔ سکائے بلیو شرٹ اور کریمی رنگ کی ڈریس پینٹ میں ملبوس وہ ہاتھوں سے اپنے بال کو سیٹ کرتا ہوا بالکل ان کے قریب آ پہنچا

"ہیلو ڈیئر!" آتے ہی اسے عندلیب سے ملنے کے لئے ہاتھ بڑھائے تھے۔ جسے

عندلیب نے فوراً قبول کر لیا اور گرمجوشی سے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر ہلکا سا جھولایا۔ انمول یک ٹک اسے دیکھتا جا رہا تھا۔ آج تک اس نے صرف اپنے آپ کو ہی حسین مانا تھا اور سب کو اپنے سے کم تر لیکن اس آنے والے میں تو حسن اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر تھا

"کہاں تھے تم اتنا عرصہ فہیم؟" جھٹ اس نے سوال داغا تھا

"بس کالج کی ایجوکیشن ابھی ختم ہی کی تھی کہ موم ڈیڈ کے اصرار پر میں امریکہ چلا گیا پھر وہاں سے کینیڈا اور پھر دبئی بس کچھ دن پہلے ہی واپس آیا تھا کہ مہتاب اور منیر سے ملاقات ہو گئی اور اُن سے تمہارے بارے میں سنا اس لئے تم سے ملنے چلا آیا۔ لیکن تم بتاؤ تمہیں تو بڑی ہی جلد باز نکلی۔۔ کچھ عرصہ تک میرا انتظار نہیں کر سکی۔ جھٹ شادی کروالی۔۔" وہ دونوں انمول کی موجودگی کو فراموش کر چکے تھے

"بس کیا کروں۔۔ تم نے تو پلٹ کر میری طرف دیکھا ہی نہیں بندہ فون پر ہی رابطہ قائم کر لیتا ہے مگر تمہیں تو وہاں جا کر جیسے پر لگ گئے تھے۔ مجھے تو بھول ہی

گئے پھر بھلا میں کیوں تمہارا انتظار کرتی؟" اس نے ایک ادا سے اپنے بالوں کو جھٹکتے ہوئے کہا

"ویسے کہاں ہیں تمہارے میاں نامدار؟"

"اوہ۔۔۔ میں تو بھول ہی گئی۔۔" انمول کی جانب بڑھ کی" یہ ہیں میرے انمول۔۔ میرے شوہر۔۔" اس کے لہجے میں انتہا کا تکلف تھا۔ جیسے وہ اس کے سامنے اپنی بڑائی جتلا رہی ہو

"ہیلو۔۔ آئی ایم انمول۔۔" انمول نے بناوٹی مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ آگے بڑھائے تو مجبوراً اسے بھی مصافحہ کرنا پڑا۔

"ویسے برا ماننے کی تو کوئی بات نہیں ہے عندلیب۔۔۔ میں اب بھی تمہارے شوہر سے زیادہ حسین ہوں۔" اس نے فرضی کالر کھڑے کئے

"یہ تو تم نے بالکل ٹھیک کہا بھلا تمہارا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے؟" عندلیب نے معنی خیز لہجے میں کہا اور پھر دونوں ٹیبل جا بیٹھے۔ انمول نے ایک ثانیے کے عندلیب کو گھورا اور پھر چپ چاپ دونوں کے ساتھ ٹیبل پر جا بیٹھا۔ وہ دونوں آپس میں بات

چیت کے دوران انمول کو مسلسل نظر انداز کر رہے تھے۔ ایسا زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ انمول کسی محفل میں تھا اور اس کے وجود کو کوئی اہمیت نہیں دی جا رہی تھی۔ یہ بات اس کے لئے نہایت بے عزتی کی تھی

"ویسے انمول تم نے اچھا نہیں کیا میری عندلیب کو مجھ سے چرا کر۔۔" بظاہر وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا مگر اس کی بات کمان سے نکلے تیر کی طرح اس کے دل پر لگ رہی تھی

"میں کسی دوسرے کی چیز پر قابض نہیں ہوتا ہمیشہ وہی لیتا ہوں جو میرا اپنا ہوتا ہے۔" جلے کٹے لہجے میں کہا

"لگتا ہے ہمارے یہاں ہونے سے آپ جل رہے ہیں؟" تمسخرانہ کہا

"کیا بات کر رہے ہو فہیم؟ بھلا انمول تم سے کیوں جلنے لگا؟" اس سے پہلے کہ انمول کچھ کہتا عندلیب نے بات کو رفع دفع کیا

"بھئی۔۔ اس سے زیادہ خوبرو جوان اس کی بیوی سے بات کر رہا ہے۔ جلن کا پیدا ہونا تو یقینی امر ہے۔۔" قہقہ لگاتے ہوئے کہا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"جی نہیں! میرا انمول اتنا نیرو مائنڈڈ نہیں ہے۔۔" جھٹ اس نے تردید کر دی

"اچھا جی! چلو انمول تم ہی بتاؤ کیا میرے اس طرح بے تکلف ہونے پر تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں۔۔" اس نے انمول کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔" بناوٹی لہجے میں جواب دیا

"بس میں نے کہا تھا ناں۔۔!!" کندھے اچکاتے ہوئے عندلیب نے کہا

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے پھر تو مجھے تم سے بات کرنے میں کوئی آڑ محسوس ہی نہیں ہو گی۔" اپنا ہاتھ عندلیب کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔ جسے دیکھ کر انمول کے تن میں جیسے آگ بھڑک اٹھی۔ دل چاہا ابھی اس کا گلا دبوچ ڈالے مگر اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے وہ صرف اپنی مٹھیاں ہی بھینچ سکا

"ویسے بندے کو براڈ مائنڈڈ ہی ہونا چاہئے۔۔ یہ کیا اپنی بیوی کو صرف اپنی ہی ملکیت سمجھتا رہے بندہ۔ آخر دوستوں کا بھی تو کوئی حق ہوتا ہے ناں۔۔" وہ اپنی انگلی عندلیب کے ہتھیلی پر پھیرتے ہوئے کہہ رہا تھا جو انمول کے ناقابل برداشت تھا

"میرے خیال سے اب ڈنر شروع کر دینا چاہئے کیوں عندلیب؟" اس نے جبڑے بھینچتے ہوئے بناوٹی مسکراہٹ کو لبوں پر بکھیرتے ہوئے کہا

"بالکل ٹھیک۔۔" عندلیب نے فہیم کی طرف دیکھا تو اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا

"تو پھر کیا کھانا پسند کریں گے آپ؟" انمول کا لہجہ ابھی بھی بناوٹی تھا

"جو میری جان جگر کھانا پسند کریں گی۔۔" فہیم نے رومانوی انداز میں اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ جو انمول کے بھڑکتے وجود پر تیل کا سا کام کرنے لگا

"جانِ جگر؟" جبڑے بھینچتے ہوئے اس نے زیر لب کہا تھا

"ہاں جان جگر۔۔ کالج میں میں عندلیب کو جان جگر ہی کہا کرتا تھا۔۔" اس نے بڑی بے شرمی کے ساتھ اپنا راز افشاں کیا۔ عندلیب بھی حسرت کے ساتھ اس کی طرف دیکھ رہی تھی

"وہ لمحے بھی کیا لمحے تھے۔۔۔" سرد آہ بھرتے ہوئے ماضی کی یادوں میں کھوتے ہوئے کہا

"بہت یاد آرہے ہیں آج تم دونوں کو ماضی کے وہ دن۔۔" طنزیہ انداز میں انمول نے کہا تھا

"ہاں۔۔ یاد تو بہت آرہے ہیں۔۔" اتنے میں ویٹرا کھانا سرو کر کے چلا گیا۔

عندلیب نے ہاتھ قورمے کی پلیٹ کی طرف بڑھایا۔ اور پھر اپنے ہاتھوں سے کھانا فہیم کو سرو کیا

"کاش وہ دن لوٹ آئیں جب ہم ایک ہی پلیٹ میں لنچ کیا کرتے تھے۔۔" فہیم نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا

"کر تو اب بھی سکتے ہیں۔۔" عندلیب کے اس جملے پر انمول اپنا آپا کھو بیٹھا تھا۔ اس نے ہڑبڑاتے ہوئے پانی کا گلاس ٹیبل پر گرا دیا جو ریستا ہوا انمول کی ہی پینٹ پر آگرا

"اوہ۔۔ آئی ایم سوری۔۔ میں ابھی آتا ہوں۔۔" بناوٹی انداز میں کہہ کر وہ فوراً اٹھ کر چلا گیا۔

"ویسے اس بہانے ہمیں اکیلے بات کرنے کا موقع مل گیا۔۔" فہیم کی آواز نے

اس کی آنکھوں کو مزید دہکا دیا۔ وہ واش روم میں جانے کی بجائے سیدھا پارکنگ ایریا کی طرف گیا اور گھر چلا آیا

☆ ☆ ☆

عندلیب کا فہیم کی قربت میں رہنا انمول کو ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا اور اس رات ڈنر سے بنا بتائے انمول کا واپس چلا آنا بھی عندلیب کو پسند نہ آیا۔ دونوں میں اس بات کو لے کر آئے دن تکرار ہونے لگی

"لمٹ میں کراس نہیں کر رہی آئی بات سمجھ میں۔۔ وہ میرا دوست ہے اور کچھ نہیں۔" نائیٹ ڈریس میں وہ ابھی واش روم سے ہی نکلی تھی کہ اس نے انمول کی باتوں کا جواب دینا شروع کر دیا۔ انمول بڑے ہی دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا کہ فہیم سے دور رہنا چاہیے مگر اس نے بات کا الٹا مطلب نکالا

"کیا کہا دوست؟ اُس رات وہ دوستوں کی طرح بات کر رہا تھا؟ تمہاری ہتھیلی پر انگلی پھیرنا اور پھر تمہیں جانِ جگر کہنا۔۔ دوستی میں ہی سب کچھ ہوتا ہے کیا؟" بیڈ پر دھڑام سے بیٹھتے ہوئے کراخت لہجے میں کہا تھا

" دیکھو۔۔ مجھ سے اونچی آواز میں بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اونچا مجھے بھی بولنا آتا ہے اور تم کیا اس کے اور میرے بیچ کے رشتے کو لے کر بیٹھ گئے ہو۔ وہ میرا ایک اچھا دوست ہے اور بس۔۔۔ تم کیوں مڈل کلاس شوہروں کی طرح شک کر رہے ہو؟" بے رخی دیکھاتے ہوئے وہ اس کے ساتھ بیڈ پر آ بیٹھی اور اس کی پشت انمول کی جانب تھی

"کیا کہا تم نے مڈل کلاس شوہر۔۔۔ میں تمہیں مڈل کلاس شوہر لگتا ہوں؟ اگر مڈل کلاس شوہر بن کر دکھایا ناں تو تمہارے اندر اتنی ہمت بھی نہیں رہے گی کہ گھر سے باہر قدم بھی رکھ سکو۔۔"

"اس کے علاوہ تم کر بھی کیا سکتے ہو۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا میں فہیم سے ہمیشہ ملتی رہوں گی۔ چاہے تمہیں اچھا لگے یا برا۔۔" اس نے پلٹ کر عجلت سے کہا اور پھر تکیہ کانوں پر رکھ کر لیٹ گئی

"میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم کیسے ملتی ہو اس سے؟" لائیٹ آف کر کے وہ بھی جھٹکے سے بیڈ پر اس کی جانب پشت کئے لیٹ گیا۔ دونوں کی آنکھوں میں بے اعتنائی

چھلک رہی تھی۔ محبت وانس نامی مادہ کہیں کھو کر رہ گیا تھا۔

"ہنہ۔۔" گردن جھٹکتے ہوئے عندلیب نے اپنی آنکھیں بند کرلیں



"کل آپ دونوں کا جھگڑا ہوا تھا۔۔" حجاب کھانے کی میز پر انمول کو بریڈ اور چائے سرو کر رہی تھی۔ اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی مگر وہ ابھی تک غصے میں تھا اور حجاب کی بات پر مزید چڑ گیا اور عندلیب کا غصہ اس پر اتارنے لگا

"تمہیں اس سے مطلب؟ اپنے کام سے کام رکھا کرو۔۔" کراخت لہجے میں جواب دیا اور چائے کا کپ ایک آواز کے ساتھ ٹیبل پر رکھا

"سوری میرا ارادہ آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا میں تو بس یہی کہنا چاہتی تھی کہ آپس میں جھگڑنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ صرف دوریاں بھی بڑھتی ہیں۔ اگر عندلیب کی کوئی بات آپ کو اچھی نہیں لگی تو آپ کو برداشت کرنا چاہیئے تھا۔ اسے جھڑکنا نہیں چاہیئے تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ ایسی لڑکی نہیں ہے جو کسی کی کوئی بات برداشت کرسکے۔ کچھ لوگ صرف محبت کی زبان ہی سمجھتے ہیں۔ آپ کو بھی

محبت بھرے لہجے میں اسے سمجھانا چاہیئے تھا۔" حجاب کی باتوں پر اسے غصہ ضرور آیا مگر سچ یہی تھا۔ خاموشی سے ناشتہ کرتے ہوئے وہ حجاب کی باتوں کو سنتا جارہا تھا۔

"دیکھیں! میاں بیوی کا رشتہ صرف محبت سے جڑا ہوتا ہے۔ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جو صرف پیار و محبت کے ذریعے ہی سلجھائے جاسکتے ہیں۔ آپ کو بھی ایک بار یہ طور اپنانا چاہیئے" یہ کہہ کر وہ کچن میں چلی گئی اور وہ خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا



"آپ کا بہت بہت شکریہ! آج آپ کی بدولت۔۔۔" اس کی آواز بھر آئی تھی

"نہیں آئینہ۔۔۔ اس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں۔۔۔ بس آئندہ دھیان رکھنا۔" وجیہہ اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھی تھی جبکہ شگفتہ بی بی ان کے سامنے بیٹھی تھیں

"دیکھو بیٹا! عورت کی خوبصورتی اس کے لئے سب سے بڑی آزمائش ہوتی ہے۔

اس خوبصورتی کا اصل حق دار اس کا شوہر ہوتا ہے لیکن اگر وہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور پر اپنی خوبصورتی کو عیاں کرتی ہے تو نتائج انہی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ دیکھو بیٹا! مرد ہمیشہ انہی لڑکیوں کے قرابت میں خود کو عیاں کرتے ہیں جو اُن کے سامنے اپنے وجود کو عیاں کرتی ہیں۔ ایک مرد کا قدم پھسلانے میں سب سے اہم کردار خود ایک عورت ہی کرتی ہے۔ جب جب عورت کسی نامحرم کے سامنے اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو عیاں کرتی ہے تب تب وہ جسم کا حصہ اس نامحرم کے دل میں ایک حرص کو جنم دیتا ہے اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب یہ حرص زور پکڑ لیتی ہے اور پھر گناہ جنم لیتا ہے۔" شگفتہ بی بی نے احسن انداز سے اس کو سمجھایا تھا

"جی آنٹی۔۔ آپ نے ٹھیک کہا۔ ساری غلطی ہی میری تھی۔ وجیہہ نے اس دن مجھے تنبیہہ بھی کی تھی مگر میں اتنی نادان تھی کہ ڈھکے چھپے الفاظ کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔ لیکن اب سمجھ چکی ہوں۔ اب ہمیشہ خیال رکھوں گی۔"

" مجھے خوشی ہے کہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔۔" وجیہہ نے اس کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہوئے کہا

"اور اب آپ کی کہی گئی ہر نصیحت پر عمل کروں گی۔۔" اس بات پر وجیہہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی

"آپ جیسی لڑکیاں ہی اس معاشرے کا اصل سرمایہ ہیں۔"

" اور تم جیسی نوجوان لڑکیاں اس معاشرے کی ضرورت۔۔ مجھے امید ہے کہ اب تم اپنے دائرے میں رہ کر کام کرو گی۔۔" یہ سن کر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

☆ ☆ ☆

"ضرغام! یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔" وہ اپنے ہاتھ میں موبائل میں تصویروں کو دیکھتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔" اس نے موبائل کو صوفے پر اچھال دیا اور آنکھیں بند کر کے صوفے سے ٹیک لگا لی۔

" تم صرف میرے ہو اور میرے علاوہ کسی کا کوئی حق نہیں پہنچتا تمہیں چھونے کا۔۔" وہ بڑبڑاتی جا رہی تھی

"اگر تم سیدھی طرح میرے نہ ہوئے تو میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔۔۔مجھے صرف تم چاہئے صرف اور صرف تم۔۔۔" وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور وارڈروب کی طرف بڑھ کی ایک ڈائری نکالی

" مجھے تمہاری کمزوری اچھی طرح معلوم ہے۔۔۔تم چاہ کر بھی مجھ سے دور نہیں جاسکتے ضرغام۔۔"اس کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ تھی۔وہ ڈائری کے ورقوں کو پلٹی جارہی تھی اور مسکراتی جارہی تھی۔کافی دیر ورقے پلٹنے کے بعد بھی اسے مطلوبہ نمبر نہ ملا تو ڈائری کو فرش پر دے پھینکا اور ایک دوسری ڈائری نکال کر اس میں کچھ ڈھونڈنے لگی

"کہاں گیا۔۔۔!!" پیشانی پر شکن نمودار ہوگئے مگر اس نے ہار نہیں مانی تھی۔

ایک ایک ورق کو اچھی طرح جانچا اور آخر کار اسے ایک فون نمبر مل ہی گیا۔اس نمبر کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھری

" بس اب تمہیں میرا ہونے سے کوئی روک نہیں سکتا۔۔"وہ صوفے کی طرف بڑھی اور فون اٹھا کر نمبر ڈائل کیا۔بیل کی آواز دوسری طرف سے واضح طور پر

سنائی دے رہی تھی

" ہیلو۔۔آئی ایم مسٹر کاشف۔۔" دوسری طرف سے تعارف کروایا گیا تھا

" ہیلو مسٹر کاشف میں عنایہ بول رہی ہوں۔۔۔"ڈائری کو ایک طرف پھینکا اور خود صوفے پر بیٹھ کر فون پر باتیں کرنے لگی۔باتیں کرنے کے دوران اس کے چہرے پر ایک عجیب سے کشش تھی۔



"ضرغام کو اگنار کیا تھا ناں تم نے ضرغام کو۔۔۔اب تمہیں پتا چلے گا کہ ضرغام عباسی کو اگنار کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔۔" اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔وہ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھوں کو سر کے نیچے رکھے ہوئے تھا

"اب تم خود میرے پاس چل کر آؤ گی عنایہ۔۔۔"آنکھیں بند کیے وہ بڑبڑا رہا تھا

" آپ نے کچھ کہا؟"وجیہہ کی آواز پر وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔وہ ابھی کمرے میں آئی تھی۔ہاتھوں میں پانی کا جگ تھا۔جسے اُس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا

" میں نے تو کچھ نہیں کہا۔۔تم یہاں آکر بیٹھو ذرا۔۔۔"وہ جیسے ہی جگ رکھ کر

پلٹنے لگی تو ضرغام نے رومانوی انداز میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور آہستہ سے کھینچ کر اپنی طرف کیا

"چھوڑیں پلز۔۔۔" اس نے شرماتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی

"سوچ لو۔۔۔ یہ تو تم بھی جانتی ہو اسلام کیا کہتا ہے۔ شوہر اگر بلائے اور بیوی نہ آئے تو۔۔۔" اس نے بڑے ہی معنی خیز انداز میں وجیہہ سے کہا تھا۔ وجیہہ ضرغام کی اس بات کو سن کر ٹھٹک کر رہ گئی۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ ابھی نافرمانی کرنے لگی تھی مگر ضرغام نے اسے بچا لیا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے اس کے پاس آ بیٹھی

"میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں آج ساری رات تم سے باتیں کروں۔۔"

" اچھا جی! اگر ساری رات باتیں کریں گے تو سوئیں گے کب؟" ترچھی نظروں سے اس نے ضرغام کی طرف دیکھا

" کہہ تو ٹھیک رہی ہو۔۔۔ چلو ادھر تو آؤ ناں پہلے۔۔" اس نے وجیہہ کو اپنے ساتھ بٹھایا۔ اور اپنا بازو وجیہہ کی کمر کے پیچھے سے حمائل کر لیا۔ وجیہہ نے بھی اپنا

سر ضرغام کے کندھے پر رکھ لیا

"وجیہہ تم جانتی ہو میں مجھے ہمیشہ سے رومانس پسند ہے۔ بچپن سے آج تک ہمیشہ رومینٹک فلمیں ہی پسندیدہ رہی ہیں۔" اس نے پہلی بار اپنے دل کی بات کہی تھی

"لیکن ضرغام یہ تو کھلے عام فحاشی ہے۔۔ بے حیائی ہے۔ چار دیواری میں ہونے والی باتوں اور احساسات کو پوری دنیا کے سامنے بیاں کرنی اچھی بات نہیں ہوتی۔ اس سے تو ہمارا دین بھی منع کرتا ہے۔" اس نے پلٹ کر کہا

"خیر جو بھی ہو میں اس وقت بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔ میں بس اسی طرح ساری رات گزارنا چاہتا ہوں۔۔" وجیہہ نے تھوڑا سا ترچھا ہو کر ضرغام کے چہرے کی طرف دیکھا۔ جو یک ٹک دیوار کی طرف دیکھ رہا تھا پھر اس نے دوبارہ اپنا سر ضرغام کے کندھے پر رکھ لیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ کافی دیر یونہی گزر گئی۔ دونوں نے کوئی حرکت نہ کی۔ ضرغام کی نظروں نے وجیہہ کے وجود کو دیکھا جو بے جان سا پڑا تھا۔ اس نے اپنی نگاہوں سے وجیہہ کے چہرے کو ٹٹولا جو گہری نیند میں تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ چھائی۔ اس نے آہستہ

نے بائیں طرف رکھے موبائل کو اٹھایا اور چند تصاویر بنا کر سینڈ کیں۔ پھر آہستہ سے وجیہہ کا چہرہ سرکا کر سرہانے رکھا

"اب ہوا میرا کام پورا۔۔" ہاتھوں کو جھاڑتا ہوا اٹھا اور دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا

☆ ☆ ☆

رضیہ بیگم کی حالت سدھرنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ ہر گزرتا دن ان کے کمر درد میں شدت پکڑتا جا رہا تھا۔ اب تو تھوڑا سا چلنے میں بھی انہیں تھکان ہونے لگتی تھی۔ حجاب اپنی تیئں پوری کوشش کر رہی تھی انہیں آرام پہنچانے کی مگر اولاد کی طرف سے دیئے گئے دکھ کا مداوا بھلا کون کر سکتا ہے؟

" علی عظمت! انمول کو کبھی اپنی غلطی کا احساس ہو گا؟" ایک رات جب حجاب انہیں دوا دے کر چلی گئی تو کروٹ بدلتے ہوئے انہوں نے کہا تھا

" امید کی جاسکتی ہے۔۔" سرد آہ بھرتے ہوئے جواب دیا

"ویسے وجیہہ ٹھیک کہتی تھی، میرے ہی لاڈ پیار نے اسے بگاڑا ہے، میری ہی

غفلت نے اسے آج مجھ سے دور کر دیا ہے۔ نہ میں اسے اتنا دنیا کے قریب رکھتی، نہ وہ دنیا میں اتنا کھوتا۔۔" آنکھوں سے اشک بن بلائے مہمان کی طرح بہنے لگے

"اب کیا کیا جاسکتا ہے؟ جو ہونا تھا سو ہو گیا۔۔"

" لیکن ایک بات کی خوشی ہے کہ کم سے کم وجیہہ تو صحیح راستے پر ہے۔ امی کی پرورش کی بدولت ہمارا مان تو رکھتی ہے۔ اگر وہ بھی میرے پاس رہتی تو شاید آج وہ بھی۔۔" ان کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں

" یہ کیا بیگم۔۔ آپ اتنی بزدل نکلیں۔۔۔!!" ان کے قریب ہوتے ہوئے شانوں پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیا

"بزدل ہی تو ہوں میں جو اپنے بیٹے کو صحیح راستے پر نہ لا سکی۔۔ صحیح پرورش نہ کر سکی۔ ہمیشہ امی کو برا بھلا کہتی رہی کہ انہوں نے ہماری وجیہہ کو ہم سے دور کر دیا ہے۔ ہمیشہ انہیں ہی کوستی رہی۔ یہ تک نہ سمجھ سکی کہ انہوں نے اسے ہم سے دور نہیں بلکہ ہماری روح کے قریب کیا ہے۔" آنکھوں سے آنسو مسلسل رواں تھے

"بیگم۔۔ حوصلہ رکھو۔۔ یہ وقت رونے کا نہیں ہے" وہ مسلسل ان کا شانہ تھپتھپا

رہے تھے

"امی مجھے معاف تو کر دیں گی ناں۔۔" انہوں نے ہچکیاں بھرتے ہوئے علی عظمت کی طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھا

"ہاں۔۔ ضرور۔۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ایک بار پھر اس کو دلاسا دیا

☆ ☆ ☆

انمول نے کئی بار کوشش کی کہ وہ حجاب کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عندلیب سے بات کرنے کی کوشش کرے مگر عندلیب اسے کوئی موقع ہی نہیں دے رہی تھی۔ وہ جب جب اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ جانے انجانے میں فہیم کا ذکر کر کے انمول کے غصے کو ہوا دے دیتی اور بات بات پر یہ جتلانے کی کوشش کرتی کہ اس نے فہیم جیسے خوبرو شخص کا انتظار نہ کر کے غلطی کی ہے

"یہ تم بار بار میرے سامنے اس فہیم کا نام مت لیا کرو۔۔" اس نے آج دوٹوک کہہ دیا تھا

"کیوں نہ لوں نام اُس کا؟ میں لونگی۔۔ وہ میرا دوست ہے اور ہمیشہ رہے گا اور دوست ہونے کے ناطے میں ہمیشہ اس کا نام لیتی رہونگی۔" انمول کی باتوں ہر وہ مزید بھڑک جاتی

"تو پھر جا کر اس کے ساتھ ہی کیوں نہیں رہ لیتی۔۔ میرے ساتھ یوں رہنے کا کیا جواز بنتا ہے۔۔" محبت کا رنگ اترنا شروع ہو گیا تھا۔ چار دن کی چاندنی کے بعد اندھیری رات نے ان دونوں کی زندگیوں میں قدم رکھ لیا تھا۔ انمول تو اس اندھیری رات میں بھی چراغ ڈھونڈنے کی سعی کر رہا تھا مگر عندلیب تو جیسے سارے دیئے ہی بجھا دینا چاہتی تھی۔ کوئی ایک دیا بھی جلتا رہے ایسا وہ چاہتی ہی نہیں تھی۔ اسی لئے انمول کی برابری کرتی رہی۔ وہ جس بات سے چڑتا۔ بڑھ چڑھ کر وہی بات، وہی کام اس کے سامنے کرتی

"میں تو کب کی چھوڑ کر بھی چلی جاتی تمہیں اگر۔۔۔" کچھ مجبوریاں تو جو اس کو حد سے تجاوز کرنے سے روکتی تھی۔ وہ مجبوری میکہ کی مجبوری تھی۔ اس کے ڈیڈ کی مجبوری تھی

"اگر کیا؟" انمول نے جھلاتے ہوئے پوچھا تھا

"اگر میں پہلے اس سے رشتے کے لئے ناں نہ کرتی تو۔۔" اتنا بڑا سچ سن کر تو جیسے اس کے سر پر کسی نے بم پھوڑا تھا۔ وہ ہکا بکا اسے دیکھتا جارہا تھا۔ اور وہ آنکھیں پھیرے آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی

"کیا کہا تم نے؟ تم پہلے اس سے شادی کرنے والی تھی؟" انمول نے عندلیب کے شانے جھنجوڑتے ہوئے پوچھا تھا

"ہاں۔۔ کرنے والی تھی اُس سے شادی۔۔" جبڑے بھینچتے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بڑی بے نیازی سے کہہ رہی تھی۔ اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مار رہی تھی

"یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی؟" اس نے جھلا کر پوچھا تھا

"میں نے ضروری نہیں سمجھا۔۔" واقعی پہلے ضروری نہیں تھا مگر ضروری تو اب بھی نہیں تھا مگر وہ پھر بھی بتا رہی تھی شاید اس رشتے کی ڈگر کو وہ اب مزید چلانا ہی نہیں چاہتی تھی

"کیوں۔" وہ غرایا تھا

" تمہارے ہر سوال کا جواب دینا میں ضروری نہیں سمجھتی۔۔ آئی بات سمجھ میں۔۔" اس کے دونوں ہاتھوں کو جھٹک کر پیچھے کیا اور پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

" عندلیب۔۔۔!!" اس نے پہل بار حقارت سے اُس کا نام لیا تھا مگر وہ سننے سے قاصر تھی۔ اس نے ایک زور دار لات بیڈ کی ٹانگ پر رسید کی۔ اور کشن اٹھا کر آئینے پر مار کر اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کی۔



وجیہہ صفائی کرنے کمرے میں آئی تو ضرغام کا موبائل بجتا ہوا پایا۔ ایک ایم ایم ایس آیا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر ضرغام کہیں نہیں تھا۔

" لگتا ہے آج اپنا موبائل گھر ہی بھول گئے۔۔" زیر لب کہا اور پھر جھک کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا

" کس کا میسج ہے۔۔!!' ' بے نیازی سے موبائل چیک کیا تو اس کی آنکھیں کھلی کی

کھلی رہ گئیں۔ ایک پل کے لئے تو وہ جیسے سانس لینا ہی بھول گئی۔ اوپر کی سانسیں اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئیں۔ ہاتھوں سے موبائل خو بخود نیچے گر گیا

" ضرغام ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" اسے جیسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا

"وہ ہماری تصاویر۔۔۔۔ نہیں۔۔" وہ مزید سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ آنکھوں سے آنسو خو بخود بہنے لگ گئے۔ وہ زمین بوس ہوتی گئی۔ چہرے کی چمک دمک ایک سیکنڈ میں خزاں میں تبدیل ہو گئی۔ وہ اس لمحے کے بارے میں سوچنے لگی جب ضرغام نے خود اسے اپنے پاس آنے کو کہا تھا۔ وہ ضرغام کی نیت کو اسی وقت کیوں نہیں بھانپ سکی تھی۔ اس لئے کہ وہ اس کا شوہر تھا۔ اسے اپنے شوہر پر پورا یقین تھا مگر اب وہ یقین کہاں گیا تھا؟ اس کا سارا یقین کرچی کرچی ہو چکا تھا۔ موبائل پر تصاویر خو بخود تبدیل ہو رہی تھیں۔ مختلف زاویوں سے لی گئی تصاویر اس کے سامنے تھی۔ جس میں وہ اور ضرغام تھے۔ وہ اتنا بے حیا کیسے ہو سکتا ہے؟ کیسے اپنی اور میری تصاویر کو دوسروں کو سینڈ کر سکتا ہے۔ بھیجنے والا ایک انجان تھا۔ جسے وہ نہیں جانتی تھی

"تم کیا سمجھتے ہو ضرغام یہ تصاویر بھیج کر تم مجھ سے دور چلے گئے ہو۔۔ نہیں۔۔ تم مجھ سے دور کبھی نہیں جا سکتے۔۔ تم ہمیشہ میرے پاس تھے اور ہمیشہ میرے پاس ہی رہو گے۔ میرے اور تمہارے درمیاں نہ ہی تمہاری بیوی آ سکتی اور نہ ہی کوئی اور۔۔۔ تم ہمیشہ سے میرے تھے اور میرے ہی رہو گے۔ میں تمہیں کبھی کسی اور کا نہیں ہونے دونگی۔۔ اور ایک بات یاد رکھنا اگر تم میرے نہ ہو سکے تو کبھی کسی کے بھی نہیں ہو سکو گے۔۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔ کسی کے بھی نہیں ہو سکو گے۔۔"



"کیوں بلایا ہے مجھے۔۔۔" ضرغام نے بے رخی دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

"ابھی تک غصہ ہو؟" اس کے بازوؤں کو اپنے گرد حمائل کرتے ہوئے اس نے دلفریب انداز میں کہا تھا

"جس کام کے لئے بلایا ہے وہ بتاؤ۔۔" اس نے فوراً اس کے ہاتھ جھٹک دیئے

"اتنی بے رخی اچھی صحت کے لئے اچھی نہیں ہوتی بے بی۔۔" پیار سے اس کے

چہرے کو اپنی طرف کرتے ہوئے کہا تھا

"آئی تھِنک تم نے ڈرنک کی ہے، اس لئے اپنے ہوش میں نہیں ہو، میں جارہا ہوں۔۔" وہ جیسے ہی باہر جانے لگا تو اس نے پیچھے سے ضرغام کا ہاتھ پکڑ لیا

"مذاق بھی نہیں سمجھتے تم تو۔۔" ایک زوردار قہقہ فضا میں گونجا۔ ضرغام نے ترچھی آنکھوں سے اس کی طرف استفہامیہ انداز میں دیکھا اور پھر منہ بگاڑ کر گویا ہوا

"یہ مذاق تھا تو بہت گھٹیا مذاق تھا۔۔"

"اوہ بے بی۔۔۔ ادھر آؤ۔۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بیڈ روم میں لے گئی۔

"جو بات کرنی ہے۔۔ یہی کرو۔۔۔" وہ کہتا رہا مگر اس نے ضرغام کی ایک نہ سنی۔ کمرے میں پہنچتے ہی ضرغام نے عنایہ کا ہاتھ ایک جھٹکے سے دھکیلا

"کیا بات کرنی ہے تم نے؟" وہ تقریباً غرایا تھا

"جسٹ چِل بے بی! اتنا غصہ نہیں کرتے۔۔ تم سنو گے ناں خوشی سے پھولے

نہیں سماؤ گے۔۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تھا

"اچھا۔۔ پہلو بتاؤ تو صحیح کہ آخر کیا بات ہے جسے سن کر میں اپنا آپا کھو دوں گا۔" تیکھی نظروں سے اس نے عنایہ کی طرف دیکھا

"پہلے بیٹھو تو صحیح۔۔۔" اسے ایک جھٹکے سے بٹھایا تو اس اچانک حملے سے نہ بچ پایا اور دھڑام سے بیڈ پر جا بیٹھا۔ نرم و ملائم گدے میں وہ دھنستا ہی جارہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو سہارا دینے کے لئے ہاتھ کو پیچھے کیا تو اس کی انگلیاں فوم کے اندر تک دھنس گئیں۔

"تم عروج چاہتے ہو۔۔" معنی خیز نگاہوں سے اس نے ضرغام کی طرف دیکھا تھا۔ اس کی نگاہیں نہ جانے کیا سمیٹے ہوئے تھیں کہ ضرغام ان نگاہوں کی تابناکی کو برداشت نہ کرسکا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس نے اپنی نظروں کو چراتے ہوئے کہا مگر اس طرح نظریں چرانا عنایہ سے برداشت نہ ہوا۔ وہ آگے بڑھی اور ضرغام کے ٹھوڑی کو پکڑ کر اپنی طرف کی

"یوں میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو۔۔" اس کی ہر ادا میں ایک جادو سا تھا۔ ہر ادا معنی خیز تھی۔ وہ ضرغام کو مائل کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی مگر ہمیشہ کی طرح آج بھی ایک اوٹ اسے عنایہ کے فریب سے بچائے ہوئے تھی۔ پہلے تو صرف ایک ماں کی دعا تھی اب تو ماں کی دعا کے ساتھ ساتھ ایک بیوی کا اعتماد بھی تھا۔ جو نہ چاہتے ہوئے بھی وہ توڑنا نہیں چاہتا تھا

"دور رہ کر بات کرو۔۔" بے دردی سے اس کی کلائی نوچ کر پیچھے کی مگر وہ اس کی اس ادا پر بھی جاں نثار تھی۔ اس کی طرف سے دیئے گئے درد کو بھی ہنسی خوشی برداشت کرنے کو تیار تھی

"اتنا دور چلے گئے ہو مجھ سے کہ پاس آنے کا موقع بھی نہیں دوگے۔۔" ہنستے ہوئے اس نے اپنی کلائی کے اس حصے کو محسوس کرنے کی کوشش کی جہاں سے ضرغام نے اسے چھوا تھا

"بس یہی بات کرنے کے لئے بلایا تھا۔۔" وہ اٹھنے لگا تو عنایہ نے آگے بڑھ کر ایک دھکا دیا تو وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور ایک بار پھر دھڑام سے بیڈ پر جا گرا۔ فوم

اس قدر نرم تھا کہ وہ تقریباً دو بار اچھلا تھا۔ ہوا میں اس کے بال، اس کی شرٹ سب معلق تھے۔ اس کی جسامت کے مطابق فوم اندر تک دھنس چکا تھا۔ سانسوں کی روانی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ عنایہ کی نظروں کا نشا بڑھتا جا رہا تھا۔ ممکن تھا کہ وہ اپنے حواس کھو دیتا اور عنایہ کے بہکائے گئے راستے پر چل نکلتا مگر چند آوازوں نے اسے روک دیا

"آپ کو معلوم ہے ضرغام! رسول اکرم ﷺ جب معراج پر تشریف لے کر گئے تھے تو آپ نے دیکھا کچھ مرد اور خواتین ایسے ہیں جن کے سامنے دو قسم کے گوشت ہیں۔ ایک پکا ہوا اور خوشبودار اور دوسرا کچا اور بدبودار۔ وہ مرد و خواتین اس لذیذہ اور خوشبودار گوشت کو چھوڑ کر اس بدبودار گوشت کو لینے کے لئے آگے بڑھتے ہیں اور پھر اسی گوشت کو کھاتے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے حضرات جبرائیل علیہ السلام سے وجہ دریافت فرمائی تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال راستہ چھوڑ کر حرام راستہ اپنا کر اپنی خواہشات پوری کیا کرتے تھے۔ یہ وہ مرد ہیں جو اپنی پاک اور حلال بیویوں کو چھوڑ کر حرام

کی طرف جاتے تھے۔"

"ضرغام آپ جانتے ہیں سب سے حرام کام شرک ہے اور شرک سے بھی بڑا گناہ زنا ہے۔ اسی لئے تو اللہ نے خود فرمایا ہے: 'زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔' اب آپ خود دیکھیں ضرغام اللہ تعالی نے زنا کرنے سے تو روکا ہی ہے بلکہ ساتھ ساتھ یہ بھی فرما دیا اس راستے کے پاس بھی مت جانا۔ اب آپ خود اس کی قباحت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے"

"آپ جانتے ہیں ضرغام جو شادی شدہ آدمی اس گھناؤنے کام کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی سزا دنیا میں سنگسار کر دینا ہے۔"

"ضرغام! آپ جانتے ہیں کہ زنا ایک قرض کی مانند ہے جو پلٹ کر واپس ضرور آتا ہے یعنی بہن، بیٹی کی صورت میں۔۔ اس لئے اس گناہ سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیے کہ عزت زندگی میں صرف ایک بار ملتی ہے اگر ایک بار چلی جائے تو ساری زندگی کا پچھتاوا بھی اس کھوئی ہوئی عزت کو واپس نہیں لا سکتا۔ اور یہ عزت صرف عورت کے لئے ہی مخصوص نہیں۔ مرد و عورت

دونوں کی عزت اسی زمرے میں آتی ہے۔"

ایک کے بعد ایک وجیہہ کی باتیں اس کے کانوں میں رس گھولنے لگیں۔ سامنے عنایہ تھی۔ وہ لیٹا تھا۔ بیچ میں نفس تھا۔ مگر کانوں میں وجیہہ کی باتیں اور چاروں طرف ماں کی دعائیں۔ گناہ بالکل تیار تھا فاصلہ انتہائی کم تھا۔ ذہن تھا کہ مفلوج ہو رہا تھا مگر وجیہہ کی باتیں مسلسل اپنا رس گھول رہی تھیں۔ وہ بالکل قریب آ گئی۔ اس کے اوپر تقریباً جھک گئی۔ ضرغام کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اپنے پشت پر حمائل کرنا چاہا ہی تھا کہ وہ ایک زوردار جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ حملہ اتنا اچانک تھا کہ عنایہ کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔ وہ نیچے فوم پر گر پڑی۔ اب فوم پر عنایہ تھی، سامنے ضرغام کھڑا تھا۔ مگر نیتوں میں فرق تھا۔ اس کی آنکھیں دہک رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں سے رومانیت چھلک رہی تھی

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسی گھناؤنی حرکت کرنے کی۔ تمہیں شرم نہیں آتی عورت ہو کر اپنی عزت کے ساتھ ایسا کھلوار کرنے کی۔ تمہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ ایک عورت کے لئے تو اُس کی عزت ہی سب کچھ ہوتی ہے اور

تم اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی عزت سر عام نیلام کرنے پر تُلی ہوئی ہو۔۔" وہ اس پر اپنا غصہ اتار رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار اس کو اُس راستے کی ہولناکیوں کا احساس ہوا تھا جس پر اس کے قدم گامزن تھے۔ اسے پہلی بار اس راستے کی وحشت کا احساس ہوا تھا۔ اسے ایسا لگا تھا جیسے وہ ایک ایسی راہ پر نکل پڑا تھا جہاں پر منزل گمنام تھی۔ راستے سب ایک جیسے تھے مگر سب کے سب پر خطر تھے۔ کانٹے ہر سو بکھرے ہوئے تھے۔ صرف چند آوازیں ہی تھیں جو اسے ان راہوں سے باہر لے آئیں۔ اس نے پہلی بار اپنے آپ کو وجیہہ کا شوہر مانتے ہوئے سوچا تھا۔ جس پر وہ اس کا شکر گزار تھا کہ اُس جیسی لڑکی اس کی زندگی میں آئی اور اسے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئی

"ضرغام۔۔۔" وہ قہقہے لگا کر ہنستی جا رہی تھی۔ بیڈ پر چت لیٹی اس کی نظریں ضرغام پر مرکوز تھیں۔ وہ استہزائیہ انداز میں ضرغام کو دیکھ رہی تھی۔ ضرغام اس کی آنکھوں کا مقصد سمجھ نہیں پا رہا تھا

"اب پاگلوں کی طرح کیا ہنس رہی ہو" پہلی بار اس کی آواز میں عنایہ کے سختی

تھی

"تمہاری حالت پر ہنس رہی ہوں۔۔" وہ قہقہے لگاتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" وہ سچ میں عنایہ کو ابھی تک سمجھ نہیں پایا تھا۔

"تم کیا سمجھے میں تمہارے ساتھ۔۔۔ اوہ۔۔۔" اس نے انگلی سے پہلے اپنی طرف اور پھر ضرغام کی طرف اشارہ کیا اور پھر دوبارہ ایک زوردار قہقہہ ہوا میں گونجا

"تو پھر کیا تھا یہ؟" ضرغام نے کراہت لہجے میں پوچھا تھا

"یہ تو میں تمہیں تیار کر رہی تھی۔۔"

"تیار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ مطلب؟" ضرغام نے سپاٹ لہجے میں استفسار کیا

"مطلب۔۔۔ مطلب ابھی سمجھاتی ہوں۔۔" وہ اپنے قہقہوں کو ضبط کرتے ہوئے وارڈروب کی طرف بڑھی اور ایک نیلے رنگ کی فائل نکال کر لائی اور اسے ضرغام کے ہاتھوں میں تھما دی

"کیا ہے یہ؟" ضرغام نے فائل سے زیادہ اس کی نظروں پر اکتفا کیا

"تم خود ہی دیکھ لو۔۔" عنایہ کے کہنے پر اس نے فائل کھولی تو سارے شکن غائب ہوتے گئے۔یاس کی جگہ امید چھا گئی۔ نفرت کی جگہ محبت نے لے لی اور جہاں کچھ دیر پہلے غصہ تھا اب ایک مسکراہٹ تھی

"یہ سچ ہے؟"اس نے لاشعوری طور پر تصدیق چاہی تھی

"ہاں سچ ہے۔۔اسی لئے تو تمہیں بلایا تھا۔۔"عنایہ اپنے قہقہوں کو ضبط کر چکی تھی

"عنایہ۔۔عنایہ۔۔۔میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں۔۔"وہ خوشی میں جو کچھ ہوا تھا سب بھول گیا اور مسکراہٹ کے ساتھ اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا

"چلو۔۔۔تم خوش ہو ناں۔۔۔تو میں بھی خوش ہوں۔۔"طمانت کے ساتھ اس نے ضرغام کو دیکھا

"میرا ہمیشہ سے ڈریم تھا کہ میں فلم میں کام کروں۔۔۔اور تم نہیں جانتی کہ تم نے اس فلم کی کاسٹ میں میرا نام ڈال کر مجھ پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔۔"

"اور وہ بھی ایک ہیرو کے طور پر۔۔۔" عنایہ نے فوراً ٹوکا

"ہاں ہاں۔۔ہیرو کے طور پر۔۔۔تھینک یو۔۔۔تھینک یو سو مچ عنایہ۔۔تم نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہمیشہ میری ہیلپ کی ہے۔زندگی کو پانے میں تم نے جتنا ساتھ دیا اتنا تو شاید کسی اپنے نے بھی نہیں دیا۔۔"وہ خوشی میں اس کے احساس جتلا رہا تھا

"بس بس۔۔اب بس۔۔" اس کے جذبات کو ٹھہراؤ دیتے ہوئے کہا

"لیکن۔۔۔" اس کے بہار سے کھلے چہرے پر ایک دم خزاں نے قدم جمانے شروع کر دیئے۔

"لیکن کیا؟"عنایہ کو کھٹکا سا ہوا

"اور یہ جو حرکت تم نے ابھی کی تھی۔اُس کا اس پروجیکٹ سے کیا تعلق؟" اس کے کانوں میں عنایہ کہ وہ الفاظ گونجنے لگے جو اس نے ابھی ابھی کہے تھے کہ وہ اسے تیار کر رہی تھی

"وہ۔۔۔۔" کچھ سوچتے ہوئے اس نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی

"وہ کیا۔؟مجھے بتاؤ؟" اس بار ضرغام کو کھٹکا سا ہوا تھا

"وہ تم خود پیج نمبر سولہ پر دیکھ لو۔۔۔" عنایہ نے یہ کہہ کر آنکھیں چرا لیں۔

ضرغام نے فی الفور ورقے پلٹے اور عنایہ کے بتائے ہو ورق پر پہنچا۔شروع سطر کو

پڑھتے ہی اس کے چہرے کے رنگ فق ہو گئے۔ انگلی پھیرتا جارہا تھا۔ نظریں حرکت کرتی جارہی تھیں۔ شروع سے درمیان اور پھر صفحہ کی آخری سطر تک پہنچا اور پھر اگلا ورق اور پھر اس سے اگلا۔ چہرے پر اڈتی بہار غائب ہو گئی۔ وہی جلال وہی غصہ وہی دبدبہ ایک بار پھر غالب آ گیا

"اور جو لوگ لوگوں کو بے حیائی کی طرف بلاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے"

"ضرغام! برائی کر کے دوسروں کو دیکھانا بھی ایک برائی ہے۔ جس طرح ایک صدقہ جاریہ ہوتا ہے جس سے انسان کو مسلسل نیکیاں ملتی رہتی ہیں اسی طرح کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جو ہمارے جسم سے تو ایک بار سرزد ہوتا ہے مگر اس کا گناہ ہمیں تسلسل کے ساتھ ملتا رہتا ہے۔"

"عنایہ۔۔" اس نے فائل کو ہوا میں اڑادی اور عنایہ کو اپنی طرف کھینچ کر ایک زوردار طماچہ اس کے دائیں رخسار پر رسید کیا

"ضرغام۔۔" ضرغام کے اچانک وار سے وہ نہ بچ سکی اور اس کے قدم بوکھلا گئے

وہ ہکا بکا اسے دیکھنے لگی

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ایسی فلم میں کاسٹ کرنے کی۔۔ جس میں،۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رک گیا

"جس میں کیا ضرغام؟ جس میں کیا؟" اس بار وہ دھاڑی تھی

"جس میں اتنے بولڈ سین ہوں۔۔۔" اس نے حقارت بھرے لہجے میں کہا تھا

"تو اس میں اتنا غصہ ہونے کی کیا بات ہے؟" وہ جھلائی تھی

"تمہیں یہ معمولی سی بات لگتی ہے جو تم ایسے ری ایکٹ کر رہی ہو؟" دونوں کندھوں سے پکڑ کر اس کو جھنجوڑا تھا

"تو اس میں اتنی بڑی بھی کیا بات ہے؟ آج کل سب ایسے سین کر رہے ہیں اور اگر تم بھی کر لو گے تو ایسی کیا بڑی با ہو جائے گی؟" اس نے ضرغام کو سمجھانے کی کوشش کی

"عنایہ۔۔۔ اپنی لمٹ میں رہو۔۔ ایسے گندے فعل کرنے سے بہتر ہے کہ میں ایسی جاب کو لات ماروں۔۔" اس نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تھا

”اس سے بہتر کوئی تمہیں فلم آفر بھی نہیں کرنے والا۔ تمہیں تو شکر منانا چاہئے کہ میں نے ڈائریکٹر سے بات چیت کر کے تمہیں یہ رول دینے پر آمادہ کیا اور تم اس کی ناقدری کر رہے ہو۔۔ شرم تو تمہیں آنی چاہئے“

”مجھے شرم آتی ہے تو اسی لئے اس فلم کو ٹھکرا رہا ہوں۔۔“ اس نے صاف گوئی سے کام لیا

”لیکن آخر برائی کیا ہے ان سین میں؟ سب کرتے ہیں، سب کو معلوم ہے یہ کچھ ہوتا ہے۔۔“ اس نے پیار سے اس کے چہرے کو اپنی طرف کرنے کی ناکام کوشش کی

”ہاں۔۔ یہ سب جانتے ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ ایسا ہوتا ہے مگر یہ سب بند کمرے کی باتیں ہوتی ہیں۔ اور بند کمرے کی باتوں کو اظہار تم جانتی ہو کتنا بڑا گناہ ہے۔ تم مجھے اس گناہ میں شریک کرنا چاہتی ہو۔۔ لیکن میں کبھی تیار نہیں ہونگا۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔ مجھے ایسی فلم نہیں چاہئے جس سے لوگ گناہ سیکھیں اور اس کا وبال مجھ پر آئے۔۔ سنا تم۔۔ نہیں چاہئے مجھے ایسی فلم۔۔“ چیخ چیخ کر اس نے

اعتراف کیا۔

”لیکن یہ بات یاد رکھو اگر تم نے اس فلم کو رد کیا ناں تو نہ صرف اس فلم سے ہاتھ دھو بیٹھو گے بلکہ لازوال بھی تم سے چھین لیا جائے گا۔۔ تمہارا سارا کریئر ایک منٹ میں ختم ہو جائے گا۔ یہ مت بھولو میں تمہیں اس فیلڈ میں لائی ہوں تو اس فیلڈ سے نکال بھی سکتی ہوں۔۔۔“

”مجھے دھمکی دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔“

”یہ دھمکی نہیں ہے میں کر کے دیکھاؤں گی۔۔۔“ اس نے چیلنج کیا

”ہمت ہے تو چھین لو مجھ سے میرا کریئر۔۔۔ لیکن تم کیا چھینو گی میں خود تمہارے اس دیئے گئے کریئر پر تھوکتا ہوں۔۔“ اس نے حقارت بھری نگاہوں سے عنایہ کو دیکھا تھا۔

”ضرغام۔۔“ وہ چلائی

”چلاؤ مت۔۔“ وہ دھاڑا

”تم پچھتاؤ گے۔۔“ عقابی نظروں سے اسے گھورا

"پچھتاتا وہ ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔۔ اور میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر مجھے پچھتاوا ہو۔۔۔" اس نے گھورتے ہوئے کہا

"یہ تو وقت بتائے گا۔۔" چٹکی بجاتے ہوئے چیلنج کیا

"دیکھیں گے۔۔۔" حقارت آمیز لہجے میں کہتا ہوا وہ وہاں سے چلا آیا



"عندلیب مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔۔" عندلیب ابھی ابھی باہر سے آئی تھی۔ جسے حجاب نے کچن سے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے فوراً کچن نے نکل کر باہر ٹی وی لاؤنج میں آ گئی

"کیا ہے؟" اس نے بے رخی سے جواب دیا

"وہ آپ کے اور انمول کے درمیان جو مس انڈرسٹینڈنگ چل رہی ہے وہ۔۔۔" حجاب ابھی اپنا جملہ آدھا ہی کہہ سکی تھی کہ عندلیب نے مداخلت کی

"اوہ۔۔!! بات تم تک پہنچ گئی اب۔۔۔" اس نے تمسخرانہ کہا تھا

"عندلیب۔۔۔ حالات کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔۔ وہ تمہارا شوہر ہے" پہلی بار وہ عندلیب سے دھیمے لہجے میں بات کر رہی تھی۔ وجیہہ کی باتوں نے اس کے دل میں گھر کر لیا تھا۔ وہ انہی پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی

"مجھے سمجھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔۔ آئی بات سمجھ میں۔۔۔" وہ اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بے رخی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی

"عندلیب اگر تم ہی کچھ نہیں سمجھو گی تو پیچیدگیاں مزید بڑھیں گی۔۔ رشتے مزید الجھے گیں۔۔" وہ اس کا پیچھا کرتے ہوئے مسلسل اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ سننے کو تیار ہی نہیں تھی۔ پاؤں پٹختی ہوئی کمرے کی طرف جا رہی تھی

"عندلیب۔۔" اس نے اُس کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر اس نے اتنے برے طریقے سے جھٹکا کہ حجاب اپنا توازن کھو بیٹھی اور گرنے ہی والی تھی کہ انمول نے اسے بچا لیا۔

"عندلیب۔۔۔" وہ غصے میں غرایا تھا

"اب اس کی خاطر تم مجھ پر غصہ کرو گے۔۔" پلٹ کر جواب دیا۔ اتنے میں علی

عظمت اور رضیہ بیگم بھی اپنے کمرے سے باہر آ گئے

"بات اس کی نہیں صحیح اور غلط کی ہو رہی ہے۔ یہ تمہیں سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے اور تم اسی کو دھکا دے رہی ہو۔۔" حجاب کا بری طرح ہانپ رہی تھی

"انمول۔۔۔اس دو ٹکے کی لڑکی کی خاطر تم مجھ سے الجھ رہے ہو؟" وہ انمول کو آنکھیں دیکھانے لگی

"یہ دو ٹکے کی لڑکی میری بیوی ہے۔۔۔" وہ غصے میں دھاڑا تھا مگر اس دھاڑنے کی آواز حجاب کے لئے انتہائی شیریں تھی۔ اس کا سانس بحال ہونا شروع ہو گیا۔ اس نے ایک کشش کے ساتھ انمول کے چہرے کی طرف دیکھا۔ علی عظمت اور رضیہ بیگم کے چہرے پر بھی خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ رضیہ بیگم نے ایک مسکراہٹ کے ساتھ علی عظمت کی طرف دیکھا

"آئندہ اپنی لمٹ میں رہنا۔۔"چٹکی بجاتے ہوئے اس کو چیلنج کرتے ہوئے کہا تو وہ دہکتی آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

"ان۔۔" وہ ابھی اس کا نام پورا ابھی نہیں لے پائی تھی کہ وہ بھی بنا اس کی طرف

دیکھے چلا گیا مگر اس بار اس کی بے رخی نے اسے دکھ نہیں پہنچایا۔ اس کی بے رخی میں بھی ایک عجیب سی کشش تھی۔ ایک عجب سا احساس پنہاں تھا۔ جسے وہ محسوس کر رہی تھی۔

"پھپو۔ آپ۔۔۔نے دیکھا۔۔" رضیہ بیگم کے پاس آ کر وہ ہکلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہاں بیٹا۔۔ دیکھا۔۔"اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انہوں نے تائید کی تھی

"دیکھنا آج تو صرف زبان سے اقرار کیا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب دل سے بھی وہ تمہیں اپنی بیوی مان لے گا۔۔"حجاب کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے علی عظمت میں نے کہا تھا۔



"امی ٹھیک کہتی تھیں میں جس راہ پر گامزن ہوں وہ صحیح نہیں ہے۔ اُس راستے پر صرف شر ہے صرف شر۔ اس راستے پر چلنے سے صرف کانٹے ہی ملتے ہیں۔ برائی

ہی ملتی ہے۔ نیکی کا راستہ ہی انسان کے لئے فلاح کا راستہ ہے۔ دنیا میں ہر شے کو زوال ہے۔ کوئی مقام ایسا نہیں جس کو زوال نہ ہو اور میں۔۔۔ میں پاگل اس مقام کو پانا چاہتا تھا جو لازوال ہو۔ کیوں بھول گیا تھا کہ ایسا لازوال تو صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ صرف خدا کی شان کو عروج حاصل ہے۔ اس کے علاوہ جس کو وہ چاہے عروج بخشے جس کو چاہے زوال کے کنویں میں دھکیل دے۔" وہ لان میں ٹہلتا ہوا مسلسل سوچ رہا تھا

"انسان کو لازوال صرف سنت رسول ﷺ ہی بنا سکتی ہے۔ صرف خدا کے احکام اور رسول کی سنتیں ہی وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے انسان کو دوام ملتا ہے۔ فلاح ملتی ہے ورنہ دنیا میں کوئی شے ایسی نہیں جو انسان کو عروج بخشتی ہے۔" خراماں خراماں قدموں سے ٹہلتے ہوئے اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے اس کے بال اٹکھیلیاں کر رہے تھے۔ شرٹ بھی ہوا کے پروں پر سوار جھوم رہی تھی۔ پتوں کی سرسراہٹ کانوں میں ایک عجیب سا رس گھول رہی تھی۔ آج پہلی بار وہ اپنے ضمیر کی آواز سن

رہا

"انسان جب ضمیر کی آواز سنتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ اس نے کیا برا کیا ؟ کیا اچھا؟ انسان کا سب سے بڑا جج خود اس کا ضمیر ہے۔ اگر انسان اپنے ضمیر کی سن لے تو اسے کبھی کسی دوسرے کی سننی نہیں پڑتی۔ انسان کو اپنی غلطیوں کا احساس دلانے کے لئے اس کا ضمیر ہی کافی ہوتا ہے۔" رضیہ بیگم کی نصیحت آج اسے سمجھ آ رہی تھی

"خواہشوں کی تکمیل کبھی نہیں ہوتی۔ ایک خواہش مکمل نہیں ہوتی دوسری پروان چڑھنے لگتی ہے۔ انسان کی خواہشیں صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔" بچپن میں اکثر شگفتہ بی بی اس کو اپنی گود میں لئے اسے نصیحتیں کرتی رہتی۔ وہ خاموشی سنتا رہتا۔ اس وقت کہاں سمجھ تھی اور جب سمجھ آئی تو دنیا میں اتنا محو ہو گا کہ سوجھنے بوجھنے کی صلاحیت ہی مفلوج ہو کر رہ گئی

"ضرغام انسان کی کامیابی صرف نماز میں ہے۔ انسان کو اگرچہ یہ نماز گراں گزرتی ہے مگر یقین جانیے نماز گراں نہیں ہے اُن لوگوں کے لئے جنہیں اللہ سے

ملنے کی امید ہے۔ اور آپ ہمیشہ سے عروج کو پانا چاہتے ہیں اور اسی عروج کی خاطر آپ اپنی ہر حدوں کو پار کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ضرغام انسان کا عروج تو نماز میں پنہاں ہے۔ آپ نے نہیں سنا کہ نماز کو مومن کی معراج کہا گیا اور آپ جانتے ہیں کہ معراج کا مطلب عروج ہے۔ بظاہر انسان اپنی پیشانی کو اپنے رب کے سامنے جھکاتا لیکن اس عاجزی کے بدلے اللہ پاک انسان کو جو عروج بخشتا ہے اس کا اندازہ انسان کی سوچ لگا ہی نہیں سکتی۔۔" وجیہہ کی باتیں آج اسے سمجھ میں آ رہی تھیں۔ بادلوں نے آسمان کو ڈھکنا شروع کر دیا۔ چاند کی چاندنی آہستہ آہستہ اپنے ماخذ کی طرف سمٹ گئی۔ اس نے ایک نظر آسمان کی طرف اٹھائی

"شیطان ہمیشہ انسان کے پاس چار راستوں سے آتا ہے۔ آگے سے پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں غرض ہر طرف سے شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے تیار ہے لیکن دو سمتیں ایسی ہیں جہاں سے وہ کبھی حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ یہی دو سمتیں انسان کو اپنے رب سے ملا دیتی ہیں۔ انہی دو سمتوں سے انسان کو اپنے رب کی رحمت ملتی ہے۔ ایک سمت نیچے ہے اور ایک سمت اوپر ہے۔ یعنی انسان جب اپنے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

گناہوں پر نادم ہو کر اس کے آگے سجدہ ریز ہوتا۔ اپنی پیشانی کو اس کے آگے جھکاتا ہے تو اس کی رحمت دوڑ کر اپنے بندے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اور جب انسان امید کے ساتھ اوپر کی طرف دیکھتا ہے تب بھی انسان کو نجات کی راہ مل جاتی ہے۔ یہ دو سمتیں ان چاروں سمتوں پر حاوی ہیں جہاں سے شیطان انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔" بظاہر اندھیرا اپنے جوبن پر تھا۔ ہر شے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی مگر اس اندھیرے میں بھی اسے روشنی کی کرنیں صاف نظر آ رہی تھیں۔ رات کی سیاہی میں بھی اس کا چہرہ منور تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے آسمان کی طرف چہرہ کئے ہوئے تھا۔ ٹپ ٹپ بوندیں اس کی آنکھوں سے گرنے لگیں۔ پلکوں پر چمکتے آنسو بوندوں سے مل گئے۔ آنکھیں کھول کر اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک کے بعد ایک بوند اس کے چہرے کو بوسہ دینے لگی۔ دونوں ہاتھوں کو کھول کر اس نے فضا کو اپنے اندر سمونے کی کوشش کی۔ ہوا میں اس کا وجود لہرا رہا تھا۔

"انسان جب اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور اس کے آگے سر بسجود ہو کر اپنے

گناہوں کی معافی مانگتا ہے تو اس کے اندر سے ہر قسم کا میل دور ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو آسمان پر اڑتے ان پرندوں کی طرح محسوس کرتا ہے جو ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اپنا رخ موڑ لیتے ہیں۔" بارش نے اس کے پورے وجود کو گیلا کر دیا تھا۔ آسمان پر بجلی چمک رہی تھی۔ اندھیری رات میں ہو روشنی کا چراغ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ وہ آہستہ آہستہ زمین بوس ہوتا گیا۔ ہوا میں لہراتے ہاتھ آہستہ آہستہ سمٹتے چلے گئے۔ پنجوں کے بل وہ گھاس پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر تھے۔

"اللہ مجھے معاف کر دے۔۔" آنکھوں کے آنسو بارش کے قطروں میں بھی اپنی شناخت بر قرار رکھے ہوئے تھے۔ بھیگی آنکھوں کا وجود بارش میں بھی اپنی حیثیت رکھتا تھا

"میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں۔۔ مجھے معاف کر دے۔" دل کی آواز فضاؤں میں گونج رہی تھی۔ درختوں کے پتے جھڑ کر اس کے وجود کو چھو رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بھی اس کے جسم سے مس ہو کر اپنے آپ پر فخر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

محسوس کر رہے ہوں

"میں اپنے کئے پر نادم ہوں۔۔ شرمندہ ہوں۔۔۔" بارش کے قطرے اور موتی نما آنسو دونوں گھاس پر گر رہے تھے۔ بظاہر دونوں کی اصل ایک تھی۔ مگر دونوں کی حیثیت الگ تھی

"میں بھٹک گیا تھا۔۔ سیدھے راستے سے۔۔۔ تیرے بتائے ہوئے راستے سے۔۔" چمکتا ہوا موتی اب آہستہ آہستہ پگھل رہا تھا۔ بارش کی بوندیں اس کے وجود کو تحلیل کر رہی تھیں

"میں واپس آنا چاہتا ہوں مجھے قبول فرما لے۔۔۔" اس کے پورے وجود پر ایک رقت طاری تھی۔ جھکا ہوا سر اپنی اوقات بتا رہا تھا۔ اپنے آقا کی بڑائی بیان کر رہا تھا۔ بارش تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ ہوا کے جھونکے درختوں کو جھومنے پر مجبور کر رہے تھے مگر اس کا وجود ساکت تھا۔ کوئی جنبش نہ تھی مگر اس سکوت میں بھی اس کے چہرے پر ایک طمانت تھی۔

☆ ☆ ☆

قسط نمبر 5 (آخری قسط)

''کہاں جا رہی ہو؟'' انمول کی آنکھ کھلی تو عندلیب کو ڈریسنگ کے سامنے تیار ہوتے ہوئے پایا۔ اس نے وال کلاک پر نظر دوڑائی تو وہ گیارہ بجنے کی نوید سنا رہا تھا۔ وہ آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ بیٹھا اور یک ٹک عندلیب کی جانب دیکھ رہا تھا

''فہیم کا فون آیا تھا۔ آج ہم دونوں کالج جا رہے ہیں۔۔'' لپ لوزر لگاتے ہوئے اس نے بے نیازی سے کہا

''میں بھی چلتا ہوں۔۔'' لحاف کو سرکا کر اس نے اٹھنا ہی چاہا تھا کہ عندلیب جھٹ پلٹی

''تمہیں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔'' برق رفتاری سے کہا

''مگر کیوں؟'' اس نے استفہامیہ انداز میں عندلیب کی طرف دیکھا

''تم ایسے ہی بوریت محسوس کرو گے۔۔۔ ہم دونوں اپنی باتیں کریں گے یا پھر تم سے۔۔'' کہہ کر وہ پلٹی اور دوبارہ میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئی

''کچھ نہیں ہوتا۔۔'' وہ اٹھا اور وارڈروب سے اپنا ڈریس نکالا

''کہا ناں! کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں جانے کی۔۔ سمجھ نہیں آتی۔'' اس کے لہجے میں روکھا پن واضح تھا

''تمہیں میرے ساتھ جانے میں پرابلم ہے یہ پھر تم دونوں کے درمیان میرے ہونے سے۔۔'' اس نے غصے میں ڈریس بیڈ پر پھینک دیا۔

''تمہارا جو دل چاہے سمجھو۔۔۔ مگر میری جان چھوڑو۔۔'' پلٹ کر اس نے عقابی نظروں سے انمول کی طرف دیکھا اور پھر پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

* * * *

''ضرغام۔۔ جانا ضروری ہے کیا؟'' پیکنگ کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ ناجانے کیوں اس کا دل اندر ہی اندر سے اسے کہہ رہا تھا کہ ضرغام کو جانے سے روک لے۔ ایک خوف تھا جو اسے اندر ہی اندر سے پریشان کئے ہوئے تھا

''جانا ضروری ہے۔۔'' وارڈروب سے اپنے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھ دیئے۔

چہرے پر انتہا کی سنجیدگی تھی۔ ابھی تک اس نے اپنے دل کا حال وجیہہ کے سامنے نہیں رکھا تھا۔ کچھ دن اکیلے رہ کر وہ اپنے دل کا حال اپنے رب کے سامنے بیان کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے بنا کسی کو بتائے اس نے عمرہ کا سامان سفر باندھا تھا۔ گھر سے کسی اپنے کو ملنے کا کہہ کر وہ وہاں جا رہا تھا۔ وہ اپنا ہی تو ہے۔ خدا کا گھر ہر مسلمان کا اپنا ہی تو ہوتا ہے۔ وہ بھی اسی اپنے گھر میں جا رہا تھا جہاں دلوں کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔

"لیکن اچانک؟" وہ ضرغام کے دل کے حالات سے تو واقف نہ تھی مگر جو دیکھ رہی تھی اس کی بنا پر ایک ڈر اس کے دل میں کھٹک رہا تھا۔

"دنیا میں ہر کام اچانک ہی تو ہوتا ہے۔۔" ایک طمانت بھری نگاہ اس نے وجیہہ کے چہرے پر ڈالی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔" کچھ سوچتے ہوئے اس نے بجھے دل سے کہا تھا۔ پیکنگ کرنے کے بعد اس نے ایک نظر ضرغام پر ڈالی جو رسٹ واچ باندھ رہا تھا

"دیکھائیں۔۔ میں باندھ دیتی ہوں۔۔" اپنے ہاتھوں سے اس کی کلائی میں واچ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

باندھنے لگی۔ آنکھوں میں ایک عجیب سا ڈر ضرغام کی آنکھوں سے چھپ نہیں پایا

"تم اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہو؟" اس نے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اس کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اوپر کیا۔ جھکی نظروں نے ضرغام کو دیکھا تو ان میں پانی تیرنے لگا

"یہ کیا ان آنکھوں میں آنسو۔۔" پہلی بار اس نے اپنے گرم ہاتھوں کے انگوٹھوں سے اس کے آنسو کو پونچھا۔ اس کے چھونے کی دیر تھی کہ دل میں ایک سکوت اتر گیا

"تم خود ہی تو کہتی ہو جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے۔ میرا جانا ضروری ہے مگر دیکھنا میرا جانا ہمارے رشتے کو مزید مضبوط کر دے گا اور میری واپسی تمہارے لئے ایک نعمت ہو گی۔۔" ضرغام کی باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتی جا رہی تھی

"یہ میرا وعدہ ہے کہ اب تمہیں کوئی تکلیف نہیں دونگا۔۔" اس کی آواز میں عجب مٹھاس تھی مگر نہ جانے کیوں ڈر تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اُس

نے رسٹ واچ پر نگاہ دوڑائی تو جانے کا وقت ہو چکا تھا

"جانے کا وقت ہو گیا ہے۔۔" اس کی آواز بھی بھر آئی تھی مگر وہ اپنے جذبات کو کنٹرول کرنا جانتا تھا۔ نرمی کے ساتھ اس نے اپنا ہاتھ اس کے رخسار پر پھیرا اور پھر سوٹ کیس اٹھا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ کچھ دیر اس کی راہ کو تکنے رہنے کے بعد وہ بھی باہر کو چل دی۔ ایک ایک قدم اٹھانے کے لئے اسے جتنی جہد کرنی پڑ رہی تھی۔ یہ صرف وہی جانتی تھی۔ آگے دیکھا تو اسے نیچے ٹی وی لاؤنج میں پایا اور خود کو پہاڑ پر کھڑے ہوئے پایا۔ ایک ایک سیڑھی اس کے لئے پل صراط تھی۔ وہ سہارا لیتے ہوئے نیچے اتر رہی تھی۔ شگفتہ بی بی اپنے ہاتھوں سے اس کو پیار کر رہی تھی

"خیال رکھنا اپنا۔۔ اور کھانا وقت پر کھانا۔۔" بچوں کی طرح وہ نصیحت کر رہی تھی مگر یہ نصیحت آج اس گراں نہیں تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ آج اس جیسی کئی اور نصیحتیں کی جائیں وہ ان کو سننا چاہتا تھا۔ ان پر عمل کرنا چاہتا تھا

"جی امی۔۔" اس نے پیار سے اُن کے ہاتھوں کو چوما تھا۔ یہ دیکھ کر شگفتہ بی بی کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

آنکھیں بھر آئی تھیں۔ انہوں نے جھٹ ضرغام کو اپنے گلے لگا لیا۔ ایسا لگ رہا تھا۔ جس وقت کا انہوں نے اتنا عرصہ انتظار کیا، وہ پل آ گیا ہے۔ ان کا بیٹا، ان کے پاس ہے۔ وہ بیٹا جو ان کا اپنا تھا۔ ان کا کہا مانتا تھا۔ ممتا کی تشنگی تھی کہ بجھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ بھی ان کے پاس کھڑی آنکھوں میں اشک سموئے ہوئے تھی۔

"اب چلتا ہوں۔۔" آہستہ سے پیچھے ہٹا اور ایک نرم گرم نگاہ وجیہہ کے وجود پر ڈالی تو جیسے اس کے بکھرے وجود کو کنارہ مل گیا۔ اس کی خاموش نگاہوں نے اسے وہ کچھ کہہ دیا جو شاید وہ بول کر بھی نہیں کہہ سکتا تھا

"اچھا پھر اب میں چلتا ہوں۔۔" آگے بڑھ کر اس نے ابھی اپنا سوٹ کیس ہی اٹھایا تھا کہ مضبوط قدموں کی آوازوں نے سب کو دروازے کی طرف دیکھنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے ہاتھ سے سوٹ کیس پھسل گیا۔ ایک زوردار آواز پیدا ہوئی۔ وجیہہ کی نظریں بھی کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ شگفتہ بی بی بھی یک ٹک دروازے کی طرف دیکھتی جا رہی تھیں۔ تین آدمی بغیر اجازت کے گھر میں داخل

ہوتے جارہے تھے۔ تینوں سے سیاہ شرٹ اور خاکی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ ایک کے ہاتھ میں چھری اور ایک کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں تھی۔ تیسرا آدمی ان کا افسر معلوم ہوتا تھا۔ وہ خالی ہاتھ بس سب چیزوں کو گھورتا جارہا تھا

"جج جی آپ۔۔" ضرغام نے ہکلاتے ہوئے کہا تھا

"آپ ہی مسٹر ضرغام عباسی ہیں؟" اس افسر نے تصدیق چاہی تھی

"جی میں ہی ضرغام عباسی ہوں۔۔" غیر یقینی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے جواب دیا

"آپ کو گرفتار کیا جاتا ہے۔۔!!" یہ آواز صوراسرافیل کی مانند تھی۔ وجیہہ کی تو جان ہی نکل گئی۔ ایک ایسا دھچکا لگا کہ وہ صوفے سے ہی جا ٹکرائی۔ اسے اپنی سماعت پر یقین ہی نہیں� آرہا تھا۔

"کیا کہا آپ نے؟" شگفتہ بی بی نے بھی غیر یقینی طور پر استفسار کیا تھا

"مسٹر ضرغام عباسی کو گرفتار کیا جاتا ہے۔۔" اس نے ایک بار پھر کہا اور اپنے سے پیچھے کھڑے حوالدار کو آنکھوں سے اشارہ کیا تو وہ آگے بڑھا اور ضرغام کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنانے لگا۔ ضرغام تو جیسے اپنے ہوش ہی کھو بیٹھا تھا۔ غیر یقینی طور پر وہ سب کو دیکھتا جارہا تھا

"مگر کیوں کر رہے ہیں آپ میرے بیٹے کو گرفتار؟ آخر کیا کیا ہے اس نے؟" شگفتہ بی بی نے سخت لہجے میں استفسار کیا تھا۔

"آپ کے بیٹے کے خلاف زیادتی کی ایف آئی آر کٹوائی گئی ہے۔۔۔" اس ایک جملے نے دوسری بار صوراسرافیل کا کام کیا تھا۔ وجیہہ کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ ایک پل کے لئے نہ ہی وہ کچھ دیکھ سکی تھی اور نہ ہی کچھ سن سکی تھی۔ شگفتہ بی بی کے پاؤں تلے سے تو جیسے کسی نے زمین ہی چھین لی ہو۔ اپنے آپ کو خلا میں کھڑا ہوا محسوس کر رہی تھیں۔ ضرغام اس کی تو حالت ہی ناقابل بیاں تھی۔ حوالدار اس کو ہتھکڑیاں پہنچا چکا تھا۔

"مس عنایہ نے ان کے خلاف زبردستی کرنے کی ایف آئی آر کٹوائی ہے۔" اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے غیر یقینی طور پر اپنا ہاتھ اٹھا کر دیکھا تو ہتھکڑی میں جکڑا ہوا پایا

”نن نن نہیں۔۔۔یہ جھوٹ ہے۔۔“ شگفتہ بی بی نے زیر لب کہا تھا

”دیکھئے۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔میرا بیٹا ایسا گھناؤنا کام نہیں کر سکتا۔۔“

شگفتہ بی بی ان کے سامنے آہ وزاری کر رہی تھی مگر ان سب کا کوئی فائدہ نہیں تھا

”دیکھئے ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔مِس عنایہ ہمارے پاس خود آئی تھیں اور انہوں نے بذات خود مسٹر ضرغام عباسی کے خلاف یہ ایف آئی آر کٹوائی ہے۔ہمیں اپنا کام کرنے دیں۔۔“ وجیہہ پر ایک ایک لفظ پہاڑ بن کر نازل ہو رہا تھا۔وہ پھٹی آنکھوں سے ضرغام کی طرف دیکھ رہی تھی۔شک دل میں جنم دے رہا تھا

”آپ کا یوں اچانک کیسے پلان بنا آوٹ آف کنٹری جانے کا؟“ اپنا ہی سوال اس کے لئے وبال جان بن گیا تھا۔بار بار ایک جملہ اس کے ذہن میں ہتھوڑے مار رہا تھا

”وقت کا تقاضا ہے کہ میں کچھ عرصہ کے لئے یہاں سے چلا جاؤں۔۔۔“

”وہ جانا چاہتا تھا مگر کیوں؟اس لئے۔۔“ دل و دماغ کی جنگ چھڑ گئی

”نہیں وہ ایسا نہیں ہے۔۔۔“ دل کہہ رہا تھا

”پھر اچانک جانے کی کیا ضرورت تھی بھلا؟“ دماغ کہہ رہا تھا

”میرا یقین کرنے کی کوشش کرو وجیہہ۔۔۔یہ سب سچ نہیں ہے۔یہ سب فریب ہے۔“ضرغام کی خاموش نگاہیں اس کے سامنے منتیں سماجت کر رہی تھیں۔

”تو پھر سچ کیا ہے؟“ اس کا دل بار بار پوچھ رہا تھا مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پاتا اسے وہاں سے لے جایا جا رہا تھا

”لے چلو اس کو۔۔۔“حوالدار نے زبردستی اسے گھسیٹنا شروع کر دیا۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے سات جا رہا تھا مگر اس کی نگاہیں وجیہہ کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

”مت لے کر جاؤ۔۔میرے بیٹے کو۔۔۔وہ ایسا نہیں کر سکتا۔۔“ممتا صفائی دے رہی تھی مگر اس کی شنوائی نہیں ہو رہی تھی

”چلو۔۔۔“ افسر باہر چلا گیا۔اس کے پیچھے پیچھے دونوں حوالدار بھی ضرغام کو گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے۔شگفتہ بی بی آہ و بکا کرتی رہ گئیں

"رکو۔۔۔کوئی تو روکو۔۔" وہ دوڑتی ہوئی وجیہہ کے پاس آئیں

"وجیہہ روکو انہیں۔۔۔کہو ان سے کہ ضرغام ایسی گھناؤنی حرکت نہیں کر سکتا۔۔۔" وجیہہ بت بنی ان کی باتیں سنتی رہی مگر اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی

"کچھ تو بولو۔۔۔" اس کو جھنجوڑتے ہوئے شگفتہ بی بی نے کہا تھا تبھی انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو ضرغام کو لے جایا جا چکا تھا۔وہ بھاگ کر دہلیز کے پاس گئیں

"ضرغام۔۔۔۔" چیخ کر کہا اور پھر آہستہ آہستہ زمین بوس ہوتی گئیں

"امی۔۔" وجیہہ شگفتہ بی بی کی حالت دیکھ کر ان کی طرف لپکی۔اتنا بڑا صدمہ وہ برداشت نہ کر پائی تھیں۔درد کی ایک لہر ان کے جسم کے بائیں حصے میں سرایت کرنے لگی

"امی۔۔" وہ ہکلاتے ہوئے ان کے چہرے کو تھپتھپا رہی تھی۔مگر ان کی آنکھیں مسلسل بند ہوتی جا رہی تھیں

* * * *

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ایمرجینسی وارڈ سے باہر رضیہ بیگم حوصلہ دے رہی تھیں مگر اس کی پریشانی تھی کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

"بیٹا حوصلہ کرو۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" رضیہ بیگم کی آنکھوں سے بھی اشک جاری تھے

"امی۔۔۔" روتے ہوئے وہ ان کے گلے لگ گئی تبھی وارڈ کا دروازہ کھلا

"ڈاکٹر۔۔امی ٹھیک تو ہے ناں۔۔" وجیہہ ان کی طرف لپکی مگر اس ڈاکٹر کے چہرے پر ایک تاسف تھا

"دیکھیے۔۔ہم نے پوری کوشش کی مگر۔۔۔" نفی میں سر ہلاتے ہوئے وہ آگے بڑھ گئی

"نہیں۔۔۔" یہ کہتے ہوئے وہ وہ دروازہ کھول کر وارڈ میں گئی تو شگفتہ بی بی اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی۔ غشی ان پر طاری تھی۔ آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔وہ بھاگتے ہوئے ان کے پاس گئی اور ان کے سر پر کپکپاتے ہوئے ہاتھ پھیرنے لگی

"آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔" وہ ایک ایک لفظ ہکلا کر بول رہی تھی

"وجیہہ۔۔" انہوں نے ہکلاتے ہوئے اس کا نام لیا تھا۔

"نہیں امی۔۔زیادہ نہیں بولنا۔۔ابھی آپ آرام کرو۔۔بعد میں جب ٹھیک ہو جائیں گی ناں آپ تب بات کریں گے۔۔" وہ بچوں کی طرح روتے ہوئے کہہ رہی تھی

"وجیہہ مم مجھ سے وعدہ کرو۔۔"انہوں نے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے وجیہہ کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"امی۔۔آپ مت بولیں۔۔"آنکھوں سے اشک جاری تھے۔رضیہ بیگم اور علی عظمت بھی اندر آ گئے

"ضرغام پر کبھی شک نہیں کرو گی۔۔۔اس کا ساتھ دو گی۔۔وہ ایسا کام نہیں کر سکتا۔یہ سب جھوٹ ہے۔۔"وہ گہرے سانس لیتے ہوئے کہہ رہی تھیں

"امی۔۔۔" وہ روتے ہوئے ان کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی

"وجیہہ میں ایک ماں ہوں۔مجھے اپنے بیٹے کی ایک ایک خصلت کا پتا ہے۔میرا بیٹا

بدلحاظ، بدتمیز ہو سکتا ہے مگر بدکردار نہیں۔یہ اس پر بہتان باندھا گیا ہے۔تم مجھ سے وعدہ کرو میرے بیٹے کا ساتھ نہیں چھوڑو گی۔اس بہتان کو اس کے سر سے اتارو گی۔۔اس کی مدد کرو گی"ان کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔ہاتھوں میں بھی لرزش زور پکڑ رہی تھی

"امی۔۔۔یہ وقت ایسی باتیں کرنے کا نہیں ہے۔۔"

"وعدہ کرو مجھ سے۔۔۔میرے بعد اس کا خیال رکھو گی۔۔"سانسیں اکھڑنے کو تیار کھڑی تھیں مگر ایک ڈور انہیں روکے ہوئے تھی

"امی۔۔۔پلز۔۔" آنکھوں سے اشک رواں دواں جاری تھی۔دونوں ہاتھوں سے ان کا ہاتھ تھامے وہ ان کے سرہانے بیٹھی تھی

"وجیہہ۔۔۔و۔۔وع۔۔وعدہ۔۔۔کرو۔۔۔" اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ایک بار پھر کہا

"میں وعدہ کرتی ہوں۔۔"شگفتہ بی بی کی حالت کو دیکھتے ہوئے اس نے بنا سوچے سمجھے اثبات میں سر ہلا دیا۔شاید ان کی سانسیں یہی سننے کے لئے اٹکی ہوئی تھیں یہ

لفظ سننے کی دیر تھی کہ ہاتھ ہوا کے پروں پر سوار ہو کر ان کے سینے پر آ گرا۔ پورا جسم بے جان ہو گیا

"امی۔۔۔" وہ چلائی تھی مگر آواز ان تک پہنچنے سے قاصر تھی

"بیٹا! حوصلہ کرو۔۔۔" علی عظمت نے وجیہہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا

* * * *

انمول اور عندلیب کے درمیان فاصلے بڑھتے ہی جا رہے تھے۔ انمول نے کئی بار کوشش کی کہ وہ ان فاصلوں کو مٹائے مگر عندلیب ہر بار کچھ ایسی بات کر دیتی کہ فاصلے مٹنے کی بجائے بڑھتے گئے۔ وہ اس قدر اپنی زندگی میں الجھ چکا تھا کہ وجیہہ کی بکھری زندگی کی طرف دیکھنے کا خیال اس کے ذہن میں آیا ہی نہیں۔ صبح سے شام تک وہ صرف اپنے بارے میں سوچتا اپنے اور عندلیب کی الجھی ہوئی ڈوری کو سلجھانے کی کوشش میں رہتا

"کاش! ایک بار تم سمجھ جاؤ عندلیب۔۔۔" آنکھ کھلی تو آج بھی عندلیب کو بستر پر نہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پایا۔ ادھر ادھر دیکھا مگر وہ نظر نہ آئی۔ اس کے چہرے پر ایک تاسف چھا گیا۔ ماضی کی محبت اس کی آنکھوں کے فرد منڈلانے لگی

"وہ وقت ایک بار پھر آ جائے۔۔" لحاف کو سرکا کر اٹھا اور وارڈروب سے سوٹ نکال کر واش روم کی طرف بڑھا۔ اس کا جسم تو یہاں تھا مگر اس کا ذہن کہیں اور ہی تھا۔

"آہ۔۔" ایک چیخ ابھری۔ درد سے کراہنے کی آواز واش روم سے آنے لگی مگر کمرے میں کوئی نہ تھا۔ حجاب کو آنے میں بھی کچھ وقت لگا۔ جلدی سے واش روم کا دروازہ کھولا تو جو دیکھا، وہ دیکھ کر اس کے حواس بکھر گئے۔ اس کے سامنے انمول زمین پر گرا پڑا تھا۔ اس کا پورا وجود تیزاب سے جل چکا تھا۔ وہ چہرہ جس پر کبھی وہ غرور کیا کرتا تھا آج تیزاب میں جھلس رہا تھا۔ ہاتھ پاؤں پر بھی تیزاب تھا

"انمول۔۔۔" اس نے اپنے قدموں کو بچاتے ہوئے انمول کی مدد کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ہاتھ پاؤں چہرے ہر حصے پر تیزاب کے نشانات تھے۔ پورا جسم ایسے کانپ رہا تھا جیسے کوئی مچھلی پانی کے بنا تڑپتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو بہہ

رہے تھے۔ لبوں سے کراہنے کی آواز جاری تھی۔

"انمول۔۔" ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو ایک درد بھری آہ نکلی۔ اس کی آنکھیں بھی آنسو بہانے لگی۔

* * * *

"اے تو نیا آیا ہے ادھر؟" ایک ادھیڑ عمر شخص سنگلوں کے پاس آ کر ضرغام سے محو گفتگو تھا۔

"سنتا نہیں ہے کیا؟" زمین پر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے وہ اپنے ہی خیالوں میں غرق تھا۔ کون کیا کہہ رہا تھا، اسے کچھ علم نہ تھا

"بھائی! سنا ہے اس چھوکرے نے کسی چھوکڑی کے ساتھ لپھڑا کیا ہے۔۔" اس کے پیچھے سے ایک آدمی اپنے دانتوں میں انگلی پھیرتا ہوا باہر کی طرف آیا۔

"ابھے۔۔ کیا کہہ رہا ہے تو؟ اس نے کسی چھوکڑی کے ساتھ۔۔ کیا بات کر رہا ہے۔۔" وہ جیسے اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔ کھلے گریبان کو مزید پیچھے کیا تو اتنی ور سے ہی بدبو کے بھپوکے آنے لگے۔ ضرغام نے حقارت آمیز نگاہ ان

دونوں پر دوڑائی

"اے۔۔ کیا دیکھتا ہے۔ پہلے تو چھوکڑی کے ستاھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے اور پھر اپن کو آنکھیں دیکھاتا ہے" غصے میں آنکھیں دیکھاتے ہوئے وہ غرایا

"نہیں بھائی۔۔ صرف چھیرا چھیری ہی نہیں بلکہ معاملہ اس سے بھی آگے تک ہے۔۔" ان کو تو جیسے ایک نیا موضوع مل گیا تھا۔ دونوں ضرغام کی زندگی کو کرید کرید بیان کر رہے تھے۔ اس کے زخموں کو ہرا کر رہے تھے۔

"کیا بات کر رہا ہے۔۔" مصنوعی انداز میں چوکتے ہوئے اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔ ضرغام اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا

"ہاں بھائی! سنا ہے پوری آئیٹم تھی وہ چھوکری جس کے ساتھ اس نے۔۔" خیالوں میں وہ مزے اڑا رہے تھے

"اے۔۔ جب سچائی کو تمہیں کوئی علم نہیں ناں۔۔ تو تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کسی پر بھی کیچڑ اچھالنے کا۔۔" جب ضرغام کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا تو وہ برق رفتاری سے اٹھا اور سلاخوں کے پاس پہنچ کر جبڑے بھینچتے ہوئے غرایا

"اے چھوکرے۔۔ اپنی اس زبان کو لگام دے۔۔ تو جانتا بھی ہے کس سے بات کر رہا ہے۔۔" ضرغام کا جواب دینا انہیں پسند نہ آیا اور تیوری چڑھا کر وہ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے مگر سلاخوں کے درمیان میں ہونے کے باعث وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے

"اوئے۔۔ اپنی اپنی جگہ پر جا کر بیٹھو۔۔ چلو۔۔" حوالدار نے آکر سب کو حکم دیا اور معاملے کو رفع دفع کروایا

"لگتا امیر زادہ ہے مگر کام تو دیکھو۔۔ ہنہ" پان کی پیک کو اس نے ضرغام کی سلاخوں کی طرف تھوکا۔ آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔

"وجیہہ میرا یقین کرو۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔" وہ زمین بوس ہوتا گیا۔

رف مخمل پر سونے والا آج دھول مٹی سے اٹے ہوئے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ دن میں چار چار بار اپنے آپ کو آئینے میں دیکھنے والے نے آج پچھلے پانچ دنوں سے اپنا عکس تک نہیں دیکھا تھا۔ عکس دیکھتا بھی تو کیسے؟ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ پرچھائی کو بننے کے لئے بھی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے مگر اس کی زندگی سے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

روشنی نکل چکی تھی۔ خاموشی سے نفرت کرنے والا آج خود خاموشی کے سمندر میں دھکیلا جا چکا تھا۔ عروج تک پہنچنے کی تمنا دل میں لئے گھر سے نکلنے والا آج زوال کے گڑھوں میں دھنستا جا رہا تھا۔

"میرا یقین کرو۔۔۔" اس کا لہجہ روہانسا تھا۔ کپڑے گرد سے اٹے ہوئے۔ بال بکھرے ہوئے۔ آنکھیں یادوں میں سوجھی ہوئیں۔ دل غم سے لبریز۔

"میں بدل چکا ہوں۔۔۔" دل ہی دل میں وہ پکار رہا تھا مگر سننے والا کوئی نہیں تھا سوائے رب۔

"جب انسان کو مصیبتیں چاروں اطراف سے گھیر لیں تو صرف ایک ہی ذات اس کو ان مشکلوں سے چھٹکارا دلا سکتی ہے اور وہ ذات صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے۔" شگفتہ بی بی کی نصیحت اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ کسی نے ابھی تک کوئی خبر اس تک نہیں پہنچائی تھی۔

"امی۔۔ آپ تو ماں ہی ناں۔۔ ایک ماں تو اپنے بیٹے کی ہر ہر خصلت سے واقف ہوتی ہے۔ آپ تو میری آنکھوں میں سچائی کو پڑھ لیتیں۔۔" وہ اپنا دکھ اپنے آپ

سے بیان کر رہا تھا۔ اپنے دل میں اپنی ماں کو یاد کر رہا تھا

"امی۔۔ آپ نے تو ہمیشہ اپنی دعاؤں کا سایہ کئے رکھا تو آج کہاں گئی آپ کی دعا؟ آج کیوں آپ کی دعا نے مجھے یہاں سے نکالا؟ کیا آپ بھی مجھے غلط سمجھتی ہیں؟ کیا آپ کو بھی ایسا لگتا ہے کہ آپ کا بیٹا۔۔۔ آپ کا ضرغام۔۔ ایسا گھناؤنا فعل سرانجام دے سکتا ہے۔۔ بتائیں امی۔۔۔" دل روتا جا رہا تھا۔ آنکھیں بہتی جا رہی تھیں مگر امید کی سب کرنیں دم توڑتی چلی جا رہی تھیں

* * * *

"آپ کے شوہر نہیں آئے آپ کے ساتھ؟" لیڈی ڈاکٹر اپنے ہاتھ میں ایک فائل لے کر اپنی چیئر پر آبیٹھی۔

"جی۔۔ وہ یہاں نہیں ہیں۔۔" نہ ہی وہ سچ بتا سکتی تھی اور نہ ہی جھوٹ بول سکتی تھی۔ اُس نے درمیان کی راہ لی مگر چہرے پر ایک عجیب سی سنجیدگی تھی جو وہ چاہ کر بھی چھپا نہیں سکتی تھی

"اگر وہ بھی آپ کے ساتھ آتے تو یہ خبر سناتے وقت مجھے اور بھی خوشی

ہوتی۔۔" اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ جو وجیہہ کے نزدیک بے معنی تھی

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" کوئی تاثر دیئے بغیر اس نے پوچھا تھا

"مطلب یہ ہے کہ اب آپ صرف دو نہیں رہے بلکہ آپ کی زندگی میں اب ایک تیسرا آنے والا ہے۔۔" چہرے پر ہلکی سی کسک کے ساتھ اس نے یہ خوشخبری سنائی تھی۔

"اب آپ کو پہلے سے زیادہ اپنی صحت کا خیال رکھنا ہو گا۔ کسی بھی قسم کی سٹریس سے تو خاص طور پر دور رہنا ہو گا کیونکہ یہ آپ کے لئے اور نئی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے۔۔" وہ اسے نصیحتیں کرتی جا رہی تھی اور یہ خاموشی کے ساتھ اس کے ہلتے لبوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس خبر کو سن کر خوش ہو یا پھر غم کا اظہار کرے۔ یقیناً ایک عورت کے لئے پہلی بار ماں بننا کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا اور اس کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہوتا اور وہ اس کے لئے کہ اس کی دنیا اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کا شوہر اس کے ساتھ ہوتا ہے

لیکن وجیہہ کے ساتھ تو کوئی نہیں تھا۔ حد سے زیادہ شفیق ساس اس دنیا سے کوچ کر چکی تھیں۔ سپنوں کو تعبیر بخشنے والا شوہر جیل کی کالی کوٹھری میں تھا۔ وہ ڈھیلے قدموں کے ساتھ کار تک آئی تھی۔ اپنے جسم کی پوری طاقت لگا کر اس نے دروازہ کھولا تھا۔

"اے خدا! یہ کیسا امتحان ہے۔۔" آنکھیں بند کر کے اس نے ٹیک کے ساتھ سر ٹکا لیا۔ کچھ دیر یونہی سوچتی رہی۔ آنکھوں سے آنسو اشک بن کر بہتے رہے۔

"وعدہ کرو۔۔۔ وجیہہ۔۔۔ وعدہ کرو۔۔" شگفتہ بی بی کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔ اس نے فوراً آنکھیں کھولی اور پیشانی سٹئیرنگ پر رکھی

"بدکردار مرد سوائے بدکار عورت یا مشرک عورت کے (کسی پاکیزہ عورت سے)نکاح (کرنا پسند) نہیں کرتا اور بدکردار عورت سے (بھی) سوائے بدکردار مرد یا مشرک کے کوئی (صالح شخص) نکاح (کرنا پسند) نہیں کرتا" اس کا ہاتھ لاشعوری طور پر موبائل سے ٹچ ہوا تو سورہ النور کی تلاوت کی آواز اس کے کانوں میں شہد گھولنے لگی۔ صرف تیسری ہی آیت پر اسے اپنے سوالوں کا جواب ملنا شروع

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہو گیا۔ اس نے اپنی پیشانی سٹئیرنگ سے اٹھائی اور دلجمعی سے تلاوت سننے لگی

"ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے (مخصوص) ہیں اور پلید مرد پلید عورتوں کے لئے ہیں اور (اسی طرح) پاک وطیب عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے (مخصوص) ہیں اور پاک وطیب مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔۔" بس چھبیسویں آیت تک ہی اس نے تلاوت سنی تھی کہ اس کو اپنے ہر سوال کا جواب مل گیا۔ آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے اس نے کار سٹارٹ کی

"اب مجھے کسی سے کچھ پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ مجھے ہر سوال کا جواب مل چکا ہے۔" وہ سیدھا ضرغام سے ملنے جیل گئی تھی۔ ضرغام وجیہہ کو وہاں دیکھ کر ایک پل کے لئے چونکا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھا۔ پولیس سے معاملات طے کرنے کے بعد اس نے ایک نظر حوالات کی طرف اٹھائی تو ضرغام کی نظروں کو اپنے اوپر مرکوز پایا۔ وہ خراماں خراماں اس کے پاس گئی مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتا۔ وجیہہ کے اس جملے نے اسے تسکین پہنچائی

"میں یہ تو نہیں جانتی کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ مگر اتنا ضرور جانتی ہوں کہ میں

نے آج تک کبھی کوئی ایسا کام سرزد نہیں کیا جو اسلام کے احکام کے منافی ہو۔ ہمیشہ اپنے آپ کو ہر اس برائی سے دور رکھنے کی کوشش کی ہے جس کا قرآن نے حکم دیا ہے۔" وہ خاموشی سے اس کی باتوں کو سنتا جا رہا تھا

"جب میں نے کبھی ایسا کام نہیں کیا پھر بھلا کوئی ایسا مرد کیونکر میرا شوہر بن سکتا ہے جس کا کردار داغدار ہو؟" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تھا۔

"وجیہہ میں بتا نہیں سکتا مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے اس وقت کہ تم نے میری سچائی پر یقین کیا۔۔"

"میں نے آپ کی سچائی پر نہیں بلکہ خدا کے قانون پر عمل کیا ہے۔ مجھے یقین ہے میرا خدا میرے لئے کسی ایسے مرد کو منتخب نہیں کر سکتا جس کا کردار داغدار ہو۔ جس کا جسم ناپاک ہو۔" وہ یہ کہہ کر پلٹی ہی تھی کہ ضرغام نے اس کے ہاتھوں کے سلاخوں کے پیچھے سے پکڑ لیا

"شکریہ!" اس کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے

"جس خدا نے تمہیں مجھ پر یقین کرنے کو کہا ہے دیکھنا وہی خدا تمہارے سامنے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

میری بے گناہی بھی ثابت کرے گا۔۔" پہلی بار اس کی آنکھوں میں عجیب سے چمک وجیہہ نے دیکھی تھی۔ چند دنوں میں ضرغام کی شخصیت کتنی بدل گئی تھی۔ وہ یک ٹک اس کی طرف دیکھتی جا رہی تھی۔

"پرسوں سے آپ کی شنوائی ہے۔۔ دعا کیجئے گا۔۔" اپنی جذبات کو ضبط کرتے ہوئے وہ پلٹی تھی

"مجھے دعا کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ میرے لئے دعا کرنے والی میری ماں ہے" اس کا لہجہ انتہا کا شیریں تھا۔ یہ سننے کی دیر تھی کہ وجیہہ اپنی آنکھوں سے ضبط کھو بیٹھی۔ آنکھوں سے اشک خوش بخود جاری ہو گئے

"اگر اس وقت وہ دعا کرنے والے ہاتھ ہوتے تو آپ یہاں نہ ہوتے۔۔" یہ کہہ کر وہ بھاگتی ہوئی باہر چلی گئی۔ وجیہہ کے ایک جملے نے اس کے حواس گم کر دیئے۔ وہ بے سود کھڑا اس کو جاتا دیکھتا رہا۔ کافی دیر تک صرف وجیہہ کے یہ الفاظ ہی اس کے کانوں میں گونجتے رہے

"اگر اس وقت وہ دعا کرنے والے ہاتھ ہوتے تو آپ یہاں نہ ہوتے۔۔"

"اگر اس وقت وہ دعا کرنے والے ہاتھ ہوتے تو آپ یہاں نہ ہوتے۔۔" ایک کے بعد ایک ضرب لگتی جا رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔" وہ دیوار کے ساتھ جا لگا۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ ایسا لگا جیسے کسی نے آسمان اس کے سر پر لا کھڑا کیا ہو اور وہ زمین میں دھنستا ہی جا رہا ہو۔

"امی۔۔ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتیں۔۔۔ نہیں جا سکتیں۔۔۔" وہ بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ دیوار کے ساتھ اپنے پشت کو گھسیٹتا ہوا وہ زمین بوس ہوتا جا رہا تھا۔ ممتا کے کھو جانے کا خوف ایک پل میں اسے ہراساں کر گیا

"امی۔۔۔۔" آنکھوں سے اشک خود بخود جاری ہو گئے۔

"اگر اس وقت وہ دعا کرنے والے ہاتھ ہوتے تو آپ یہاں نہ ہوتے۔۔" اس کی سمجھ میں اب آیا کہ کیوں وہ اب تک یہاں سے باہر نہیں نکل سکا؟ کیوں اب تک اس کی بے گناہی ثابت نہ ہو سکی؟ کیونکہ آج اس کی ماں نہیں تھی۔ بچپن سے آج تک جب بھی کوئی مشکل پیش آتی۔ اس کی ماں راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کے لئے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

دعائیں کرتی۔ صبح تک وہ مشکل دور ہو جاتی لیکن اس بار ایسا نہیں ہوا۔ چھ دن چھ راتیں گزر گئیں مگر ماں کی دعا نے اثر نہیں کیا۔ وہ انتظار میں رہا مگر انتظار بس انتظار ہی رہا۔ دعا کے لئے اٹھنے والے ہاتھ آج منوں مٹی تلے دفن ہو چکے تھے۔ اس کی ماں اس کو چھوڑ کر جا چکی تھی

"جس دن میں مر گئی ناں۔۔ اس دن یاد کرو گے تم کہ ایک ماں ہوتی تھی جو میرے لئے رات رات بھر جاگتی تھی"

"امی! آپ۔۔ ایسے کیوں چھوڑ کر چلی گئی مجھے۔۔۔" گلوگیر لہجے میں وہ اپنی ماں سے مخاطب تھا۔

"آپ کے ضرغام کو آج آپ کی ضرورت ہے۔ پلیز واپس آ جائیں۔۔ دیکھیں ناں میں سدھر گیا ہوں۔ آپ مجھ سے ہمیشہ یہی کہتی تھی ناں کہ میں اسلام کے مطابق اپنی زندگی گزاروں۔ پانچوں وقت نماز پڑھوں۔۔ سارے روزے رکھوں۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں آج کے بعد ہمیشہ نماز پڑھوں گا۔ کبھی کوئی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔ کبھی آپ کو شکایت کا موقع نہیں دونگا مگر پلیز آپ واپس

آجائیں۔۔یوں چھوڑ کر مت جائیں مجھے۔۔امی۔۔" وہ روتے ہوئے پکار رہا تھا مگر اس کی پکار کالی کوٹھری سے باہر جانے سے بھی قاصر تھی۔صرف اندھیرا تھا جو اس کو چاروں اطراف سے گھیرے ہوئے تھا

"میں ہمیشہ آپ کا کہا مانوں گا۔۔۔جیسا آپ کہیں گی میں ویسا ہی کرونگا مگر پلز واپس آجائیں۔۔اپنے ضرغام کے پاس واپس آجائیں۔دیکھیں آپ مجھے ماریئے گا۔مجھے سزا دیجیے گا۔۔چاہے تو کچھ دن تک مجھ سے ناراض بھی رہئیے گا مگر اس طرح سے تو خفا مت ہوں آپ۔۔" ہاتھ اٹھا کر وہ اپنی ماں کے فریاد کر رہا تھا

"کوئی ماں اپنے بیٹے سے ایسے خفا ہوتی ہے کیا کہ اس کو چھوڑ کر ہی چلی جائے۔۔"روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں مگر آنسوؤں پر بن نہیں بندھا۔یہ بہتے ہی جا رہے تھے۔ایسے میں کب اس کی آنکھ لگ گئی۔اسے علم بھی نہ ہوا

* * * *

رضیہ بیگم اور حجاب سٹول پر بیٹھی اشک بہا رہی تھیں۔علی عظمت کے چہرے سے بھی پریشانی عیاں تھی بس فرق صرف اتنا تھا وہ اپنا دکھ اپنے سینے میں دبائے

ہوئے تھے

"پتا نہیں کس کی نظر لگ گئی ہے میرے بچوں کو۔۔۔"رضیہ بیگم بین کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں

"پھپھو۔۔پلز۔۔روتے نہیں ہیں۔۔دیکھنا۔۔انمول جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔دیکھنا۔۔"حجاب مسلسل رضیہ بیگم کو حوصلہ دے رہی تھی مگر اشک تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

"پہلے وجیہہ کے ساتھ اتنا کچھ ہو گیا اور اب انمول۔۔" وہ مسلسل قسمت کو کوس رہی تھیں۔تبھی چر چراہٹ کی آواز آئی۔سب کی نظریں آپریشن تھیٹر کے دروازے پر جا ٹھہریں

"ڈاکٹر صاحب۔۔اب ٹھیک تو ہے ناں میرا بیٹا؟"رضیہ بیگم نے روہنسا ہو کر پوچھا تھا

"دیکھئے ابھی کچھ بھی کہنا ناممکن ہے۔۔"مضبوط قدم اٹھاتے ہوئے وہ مسلسل آگے بڑھ رہے تھے۔علی عظمت مسلسل ان کا پیچھا کرتے رہے

"لیکن پھر بھی کچھ تو بتائیں انمول ٹھیک تو ہو جائے گا ناں۔۔اس کی اب حالت کیسی ہے ؟خطرے سے تو باہر ہے ناں ؟" ان کی نگاہیں بس ڈاکٹر کے ہونٹوں پر مرتکز تھیں کہ لب ہلیں اور انمول کی صحت یابی کی خبر سنائیں

"دیکھیں۔۔مریض کے جسم کا پچاس فیصد سے زائد حصہ جھلس چکا ہے۔جس بنا پر ابھی کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔۔بس آپ دعا کیجیے۔۔"علی عظمت کی تو جیسے ہمت ہی ٹوٹ گئی۔

"مریض کے جسم کا پچاس فیصد سے زائد حصہ جھلس چکا ہے۔" یہ الفاظ ہتھوڑی کی طرح ان کے سر پر ضرب لگا رہے تھے۔انہوں نے شکست خوردہ نظروں سے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو ہمت مزید جواب دے گئی

"انمول۔۔"رضیہ بیگم روتے ہوئے زمین بوس ہو گئیں۔حجاب بمشکل انہیں سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔مگر اس کی ہمت خود جواب دے چکی تھی

۔عندلیب کو تو جیسے کوئی فکر ہی نہیں تھی۔حجاب پچھلے تین گھنٹوں سے اس کا فون ٹرائے کر رہی تھی مگر وہ مسلسل بند جا رہا تھا۔وجیہہ وہ تو جیسے اپنی ہی زندگی میں

ایسے الجھ چکی تھی کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔اسے علم ہی نہ تھا۔شگفتہ بی بی کے گزر جانے کے بعد رضیہ بیگم اور علی عظمت نے اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ واپس آجائے۔وہاں اکیلے نہ رہے۔ضرغام بھی نہیں ہے جو اس کا خیال رکھے مگر وہ نہ مانی

"لڑکی کا اصل گھر اس کا سسرال ہی ہوتا ہے۔اس کا جینا مرنا صرف اس کا سسرال ہوتا ہے اور مجھے اپنے سسرال سے کوئی گلہ نہیں جو میں اسے چھوڑ کر میکے میں آؤں۔جب تک میں ضرغام اور میری شادی قائم ہے میری شناخت صرف میرا سسرال ہے۔" اس لئے ابھی تک اس کے پاس انمول کی خبر بھی نہیں پہنچی تھی

* * * *

دعائیں انسان کو موت کے منہ سے بھی نکال لاتی ہیں۔یہی حال انمول کے ساتھ ہوا۔کہنے کو تو اس کا پورا جسم جھلس چکا تھا۔چہرے پر مختلف جگہ پر داغ بن چکے تھے مگر دعاؤں نے اس کے چہرے کو مسخ ہونے سے بچالیا۔اس کی روح کو اس کا

جسم چھوڑنے نہیں دیا۔ ایک دن کے مختصر سے وقت میں ہی اس نے تیزی سے ری کور کرنا شروع کر دیا۔

"انمول۔۔" وارڈ کا درواہ کھلا تو وہ پلٹی اور وجیہہ کو دروازے کے ساتھ پایا

"آپی! آپ۔۔۔" حجاب انمول کے بازو میں بیٹھی اس کے ہاتھوں پر لیپ لگا رہی تھی مگر وجیہہ کو دیکھ کر اس کے ہاتھ رک گئے اور وہ دروازے کی طرف بڑھی

"اتنا کچھ ہو گیا اور تم نے مجھے اب بتایا؟" اس نے معمولی سی خفگی کا اظہار کیا اور انمول کی طرف بڑھی۔ اس کے چہرے کے ایک ایک حصے کو بغور دیکھا۔

آنکھوں سے خود بخود اشک بہنے لگ گئے۔ لبوں کو دیکھا، جو کل تک گلابی تھے آج جھلس کر سیاہ ہو چکے تھے۔ بھنوؤں کو دیکھا جو کل تک ایک ادا سے اچکتی تھیں آج بے جان تھیں۔ آنکھوں کو دیکھا جہاں کل تک ایک رعنائی جنم لیتی تھی آج یاس و حسرت کا شکار تھیں۔ بند آنکھوں کے پیچھے چھپے غم کو وہ بآسانی پڑھ سکتی تھی

"آپی! گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ انمول جلد ٹھیک ہو جائیں گے" حجاب نے کندھے پر اپنے ہاتھوں کی پشت رکھی تھی۔

"انمول۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو۔۔" نرم ہاتھوں سے اس نے جیسے ہی اس کے بالوں کو چھوا تو وہ ہلکا سا کراہا تھا

"آپی! ڈاکٹر نے ابھی کسی بھی حصے کو چھونے سے منع کیا ہے۔۔ میں بھی اتنی دیر سے لیپ ہی لگانے کی کوشش کر رہی تھی"

"لیکن کیسے ہوا یہ سب کچھ؟" حسرت کے ساتھ اس نے پوچھا تھا

"پتا نہیں آپی۔۔" حجاب کی آواز بھر آئی تھی

"پتا نہیں سے کیا مطلب؟ تم سب گھر نہیں تھے کیا؟" استفہامیہ انداز میں حجاب کی طرف دیکھا

"آپی گھر تو تھے لیکن انمول عندلیب کے کمرے میں تھا اور جب میں نے انمول کی کراہنے کی آواز سنی تو کمرے کی طرف لپکی مگر وہاں جا کر دیکھا تو۔۔۔" اس دل بھر آیا تھا۔ اس نے حسرت کے ساتھ انمول کی طرف دیکھا جو آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا

"اور عندلیب۔۔ وہ کہاں تھی؟"

"پتا نہیں آپی۔۔۔ کہاں جاتی ہے؟ کب جاتی ہے؟ کسی کو کوئی خبر نہیں۔۔"

"اس کا مطلب ابھی تک اسے کچھ نہیں معلوم؟" وجیہہ کے پوچھنے پر اس نے منفی میں سر ہلا دیا

"اللہ۔۔۔ جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔۔" وہ زیر لب بڑبڑاتی ہوئی انمول کے پاس آ بیٹھی

"کتنی بار سمجھایا تھا ناں تمہیں۔۔ کتنی بار مگر تم نے ایک نہیں سنی۔ ہمیشہ حسن کے پیچھے بھاگتے رہے اور اپنے حسن پر فخر کرتے رہے۔ دیکھا آج یہ حسن تمہیں بھی دھدکار کر چلا گیا۔۔" درد بھرے لہجے میں وہ اسے سمجھا رہی تھی۔ وہ اچھی طرح جانتی کہ وہ اگرچہ آنکھیں بند کئے ہوئے ہے مگر سن سب کچھ رہا ہے۔

"دیکھو! آنکھیں بند کرنے سچائی چھپ نہیں جاتی۔۔ ابھی بھی وقت ہے۔ واپس آ جاؤ۔ دیکھو تمہارے سامنے کتنی زندگیاں ہیں۔۔ سب تم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ کتنا چاہتے ہیں تمہیں۔۔" وہ اسے سمجھا رہی تھی۔ ہلکا ہلکا اس کے بالوں کو سہلا رہی تھی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"دیکھو انمول۔۔ خوبصورتی چہرے کی ہی نہیں ہوتی بلکہ اصل خوبصورتی تو دل کی خوبصورتی ہے۔ جس کا من دوسروں کے کینوں سے پاک ہے۔ اصل خوبصورت تو وہ ہے۔ چہرے کے حسن پر کیا جانا؟ یہ سب عارضی ہے۔ انمول۔۔ چہرے کے حسن کو تو زوال ہو سکتا ہے مگر کردار کے حسن کو نہیں۔۔" یہ سنتے ہی اس کے جسم میں معمولی سی جنبش ہوئی تھی۔ شاید اس کی باتیں انمول پر اثر کر رہی تھیں

"دیکھو انمول۔۔ تمہیں تو زندگی کا سامنا کرنا اچھا لگتا تھا ناں! تم نے تو ہمیشہ زندگی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی تھی پھر آج کیوں سچ سے دور بھاگ رہے ہو۔ میں جانتی ہوں تم جان بوجھ کر آنکھیں بند کئے ہو لیکن کب تک؟ کبھی نہ کبھی تو تمہیں سچائی قبول کرنی ہی ہو گی تو پھر آج کیوں نہیں؟" اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنا شروع کیں تو حجاب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی

"مم مم۔۔" اس نے بولنا چاہا تھا مگر اس سے بولا نہ گیا

"نہیں۔۔ تمہیں اتنے جتن اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے ابھی۔۔" اس نے پیار سے اس کے ماتھے کو بوسہ دیا تو اُس کی آنکھیں بھر آئیں۔ اپنے نرم ہاتھوں سے ا

س نے انمول کے آنسو صاف کیے

"یہ کیا تمہاری آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں۔ اتنے کمزور تم کب سے ہو گئے بھلا۔۔!!" اس کو زندگی کی طرف لانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

"انمول آپ کو پتا ہے پھپو اور پھپا آپ کے لئے کتنا پریشان تھے؟ اب بھی اتنی مشکل سے دونوں کو یہ کہہ کر گھر بھیجا ہے کہ وہ صبح کو آ جائیں۔۔۔ تکلیف آپ پر آئی تھی مگر تڑپے وہ دونوں تھے۔ آپ جانتے ہیں جب تک ڈاکٹر کے منہ سے یہ نہیں سن لیا کہ آپ کی حالت اب خطرے سے باہر ہے دونوں نے صحیح سے سانس بھی نہیں لی تھی۔ ایک سانس خود لیتے اور دوسری کے لئے دعا کرتے کہ وہ آپ کے نصیب میں ہو۔۔" حجاب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

"دیکھا انمول! سب تم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ امی ابو اور حجاب۔۔۔ تم جانتے ہو حجاب جب تمہیں لیپ لگا رہی تھی تو اس کی آنکھوں میں کتنا درد تھا تمہارے لئے۔ میں نے آتے ہی جب تمہیں چھوا تھا تو کراہے تم تھے مگر تکلیف حجاب کو ہوئی تھی۔ انمول یہ مت سمجھنا کہ میں تمہیں عندلیب کے خلاف بھڑکا رہی ہوں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

۔ میں صرف جو سچ ہے وہی کہہ رہی ہوں۔۔" ایک پل کے لئے اس نے توقف کیا

"محبت وہ ہوتی ہے جو آپ کے دکھ میں بھی آپ کے ساتھ ہو۔۔ یہی محبت کی نشانی ہے اور یہی ایک بیوی کی صفت۔" پیار سے اس کے بالوں کو چھوا تو اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

* * * *

بھری عدالت میں وہ کال کوٹ پہنے کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے کچھ فائلیں تھیں۔ اس کے سامنے پروسیکیوٹر وکیل بھی ایک عورت تھی۔ بڑے بڑے نین نقش کی مالک۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی تھی۔ وجیہہ نے اپنے پیچھے دیکھا تو پانچ چھ لوگ بھی کمرہ عدالت میں جمع تھے۔ آپس میں بات چیت ہو رہی تھی۔ اس نے دوبارہ نظریں اپنے سامنے موجود فائلوں پر مرکوز کیں۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے ایک نیلے رنگ کی فائل اٹھائی اور اس کے ساتھ رکھا ہوا پین بھی اٹھایا۔ سرورق کو پلٹا اور پھر پڑھتے کچھ لفظوں کو انڈر لائن کیا۔ اس نے

نظر اٹھا کر دیکھا تو ابھی دس بجنے میں پانچ منٹ بقایا تھا۔ شنوائی کا ٹائم دس بجے کا تھا۔ اتنے میں مضبوط قدموں سے پولیس کے دو جوان ضرغام کو ہتھکڑیاں لگائے کمرہ عدالت میں آئے۔ ضرغام کے آنے کے احساس نے اسے پیچھے مڑ کر دیکھنے پر مجبور کیا۔ ضرغام کی نظریں وجیہہ پر جا کر ٹھہر سی گئیں۔ سفید لباس پر سیاہ کوٹ اور پھر کھلے سیاہ بال اس کی شخصیت کو سب سے ممتاز کر رہے تھے۔ اس کا دل چاہا کہ آگے بڑھ کر کہے کہ اپنے سر کو ڈھانپے مگر اپنے ہی الفاظ اس کے ذہن میں ضرب لگانے لگے

"آج کے بعد میرے سامنے کبھی اپنے سر کو مت ڈھانپنا۔۔۔"

"کیوں کہے تھے اس نے یہ الفاظ۔۔۔؟ آخر کیوں؟" وہ اپنے آپ کو کوستا رہا۔ اسے کٹہرے کی طرف لے جایا گیا۔ وجیہہ نے ایک نظر اُس پر ڈالی اور خاموش نگاہوں سے کئی باتیں کر لیں۔ دل نے چاہا کہ اٹھ کر اس کے پاس چلی جائے مگر اس سے پہلے کہ وہ اپنا ارادہ پایہ تکمیل تک پہنچاتی کمرہ عدالت میں جج صاحب داخل ہوئے۔ سب اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور جج صاحب کے بیٹھنے پر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ نیچے بیٹھے گئے ایک آدمی نے ایک فائل ان کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے فائل کو اٹھایا اور ایک سرسری نگاہ فائل پر دوڑائی اور پھر کمرہ عدالت میں موجود لوگوں کی طرف دیکھا

"کاروائی شروع کی جائے۔۔" جج کی طرف سے اجازت ملتے ہی پروسیکیوٹر صاحبہ برق رفتاری سے اٹھیں

"یور آنر! میرا نام تبسم ہے اور میں مس عنایہ کی طرف سے یہ کیس لڑ رہی ہوں۔ یور آنر! یہ کیس جتنا سادہ ہے اتنا ہی گھناؤنا بھی ہے۔ یہ شخص جو آپ کے سامنے اس کٹہرے میں کھڑا ہے۔ دیکھنے میں جتنا خوبصورت نظر آتا ہے کردار کے لحاظ سے اتنا ہی بدصورت اور گھٹیا ہے۔ سامنے موجود اس شخص نے نہ صرف میری موکل کے ساتھ پیار کا جھوٹا ناٹک کیا بلکہ ایک بیوی کے ہوتے ہوئے بھی جب اس کی خواہش پوری نہیں ہوئی تو اس نے اپنی حوس کا نشانہ میری معصوم موکل مس عنایہ کو بنایا۔۔" اس نے ایک کے بعد ایک الزام ضرغام پر لگانا شروع کر دیئے

"یہ سب جھوٹ ہے جج صاحب!" اپنے غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے وہ زور سے بولی تھی۔ پہلی بار اس کی آواز کی گرج ضرغام نے دیکھی تھی۔

"اوبجیکشن سسپینڈڈ۔۔" جج صاحب نے وجیہہ کو خاموش کروادیا

"تھینک یو یور آنر! جی میں کہہ رہی تھی کہ اس ضرغام عباسی نے پہلے میری موکل کو اپنے پیار کے جھوٹے جال میں پھانسا اور پیار ہی پیار میں اسے اتنے قریب چلا گیا کہ اپنی حدوں کو ہی بھول گیا اور یہاں تک کہ یہ شخص یہ تک بھول گیا کہ آج وہ جو کچھ بھی ہے وہ صرف اور صرف میری موکل کی وجہ سے ہے۔۔" اس نے ایک پل کے لئے توقف کیا اور پھر دوبارہ اپنا موقف پیش کیا

"میری موکل نے نہ صرف اس شخص کو شوبز کی دنیا میں انٹرڈیوس کروایا بلکہ اس کو ایک پہنچان حاصل کرنے میں بھی مدد کی مگر اس شخص نے ان سب احسانوں کا بدلہ ایسے دیا۔۔ کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی۔۔ میری عدالت سے استدعا ہے کہ اس ملزم کو جلد سے جلد مجرم قرار دیا جائے اور ایسی سزا دی جائے جو دوسروں کے لئے نشان عبرت ہو۔" پروسیکیوٹر اپنے لب ولہجے کا استعمال اتنے بارعب

انداز میں کر رہی تھی کہ ایک لمحہ کے لئے وجیہہ بھی ٹھٹک کر رہ گئی

"جی آپ کہیں۔۔"

"شکریہ جج صاحب! میں اپنی بہن سے بس یہی پوچھنا چاہوں گی کہ اب تک جو بھی انہوں نے الزام میرے موکل پر لگائے۔ کیا اُن کے پاس کوئی ثبوت ہے؟ کوئی گواہ ہے؟ جو وہ عدالت کے سامنے پیش کر سکیں؟" وجیہہ نے نہایت شائستگی سے استفسار کیا تھا

"جی یور آنر۔۔۔ میری پہلی گواہ میری موکل خود ہیں اور جہاں تک ثبوت کی بات ہے تو ثبوت بھی ہے۔" وہ جھٹ پلٹی اور ٹیبل سے ایک فائل اٹھائی اور اس میں سے ایک سی ڈی نکالی

"یہ ہے ثبوت۔۔" عدالت میں اس سی ڈی کی نمائش کرتے ہوئے مزید کہا

"اس سی ڈی میں اس آدمی کی تمام حرکتیں ریکارڈ ہیں جو اس نے میری موکل کے ساتھ نہایت بے دردی کے ساتھ کیں" سی ڈی آگے بڑھائی گئی اور اسے پلے کیا گیا

"نہیں۔۔۔ضرغام۔۔ پلزمت کرو۔۔۔میرے پاس مت آؤ۔۔۔۔ پلز۔۔"

ہر طرف اندھیرا تھا۔صرف دو عکس دیکھائی دے رہا تھا۔ایک لڑکی کا تھا اور دوسرا لڑکے کا۔لڑکی کے کا دھندلا رہا تھا مگر نین نقش دیکھ کر اس کی شناخت کی جا سکتی تھی۔سی ڈی کو ایک لمحے کے لئے پاز کیا گیا

"یہ لڑکی جو آپ کو نظر آرہی ہے یہ عنایہ ہے۔" تبسم نے نشاندہی کروائی اور سی ڈی کو دوبارہ پلے کر دیا گیا

"نہیں۔۔۔" ایک آدمی اس کی طرف بڑھا اور اس کے شانوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں سے پکڑ اور اپنی طرف مائل کرنا چاہا

"ضرغام چھوڑا مجھے۔۔" عنایہ بے دردی سے چلا رہی تھی۔سی ڈی کو ایک بار پھر پاز کر دیا گیا

"یہ عکس جو آپ سیاہ شرٹ میں دیکھ رہے ہیں یہ وہ آدمی ہے جو اس وقت اس کٹھڑے میں کھڑا ہے۔۔"ضرغام کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔وہ یک ٹک سی ڈی کو دیکھتا جا رہا تھا اور اپنی گردن نفی میں ہلاتا جا رہا تھا

"اندھیرے کی بنا پر اس کا چہرہ تو ریکارڈ نہ ہو سکا مگر اس کی شرٹ، اس کے جسم کا خدوخال ہو بہو ضرغام جیسا ہے اور سب سے بڑھ کر اس کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی دیکھیے اور سی ڈی میں موجود عکس کے ہاتھوں کی طرف دیکھیے۔۔دونوں کی انگوٹھی بالکل ایک سی ہیں۔۔" وجیہہ نے ایک نظر ضرغام کے ہاتھوں کی طرف دوڑائی اور پھر سی ڈی کی طرف۔۔۔دونوں کو دیکھ کر ایک ہی شخص کا گمان ہو رہا تھا۔وجیہہ کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی مگر اس سے پہلے وہ اپنا موقف دیتی عدالت کا وقت ختم ہو گیا

"یہ عدالت اگلی شنوائی تک ملتوی کی جاتی ہے۔۔"

* * * *

"اے خدا! کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ؟" سرد آہ بھرتے ہوئے اس نے اپنے بالوں کو سمیٹا تھا۔پورے ٹی وی لاؤنج میں اندھیرے کا بول بالا تھا۔آٹھوں پہر خاموشی تھی اور وہ اسی خاموشی میں اپنے آپ سے سوال وجواب کر رہی تھی۔جب سے تعلیم مکمل کی۔اس دن سے آج تک کبھی عدالت کا منہ بھی نہیں دیکھا تھا۔وہاں

کیسے معاملات پاتے ہیں، اس کو الف ب بھی نہیں معلوم تھا۔ بس ایک آس تھی جو اس کے قدم خود بخود اس طرف کھینچ رہے تھے۔ اس نے ایک نگاہ سامنے ٹیبل پر بکھری ہوئی فائلوں پر دوڑائی۔ تقریباً ہر رنگ کی فائل تھی۔ کسی میں ایک پیپر تھا کسی میں۔ اس نے سب کو سرسری طور پر دیکھا اور پھر سوچتے ہوئے ان میں سے نیلے رنگ کی فائل کو اٹھایا اور لاشعوری طور پر اس کے ورق الٹنے لگی

"یہ رپورٹ بھی ضرغام کے خلاف ہے۔" آنکھوں میں مایوسی کے بادل منڈلانے لگے۔ کمرہ عدالت میں ضرغام کی میڈیکل رپورٹ پیش کی گئی تھی۔ وہ رپورٹ بھی ضرغام کے خلاف گواہی دے رہی تھی۔ ایک کے بعد ایک ثبوت عدالت میں پیش کئے گئے اور وہ خاموشی کے ساتھ بیٹھی ان کو دیکھتی رہی۔ کچھ نہ بول سکی اور نہ ہی ان کو رد کر سکی۔ سی ڈی سے لے کر میڈیکل رپورٹ، یہاں تک کے اس کے گھر کے سامنے بیٹھا چوکیدار بھی ضرغام کے اس وقت وہاں ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بظاہر میڈیکل رپورٹ پر تھیں مگر نظریں ضرغام کے چہرے پر جو ہر ثبوت کے منافی گردن ہلا رہا تھا

"ضرغام۔۔۔ کیا کروں میں؟" زیرلب کہتے ہوئے اس نے فائل کو ٹیبل پر اچھال دیا۔ سارے ورق ایسے بکھر گئے جیسے اس کے سپنے بکھر چکے تھے۔

"خوشیوں کی عمر بہت کم ہوتی ہے لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔ ہر رنج کے بعد راحت ہے۔ ہر دکھ کے بعد سکھ ہے۔" ایک سرگوشی اس کے کانوں میں ہوئی تھی۔ وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھی تو اسے ایسا لگا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو۔ اس نے جھٹ پلٹ کر دیکھا تو خاموشی اور تنہائی کے علاوہ کسی کو پایا۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ یہ دیکھ کر ایک پل کے لئے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"اچھے لوگوں کا دنیا اکثر امتحان لیا کرتی ہے اور بعض اوقات تو انہیں اس امتحان سے اکیلے ہی گزرنا پڑتا ہے۔" کچھ سرگوشیاں مسلسل اس کا پیچھا کر رہی تھیں۔ اس نے شیلف سے ایک گلاس اٹھایا جس پر گرد کی چادر اٹی ہوئی تھی۔ ایک وقت تھا جب ان کا کچن چمکتا رہتا تھا اور ایک آج تھا کہ ہر طرف گرد تھی۔ سنک کر طرف بڑھ کر اس نے گلاس کو دھویا تو نہ جانے کتنے وقت تک نل کھلا رہا۔ پانی بہتا رہا۔ آنکھوں کی روشنی رات کے اندھیرے میں مزید ماند پڑ گئی تھی۔ اس نے

دوپٹے سے آنسو صاف کرنا چاہے مگر یہ دیکھ کر اس کا دل بھر آیا کہ اس کے شانوں پر تو دوپٹہ ہے ہی نہیں۔۔

"ضرغام! آپ نے میری سب سے بڑی دولت چھین لی" آنکھوں سے اشک بہتے گئے۔ پلٹ کر اس نے فریج سے پانی نکالا اور گلاس میں ڈال کر پانی پیا

"اوہ۔۔ میں یہ کیسے بھول گئی۔" پانی پیتے ہوئے اس کی نظر سامنے دیوار پر لٹکے کلینڈر پر گئی

"آج تو ڈاکٹر کے پاس جانا تھا۔۔۔" ہاتھ پیشانی پر رکھتے ہوئے اس نے افسوس کا اظہار کیا تھا۔ گلاس رکھ کر وہ دوبارہ ڈھیلے قدموں کے ساتھ ٹی وی لاؤنج میں آ گئی اور صوفے پر بیٹھ کر ساتھ رکھی ٹیبل سے شگفتہ بی بی کی تصویر اٹھا کر اسے صاف کرنے لگی۔ صرف چند دنوں میں ہی اس پر مٹی کی چادر چڑھ گئی تھی۔

"امی۔۔۔ اگر آپ یہ خبر سنتیں تو بہت خوش ہوتیں۔ میرے تو پاؤں بھی زمین پر نہ لگنے دیتیں مگر۔۔۔" آنکھوں سے آنسو چھلک کر تصویر کو بوسہ دینے لگے

"یہ خبر میں سب سے پہلے آپ کو سنانا چاہتی تھی لیکن شاید قسمت میں یہی لکھا تھا

۔۔" اس نے حسرت کے ساتھ تصویر کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

* * * *

حجاب کی بدولت انمول تیزی سے اپنے آپ کو ری کور کر رہا تھا۔ اگرچہ خاموشی سے لیٹا حجاب کو دیکھتا رہتا مگر اس کی خاموشی کو پس پشت ڈال کر وہ اس سے باتیں کرتی رہتی۔ کبھی بچپن کے قصے سناتی تو کبھی ادھر ادھر کی باتیں کرتی۔ وہ خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھتا رہتا اور جب نیند کی چادر اوڑھ کر سو جاتا تو پھر آنسو بہانا شروع کر دیتی۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک صرف انمول اس کی زبان سے جاری رہتا۔ رضیہ بیگم اور علی عظمت اسے سمجھاتے تب بھی یہ پیچھے نہ ہٹتی

"بیٹا! کچھ دیر کے لئے گھر جا کر آرام کر لو۔۔ تھک جاؤ گی۔ اتنے دن ہو گئے تمہیں ہسپتال میں۔۔ انمول کے پاس ہم ہیں"

"نہیں پھپا جان! میں ٹھیک ہوں! آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔"

"ہم تو آرام کر رہی رہے ہیں۔۔ تم ہمیں رکھنے کی کہاں دیتی ہو؟ دن میں دو گھنٹے کے لئے تو آتے ہیں تبھی دو گھڑی آرام کر لیتی ہو ورنہ تمہارا بس چلے تو چوبیس گھنٹے

جاگتی رہو۔۔" علی عظمت نے دھیمے لہجے میں سرزنش کی

"بیٹا! اپنی صحت کا بھی خیال رکھا کرو اگر تمہاری صحت اچھی ہو گی تو ہی انمول کا خیال رکھ سکو گی۔۔ یوں جاگتے رہنے سے تو تمہاری ہی صحت خراب ہو جائے گی" رضیہ بیگم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی

"پھپو۔۔ مجھے نیند ہی نہیں آتی ہر وقت ذہن میں انمول کا خیال رہتا ہے۔۔ "

"خیال رکھنا اچھی بات ہے لیکن اپنی صحت کا بھی خیال رکھنا فرض ہے۔۔ "

"پھپو۔۔ میں تو خود بخود ٹھیک ہو جاؤں گی جب انمول صحیح وسالم گھر لوٹیں گے۔۔ بس صبح شام اللہ سے یہی دعا کرتی ہوں کہ وہ انمول کو جلدی سے ٹھیک کر دے۔" انمول کے خاموش چہرے کو دیکھتے ہوئے حسرت کے ساتھ کہا تھا

"دیکھ لینا! تمہاری دعا جلد ہی قبول ہو گی۔۔" رضیہ بیگم نے حسرت سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا

"ویسے ڈاکٹر سے بات کی؟ کیا کہتے ہیں وہ کب لے جاسکتے ہیں ہم انمول کو گھر؟" علی عظمت سے آس وامید کے ساتھ انمول کے چہرے پر نگاہ دوڑائی

"ڈاکٹر تو یہی کہتے ہیں کہ جیسے ہی ری کور ہو، گھر لے جاسکتے ہیں۔ امید کی جاسکتی ہے کہ دو ہفتوں میں انمول کی طبیعت میں مزید سدھار آجائے گا"

"خدا کرے۔۔۔" رضیہ بیگم نے کہا

* * * *

"کہاں ہے وہ؟" اس نے آتے ہی ضرغام کے بارے میں پوچھا تھا۔ حوالدار نے ایک طرف اشارہ کیا۔ وہ مٹکتے ہوئے اس طرف چل دی۔

"کیسے ہو تم؟" اس آواز کو بھلا وہ کیسے بھول سکتا تھا۔ اگر مر بھی جاتا تو بھی اس آواز کو پہچان لیتا۔ اپنے سر کو گھٹنوں سے اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا تو آنکھوں سے نفرت کے سوا کچھ ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اس کی طرف لپکا

"ابھی بھی میرے پاس پہنچنے کی کوشش کر رہے ہو۔۔" اس کے لبوں میں شاطرانہ ہنسی تھی

"جھوٹی! کیوں کیا تم نے یہ سب کچھ۔۔ کیوں؟" وہ سلاخوں کو مضبوطی سے بھینچ رہا

تھا۔بس نہیں چل رہا تھا ورنہ آگے ہاتھ بڑھا کر اس کا گلا دبا دیتا

"اوہ۔۔اتنا غصہ۔۔لیکن اس غصے کو اپنے قابو میں رکھو۔۔کام آئے گا تمہارے۔۔" استہزائیہ انداز میں کہتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو تھپتھپایا

"مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا ناپاک عورت۔۔"اس کے ہاتھ جھٹک کر پیچھے کئے۔اور اس کے کردار کو نشانہ بنایا جسے عنایہ بالکل برداشت نہ کر سکی

"بی ہیو یور سیلف۔۔مجھ پر الزام لگانے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ تم بھی دودھ کے دھلے ہوئے نہیں ہو۔۔ابھی تو صرف دو شنوائی ہوئی ہے اور تمہاری یہ حالت ہے ،تیسری میں کیا حال ہو گا تمہارا؟"وہ تمسخرانہ ہنس رہی تھی

"مجھے اپنی بیوی پر پورا بھروسہ ہے۔۔ سمجھی تم۔۔وہ مجھے بے گناہ ثابت کر کے رہے گی۔۔"جبڑے بھینچتے ہوئے کہا

"اچھا!لیکن کیسے ؟" اس نے استفہامیہ انداز میں ضرغام کی طرف دیکھا

"اور ویسے بھی ثابت تو تب کرے گی ناں۔۔جب اسے خود یقین ہو گا کہ تم بے گناہ ہو۔بے چاری دو شنوائی میں تو دو بول بول نہیں پائی۔تمہیں بے گناہ ثابت کر

ے گی۔۔ہنہ۔۔" کندھے جھٹکتے ہوئے اس نے ایک ادا سے ضرغام کی طرف دیکھا

"سچ ڈگمگاتا ضرور ہے مگر چھپتا نہیں اور جس دن یہ سچ سامنے آگیا ناں۔۔" وہ جھلاتے ہوئے کہہ رہا تھا مگر عنایہ نے اس کی بات مکمل ہی نہیں ہونے دی

"لیکن اگر اس ڈگمگاتے ہوئے سچ کو ہی ختم کر دیا جائے تو۔۔" اس نے معنی خیز لہجے میں اپنے لبوں کو گول کیا تھا

"کیا مطلب ہے۔۔۔؟" ضرغام کے دل میں کھٹکا ہوا تھا

"مطلب یہ کہ اگر اس امید کو ہی توڑ دیا جائے۔۔" اس نے معنی خیز نگاہوں سے ضرغام کے چہرے کو ٹٹولا

"جسٹ شیٹ اپ۔۔۔تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔۔"وہ جھلایا

"آواز مدھم۔۔۔یہ تو تم بھی جانتے ہو میں کیا کر سکتی ہوں۔تمہارے پاس تین راستے ہیں۔پہلا راستہ:اپنا جرم مان لو اور کیس کو ختم کرو۔۔"سیدھے ہاتھ کی پہلی انگلی کھڑی کرتے ہوئے کہا

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا

"دوسرا راستہ: جو ہوتا ہے ہونے دو اور پھر انجام کے ذمہ دار تم خود ہو نگے۔۔۔" اپنی دوسری انگلی کھڑی کرتے ہوئے

"تیسرا اور آخری راستہ: میں اپنا کیس واپس لے لیتی ہوں اور بھری عدالت میں تم سے معافی بھی مانگ لو نگی مگر تمہیں وہ کرنا ہو گا جو میں کہتی ہوں۔ اُس کام کو پورا کرنا ہو گا جو ادھورا رہ گیا تھا۔۔" تینوں انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔ جس کام کی طرف تم مجھے بلا رہی ہو اس سے بہتر میں اس جیل میں سڑنا پسند کرونگا۔۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہہ دیا۔

"مرضی ہے تمہاری۔۔۔ میرا کام تھا تمہیں بتانا۔۔" یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے واپس پلٹی

"اور ہاں۔۔ تمہاری بیوی اکیلی رہتی ہے اور اس شہر میں کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں۔۔" معنی خیز لہجے میں کہہ کر چل دی

"عنایہ۔۔۔۔" وہ بس چلاتا رہ گیا۔ آنکھوں سے اس کا دکھ واضح ہو رہا

تھا۔ اشکوں کی صورت میں بہہ رہا تھا۔ عنایہ کے جملے اس کے دل و دماغ میں بار بار دستک دے رہے تھے۔

"میں اپنا کیس واپس لے لیتی ہوں اور بھری عدالت میں تم سے معافی بھی مانگ لو نگی مگر تمہیں وہ کرنا ہو گا جو میں کہتی ہوں۔ اُس کام کو پورا کرنا ہو گا جو ادھورا رہ گیا تھا۔"

"تمہاری بیوی اکیلی رہتی ہے اور اس شہر میں کئی واقعات ہوتے رہتے ہیں۔" وہ زمین بوس ہوتا گیا۔

"اے خدا! مدد کر۔۔" اس نے سچے دل سے اپنے رب کو پکارا تھا۔ ذہن میں سورہ یوسف تھی

"اے خدا! مجھے قید خانہ اس کام سے کہیں زیادہ محبوب ہے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہے اور اگر تو ان کے مکر کو مجھ سے نہ پھیرے گا تو میں اس کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں نادانوں میں ہو جاؤں گا"

وہ بھی اپنے رب سے دعا کرنے لگا اور اس کام سے پناہ مانگنے لگا جس کی دعوت وہ

دے کر گئی تھی

"اللہ! تُو تو جانتا ہے کہ کیا سچ ہے کیا جھوٹ؟ کون حق پر ہے کون گمراہی کے راستے پر گامزن۔ کون اپنے کردار کو سینت رہا ہے اور کون اپنے کردار کو سرِ عام نیلام کر رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں پاک باز ہوں۔ میں تو گناہگار ہوں۔ ایسا گناہگار جس نے آج تک کبھی تجھے دل سے نہیں پکارا۔ ہمیشہ مطلب کے ساتھ تیرا نام لیا اور آج بھی جب خود پر بن آئی تو تجھے مطلب کے ساتھ پکار رہا ہوں لیکن اے میرے خدا! اگر آج بھی میں تجھے نہ پکاروں تو پھر کسے پکاروں؟ کس سے مدد مانگوں؟ کس کی پناہ میں آؤں؟ اے خدایا! تو نے ہمیشہ مجھ سے گناہ کو دور رکھا مگر میں اچھل اچھل کر گناہ کی طرف لپکتا رہا۔ تو مجھے بچاتا رہا اور میں تیری رحمت کا دامن چھوڑ چھوڑ کر گناہ کی طرف مائل ہوتا رہا۔ مگر تُو نے کبھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ تُو نے ہمیشہ اپنے اس بندے کی مدد کی۔ ہمیشہ گناہوں کے دلدل سے اپنے اس بندے کو بچایا۔ اے میرے خدایا! آج ایک بار پھر میں گناہوں سے گھر چکا ہوں۔ چاروں اور گناہ ہیں۔ مجھے ان گناہوں سے بچا لے۔ اس راستے سے بچا لے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

جس پر چلنے سے کبھی فلاح نہیں ملتی۔ جس پر چلنے سے ہمیشہ ہمیشہ کی گمراہی مقدر بنتی ہے۔ ایسے راستے سے بچا لے۔ میرا دامن اگرچہ گناہوں کے غبار سے آلودہ ہے لیکن اے خدا! تُو تو جانتا ہے میں نے اپنا دامن کبھی اس گناہ سے داغدار نہیں کیا۔ کبھی اپنے کردار پر بہتان نہیں باندھا۔ آج میرے کردار پر انگلی اٹھائی گئی ہے۔ میری عزت کو مجروح کیا گیا ہے۔ اے خدا! عزت چاہے عورت کی ہو یا مرد کی ہوتی تو ایک نعمت ہے۔ آج یہ نعمت مجھ سے چھینی جا رہی ہے۔ اے خدا! اس نعمت کو چھننے سے بچا لے۔ میری پاکدامنی کو تو اپنی رحمت سے ثابت کر دے۔۔ ثابت کر دے۔۔"

* * * *

"دیکھیے مس وجیہہ اگر آپ کے پاس کو ثبوت ہیں تو پیش کریں۔۔ ورنہ عدالت کو وقت ضائع مت کریں۔۔" جج صاحب نے برہم ہو کر کہا تھا۔ پچھلے تین شنوائیوں سے مسلسل وہ مہلت پر مہلت مانگے جا رہی تھی۔ جو بھی سوچتی ہمیشہ الٹ ہو جاتا۔ جو دلیل دیتی پروسیکیوٹر اس کو رد کر دیتی اور باتوں کے جال میں ایسی

پھانستی کہ وجیہہ لاجواب ہوجاتی۔ آج بھی وہ کچھ وقت کے لئے مہلت مانگ رہی تھی۔

"جج صاحب!میری آپ سے درخواست ہے کہ مجھے صرف چند دنوں کی مزید مہلت دی جائے۔انشاءاللہ میں اگلی شنوائی میں میں آپ کے سامنے ثابت کردونگی کہ جوالزام میرے شوہر۔۔۔سوری میرے موکل پر لگاہے وہ صرف اور صرف بے بنیاد ہے۔" اس نے پورے وثوق سے کہا تھا

"یور آنر!میری ساتھی صرف اور صرف عدالت کاوقت ضائع کررہی ہیں اور کچھ نہیں۔ان کے پاس نہ ہی آج ثبوت ہیں اور نہ ہی کل ثبوت ہونگے اور نہ ہی کبھی ہوسکتے ہیں کیونکہ جوسچ تھاوہ تومیں پچھلے تین ماہ سے آپ کوبتارہی ہوں۔۔"

"وہ سچ نہیں ہے۔۔" وجیہہ نے جھلا کر کہا

"وہی سچ ہے۔اگر آپ کے موکل سچے ہوتے توآپ اب تک کوئی نہ کوئی ثبوت عدالت میں دے چکی ہوتیں مگر یورآنر!ایساکچھ بھی نہیں ہوا۔نہ ہی انہوں نے کوئی ثبوت دیااور نہ ہی کوئی ایسی دلیل ہمارے سامنے رکھی جس کی بنیاد پر انہیں

اگلی شنوائی کے لئے وقت دیا جائے۔" وہ برق رفتاری سے بولتی جارہی تھی۔کمرہ عدالت میں ہر جگہ خاموشی چھائی ہوئی تھی۔صرف پروسیکیوٹر کی آواز گونج رہی تھی۔وجیہہ نے کچھ بولنا چاہامگر درد کی ایک لہر اس کے جسم میں سرایت کرگئی۔وہ اپنا ہاتھ کمر کے پیچھے رکھ کر کرسی کے سہارے کھڑی تھی۔زبان مسلسل خشک ہوتی جارہی تھی۔اس نے لبوں کو بھینچ کر درد کو چھپاناچاہامگر درد کی شدت میں اضافہ ہوتاجارہاتھا

"بتائیں مس وجیہہ ضرغام عباسی۔۔کیایہ سچ نہیں ہے؟کیاآپ کے پاس کوئی ثبوت ہے جس کی بنیاد پر آپ اگلی تاریخ کی استدعاکرہی ہیں؟" وہ عقابی نظروں کے ساتھ وجیہہ سے مخاطب تھی

"دیکھیے۔۔۔" اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تھا۔ضرغام کی نظریں وجیہہ کی طرف تھیں۔وہ اس کی حالت کو سمجھنے کی کوشش کررہاتھا۔

"مم میں۔۔۔" اس کے لب لڑکھڑانے لگے تھے۔

"میں نے جوپوچھاہے آپ صرف وہی جواب دیں؟کیاآپ کے پاس کوئی ثبوت

ہے؟" وہ کراخت لہجے میں پوچھ رہی تھی

"مم مم۔۔" درد کی شدت بڑھتی جارہی تھی۔ اب وہ مزید چھپا نہیں سکتی تھی۔ آگے بڑھنا چاہا تو قدم لڑکھڑا گئے۔

"وجیہہ۔۔" ضرغام نے آگے بڑھ کر وجیہہ کو سنبھالنا چاہا مگر اسے روک دیا گیا اور وہ صرف مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"وجیہہ سنبھالو اپنے آپ کو۔۔" پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ وجیہہ نے ایک نظر ضرغام کی طرف دیکھا جو اس کے لئے فکر مند ہو رہا تھا۔ دل چاہا کہ ابھی اس کے پاس جا کر اس کی بانہوں میں سانس لے۔ اپنا غم ہلکا کرے مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔ اس کے پیچھے بیٹھی اس کی کولیگ نے وجیہہ کو شانوں سے پکڑ کر بٹھایا اور پانی پلایا

"آپ ٹھیک تو ہیں مِس وجیہہ؟" جج صاحب نے پوچھا تھا۔ پروسیکیوٹر بھی یک ٹک اسے دیکھتی جارہی تھی

"دیکھیے۔۔ جج صاحب۔۔ میری بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ پلز یہ شنوئی

روک دیں اور مجھے اس کے پاس جانے دیں۔۔" ضرغام نے ہاتھ جوڑ کر جج صاحب سے درخواست کی تھی

"دیکھیے۔۔۔ آپ کو اُن کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی لیکن جہاں تک شنوائی کا تعلق ہے۔ یہ شنوائی اگلی تاریخ تک ملتوی کی جاتی ہے۔"

"پلز جج صاحب۔۔ بس ایک بار۔۔ مجھے اپنی بیوی کے پاس جانے دیں۔۔ پلز ایک بار۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کررہا تھا۔ وجیہہ درد سے مسلسل کراہتی جارہی تھی۔

"پلز جج صاحب! بس ایک بار مجھے وجیہہ کے پاس جانے کی اجازت دے دیں" قسمت نے ضرغام کو کیسے دوراہے پر لا کھڑا کیا کہ وہ کسی اور کے آگے منت سماجت کر رہا تھا اور وہ ابھی اس عورت کے لئے جسے پہلے وہ ناپسند کرتا تھا مگر نہ جانے کیوں اب وہی عورت اس کے لئے دل و جان سے بڑھ کر ہو چکی تھی۔ اس کی آنکھوں سے خود بخود اشک بہنے لگ گئے تھے۔ وجیہہ کے کراہنے کی آواز اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتی جارہی تھی۔ جج صاحب نے ایک نظر ضرغام کی

حالت پر ڈالی تو دوسری نظر وجیہہ کی حالت پر۔ دونوں کی حالت میں زیادہ فرق نہ تھا۔ وجیہہ درد سے کراہ رہی تھی اور ضرغام وجیہہ کو درد میں دیکھ کر۔ جب انسان کا دل صاف ہو تو لوگ بھی ان کے لئے نرمی کے احساسات رکھتے ہیں

"ٹھیک ہے۔۔ جب تک آپ کی بیوی کی حالت ٹھیک نہیں ہو جاتی آپ اُن کے ساتھ رہ سکتے ہیں مگر سکیورٹی کے طور پر آپ دونوں کے ساتھ پولیس کے دو آدمی رہیں گے۔۔" جج صاحب فیصلہ سنا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ بات سن کر تو جیسے ضرغام کی آنکھوں سے آنسوؤں کی روانی میں مزید اضافہ گیا۔ وہ انگلیوں کے پوروں سے آنسو پونچھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور آناًفاناً وجیہہ کے پاس گیا

"وجیہہ۔۔ ٹھیک تو ہو ناں تم؟" اس کے چہرے کو تھپتھپایا جو درد کی شدت کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو چکی تھی

"وجیہہ آنکھیں کھولو۔۔" پیار سے اس کا سر اپنے شانوں پر رکھا اور مسلسل اس کا چہرہ تھپتھپاتا رہا مگر وہ ہوش میں نہ آئی۔ ایمولنس بھی دس منٹ میں وہاں پہنچ گئی۔ ضرغام اپنی بانہوں نے اسے اٹھا کر ایمولنس تک لایا اور پورا راستہ اس کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہاتھ پاؤں مسلتا رہا اور اسے ہوش میں لانے کی پوری کوشش کرتا رہا

"دیکھیے! میں نے پہلے بھی ان سے کہا تھا کہ یہ سٹریس مت لیں لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی اسی لئے یہ سب کچھ ہوا ہے۔" وجیہہ کا چیک اپ کرنے کے بعد لیڈی ڈاکٹر ضرغام کے پاس آئی تھی۔ وہ کرسی پر بیٹھا بے تابی سے ڈاکٹر کا ہی انتظار کر رہا تھا

"وجیہہ ٹھیک تو ہے ناں۔۔ کچھ ہوا تو نہیں۔۔۔" انہیں دیکھتے ہو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فکرمندانہ لہجے میں استفسار کیا۔

"دیکھیں! آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس کمزوری ہے جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گی آپ کی بیوی۔ بس آپ ان کی خوراک کا خاص دھیان رکھا کریں۔ ایسے حالات میں خوراک میں ذرا سی بھی احتیاطی نقصان دہ ہو سکتی ہے۔۔" ایک پرچے پر وہ دوا تجویز کرنے لگیں

"ایسے حالات میں ؟؟" ضرغام نے استفہامیہ انداز میں کہا تھا

"جی بالکل! یہ وقت بچے اور ماں کے لئے انتہائی حساس ہوتا ہے۔ آپ کو ہی دونوں

کا خیال رکھنا ہو گا"

"بچے اور ماں؟" ایک بار پھر اس نے استفہامیہ انداز میں کہا۔ وہ ڈاکٹر کی باتوں کا مطلب سمجھ نہیں پا رہا تھا

"جی بچے اور ماں۔۔ آپ کی بیوی ماں بننے والی ہے اور اس لئے انہیں صرف وہی خوراک کھانی چاہئے جو نہ صرف ان کی صحت کے لئے بہتر ہو بلکہ آنے والے بچے کی لئے بھی بہتر ہو۔۔" تجویز کی گئی دوا کو ضرغام کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے مزید کہا

"اور کوشش کیجیے انہیں ہر قسم کی ٹینشن سے دور رکھیں۔۔" وہ مسلسل ضرغام کو نصیحت کرتی جا رہی تھی جبکہ وہ تو سن ہی نہیں پا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر یکدم بہار امڈ آئی تھی۔

"میں۔۔ باپ بننے والا ہوں۔۔" خوشی سے آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے تھے۔ ایک پل کے لئے وہ سب کچھ بھول چکا تھا۔ صرف ذہن میں جو بات گردش کر رہی تھی وہ یہ تھی کہ وہ باپ بننے والا ہے

"میں مل سکتا ہوں۔۔" خوشی میں اس کے لب ہکلانے لگے تھے

"جی کیوں نہیں۔۔" یہ سن کر وہ دوڑتا ہوا وجیہہ کے پاس گیا۔ جو آنکھیں بند کئے لیٹی تھی۔ دور سے ہی اس کا چہرہ دیکھا تو اس کے قدم جواب دے گئے۔ وہ یک ٹک محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔ خراماں خراماں قدموں سے وہ آگے بڑھا۔ اس کے چہرے کی طمانت کو دیکھ کر ایک پل کے لئے مسکرایا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں پر پھیر اور اپنے لبوں کی چاشنی اس کی پیشانی پر نقش کی۔ لبوں کے مس ہونے کی دیر تھی کہ اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ سامنے ضرغام کا مسکراتا ہوا چہرہ تھا۔ آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی۔ چہرے پر ایک عجیب سی رعنائی تھی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھتا ہی جا رہا تھا۔

"وجیہہ تم نہیں جانتی میں کتنا خوش ہوں۔ میں اپنی خوشی کو اپنے لفظوں میں بیاں نہیں کر سکتا۔ تم نے مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی دی ہے۔ اس کے لئے میں تمہارا ہمیشہ احسان مند رہوں گا۔۔" وہ اس کا داہنا ہاتھ پکڑے آنکھوں کو لگائے ہوئے تھا۔ وہ اس کی آنکھوں برسات، آنکھوں کی ٹھنڈک اپنی انگلیوں

کے پوروں پر محسوس کر سکتی تھی۔ وجیہہ نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے شانوں کو پکڑا۔

"نہیں۔۔ ابھی آرام کرو۔۔" وہ اس پر تقریباً جھکا ہوا تھا۔

"ضرغام۔۔" اس نے کچھ بولنے کے لئے ابھی لب ہی ہلائے تھے کہ اس نے اپنی انگلی اس کے لبوں پر رکھ دی

"نہیں۔۔ آج کچھ نہیں بولو گی تم۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔ بس سنو گی۔ جو میں کہوں گا۔ جو میں کہنا چاہتا ہوں تم وہی سنو گی۔ میری باتوں کو۔ میرے احساسات کو بس آج تم سنو گی۔۔" آنکھوں میں رعنائی لئے وہ اس کی طرف دیکھا جا رہا تھا۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ سے اس کے بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسیا

"تم ہمیشہ مجھے سمجھاتی رہی کہ اس راستے پر نہ چلوں مگر میں تمہاری باتوں کو نظر انداز کر کے اسی راستے پر گامزن رہا۔ تم جانتی ہو ناں میں ایسا کیوں کر رہا تھا؟ مجھے منزل چاہئے تھی۔ ایسی منزل جس پر عروج کو بھی دوام حاصل ہو۔ جس کے بعد کوئی مقام نہ ہو۔ جس پر میرے علاوہ کسی اور کا کوئی حق نہ ہو۔ لیکن جانتی میں وہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

منزل نہیں پا سکا۔ صرف اور صرف تمہاری وجہ سے۔ تمہاری وجہ سے میں اس منزل پر پہنچ ہی نہیں سکا۔" ضرغام کی باتوں پر اسے ایک کرنٹ لگا تھا

"تم نے مجھے اس منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی ایک نئی منزل کی طرف گامزن کر دیا۔ پہلے میں تمہیں کوستا تھا کہ تم کیوں آئی میری زندگی میں؟ کیوں میری زندگی کو برباد کرنے پر تُلی ہوئی ہو؟ کیوں میرے راستے کا کانٹا بن رہی ہو؟ اور اس لئے میں نے ہمیشہ تم نے بے اعتنائی برتی۔ ہمیشہ تم سے دور رہنے کی کوشش کی لیکن وجیہہ میں یہ نہیں کر سکا۔" اس نے شکست خوردہ انسان کی طرح سرد آہ بھرتے ہوئے کہا تھا

"کیوں؟"

"پتا نہیں کیوں؟ میں خود نہیں جانتا کہ میں تم سے کیوں دور نہ رہ سکا۔ جب جب میں تم سے دور جانے کی کوشش کرتا تب تب ایک انجانی سے طاقت مجھے تمہاری طرف کھینچتی۔ تمہارے خیال میرے ذہن پر محو رقص ہوتے۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی تمہیں سوچنے پر مجبور ہو جاتا۔ تم جاتی ہو ایسے کرنے سے مجھے بہت

غصہ آتا۔ دل چاہتا کہ تم پر اپنا غصہ اتاروں کہ آخر کیوں تم مجھ پر اتنا حاوی رہتی ہو لیکن میں ایسا بھی نہیں کر سکا۔ جب جب میں تمہارے چہرے کو دیکھتا میرا دل پگھلنا شروع ہو جاتا۔ میرے لب میرا ساتھ چھوڑ دیتے۔ میرے الفاظ بدل جاتے۔ میں کہنا کچھ چاہتا تھا اور کہتا کچھ تھا۔ اور یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا ۔۔۔" اس نے ایک لمحے کے لئے گہرا سانس لیا۔ وہ اس کی باتوں کو بڑے دھیان سے سن رہی تھی

"میرے دل میں تمہارا وجود خود بخود اپنی جگہ بنانے لگا۔ ضرغام عباسی جس کے نزدیک صرف اپنی ذات اہمیت رکھتی تھی نہ جانے کیوں تمہارے بارے میں سوچنے لگا۔ جس کا مقصد صرف اور صرف عروج تھا، تمہاری خاطر پستی میں اترنے کے لئے بھی تیار ہو گیا۔ تم جانتی ہو وجیہہ۔۔۔" اس نے پیار سے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان کیا اور پوری توجہ سے اس سے مخاطب ہوا

"تمہاری وجہ سے ہی میں نیکی اور بدی میں فرق کر پایا۔ تمہاری وجہ سے ہی خیر و شر کے درمیاں میں تمیز کر پایا۔ تمہاری بدولت ہی میں نے نیکی کی روشنی کو محسوس

کیا۔ نیکی کی چاشنی کو محسوس کیا۔ اور تم جانتی ہو آج تمہاری وجہ سے ہی میں اپنے دامن کو بچانے میں کامیاب ہو سکا۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اگر تم میری زندگی میں نہیں آتی تو آج میں اپنا دامن میلا کر چکا ہوتا۔ اپنے دامن کو داغدار کر چکا ہوتا۔ ان لوگوں کی صفوں میں کھڑا ہو چکا ہوتا جن کے لئے خدا نے عذاب کی وعید سنائی ہے لیکن تمہاری عبادت، تمہاری ریاضت، تمہاری دعائیں مجھے جہنم کے گڑھے سے نکال لائیں۔ آج تمہاری دعاؤں کی بدولت ہی میں تمہارے سامنے اپنا دامن بچائے کھڑا ہوں۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ لوگ میرے اوپر کیچڑ اچھال رہے ہیں۔ میرے کردار پر انگلیاں اٹھا رہے ہیں۔ لوگوں کا تو کام ہی یہی ہے۔ مجھے خوشی تو اس بات کی ہے کہ میرے رب نے مجھے گناہ عظیم سے بچا لیا۔ میرے دامن کو پاک رکھا۔ برسوں پہلے حضرت یوسف نے گناہ پر قید کو ترجیح دی تھی۔ آج میں بھی ابدی رسوائی پر ظاہری رسوائی کو ترجیح دیتا ہوں۔ جس طرح میرے رب نے یوسف کی پاکدامنی ثابت کی تھی۔ مجھے بھی یقین ہے کہ وہی رب میری بھی پاکدامنی کو ثابت کرے گا۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک رہے

تھے مگر ان آنسوؤں میں بھی ایک امید تھی۔ ایک آس تھی جسے وہ بآسانی دیکھ سکتی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے ضرغام کی آنکھوں سے آنسو صاف کئے

"ایک طرف رب پر بھروسہ کرتے ہیں آپ تو دوسری طرف آنسو بھی بہاتے ہیں۔۔۔"!!

"یہ آنسو شکوہ شکایت کے نہیں بلکہ خوشی کے آنسو ہیں کہ اس نے مجھ جیسے گناہگار انسان کو بھی اپنی اس نعمت سے نوازا۔۔"

"وہ تو ہمیشہ نوازتا ہے بس ہم ہی نہیں سمجھ سکتے۔۔ ہماری ہی عقل اس کی نعمت کو شمار نہیں کر سکتی۔۔" وجیہہ کی اس بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

"بس اب دیکھنا! ایک بار یہ امتحان ٹل جائے پھر ہم خود اپنی دنیا بسائیں گے۔۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے

"انشاء اللہ جلد ٹل جائے گا۔۔" ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی تو ضرغام نے سہارا دے کر اسے بٹھایا

"آپ کی ملاقات کا وقت ختم ہو چکا ہے۔۔" ایک حوالدار باہر سے آیا اور گرج

دار آواز میں کہا

"اچھا۔۔۔" اس کے چہرے پر ہلکا سا تاسف چھا گیا

"تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہیں۔۔" یہ کہہ کر باہر چلا گیا

"اب پتا نہیں کب ملاقات ہو۔۔" اس کے لہجے میں تاسف چھایا ہوا تھا

"دیکھنا جلد ہی یہ امتحان ختم ہو جائے گا۔ اس کے خزانے میں دیر ضرور ہے مگر اندھیر نہیں۔۔۔" وجیہہ نے حوصلہ دیا

"بس یہی امید ہے۔۔۔" یہ کہہ کر وہ جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا

"اپنا خیال رکھنا۔۔۔" جھک کر اس کے ماتھے کو چوما

"آپ بھی۔۔۔" جیسے ہی وہ پلٹا تو وجیہہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پہلی بار ایک عجیب سی کشمکش میں اس کا وجود الجھا ہوا تھا۔ اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھوں کو اپنے وجود سے علیحدہ کیا اور باہر کی طرف بڑھنے لگا مگر دل بار بار پلٹنے کو چاہ رہا تھا۔ اور آخر دل کی سن لی اور وہ پلٹ کر اس کے پاس آ گیا

"آج کے بعد اس کو مت اتارنا۔۔" اس کی قربانی رائیگاں نہیں گئی۔ صرف ایک

قربانی نے ضرغام کے دل پر اتنا اثر کیا تھا اور آج وہ خود اپنے ہاتھوں سے اس کے سر کو عزت کی چادر سے ڈھانپ رہا تھا۔ پہلے تو وہ صرف ایک کپڑا اوڑھتی تھی مگر آج اس کے سر پر اس کی عزت تھی۔ اسکا مان تھا جو اس کے شوہر نے خود اس کے سر پر رکھا تھا۔

"ضرغام۔۔۔" پیار سے اس نے ضرغام کے ہاتھوں کو چوم لیا مگر وہ اب نہیں رک سکتا تھا اور رکتا تو شاید خود بھی اپنے جذبات پر و قابو کھو بیٹھتا اسی لئے چل پڑا

"میں آپ کو کچھ نہیں ہونے دونگی۔۔" جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا تو اس نے زیر لب کہا تھا مگر جب دل جڑ جائیں تو درمیاں کی ہر رکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اس کے لفظ اس کے کانوں رس گھولنے لگے۔ اس نے پلٹ کر ایک نرم گرم نگاہ اس کے وجود پر ڈالی تھی

"یہ وعدہ ہے میرا۔۔۔"

"مجھے یقین ہے تم پر۔۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ پل بھر میں جو خوشی ملی تھی۔ ہوا کے جھونکے کی مانند ثابت ہوئیں۔ آئی اور چلی گئیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"پہلے تو میں صرف ایک ماں سے کیا گیا وعدہ نبھا رہی تھی مگر اب عدالت میں ایک بیوی آئے گی جو اپنے شوہر کی بے گناہی کو ثابت کرے گی۔" اس نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا تھا

* * * *

"ابھی تک آیا نہیں انمول۔۔" رضیہ بیگم کی نگاہیں بس دروازے پر ہی ٹکٹکی باندھے ہوئے تھی

"امی! آپ بے فکر رہیں۔۔ آجائے گا۔۔ ابو اور حجاب ہیں ناں اس کے ساتھ۔۔" وجیہہ نے ان کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔ رضیہ بیگم کبھی ٹی وی لاؤنج میں ٹہلتی تو کبھی دروازے کے پاس جا کر کھڑی ہو جاتیں۔ آج انمول گھر آ رہا تھا۔ اس کے زخم تقریباً مندمل ہونا شروع ہو چکے تھے۔ اسی لئے ڈاکٹر نے اسے گھر لے جانے کی اجازت دے دی۔ سب گھر والے بہت خوش تھے۔ علی عظمت تو خود اسے لینے گئے تھے اور رضیہ بیگم اُن کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا، انہوں نے بھی ساتھ جانے کی ضد کی تھی مگر تبھی وجیہہ آگئی اس لئے انہیں

گھر پر رکنا پڑا۔

"لگتا ہے آ گئے۔۔!!" باہر سے کار کے رکنے کی آواز آئی تھی۔ وجیہہ اور رضیہ بیگم دروازے کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں۔

"السلام علیکم!۔۔۔" حجاب نے آتے ہی سلام کیا۔ وجیہہ اور رضیہ بیگم نے جواب دیا اور انمول کو دیکھنے لگیں۔

"انمول؟" انمول کو سامنے نہ پا کر رضیہ بیگم کے چہرے پر مایوسی چھا گئی

"السلام علیکم! امی۔۔۔" علی عظمت وہیل چیئر کو پکڑے اندر آ رہے تھے۔

انمول کی س حالت کو دیکھ کر رضیہ بیگم کو ایک دھچکا سا لگا تھا

"انمول؟ یہ۔۔۔!!" استفہامیہ انداز میں پوچھا تھا

"امی آپ فکر مت کریں۔۔ انمول بالکل ٹھیک ہے وہ بس پاؤں ذرا سے جھلسے ہوئے ہیں جیسے ہی ٹھیک ہو جائے گیں۔ انمول پہلے کی طرح چلنے پھرنے لگے گیں۔۔" حجاب کے منہ سے یہ الفاظ سنے تو رضیہ بیگم کے دل کو ذرا تسلی ہوئی

"ٹھیک تو ہے ناں میرا بیٹا۔۔!!" اس کی طرف بڑھ کر اس کے ماتھے کو چوما۔ اس

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کو پیار کیا۔ اس کے بالوں کو پیار سے سہلایا۔ وہ خاموش نگاہوں سے مسکراتا جا رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ میں پہلے جیسی چاشنی تھی اور نہ ہی دلکشی۔ لیکن پھر بھی وہ مسکرا رہا تھا۔ شاید یہ بات وہ بھی اچھی طرح جانتا تھا اس لئے بناوٹی مسکراہٹ سجائے ہوئے تھا۔

"اب طبیعت کیسی ہے؟" وجیہہ نے آگے بڑھ کر پوچھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

"ارے! یہ کیا آنسو؟ یہ آنسو بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر انہیں بہا کر ضائع نہیں کرتے۔۔۔" وجیہہ نے اس کے چہرے سے آنسوؤں کو اپنے انگوٹھوں سے پونچھا

"مم معاف کر دیں مجھے آپی!" جو لفظ سننے کو اس کے کان ترس گئے تھے آج جب ادا ہوئے تو آنسو بہے بغیر نہ رک سکے۔ زندگی میں پہلی بار انمول کے لبوں سے لفظ آپی کا سننا جیسے اس کی کانوں کی تشنگی کو مٹا گیا تھا۔ آنکھوں کی رعنائی کو ایک نیا موڑ دے گیا۔ وہ روتے ہوئے وجیہہ کے سامنے ہاتھ جوڑ رہا تھا۔ آنکھوں سے

آنسو جاری تھی۔ لفظوں میں کرب نمایاں تھا۔ وجیہہ نے لپک کر اس کے ہاتھوں کو چوما اور اس کو اپنے گلے سے لگالیا

"ایک بار پھر کہنا۔۔" وہ یہ لفظ پھر سننا چاہتی تھی

"آپی!" ایک پل کے لئے اسے علیحدہ کیا اور دوبارہ اپنے گلے لگالیا۔ جذبات اپنی حدوں کو پار کر رہے تھے۔ رضیہ بیگم نے بھی حسرت کے ساتھ علی عظمت کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھیں بھی بھر آئی تھیں

"تم۔۔ تم جانتے نہیں ہو یہ لفظ سننے کے لئے میرے کان ترس گئے تھے۔۔" جذبات میں اس کے الفاظ لرز رہے تھے مگر پھر وہ وہ بول رہی تھی

"میں نے آپ کے ساتھ بہت برا کیا۔ مجھے معاف کردو۔۔" وہ روتے ہوئے اپنی غلطیوں کی معافی مانگ رہا تھا

"نہیں۔۔۔" وہ مسلسل نفی میں گردن ہلا رہی تھی

"میں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ برا سلوک کیا۔ کبھی آپ کا کہنا نہ مانا۔۔ آپ نے ہمیشہ میرا بھلا چاہا مگر میں ہمیشہ آپ کو غلط سمجھتا رہا۔ آپ کو اپنی باتوں کے ذریعے

تکلیف پہنچاتا رہا۔ آپ نے ہمیشہ اپنا بڑی بہن ہونے کے ناطر فرض ادا کیا مگر میں ۔۔ ایک اچھا بھائی نہیں بن سکا۔ نہیں سکا ایک اچھا بھائی۔۔" جذبات میں بہکتے ہوئے آج وہ الفاظ کہہ رہا تھا جو شاید آج سے پہلے کبھی نہیں کہے تھے۔ علی عظمت کی آنکھوں سے بھی آنسو آ گئے مگر چہرے پر ایک مسکراہٹ نمایاں تھی

"نہیں۔۔ تم تو سب سے اچھے بھائی ہو۔۔" اس کے جھلسے ہوئے چہرے پر اپنے نرم و ملائم ہاتھ پھیرے اور اس کی پیشانی کو ایک بار پھر بوسہ دیا

"نہیں۔۔۔ نہیں ہوں میں ایک اچھا بھائی۔۔۔ اگر اچھا ہوتا تو آپ کا کہا مانتا۔۔ آپ کو کبھی آپ کے نام سے نہیں پکارتا۔۔ معاف کردیں۔۔ پلیز مجھے معاف کردیں آپی۔۔" وہ ہاتھ جوڑ رہا تھا

"نہیں۔۔ اب ایک آنسو بھی نہیں بہانا۔۔ ایک آنسو بھی نہیں۔۔ سمجھے۔۔" پیار سے اس کے آنسو صاف کئے اور کھڑے ہو کر اس کی چیئر کو اندر لے گئی۔ حجاب، رضیہ بیگم اور علی عظمت بھی اندر چلے آئے۔

"آپ جانتے ہیں! آج آپ کی پسند کے کھانے بنائے ہیں پھپھو نے۔۔" سب

انمول کا بچوں کی طرح خیال رکھ رہے تھے۔ اس کو اس بات کا احساس ہی نہیں ہونے دے رہے تھے کہ وہ اتنے بڑی مشکل سے نکل کر آیا ہے یا اس کا جسم جھلس چکا ہے اور اب وہ پہلے جتنا حسین نہیں رہا۔ اس نے ٹیبل کی طرف نگاہ دوڑائی تو اپنے آپ کو دیکھا۔ نہیں وہ یہ نہیں تھا وہ تو کوئی اور ہی تھا۔ وہ قریب ہوا تو عکس مزید واضح ہو۔ ادھر ایک جھلسا ہوا عکس تھا۔ چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ شام تنہائی کے زیر اثر ساری رونقیں ماتم میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ شوخ نین آج افسردہ تھیں۔ سیاہ بھنویں جل کر بھوری ہو چکی تھیں۔ لہراتی زلفیں اب سکوت کا شکار تھیں۔ ایک نظر ہاتھوں کی طرف گئی۔ جن ہاتھوں میں کل شوخیاں تھی۔ مذاق تھا۔ ایک زندگی تھی آج صرف موت طاری تھی۔ سرخ و سفید رنگ مزید سفید ہو کر جھلس چکا تھا۔ سیاہی کے نشانات آویزاں تھے۔ جس شکل و صورت پر کل تک وہ غرور کرتا تھا۔ جس کے آگے وہ دوسروں کو نیچا تصور کرتا تھا۔ آج وہی غرور اس کا خاک میں مل چکا تھا۔ عاجزی و انکساری طبعیت میں پیدا ہو چکی تھی۔ کہتے ہیں ناں انسان جب تک ٹھوکر کھا کر نہیں گرتا۔ نہیں سنبھلتا۔ شاید

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ دنیا میں موجود ہر شے ٹھوکر لگنے سے ٹوٹ جاتی ہے مگر انسان واحد شے ہے جو ٹھوکر لگنے سے ہی جڑتا ہے۔ انسان کی انسانیت ٹھوکر کھا کر ہی باہر آتی ہے۔ اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ اس نے ایک نظر حجاب پر ڈالی جو اس کے لئے جوس لے کر آئی تھی

"یہ لیجیے۔۔ ٹھنڈا ٹھنڈا جوس۔۔ ااپ کو پسند ہے ناں۔۔ انار کا جوس؟؟ ابھی ابھی خود اپنے ہاتھوں سے بنا کر لائی ہوں۔" اس کے چہرے پر ایک عجیب سا تاثر تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اس کے رویے میں ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ لوگ اس کے حسن کی وجہ سے اس سے میل جول رکھتے ہیں مگر وہ غلط تھا۔ جن کے لئے وہ اپنا تھا اُن کے نزدیک اس کی ظاہری شکل و صورت کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ وہ اس سے اب بھی پہلے کی طرح پیار کرتے تھے۔ اس کا خیال رکھتے تھے۔ مگر شاید یہ ہی اس کے قابل نہ تھا

"مجھ معاف کر دو۔۔" جیسے ہی وہ جوس کا گلاس پکڑانے کے لئے جھکی تھی۔ انمول نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا۔ وہ یکدم پکڑنے سے ایک پل کے لئے ٹھٹک

کر رہ گئی تھی۔ اس نے اوپر اٹھنے کی کوشش کی مگر اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ ایک ثانیے کے لئے اس کے چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی

"میں نے تمہارے ساتھ بھی بہت غلط کیا ہے۔ تمہیں ہمیشہ نیچا دیکھانے کی کوشش کی۔ ہمیشہ تم پر ظلم کیا۔ تمہارے ساتھ ناانصافی کی۔ تمہارا حق غضب کیا۔ مجھے معاف کر دو۔۔" وہ اشک بہاتے ہوئے حجاب سے بھی اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا۔

"تم نے ہمیشہ میرا خیال رکھا اور میں نے تمہیں صرف دکھ دیا صرف دکھ۔ میری وجہ سے تمہاری آنکھوں سے ہمیشہ آنسو بہے۔۔۔ ہمیشہ آنسو بہے۔۔۔" حجاب کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے ہوئے وہ انہیں آنکھوں سے لگائے ہوئے تھا۔ حجاب کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے۔ وجیہہ نے انمول کو جب حجاب سے معافی مانگتے دیکھا تو اس کا بھی دل بھر آیا

"نہیں انمول۔۔ آپ کو معافی مانگنے کی کوئی ضرورت تھی۔۔" پیار سے اس کے ہاتھوں کو سہلاتے ہوئے کہا تھا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"نہیں۔۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت ناانصافیاں کیں۔ ہمیشہ تمہارے رنگ کا مذاق اڑایا۔ تمہیں تمہارے رنگ کا طعنہ دیا۔ ہمیشہ تمہیں بد صورت کہا اور آج اس کی سزا مجھے مل گئی۔۔ آج میں تم سے بھی زیادہ۔۔" اس کا دل بھر آیا تھا۔ ہاتھوں کی گرفت کمزور ہو گئی۔ حجاب مسلسل نفی میں سر ہلاتی جا رہی تھی

"نہیں۔۔۔ ایسا سوچیے گا بھی مت۔۔ سنا آپ نے۔۔ میرے لئے آپ کل بھی حسین تھے اور آج بھی۔۔۔" گلوگیر لہجے میں انمول کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھی

"لو بھئی۔۔ آج تو حجاب کو بھی مان مل گیا۔۔" ڈائنگ ٹیبل سے وجیہہ ٹی وی لاؤنج کی طرف بڑھی اور ایک پھلجڑی چھوڑی تو حجاب کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ سیدھے ہوتے ہوئے اپنے رخسار سے آنسو صاف کئے

"آج کا دن تو خوشی ہے اور دونوں رو رہے ہو۔۔ ایسا نہیں چلتا۔۔ اوکے۔۔ چلو اب دونوں اپنا موڈ جلدی سے ٹھیک کرو۔۔ چلو۔۔" وجیہہ نے انمول کے چہرے سے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا تھا

"اور حجاب تم۔۔۔ تم نے کیا میرے بھائی کو بھوکا رکھ کر مارنا ہے؟ چلو اسے جلدی سے کمرے میں لے جاؤ اور فریش کر کے لاؤ۔۔" وجیہہ کے کہنے کے بعد اس نے ایک نظر اوپر سیڑھیوں کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر ہلکا سا تاسف چھا گیا

"ارے۔۔ اس طرح کیا دیکھ رہی ہو؟" استفہامیہ انداز میں وجیہہ نے کہا تھا

"وہ سیڑھیاں۔۔۔" وہ ہچکچائی تھی

"تو کیا ہوا؟ تمہارا کمرہ تو نیچے ہے ناں۔۔ تم اپنے کمرے میں لے جاؤ۔۔"

"لیکن۔۔۔"

"ارے لیکن ویکن کیا؟ ابھی تو خوشی خوشی ایک دوسرے سے معافی مانگی ہے اور ابھی سے سوچ میں پڑ گئی کہ کیسے سنبھالوں گی اپنے شوہر کو" ہنستے ہوئے کہا

"نہیں آپی۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔"

"ایسی ہی بات ہے ورنہ بنا سوچے سمجھے انمول کو اپنے کمرے میں لے کر جاتی۔۔"

حجاب نے انمول کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ خوشی خوشی اس کی چیئر کو اپنے کمرے کی طرف لے کر چلی گئی اور پندرہ منٹ میں سے فریش

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کرنے کے بعد واپس ٹی وی لاؤنج میں آ گئی

"واہ۔۔ بیوی کے ہاتھوں سے تیار ہو کر تو اور بھی اجلے اجلے لگ رہے ہو۔۔" معنی خیز لہجے میں وجیہہ نے کہا تھا

"ہاں اجلے اجلے تو لگے گا ہی آخر جلے پر نیا ماسک تو چڑھا دیا ہے۔۔" عندلیب ابھی ابھی گھر میں داخل ہوئی تھی اور آتے ہی طنز کے تیر چلانے لگی

"کہاں تھی تم؟" وجیہہ اس کے سامنے سینہ تان کے کھڑی ہو گئی

"تم سے مطلب؟" حقارت آمیز لہجے میں جواب دیا

"عندلیب۔۔ ایسے بات کرتے ہیں آپی سے۔۔" انمول نے اس کی سرزنش کی

"اوہ۔۔ کچھ مہینے ہسپتال میں کیا رہ کر آئے، ان کے نام کی مالا ہی جاپنے لگ گئے۔۔" عندلیب نے تمسخرانہ کہا تھا

"اپنی زبان کو لگام دو۔۔" انمول نے کہا تھا

"چلو۔۔ اب جھگڑا بند کرو۔۔۔ آج تو خوشی کا دن ہے کہ انمول اتنے دنوں بعد گھر لوٹ کر آیا ہے اور تم نے آتے ہی جھگڑا شروع کر دیا" رضیہ بیگم نے پاس آ کر

صلح صفائی کرانے کی کوشش کی

"کیا کہا خوشی کا؟۔۔۔ ہنہ۔۔ کہاں سے خوشی کا ہے دن اور اتنے دن بعد بھی لوٹ کر آنے کا کیا فائدہ؟ چہرہ تو ویسے ہی جھلسا ہوا ہے۔" بے رخی سے وہ بڑبڑائی تھی

"عندلیب۔۔" اب کی بار حجاب چلائی تھی

"چلاؤ مت۔۔۔ چلانا مجھے بھی آتا ہے۔" عندلیب غرائی تھی

"حجاب سے ایسے بات کرنے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے۔۔" انمول نے کہا تھا

"دو دن اس نے تمہاری دیکھ بھال کیا کر لی۔۔۔ اس کے شیدائی ہی ہو گئے۔۔" اس نے طنزیہ کہا تھا

"دیکھو۔۔۔ اب اپنی لمٹ کراس مت کرو۔۔" انمول نے لہجے کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا تھا

"اگر اتنی ہی لمٹ کراس کر رہی ہوں تو چھوڑ کیوں نہیں دیتے مجھے۔۔۔ کم سے کم ایک جلے ہوئے انسان کے ساتھ رہنے کو تو نہیں پڑے گا۔۔"

"عندلیب۔۔۔" حجاب نے ایک طمانچہ اس کے دائیں رخسار پر رسید کیا تھا

"آئندہ کبھی یہ الفاظ کہے ناں تو مجھ سے برا کچھ نہیں ہو گا۔۔ آئی بات سمجھ میں۔۔۔" عقابی نظروں سے اس پر جھپٹی تھی

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی۔۔" دہکتی آنکھوں سے الٹا وار کیا

"اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی انمول کے خلاف ایسے لفظ بولنے کی۔۔۔ یہ مت بھولو کہ وہ اب بھی تمہارا شوہر ہے اور ایک بیوی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے نقص کو اس پر عیاں کرے اور اس کا مذاق اڑائے۔۔"

"بڑا ہی پیار آ رہا ہے تو تم ہی کیوں نہیں رکھ لیتی اس کو۔۔۔ کم سے کم میری جان تو چھوٹ جائے گی۔۔۔" گردن جھٹکتے ہوئے کہا

"رکھ لوں۔۔۔ اور مجھے بہت خوشی ہو گی۔ ابھی تو انمول کا صرف جسم کا کچھ حصہ جلا ہے اگر ان کا پورا وجود بھی جھلس جاتا ناں تب بھی میں انہیں اکیلا نہیں چھوڑتی۔ ان کے پاس رہتی۔ ان کا خیال رکھتی۔ تمہاری طرح ان سے گھن نہ کھاتی۔۔۔"

"تو پھر رکھو اس کو بدصورت کو اپنے پاس۔۔۔مجھے اس کے ساتھ رہ کر اپنا وقار خراب نہیں کرتا۔۔" منہ چڑھا کر وہ اپنے کمرے میں گئی اور آناً فاناً اپنے کپڑے سوٹ کیس میں پیک کر کے باہر آگئی

"عندلیب۔۔یہ کیا بچپنا ہے۔؟" وجیہہ نے سمجھانے کی کوشش کی

"میں بچپنا کر رہی ہوں میں ؟" طنزیہ کہا

"ضد چھوڑو۔۔۔عندلیب۔۔میاں بیوی کے درمیاں تو چھوٹی موٹی باتیں ہوتی رہتی ہیں، اس طرح کوئی گھر چھوڑ کر تھوڑی جاتا ہے۔۔!!؟"رضیہ بیگم نے آگے بڑھ کر عندلیب کو سمجھانے کی کوشش کی مگر جن کی عقلوں پر پردہ پڑ جائے، ان کے آگے نصیحت کرنا بے کار ہوتا ہے

"یہ آپ کے لئے چھوتی موٹی بات ہو گی مگر میرے لئے نہیں۔۔آپ انمول کو اس حالت میں قبول کر سکتے ہیں مگر میں نہیں۔۔۔!!" اس نے کراخت لہجے میں کہا تھا

"ایک بات یاد رکھنا کہ اگر آج تم گئی ناں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس تعلق کو بھول

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

جانا۔۔" انمول نے بنا دیکھے کہا تھا

"مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے اس رشتے کو نبھانے کا۔۔دو دن بعد خلع کے پیپرز میں خود ہی بھجوا دو نگی۔۔" یہ کہہ کر وہ تیز قدموں کے ساتھ باہر دروازے کی طرف چل دی

"انمول۔۔روکو اسے۔۔رشتے مذاق نہیں ہوتے کہ جب چاہا نبھا لیا اور جب چاہا دل چرا لیا۔روکو اسے۔۔"رضیہ بیگم انمول کو سمجھا رہی تھی

"امی جانے دیں اسے۔۔میں اچھی طرح جانتا ہوں اسے یہ کبھی نہیں رکنے والی۔۔جو بات اس کے دل میں آجائے وہ کر کے ہی گزرتی ہے۔پہلے مجھ سے شادی کرنا اس کی ضد تھی۔میں نے سمجھایا کہ کچھ وقت انتظار کیا جائے مگر یہ نہیں مانی اور اب اگر اس کا دل مجھ سے اکتا گیا ہے تو یہ کبھی نہیں رکنے والی۔آپ جتنا سمجھائیں گے یہ اتنا ہی سر پر چڑھے گی۔۔کسی کی نہیں ماننے والی یہ لڑکی۔۔"انمول نے صاف صاف کہہ دیا۔

"لیکن بیٹا!" علی عظمت نے کچھ کہنا چاہا

"نہیں ابو۔۔ جانے دیں۔۔ اور آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ یہ رشتہ ایک نہ ایک دن تو ٹوٹنا ہی تھا۔ بھلا جس رشتے میں ماں باپ کی مرضی ہی شامل نہ ہو بھلا وہ کب تک نبھایا جاسکتا تھا۔ ایک نہ ایک دن اس رشتے پر شام خزاں آنی ہی تھی۔" وہ افسوس بھرے لہجے میں کہتا ہے

"لیکن بیٹا۔۔!!" رضیہ بیگم آگے بڑھی تھیں

"امی۔۔۔" اُن کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر کہا

"مگر یہ رشتہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔۔" اس کا اشارہ حجاب کی طرف تھا۔ یہ سن کر کر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ چھا گئی۔

* * *

"آپی اب آپ یہاں پر ہی رہا کریں ناں۔۔ وہاں اکیلے گھر میں آپ کا جی گھبراتا ہو گا۔۔" انمول نے ناشتہ کرتے ہوئے کہا تھا

"نہیں انمول۔۔ میں وہاں اکیلی تھوڑی ہوں۔۔" وجیہہ نے مسکراتے ہوئے کہا

"کیا مطلب؟" رضیہ بیگم کے ساتھ ساتھ سب کی سوالیہ نظریں وجیہہ پر تھیں۔

اس کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے

"مطلب یہ ہے کہ ضرغام کا احساس ہر وقت میرے ساتھ تو ہوتا ہے۔۔" وہ ہچکچاتے ہوئے کہہ رہی تھی

"احساس۔۔؟ تم کچھ چھپا رہی ہو ناں ہم سے۔۔" علی عظمت نے کہا تھا

"وہ بات یہ ہے ابو کہ آپ نانا بننے والے ہیں۔۔" اس کی آنکھیں شرم و حیا سے جھک چکی تھیں

"کیا؟" خوشی میں سب کے چہرے چہک اٹھے تھے

"میں ماموں بننے والا ہوں۔۔" انمول کے چہرے پر بھی خوشی کی لہر دوڑی تھی

"اور میں ممانی۔۔" اپنی خوشی پر قابو کرتے ہوئے حجاب نے کہا تھا

"اتنی بڑی خبر تم ہمیں اب سنا رہی ہو؟" علی عظمت اٹھ کر وجیہہ کے پاس گئے اور اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا

"ضرغام کو پتا ہے؟" رضیہ بیگم نے استفسار کیا تھا

"جی۔۔ انہیں معلوم ہے۔۔" نظریں جھکائے وہ سب کا پیار سمیٹ رہی تھی۔

"یہ اچھی بات نہیں آپی! آپ نے اتنی دیر سے ہمیں یہ خبر سنائی۔۔" حجاب وجیہہ کے گلے آلگی تھی۔ انمول بھی خوش ہو کر وجیہہ سے باتوں میں مصروف تھا تبھی علی عظمت کی نظر رضیہ بیگم کے چہرے پر پڑی۔ جہاں اگلے ہی لمحے خزاں نے بسیرا کر لیا تھا۔ علی عظمت رضیہ بیگم کے اس تاسف کو دیکھ کر حیران ہوئے

"کیا ہوا بیگم؟ یہ تو خوشی کی گھڑیاں ہیں اور تم اداس ہو۔۔!!!" آہستہ نے انہوں نے رضیہ بیگم کو مخاطب کیا تھا۔ رضیہ بیگم نے ایک حسرت بھری نگاہ علی عظمت پر ڈالی تو آنکھوں میں � آنسو آگئے

"یہ کیا؟ اب بھی آنسو۔۔۔" علی عظمت نے پیار سے ان کے آنسو صاف کیے

"خوشی کی اس گھڑی میں بھی وجیہہ آج کتنی اکیلی ہے ناں۔۔ اس وقت اسے ضرغام کی ضرورت ہے اور وہ۔۔۔" ان کی آواز بھر آئی تھی

"کس نے کہا کہ وجیہہ اکیلی ہے؟ وہ اکیلی نہیں ہے۔ اکیلے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اپنے ان کے پاس نہیں ہوتے۔ ذرا ادھر دیکھو۔۔۔" علی عظمت نے ہاتھ کے اشارے سے رضیہ بیگم کی توجہ تینوں کی طرف مبذول کروائی۔ وجیہہ کرسی

پر بیٹھی تھی۔ ضرغام اس کے ساتھ ہی چیئر پر تھا۔ حجاب وجیہہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھی۔ تینوں کے چہرے پر ایک ہنسی تھی۔

"دیکھو! وہ تینوں کتنے خوش ہیں۔ اور تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ وجیہہ اب اکیلی ہے۔ اُس کا بھائی اور بھابھی اس کے ساتھ ہیں۔ دیکھو جب سے انمول کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے کیسے وجیہہ کے آگے پیچھے پھر رہا ہے۔۔ اور حجاب وہ تو آپی آپی کہتے نہیں تھکتی۔۔۔ تم اب بھی کہتی ہو کہ وہ اکیلی ہے۔ نہیں وہ اکیلی نہیں ہے۔ سب کا پیار اس کے ساتھ ہے اور سب سے بڑھ کر ضرغام کی محبت اس کو کبھی تنہا ہونے ہی نہیں دیتی۔"

"کہہ تو آپ ٹھیک رہے ہیں لیکن اگر وہ کبھی۔۔۔" انہوں نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا

"ایسا سوچنا بھی مت۔۔!!" علی عظمت نے انہیں تنبیہہ کی

"ہماری بیٹی اتنی کمزور نہیں ہے کہ اتنی جلدی ہار مان لے۔ دیکھنا تم وہ اس کیس کو جیتے گی اور ضرغام کو باعزت رہا بھی کروائے گی۔ مجھے یقین ہے اپنی بیٹی

پر۔۔۔" بڑے مان کے ساتھ انہوں نے وجیہہ کی طرف دیکھا تھا

"مجھے بھی۔۔۔" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انہوں نے تینوں پر نگاہ دوڑائی تھی

* * * *

"یہ لیجیے۔۔ دودھ پی لیں آپ۔۔" حجاب نے دودھ کا گلاس لا کر وجیہہ کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا مگر اسے خبر نہ تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں میں موجود ایک موٹی سی سیاہ کتاب پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ حجاب نے گلاس رکھ کر ایک نظر وجیہہ کی طرف دیکھا جو اپنی زندگی سے بے خبر صرف ضرغام کے کیس میں محو تھی

"آپی۔۔" اس نے آہستہ سے شانوں کو چھوا تو وہ بری طرح چونکی تھی

"ارے حجاب تم؟ تم کب آئیں؟" اپنے حواس کو مجتمع کرتے ہوئے کتاب کو بند کر کے ٹیبل پر رکھا اور پوری توجہ سے اس کی طرف دیکھا۔ آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں مگر دیکھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی

"جب آپ سٹڈی میں مصروف تھیں۔۔" اس نے دودھ کا گلاس اٹھایا اور وجیہہ

کے ہاتھوں میں تھما دیا

"اگر برا نہ مانیں تو ایک بات کہوں۔۔" وہ بلا تکلف بیڈ ہر بیٹھ گئی۔ وجیہہ نے ایک گھونٹ پی کر اس کی جانب کرسی موڑی اور اثبات میں سر ہلایا

"ہاں۔۔ بولو۔۔۔ برا ماننے کی کیا بات ہے؟"

"آپ کسی دوسرے وکیل کے ہائر کر لیں اور آپ آرام کریں۔۔"

"نہیں حجاب۔۔ یہ کیس میری زندگی ہے۔ یہ صرف ضرغام کے لئے ہی نہیں بلکہ میرے لئے بھی ایک امتحان ہے اور مجھے اپنے رب پر یقین ہے کہ وہ اس امتحان میں ہم دونوں کو سرخرو کرے گا۔۔"

"لیکن آپی۔۔ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ ایسے حالات میں آپ؟" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی

"ایک بیوی صرف اسی صورت میں آرام کر سکتی ہے جب اس کے سر پر شوہر نامی چھت ہو جو اس پر محبت کا سایہ کیے رہے کیونکہ ایک بیوی جو راحت اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے پاتی ہے کبھی اس کے بنا نہیں پا سکتی"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر ضرغام بھائی بھی یقیناً یہی چاہیں گے کہ آپ۔۔۔ "!!

"حجاب۔۔بس ایک بار وہ آ جائیں پھر جیسا وہ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا۔۔بس ایک بار باہر آ جائیں۔،۔۔" وجیہہ نے مداخلت کی تھی۔حجاب اب مزید کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔اس نے وجیہہ کی آنکھوں میں دیکھا جہاں صرف تنہائی تھی مگر اس تنہائی میں بھی امید کی کرن روشن تھی۔وہ خاموشی کے ساتھ کمرے سے باہر آ گئی مگر چہرے پر ایک الگ ا تاسف تھا۔اپنے کمرے میں آئی تو انمول کی نظروں سے اس کی پریشانی چھپ نہیں سکی۔کل تک جس کا پریشان ہونا اس کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔نہ جانے کیوں آج اس کے چہرے پر وہ پریشانی کے آثار بھی نہیں دیکھ سکتا تھا

"کیا ہوا؟" وہ بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ہاتھ میں موجود کتاب کو بند کر کے اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور پوری توجہ کے ساتھ حجاب کی طرف متوجہ ہوا جو گم صم دروازے سے داخل ہوئی اور وارڈروب کی طرف بڑھ رہی تھی

"کوئی بات ہے حجاب؟" وہ اپنے خیالوں میں اس قدر محو تھی کہ اسے انمول کی آواز سنائی ہی نہیں دی۔وہ بس یک ٹک وارڈروب پر ہاتھ رکھے ہوئے انجان سے دنیا میں گم تھی۔انمول کے چہرے پر شکن ابھرنے لگے۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر جھلسے ہوئے پاؤں رکاوٹ بنے مگر اس نے ہمت جاری رکھی

"آہ۔۔" درد کی ایک ٹیس نے جنم لیا مگر اس نے ہمت نہ ہاری۔دونوں ہاتھوں کو بیڈ پر جمائے اس نے پاؤں زمین پر رکھے تھے۔درد کی شدت کی وجہ سے اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔آنکھیں بھی خود بخود بند ہو گئیں مگر اس نے اٹھنے کی پوری کوشش کی اور آخر کار وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو ہی گیا مگر ٹانگ میں ایک خم تھا۔چلنے کی کوشش کی تو چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔اس نے اپنا ہاتھ کمر کے پیچھے کیا اور دوسرے ہاتھ کو گھٹنے پر رکھا

"اف۔۔۔" درد کو برداشت کرتے ہوئے وہ آگے بڑھنے لگا وہ ابھی بھی اپنے ہی خیالوں میں گم تھی

"حجاب۔۔۔!!"انمول نے حجاب کے شانوں پر ہاتھ رکھا تو وہ بری طرح چونک کر

پلٹی تھی

"انمول۔۔ آپ۔۔۔" خیالوں کی دنیا سے وہ لوٹ آئی تھی

"اگر آپ کو کچھ چاہئے تھا تو مجھے بتا دیتے۔ چلیئے بیٹھیں۔۔" سہارا دے کر اسے واپس بیڈ کی طرف لے گئی اور پیار سے بیٹھایا۔ بیٹھ کر اس نے سکھ کا سانس لیا

"آپ کو ابھی ڈاکٹر نے منع کیا ہے ناں چلنے پھرنے سے۔۔" نرم ہاتھوں سے انمول کے ٹانگیں اٹھا کر دوبارہ بیڈ پر رکھیں

"تم پریشان کیوں تھی؟" انمول نے الٹا اسی سے سوال کیا

"میں پریشان تھی۔۔۔!! نہیں میں تو پریشان نہیں تھی۔۔" لحاف کو دوبارہ انمول کی ٹانگوں پر اوڑھا دیا

"لیکن میں تمہیں کافی دیر سے بلا رہا تھا مگر تم نے میری بات سنی ہی نہیں۔۔"

"اچھا۔۔!!" حیرت سے اس نے انمول کی طرف دیکھا

"دیکھو۔۔ اگر کوئی بات ہے تو بتاؤ۔۔ یوں چھپانے سے کچھ نہیں حاصل ہوتا"

"وہ میں آپی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔" اس کے پاس بیٹھ کر اس نے کہا تھا

"آپی کے بارے میں؟ کیا ہوا آپی کو؟ ٹھیک تو ہیں ناں آہی؟" حجاب کا دائیں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا

"آپی کتنی اداس رہتی ہیں ضرغام بھائی کے بنا۔۔۔ ہر وقت انہی کے بارے میں سوچتی رہتی ہیں۔ حالانکہ اس وقت انہیں آرام کی ضرورت ہے مگر وہ اب بھی صرف کیس پر ہی محنت کرتی رہتی ہیں۔۔ اگر ایسے ہی چلتا رہا تو ان کی صحت خراب ہو سکتی ہے اور آگے چل کر مسئلہ بھی ہو سکتا ہے۔۔" حجاب نے اپنے ڈر کا اظہار کیا تھا

"" اس سلسلے میں تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔۔۔ آپی نے تو کبھی کسی کا برا نہیں چاہا پھر ان کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

"انمول۔۔ مشکلیں آتی ہیں ایسے لوگوں کے پاس ہیں کیونکہ وہی مشکلوں کو بہتر انداز میں سلجھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں مگر میں تو ان کی صحت کے بارے میں بہت فکر مند ہوں۔ پہلے تو وہ اکیلی تھیں مگر اب ان کے ساتھ ایک زندگی بھی جڑ چکی ہے۔۔" حسرت کے ساتھ اس نے انمول کی طرف دیکھا

"میں سمجھاؤں گا آپی کو۔۔۔"

"وہ نہیں مانیں گی۔۔ میں نے بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر وہ تو بس اسی کیس میں محو ہیں۔ کیس کے علاوہ وہ کچھ سوچنے اور سمجھنے کے لئے تیار ہی نہیں۔۔۔"

"کاش میں کچھ کر سکتا۔۔۔" افسوس کرتے ہوئے انمول نے زیر لب کہا تھا ایک ثانیے کے لئے خاموشی چھا گئی

"ویسے میں تو اتنے دن گھر ہی نہیں تھا اس لئے زیادہ کیس کے بارے میں معلوم نہیں مگر تمہیں تو پتا ہو گا ناں۔۔" اس نے جھٹ سوال داغا تھا۔

"کیس کے بارے میں زیادہ تو مجھے بھی معلوم نہیں کیونکہ میں بھی تو آپ کے ساتھ ہی تھی مگر جتنا معلوم ہے۔ اتنا بتا دیتی ہوں" حجاب نے انمول کو سب کچھ بتا دیا۔ انمول کے چہرے کے تاثرات بدلتے گئے۔ ایک پل میں غصہ تو اگلے ہی لمحہ طمانیت کے اثرات نمایاں ہوتے۔

"بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے۔۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"کوئی بات نہیں۔۔۔ اسی سے کام چلائیں گے ہم۔۔"

"کام چلائیں گے ؟ کیا مطلب ہے آپ کا؟" حجاب نے استفہامیہ انداز میں انمول کی طرف دیکھا تھا

"آپی کو یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھے تو دیکھ نہیں سکتے ہم اور پھر یہ تم بھی جانتی ہو کہ وکالت میں کتنی بے ایمانی چلتی ہے، جھوٹ فریب تو جیسے پیدا ہی انہی جگہوں پر ہوتے ہیں۔ سچ بولنے والوں کی نیا تو کم ہی پار لگتی ہے۔۔" انمول نے تمہید باندھنا شروع کی

"کہتے تو آپ ٹھیک ہیں۔۔" حجاب نے تائید کی

"اور پھر آپی کو تو تم جانتی ہی ہو وہ کبھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیں گی اور تمہارے بقول کیس کو اتنا عرصہ ہو گیا چلتے ہوئے ابھی تک انہوں نے ایک بھی دلیل ایسی نہیں دی جو ان کے لئے مثبت ثابت ہو سکے۔۔۔"

"ہاں۔۔" ایک بار پھر اس نے اثبات میں گردن ہلائی

"تو پھر ہمیں ہی آپی کی مدد کرنی ہو گی۔۔" کچھ سوچتے ہوئے انمول نے کہا تھا

"لیکن کیسے ؟" انمول نے استفہامیہ انداز میں انمول کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ چھا گئی

"اس کے لئے مجھے تمہاری ضرورت ہو گی۔۔ کرو گی ناں میری مدد۔۔" حجاب کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں مین تھامتے ہوئے اس نے کہا تھا

"میں تو ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں۔۔" محبت بھری نگاہوں سے اس نے تائید کی

"تو پھر ٹھیک ہے۔۔۔ اب بس اگلی پیشی کا انتظار ہے۔۔ "

"لیکن بتائیں تو صحیح آپ کریں گے کیا؟" حجاب ابھی تک کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی

"یہ تو اب اگلی پیشی میں ہی پتا چلے گا۔۔" معنی خیز نگاہوں سے اس نے حجاب کی طرف دیکھا تھا

* * * *

"جی مس وجیہہ عظمت! آپ کے پاس کوئی دلیل ہے۔ جس کی بنیاد پر آپ ضرغام عباسی کا دفع کر سکیں؟ کیونکہ پچھلی سماعتوں میں آپ نے ایک بھی ایسا ثبوت یا گواہ عدالت کے سامنے پیش نہیں کیا جو اس کیس کو آگے بڑھانے کو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

موجب بنتا اگر آج آپ کے پاس کوئی ثبوت یا گواہ ہے تو برائے مہربانی اسے عدالت کے سامنے پیش کریں ورنہ مجبوراً آج ہمیں اس کیس کا فیصلہ سنانا ہو گا۔۔" یہ سننے کی دیر تھی کہ پروسیکیوٹر کے چہرے شاطرانہ ہنسی چھا گئی۔ اُس نے معنی خیز نگاہوں سے وجیہہ عظمت کی طرف دیکھا جو پر سکون انداز میں اپنی چئیر پر ٹیک لگائی بیٹھی تھی اور ہاتھ میں موجود قلم کو سکون کے ساتھ گھمائے جا رہی تھی

"میرے خیال سے آپ کو فیصلہ سنا دینا چاہئے۔۔ کیونکہ جس طرح سے میری ساتھی اپنی نشست پر بیٹھی ہوئی ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پاس آج بھی کوئی ثبوت نہیں۔۔" اس سے پہلے کے وجیہہ کچھ کہتی پروسیکیوٹر برق رفتاری سے اٹھی اور اپنا موقف عدالت کے سامنے پیش کیا

"جج صاحب! میری ان ساتھی کو قیاس آرئیاں کرنے کا بہت شوق ہے۔ شاید میری ساتھی یہ نہیں جانتیں کہ عدالت کوئی بھی فیصلہ بنا ثبوت کے نہیں کرتی۔۔" وجیہہ نے جھٹ اٹھتے ہوئے کہا

"تو پھر آپ کے پاس ثبوت ہے آج؟" معنی خیز نگاہوں سے اس نے حجاب کی طرف دیکھا

"اور کیا آپ کے پاس ثبوت ہے؟" الٹا وجیہہ نے سوال داغا تھا

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" وہ اس نے اچانک سوال کے لئے تیار نہ تھی

"مطلب میں سمجھاتی ہیں۔۔ آپ کچھ دیر کے لئے بیٹھنا پسند کریں گی؟" ہلکی سی مسکراہٹ کو دباتے ہوئے وجیہہ نے سیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ شش و پنج میں بیٹھ گئی اور وجیہہ کی طرف دیکھنے لگی

"جج صاحب! یہ کیس چلتے ہوئے پانچ ماہ ہو چکے ہیں اور میں اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ عدالت کے سامنے کوئی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کر سکی لیکن جج صاحب۔۔ میری عزیز ساتھی جو جب سے کیس چلا ہے میرے موکل پر بار بار یہ الزام لگاتی جا رہی ہے کہ انہوں نے یہ کیا۔۔ انہوں نے وہ کیا۔۔ لیکن جج صاحب صرف بار بار ایک ہی جملے کی گردان الاپنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر میں ثبوت فراہم کرنے میں ناکام رہی ہوں تو میری عزیز ساتھی بھی تو عدالت کے سامنے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ثبوت پیش نہیں کر سکی۔۔"

"جی نہیں یور آنر۔۔ میں ویڈیو بھری عدالت میں دیکھا چکی ہوں۔۔"

"صرف ویڈیو سے کام نہیں چلتا۔۔ جج صاحب۔۔ جب سے کیس شروع ہوا ہے۔ ایک بار بھی مس عنایہ نے کمرہ عدالت میں آکر اپنا بیان پیش نہیں کیا۔ میری عدالت سے یہ استدعا ہے کہ انہیں عدالت میں پیش کیا جائے۔۔"

"وہ نہیں آسکتی۔۔۔ سمجھی آپ۔۔" اس نے تلخ لہجے میں کہا تھا

"مگر کیوں؟" دھیمے لہجے میں پوچھا

"کیونکہ وہ ایک عزت دار لڑکی ہے اور عدالت کے چکر لگا کر اپنے کردار پر داغ نہیں لگوا سکتیں۔۔۔۔"

"کیا کہا آپ نے عزت دار۔۔۔ جج صاحب۔۔ جو عورت بھری عدالت میں اپنی ویڈیو پیش کر سکتی ہے، بھلا وہ عدالت میں پیش ہونے سے کیوں گھبراتی ہے۔۔؟ جب ویڈیو کے ذریعے اپنے اوپر بیتی ہوئی کتھا سنا سکتی ہے تو زبان سے کے ذریعے سنانے میں کیا حرج ہے؟"

”مس وجیہہ۔۔۔!!“ وہ اپنا آپا کھونے لگی تھی

”جج صاحب۔۔!!میں مس عنایہ سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتی ہوں۔اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ انہیں عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیا جائے

”ٹھیک ہے۔۔“ جج صاحب نے اثبات میں گردن ہلائی

”لیکن یور آنر۔۔وہ یہاں نہیں آسکتیں۔۔“ پروسیکیوٹر نے دلیل دینے کی کوشش کی تھی

”لیکن کیوں؟ دیکھیے مس وجیہہ کا کہنا درست ہے۔انہیں ایک بار عدالت میں آکر یہ قبول کرنا ہوگا کہ ملزم نے ان کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی ہے۔اس طرح آپ کے کیس کو مضبوطی بھی مل جائے گی اور مس وجیہہ کو جو سوال ان سے کرنے ہیں وہ بھی کر لیں گی۔۔“

”لیکن یور آنر!وہ شوبز سے وابستہ ہیں اور ان کا عدالت میں آنا ان کے کرئیر پر اثرانداز ہو سکتا ہے۔“

”شوبز سے مسٹر ضرغام بھی وابستہ تھے۔۔“ وجیہہ نے جھٹ کہا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

”اُن کی بات کوئی اور ہے۔۔“ عقابی نظروں سے وجیہہ کی طرف دیکھا

”جج صاحب!عدالت کی نظر میں سب برابر ہوتے ہیں۔ایک غریب کو جب گواہی کے لئے طلب کیا جا سکتا ہے تو ایک امیر کو کیوں نہیں؟کیا صرف عزت امیروں کی ہی ہوتی ہے غریبوں کی نہیں؟کیا صرف عدالت میں آنے سے امیروں کے کردار پر ہی داغ لگتا ہے غریبوں کا کردار بے داغ رہتا ہے؟میری آپ سے بس یہی استدعا ہے کہ مس عنایہ اسی کٹہرے میں کھڑا کر کے سوال و جواب کئے جائیں۔جدھر آج مسٹر ضرغام کھڑے ہیں۔۔“ اس نے ضرغام کی طرف اشارہ کیا تھا۔جو یک ٹک اسے ہی دیکھتا جا رہا تھا۔کل تک وہ وجیہہ جو صرف معصوم تھی آج بھری عدالت میں صرف اس کے لئے لڑ رہی تھی۔کیا واقعی بیویاں ایسی ہوتی ہیں؟وہ سوچ رہا تھا اور اُس سوچ سے گھن کھا رہا تھا جو وہ کل تک رکھتا ہے

”اگر انسان رشتوں کی زنجیروں سے باہر نکل آئے تو وہ کافی آگے جا سکتا ہے مگر یہ جو رشتے ہوتے ہیں،یہ انسان کو آگے بڑھنے سے روکتے ہیں کبھی ماں بن کر،

کبھی بہن کی صورت میں تو کبھی بیوی بچوں کے روپ میں۔۔رشتوں کی زنجیروں میں جکڑا ہو� آدمی کبھی کھل کر سانس بھی نہیں لے سکتا۔قدم قدم پر یہ رشتے اس کو کسی نہ کسی چیز سے محروم کر ہی دیا کرتے ہیں اور پھر وہ وقت آتا ہے کہ جب اس کے اپنے، جن کی خاطر اس نے سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا، وہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔" آج اسے اپنے ہی الفاظ پر افسوس ہو رہا تھا۔وہ کیا سوچتا تھا اور کیا ہو رہا ہے۔

"نہیں۔۔رشتوں کی زنجیروں سے نکل کر کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا۔رشتے زنجیر نہیں بلکہ دھاگے ہوتے ہیں جو آپس میں ملکر ایک خوبصورت احساس کو جنم دیتے ہیں۔اور بیوی کا رشتہ تو ایک الگ ہی حیثیت رکھتا ہے۔جب دنیا کے سارے رشتے بچھڑ جاتے ہیں تو یہی رشتہ اس کے کام آتا ہے۔اس کے دکھ سکھ بانٹتا ہے۔ماں باپ تو بچپن سے لے کر جوانی تک اپنے بیٹے کا خیال رکھتے ہیں مگر جیسے ہی ان کا بیٹا جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے تو ماں باپ بڑھاپے میں قدم رکھ چکے ہوتے ہیں ایسے میں جتنی ماں باپ کو اپنے بیٹے کی ضرورت ہوتی ہے۔ایسے میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اتنی ہی اس لڑکے کو کسی ایک سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ اپنا دکھ سکھ بانٹ سکے۔جس سے اپنے دل کا حال بیان کر سکے۔ماں باپ اور بیٹے کے درمیان تو ایک پردہ حائل ہو سکتا ہے مگر میاں اور بیوی کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہو سکتا۔یہ رشتہ ہی کچھ ایسا ہوتا ہے جس سے ہر پردے اٹھا لئے جاتے ہیں۔تاکہ وہ اپنا دکھ سکھ ایک دوسرے کو بیان کر سکیں۔ایک دوسرے کو سمجھ سکیں۔قدم سے قدم ملا کر چل سکیں۔یہ رشتے کبھی انسان کو کمزور نہیں کرتے اور نہ ہی کسی چیز سے محروم کرتے ہیں بلکہ یہ تو انسان کو مضبوط بناتے ہیں۔جب اسے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے تو بیوی کی صورت میں یہ رشتہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔جب کسی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے تو یہی رشتہ اولاد جیسی نعمت سے سرفراز کرتا ہے۔جنہیں دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہے۔رشتوں سے عاری انسان بھلا کیسے اس سکھ کو پہچان سکتا ہے؟رشتے تو انسان کو منزل سے روشناس کرواتے ہیں پھر بھلا ان کو نبھانے سے کیسے کوئی احساس کم تری کا شکار ہو سکتا ہے؟کیسے؟" اس کا من پکار رہا تھا۔آنکھوں سے آنسو جاری تھے مگر شاید

سمجھنے میں بہت دیر ہو چکی تھی

"بس میری یہی ستدعا ہے عدالت سے۔۔۔" وجیہہ اب اپنی کرسی پر جا بیٹھی تھی

"لیکن۔۔۔" پروسیکیوٹر نے کچھ کہنا چاہا مگر جج صاحب نے مداخلت کی

"یہ عدالت اگر شنوائی میں مس عنایہ کو عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیتی ہے۔۔"

* * * *

انمول بھی جلدی سے ری کور ہو رہا تھا۔ اس کی حالت میں سدھار آتا جا رہا تھا۔ صبح وشام وہ خود چلنے کی کوشش کرتا۔ درد کی شدت آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ زخم مندمل ہوتے گئے۔ چہرے پر ہلکا سا نشان رہ گیا۔ بالوں کی رعنائی لوٹ آئی۔ لبوں کی چاشنی لوٹ آئی مگر ایک نشان تھا جو چہرے پر نقش کر چکا تھا۔ شاید ساری عمر کے لئے مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ حسن جس پر اسے ناز ہوا کرتا تھا۔ ایک واقعہ نے خاک میں ملا دیا۔ اور اس خاک میں اسے دل کا حسن نصیب ہو گیا اب وہ دوبارہ ظاہری حسن کی طرف مائل نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن قسمت نے اس کا زیادہ

امتحان نہیں لیا۔ اس کے سارے شوخ پن لوٹا دیئے بعوض ایک داغ کے۔ چہرے کے بائیں جانب آنکھ سے ذرا نیچے ایک سیاہ حلقہ پوری زندگی کے لئے اس کے وجود کا حصہ بن چکا تھا۔ شاید یاددہانی کے لئے کہ انسان کی اصل کیا ہے؟ جو سمجھتے ہیں کہ حسن ہی سب کچھ ہے اُن کے لئے ایک نشان عبرت۔

* * * *

"یہ تو میں پوچھ کر رہوں گی اسے۔۔۔" وہ غصے میں بڑبڑاتی ہوئی جا رہی تھی

"چھوڑوں گی نہیں اسے۔۔۔" موبائل کو کندھے سے سہارا دیا اور ہاتھوں میں موجود شاپنگ بیگز کو اس نے ایک سٹول پر رکھا اور ان میں کچھ ڈھونڈنے لگی

"تم فکر ہی نہ کرو۔۔۔ تمہیں تمہاری پے منٹ ٹائم پر ملے گی بس کسی بھی اس کیس کو ایسا موڑ دو کہ اگلی ہی شنوائی میں فیصلہ ہو جائے۔۔" تمام بیگز چھان مارے مگر مطلوبہ چیز نہ ملی

"اوہ۔۔۔ میکسی تو شاپ پر ہی بھول آئی۔۔" اس نے زیر لب کہتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھا

"اچھا۔۔ پھر میں بعد میں فون کرتی ہوں۔۔" یہ کہتے ہوئے اس نے شاپنگ بیگ اٹھائے اور جیسے ہی پلٹی تو ایک فولادی سینے سے جا ٹکرائی۔ اس کے ہاتھوں میں موجود موبائل فون اور شاپنگ بیگز نیچے گر گئے۔

"اندھے ہو کیا نظر نہیں آتا۔۔" اس نے اس شخص کی طرف دیکھے بنا ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور نیچے جھک کر شاپنگ بیگز سے نکلی ہوئی چیزوں کو سمیٹنا شروع کر دیا

"آئی ایم سوری۔۔۔!! میں نے سچ میں نہیں دیکھا۔۔ آپ کو زیادہ لگی تو نہیں۔۔" وہ اپنی میٹھی آواز میں اس سے محو گفتگو تھا۔ اور اپنے کئے پر پشیمان تھا اسی لئے جھک کر اس کے ساتھ چیزیں سمیٹنے لگا

"پہلے دیکھ کر چلتے نہیں۔۔ بعد میں معافی مانگتے پھریں گے۔۔۔ ہنہ۔۔" وہ ابھی بھی بڑبڑاتی جا رہی تھی

"کہاناں۔۔ آئی ایم سوری۔۔ اگر کوئی نقصان ہوا تو میں اس کا خمیازہ بھی بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔۔" وہ کچھ زیادہ ہی فری ہونے کی کوشش کر رہا تھا

"ہاں۔۔ نقصان تو ہوا ہے۔۔ دس ہزار کا میرا آئی لائینر سیٹ خراب ہو گیا ہے۔۔" اس نے جھٹ کہا

"اوکے۔۔۔ یہ لیجیے۔۔" اس آنے والے نے بنا سوچے سمجھے ایک ایک ہزار کے دس نئے نوٹ اپنی جینز سے نکالے اور اس کے ہاتھوں میں تھما دیئے۔ وہ یک ٹک اپنے ہاتھوں کو ہی دیکھتی رہی

"اور کچھ نقصان ہوا تو وہ بھی بتا دیں۔۔۔" اس نے مزید کہا تھا

"نن نن نہیں۔۔۔" ایک اجنبی اس پر اتنا مہربان ہو رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اسے شاک ہوا۔ اس نے نظریں اٹھا کر اس شخص کی طرف دیکھا۔ بڑی بڑی سن گلاسز نے اس کا آدھ سے زائد چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔ جو حصہ نظر آ رہا تھا، اس کے حسین ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا۔ سفید دودھیا رنگ پر سفید شرٹ سونے پر سہاگا تھا۔ باڈی سپرے سے آنے والی دلفریب خوشبو وہ دور سے ہی محسوس کر سکتی تھی

"کیا ہوا؟ کچھ اور بھی نقصان ہوا ہے کیا؟ میں بھرپائی کرنے کو تیار ہوں۔۔" اس بار اس کی آواز میں مٹھاس پہلے سے زیادہ تھی

"جی نہیں۔۔ یہ کافی ہے۔۔" اس نے سامان سمیٹ کر دوبارہ شاپنگ بیگز میں ڈالا اور انہیں پکڑ کر دوبارہ کھڑی ہو گئی

"مائی سلیف عاصم اور آپ؟" اس نے بے تکلفی کے ساتھ اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

"میرا نام عنایہ ہے۔" اس نے بھی گرمجوشی سے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں عجیب سی رعنائی۔

"میں کافی پینے جا رہا تھا۔ آپ بھی چلیں گی میرے ساتھ۔۔" عاصم نے پیشکش کی جسے عنایہ نے فوراً قبول کر لی

"چلیں پھر۔۔۔ دیکھائیں انہیں میں پکڑ لیتا ہوں۔۔۔" عاصم حد سے زیادہ بے تکلفی دیکھا رہا تھا۔ پہلے کچھ قدم کے فاصلے پر چل رہا تھا مگر جب عنایہ کو بات چیت اپنا بنا لیا تو اس کے بالکل قریب ہو گیا۔ اس کے شاپنگ بیگز اس کے ہاتھوں سے لے لیے اور کیفے ٹیریا میں اس جگہ جا بیٹھے جہاں سے تقریباً تمام مال نظر آتا تھا۔ اس وقت لوگوں کی ایک بڑی تعداد نہ صرف اس مال میں موجود تھی بلکہ اکثریت کیفے ٹیریا میں کھانے پینے سے محظوظ ہو رہے تھے مگر ان سب میں عاصم کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

شخصیت ممتاز تھی۔ اس کا حسن سب پر بازی لے رہا تھا

"آپ کو کبھی دیکھا نہیں۔۔" عنایہ نے پوچھا تھا

"میں اس شہر میں نیا ہوں۔۔۔ گاؤں سے آیا ہوں۔۔" اس نے اپنے بارے میں بتانا شروع کیا تو عنایہ شاک ہو گئی

"کیا کہا آپ گاؤں سے ہیں؟ لیکن لگتا تو نہیں ہے۔۔ آپ کی پرسنیلٹی تو بالکل وہاں کے لوگوں سے میل نہیں کھاتی" اس نے حیرانی سے کہا تھا

"وہاں بھی سب مجھے یہی کہتے تھے کہ میں تو ایکدم ہیرو کی طرح لگتا ہوں بس اسی لئے چلا آیا۔۔" اس نے دانستہ طور پر گاؤں کا لب و لہجہ استعمال کیا

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ آئی لائیک شوبز۔۔ شوبز کی رنگینیاں اور رونقیں اس ناچیز کو گاؤں سے شہر کھینچ لائیں۔۔ لیکن ہائے قسمت یہاں اتنے بڑے شہر میں بھلا کہاں در در کی خاک چھانتا پھروں گا اور کون اس گاؤں کے لونڈے کو شوبز میں متعارف کروائے گا۔۔" اس کی باتیں نہ جانے کیوں عنایہ کے دل کو چھونے لگی تھی۔ اُس

کی مسکراہٹ، اس کے بات کرنے کا انداز عنایہ کے دل کو بھانے لگا تھا۔یہی احساس اسے اُس وقت ہوا تھا جب اُس نے پہلی بار ضرغام سے ملاقات کی تھی۔ ایک بار پھر وہی احساس جاگ اٹھا۔

"آپ کو خاک چھاننے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔بس سمجھیں کہ آپ کو منزل مل گئی" کافی کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔یہ سن کر اس کے منہ سے ساری کی ساری کافی باہر آگئی اور کچھ چھینٹیں عنایہ کے کپڑوں پر گر پڑیں

"آئی ایم سوری۔۔۔وہ دراصل آپ کا مذاق سن کر میں ہنسی کو روک نہیں سکا۔۔" اس نے وجہ بتائی

"میں مذاق نہیں کر رہی۔۔میں مارننگ شو کی ہوسٹ ہوں اور نئے نئے چہروں کو متعارف کروانا میرا کام ہے۔" اب عنایہ اسے اپنے بارے میں بتا رہی تھی

"لیکن آپ تو لڑکیوں کو متعارف کرواتی ہونگی ناں۔۔۔"

"نہیں۔۔ایسی بات نہیں ہے۔میں لڑکوں کو متعارف کرنے کی زیادہ مشتاق ہوں" اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"لیکن میرے پاس تو اس حسن کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے جو آپ کے دے سکوں۔۔کیونکہ سنا ہے شوبز میں جانے سے پہلے پاپڑ بڑے بیلنے پڑتے ہیں۔۔" عاصم نے اپنے ہاتھ کھڑے کر دیئے اور صاف صاف بتا دیا کہ وہ کوئی رشوت وغیرہ نہیں دے سکتا۔یہ سن کر عنایہ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی

"یہ تو آپ نے صحیح سنا۔۔شوبز کی دنیا میں پاپڑ تو بڑے بیلنے پڑتے ہیں لیکن آپ کا واسطہ عنایہ سے پڑا ہے تو آپ بھی کیا یاد کریں گے آپ کو میں فری میں ہی متعارف کروادوں گی لیکن کچھ نہ کچھ تو دینا پڑے گا۔۔" اس نے معنی خیز نگاہوں سے عاصم کی طرف دیکھا تو جو پہلے پر سکون تھا مگر بعد میں چونک اٹھا

"لیکن ابھی تو کہا ہے کہ میں نے کہ میرے پاس اپنے حسن کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔۔" وہ بار بار اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا تھا اور بالوں کو ایک ادا کے ساتھ سیٹ کر رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔۔آپ کے اس حسن کے ساتھ ہی کام چلا لیں گے ہم۔۔" کافی کا کپ اپنے ہاتھ میں پکڑے وہ یک ٹک عاصم کے چہرے کو ہی دیکھتی جا رہی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" عاصم کے دل میں ایک کھٹکا سا ہوا تھا۔ اس نے کافی کا کپ رکھ کر استفہامیہ انداز میں عنایہ کی طرف دیکھا تو اس نے اپنی نظریں چرا لیں

"مطلب آپ کو بہت جلد سمجھ آجائے گا۔۔" یہ کہہ کر اس نے بھی اپنی کپ ٹیبل پر رکھا اور شاپنگ بیگز اٹھا کر کھڑی ہو گئی

"یہ کیا؟ اتنی جلدی چل دیں آپ۔۔۔ ابھی کچھ اور وقت گزار لیتیں تو اس ناچیز کا دل بہل جاتا۔۔" شاید وہ بھی بات کا مطلب سمجھ چکا تھا اسی لئے بناوٹی جملے استعمال کر کے عنایہ کی خوش آمد کرنے لگا

"اگر دل کو پہلی ہی ملاقات میں بہلا لیا جائے تو اگلی ملاقات کی تڑپ باقی نہیں رہتی۔" شوخ ادا سے اس کی طرف دیکھا اور پھر ایک طرف کو چل دی۔ عاصم بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا

"لیکن اگلی ملاقات تو تبھی ہو گی ناں جب مجھے آپ اپنا سیل نمبر دیں گی۔" وہ عنایہ سے بھی زیادہ دل پھینک نکلا تھا۔ جھٹ فون نمبر کا مطالبہ کر دیا۔ عنایہ نے شوخ

نظر سے سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔ سن گلاسز ابھی بھی اس کے چہرے پر تھیں۔

"کیا ہوا؟ اگر نہیں دینا چاہتیں تو کوئی بات نہیں۔۔ آپ کے ساتھ بات کر کے اچھا لگا۔۔" اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ شاید وہ کچھ زیادہ ہی فری ہو رہا تھا۔ اس لئے اپنے کئے کی معافی مانگتے ہوئے آگے جو چل دیا

"سنو عاصم۔۔۔" اس کے بلانے پر وہ جھٹ پلٹا جیسے وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ اسے بلائے۔

"میرا مطلب وہ نہیں تھا۔۔ یہ لو میرا نمبر۔۔۔" اس نے عاصم کے ہاتھوں میں موجود موبائل فون چھینا اور اس پر اپنا نمبر ڈائیل کر کے سیو کر دیا

"کل کو ملتے ہیں پھر۔۔" یہ کہہ کر وہ چل دی اور وہ وہی کھڑا اسے دیکھ دیکھ کر مسکراتا رہا

* * * *

نیم مدہم روشنی میں صرف سائے ہی دیکھے جا سکتے تھے۔ ایسے میں چہرے اگر سامنے بھی آجاتے تو انہیں پہنچاننا مشکل تھا۔ اندھیرے نے ہر شے کو اپنی لپیٹ

میں لے رکھا تھا۔روشنی بھی گل ہونے کو تیار تھی۔مگر یہ موم بتی نہیں تھی اگر ہوتی تو ہوا کے جھونکوں سے ضرور بجھ جاتی۔کوٹھری کے عین بیچ میں ایک پرانا سا بلب دھاگے جتنی باریک تار کے سہارے لٹکا ہوا تھا۔ہوا چلتی تو جھونکوں کے سہارے جھومنے لگتا۔سائے حرکت کرنے لگتے اور ایسا معلوم ہونے لگتا جیسے سایوں میں بھی جان آگئی ہو۔کبھی دائیں طرف سمٹ جاتے تو کبھی بائیں طرف۔
وہ جھک کر رکوع میں گیا تو ہوا کے تیز جھونکے سے وہ کپڑا اکٹھا ہو گیا اور سارے پیر ڈھک گئے۔چیزوں کے کھڑ کھڑانے کی آواز اس کی نماز میں مخل ہونے سے عاری تھیں۔تمام قیدیوں کے دل میں یہ بات جنم لے رہی تھی کاش وہ ایسے موسم میں آزاد ہوتے تو اس موسم میں کھل کر سانس لے سکتے مگر اُس کے دل میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔وہ سب سے الگ تھلگ ہو کر اپنے رب سے لو لگائے ہوئے تھا۔سجدے میں سر رکھا تو مٹی اس کی پیشانی پر نقش کر گئی مگر اسے اس بات سے بھی فرق نہیں پڑا۔وہ اپنی نماز میں محو تھا۔
"کچھ لوگ بگڑتے ہیں تو کچھ سدھر جاتے ہیں۔۔۔" ایک حوالدار پاس ہی کھڑا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اپنی ڈیوٹی دے رہا تھا۔اس نے ایک نظر ضرغام کی طرف اٹھائی تو دوسرے ہی پل ضرغام کے سامنے موجود جیل میں بند قیدیوں پر دوڑائی۔دونوں میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔وہ اپنے ہی نشے میں مست کھیل کود میں مصروف تھے اور وہ سب سے بے نیاز ہو کر رب کے ساتھ تعلق جوڑ رہا تھا۔ضرغام نے سلام پھیرا تو کئی آواز اس کے کان میں گونجنے لگی
"نہیں۔۔نہیں۔۔۔ایک بچہ مسلسل روتے ہوئے کہہ رہا تھا
"ارے کچھ نہیں ہوتا۔۔ایک بار لگا کر تو دیکھ۔۔۔" دوسری آواز اس کے کانوں میں گونجی تو ضرغام نے ہاتھ اٹھانے کی بجائے نظروں سے آواز کا تعاقب کیا۔آواز سامنے موجود جیل کی کوٹھری سے آرہی تھی۔روشنی اب بھی مدھم تھی مگر عکس نمایاں تھے۔ایک بچہ تھا۔جو پھٹے ہوئے پاجامے اور پھٹی ہوئی بنیان میں ملبوس تھا۔بمشکل اس کی عمر بارہ تیرہ سال ہوگی۔اس کے گرد چار آدمیوں کا گھیرا تھا۔ایک سب سے ہٹا کٹا تھا۔بڑی بڑی مونچھیں جن کو وہ حسب عادت وٹ دیتا جا رہا تھا۔اس کا عکس اس کی جسامت سے کہیں زیادہ فربہ دیکھائی دے رہا تھا۔اس

کارعب اور دبدبہ اتنا تھا کہ سب قیدی اسے بھائی کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔اس کے ساتھ دائیں طرف ایک لمبا سیاہ آدمی تھا۔ شکل سے بھی اس کے سیاہی ٹپک رہی تھی۔ہاتھ میں ایک سلگتا ہوا سگریٹ تھا۔ناک سے بھی دھواں باہر نکل رہا تھا۔یہ دیکھ کر ضرغام کو دور سے ہی کھانسی آنے لگی تھی مگر اس کے بائیں طرف موجود ایک چھوٹے قد کا آدمی پر سکون کھڑا تھا۔شاید وہ بھی اسی کا عادی تھا۔ان تینوں کے ساتھ ایک چوتھا آدمی بنیان اور پاجامے میں موجود تھا۔وہ لڑکے کی طرف کچھ بڑھا رہا تھا۔چہرے کی ہنسی واضح تھی مگر اس میں ملاوٹ تھی۔وہ چاروں لڑکے کی اس حالت سے محظوظ ہو رہے تھے۔ضرغام اٹھا اور سلاخوں کے قریب ہو لیا۔بلب تیز ہوا کے جھونکوں کے زیر اثر تھا۔کسی بھی لمحے ٹوٹ کر زمین پر گر سکتا اور پوری کوٹھری میں اندھیرا چھا سکتا تھا

"نہیں۔۔۔" وہ بارہ تیرہ سالہ لڑکا منفی میں گردن ہلاتا جا رہا تھا۔رونے کی آواز اس کے چہرے سے زیادہ صاف تھی۔ایک آدمی اس لڑکی کی طرف کچھ بڑھا رہا تھا اور وہ لڑکا اپنے ہاتھ دونوں کمر کے پیچھے کئے اسے لینے سے انکاری تھا

"ایک بار لے کر تو دیکھ۔۔۔مزہ آئے گا۔۔"فربہ جسم کا مالک بار بار اسے اکسا رہا تھا۔روشنی نے رخ بدلا تو وہ چیز واضح ہوئی۔وہ ایک سگریٹ بچے کو زبردستی پلانے کی کوشش کر رہے تھے

"جب بچہ کہہ رہا ہے کہ وہ نہیں پینا چاہتا سگریٹ تو کیوں اسے زبردستی پلا رہے ہو؟"سخت لہجے میں ضرغام نے کہا تھا۔وہ چاروں اس انجان آواز کا تعاقب کرتے ہوئے ضرغام کی طرف دیکھنے لگے

"تجھے اس سے مطلب۔۔تو جا کر اپنا کام کر۔۔"سیاہ رنگ کے آدمی نے کہا تھا۔سیاہی اس قدر غالب تھی کہ اندھیرے میں اس کے آنکھوں سے ہی اس کے چہرے کا پتا چلایا جا سکتا تھا

"اپنا کام ہی کر رہا ہوں۔۔۔چھوڑو اس بچے کو۔۔"بچے نے روتے ہوئے پیچھے مڑ کر ضرغام کی طرف دیکھا

"انکل بچاؤ۔۔۔یہ مجھے زبردستی سگریٹ پلا رہے ہیں۔۔۔میں نہیں پینا چاہتا پھر بھی۔۔"اس نے گلوگیر لہجے میں کہا تھا۔اندھیرا اگرچہ غالب تھا مگر اس کے آنسو

کسی کی بھی آنکھ سے چھپ نہیں سکتے تھے

"جانے دو لڑکے۔۔ ان سے پنگا مت لو اور ویسے بھی یہ جو لڑکا کوئی دودھ کا دھلا ہے۔ چوری کے الزام میں پکڑا گیا ہے۔" حوالدار نے وضاحت پیش کی تھی

"چوری کے الزام میں پکڑا گیا ہے۔۔ الزام ثابت تو نہیں ہوا ناں؟ اور ویسے بھی کس قانون میں لکھا ہے کہ ایک کم سن بچے کو ادھیڑ عمر اور اوباش لوگوں کے درمیان بند کیا جائے؟" ضرغام حوالدار سے مخاطب تھا

"اوئے۔۔ ہمیں اوباش کہتا ہے۔۔" چھوٹے قد کا آدمی دھاڑا تھا

"اوباش نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟ بتاؤ۔۔۔!!؟ ایک بچے پر اپنی مردانگی ظاہر کرتے ہوئے شرم نہیں آتی تمہیں۔۔۔ یہ بچہ ہے بجائے اس کے کہ تم اسے سیدھے راستے کی طرف لاؤ، تم الٹا اسے منشیات کا عادی بنا رہے ہو۔ تم جیسے لوگوں کی وجہ سے ہی معصوم سے بچے کم عمری میں ہی نشے کے عادی ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں" اس کے الفاظ سے نفرت ظاہر ہو رہی تھی

"بھائی کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟" لمبا

تڑنگا شخص آگ بگولا ہو چکا تھا

"اور حوالدار صاحب! یہ مت بھولیے اس بچے کو ان کے ساتھ رکھنے پر آپ کو بھی سزا ہو سکتی ہے کہ آپ نے کیوں اس کو ان کے ساتھ بند کیا؟" وہ حوالدار سے مخاطب تھا

"ادھر بات کر۔۔۔ اُس سے کیا بات کرتا ہے؟" چھوٹے قد کا آدمی ایک بار پھر دھاڑا تھا

"تم تو جانتے ہو۔۔۔ اور تو کوئی جگہ نہیں ہے اور پھر رات بھی کافی ہو چکی ہے۔ چالڈ ہوم پروٹیکشن بھی نہیں بھیج سکتے۔۔ صبح تک تو اس بچے کو انہی کے ساتھ رہنا ہو گا" حوالدار نے اپنی مجبوریاں گنوانا شروع کر دیں

"بڑا آیا۔۔ ہنہ۔۔۔ اب دیکھ تیری ہی آنکھوں کے سامنے اس کو کیسے پلاتے سگریٹ۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ ہمم۔۔ ہمم" بچہ منہ بند کئے بچنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ تینوں اس بچے کو اپنی گرفت میں لے چکے تھے۔ دو نے

اس کے ہاتھ پکڑ لئے تو تیسرا زبردستی اس کے منہ میں سگریٹ ٹھونسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ فربہ قسم کا آدمی دیکھ دیکھ کر ہنستا جا رہا تھا

"کھولتا ہے یا پھر ماروں ایک الٹے ہاتھ کی۔۔" وہ زبردستی منہ کھلوانے کی کوشش کر رہے تھے۔ مزاحمت کرتے ہوئے بچے کا پھٹا ہوا ابنیان مزید پھٹ گیا

"دیکھو۔۔ اگر بچے کو کچھ ہو گیا ناں۔۔" وہ غصے میں بس سلاخیں ہی بھینچ سکتا تھا

"حوالدار! اس بچے کو ادھر سے نکالو۔۔ چاہے تو میرے ساتھ بند کر دو مگر اسے وہاں سے نکالو۔۔" وہ غرایا تھا۔ شاید اس کے غرانے کا اثر ہو گیا تبھی اس نے تالہ کھول کر بچے کو نکالا اور ضرغام کے ساتھ بند کر دیا۔ بچہ بھاگ کر ضرغام کے ساتھ لپٹ گیا۔ اس کے جسم سے سگریٹ کی دھوئیں کے بھبھوکے اٹھ رہے تھے جو کالا سیاہ آدمی اپنی ناک سے خارج کر کے اس کے جسم پر چھوڑ رہا تھا۔ ضرغام کو پہلے تو کھانسی آئی مگر وہ اسے الگ کر نہ پایا

"انکل بچا لو ان سے مجھے۔۔۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا

"کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔۔۔ تم میرے ساتھ ہو اب۔۔ یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

گے۔۔" پیار سے اس کی کمر کو تھپتھپاتے ہوئے کہا

* * *

"ہائے۔۔" عاصم سیڑھیوں میں بیٹھا اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ دو بجے کا وقت دیا تھا مگر اب شام کے پانچ بج چکے تھے مگر اس کا نام و نشان نہیں تھا۔ مینار پاکستان کے نیچے سیڑھیوں پر بیٹھا وہ بس اسی کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک پر تپاک آواز نے اسے پیچھے مڑنے پر مجبور کر دیا

"تم۔۔" اس نے مصنوعی غصے میں کہا تھا اور اپنا چہرہ دوبارہ پھیر لیا

"مجھے معاف کر دو۔۔۔ تھوڑی دیر ہو گئی۔۔۔" وہ کان پکڑتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گئی

"تھوڑی دیر؟؟؟ وقت دیکھا ہے دو کا وقت دیا تھا اور اب پانچ بج رہے ہیں۔۔" اس نے مصنوعی انداز میں کہا تھا

"کہاناں سوری۔۔ دیر ہو گئی۔۔ اب کتنا روٹھو گے؟ مان بھی جاؤ ناں۔۔" وہ اس کے بازو کو پکڑ کر جھنجوڑ رہی تھی مگر وہ ماننے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

"مجھے نہیں بات کرنی تم سے۔۔" وہ اٹھ کر آگے بڑھ گیا

"رکو تو۔۔" تھوڑا سا منہ بگاڑا اور اس کا پیچھا کرنے لگی مگر وہ اس کی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو پکڑا تو وہ اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا

"کیا ہوا؟" اس کے ماتھے پر شکن دیکھ کر پوچھا

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی؟ کہا ناں میں نے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ سمجھی۔۔" وہ سچ میں غصہ تھا۔ ایک پل کے لئے وہ بھی سنجیدہ ہو گئی تھی۔ ابتدائی ملاقاتوں میں وہ اس کا روٹھنا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور اپنے بازو اس کے گردن میں حمائل کر لئے۔ اس وقت پارک میں کوئی نہیں تھا۔ اس لئے اسے تھوڑی سی بھی جھجک نہیں ہوئی مگر وہ مسلسل مزاحمت کر رہے تھے۔

"چھوڑو مجھے۔۔" وہ اس کے بازو ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا

"ابھی سے دور جا رہے ہو؟" اس کی آنکھوں میں شوخ پن غالب تھا

"میں نے کہا چھوڑو مجھے۔۔۔ تم کس رشتے سے میرے پاس آ رہی ہو؟" اس نے

عقابی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا تھا

"پاس آنے کے لئے کسی رشتے کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔" اس نے اپنے لب اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ اس نے بازو سے پکڑ کر پیچھے پٹخ دیا

"اپنی لمٹ میں رہو۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔" وہ غرایا

"میں تو اپنی لمٹ میں ہوں۔۔۔ مگر تم ناراض ہو لیکن میں تمہیں منا کر ہی رہوں گی۔۔" وہ آگے بڑھی اور اپنا سر اس کے سینے پر رکھ لیا۔

"پیچھے ہٹو۔۔۔ میں نے کہا پیچھے ہٹو۔۔" وہ زبردستی پیچھے ہٹا رہا تھا مگر وہ مضبوطی سے اپنے بازو حمائل کئے ہوئے تھی

"تمہیں شرم نہیں آتی؟" اس نے جھلا کر کہا تھا

"شرم۔۔ ہماری اس فیلڈ میں شرم نام کی کوئی چیز ہی نہی ہوتی۔ بس خوبصورتی ہوتی ہے" اس نے مدہوش آواز میں کہا تھا

"اس کا مطلب تم حسن پرست ہو؟" اس کی آواز میں نرمی آ گئی

"یہاں سب حسن پرست ہیں۔۔ کون نہیں چاہتا کہ اس کا محبوب حسین ہو۔

خوبرو ہو۔ دلنشین ہو۔۔" اس کے لہجے میں خمار تھا۔اس نے اپنے لب اس کے سینے پر نقش کئے

"میں تو حسن کو اپنی روح میں اتارنا چاہتی ہوں۔۔ تم اتارو گے ناں اپنے آپ کو میری روح میں۔۔ بولو۔۔" وہ اس کی جیکٹ کو پکڑ کر اپنا سر اس کے سینے پر رکھے ہوئے تھی۔ مگر وہ خاموش رہا

"بولو ناں۔۔ اپنی محبت میری روح میں اتارو گے ناں۔۔ اپنی چاشنی سے میرے لبوں کی تشنگی تو بجھاؤ گے ناں؟" اس نے آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ اس کی جیکٹ میں کر لئے اور پیچھے کمر تک لے گئی۔ فاصلہ اتنا کم تھا کہ وہ کسی بھی لمحے اپنے آپ پر کنٹرول کھو سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ ایک جھٹکے سے اس کو پیچھے پٹخا

"لیکن میں ایسا نہیں ہوں۔۔ آئی بات سمجھ میں۔۔۔ گاؤں سے ضرور ہوں میں مگر بے شرم نہیں کہ اپنی عزت کو بعوض چند گھڑیوں کے نیلام کر دوں۔۔ مجھے اپنی عزت اپنی جان سے بھی پیاری ہے۔۔"

"عزت وزت کچھ نہیں ہوتی بس کہنے کی باتیں اور ویسے بھی ہم دونوں اکیلے

ہونگے۔۔ کوئی کسی کو پتا چلے گا۔۔" وہ بھرپور کوشش کر رہی تھی کہ کسی نہ کسی طرح وہ اس کی طرف مائل ہو جائے

"ایک مرد اور عورت کبھی اکیلے نہیں ہوتے۔ تیسرا شیطان ہوتا ہے اور پھر ان تینوں کو دیکھنے والا رحمان۔۔"

"لیکن۔۔۔" وہ سمجھنے سے قاصر تھی

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔ ہمارا ساتھ صرف اتنا ہی تھا۔ شاید مجھے تم سے ملنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔" وہ پاؤں پٹختا ہوا چلا گیا

"رکو عاصم۔۔۔" وہ اس کے پیچھے بھاگی مگر وہ نہ رکا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کی جیکٹ کے اندر ہاتھ ڈالا تو اس کے ناخن اس کے گردن پر پیوست ہو گئے

"رکو۔۔" وہ چلائی مگر وہ جا چکا تھا

* * * *

"غریب بالکل صحیح کرتے ہیں کہ اپنے کیس کو عدالت تک پہنچنے ہی نہیں دیتے۔ ایک بار جو کیس عدالت کی چوکھٹ پر قدم رکھ لے تو سال ہا سال اس

چوکھٹ سے باہر نہیں نکل پاتا۔ انسان ترقی کر گیا مگر کیس کی شنوائی وہیں کی وہیں رہی۔ پہلے بھی چالیس چالیس سال تک ایک ایک کیس چلتا رہتا تھا آج بھی یہی حال ہو رہا ہے۔" وہ عدالت سے مایوسی کے ساتھ واپس لوٹ رہی تھی۔ پہلے وہ تاریخ پر تاریخ لے رہی تھی مگر اب جب وہ کیس کا سامنا کرنے کو تیار ہوئی تو عنایہ نے تاریخ پر تاریخ لینا شروع ہو گئی۔ پچھلی تین سماعتوں سے وہ مسلسل عدالت سے غیر حاضر رہی۔

"یہ عدالت آخری بار مس عنایہ کو حکم دے رہی کہ وہ عدالت میں آکر اپنا بیان ریکارڈ کروائے ورنہ توہین عدالت کی وجہ سے ان کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کرنا پڑے گا۔۔" وہ لرزیدہ قدموں کے ساتھ پارکنگ ایریا کی طرف لوٹ رہی تھی۔ کیس نے اس کی زندگی کو کچے دھاگوں کی طرح الجھا کر رکھ دیا تھا۔ وہ سلجھاتے سلجھاتے تھک چکی تھی۔ اسے آرام چاہیئے تھا۔ ضرغام کا ساتھ چاہیئے تھا۔ جس وقت اسے اُس کی بے حد ضرورت تھی۔ اسی وقت وہ اس کے ساتھ نہیں تھا۔ اتنی بڑی خوشی صرف ایک کیس کی وجہ سے

پھیکی ہو چکی تھی۔ آنکھوں کے سامنے عدالت سے نکلتے ہوئے ضرغام کے چہرے پر چھائی ہوئی جو مایوسی محو تماشائے رقص تھی۔ وہ سب کچھ دیکھ تو سکتی تھی مگر ازالہ کرنے سے قاصر تھی

"میں تھک چکی ہوں میرے خدا! مجھے آرام چاہیئے۔۔" کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے امید و آس کے ساتھ رب سے دعا کی تھی۔

"قبول کر لے دعا میری۔۔ میرے اللہ۔۔!!" وہ گلوگیر لہجے میں کہہ رہی تھی۔

اس کی الفاظ اس کا درد واضح کر رہے تھے۔ وہ واقعی تھک چکی تھی۔ آرام چاہتی تھی۔ اسی لئے ایک امید کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اب اس کے حق میں فیصلہ اترے مگر نگاہیں ناکام لوٹ آئیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ ہر دعا کی قبولیت کا ایک وقت متعین ہوتا ہے۔ اسے یہ تو یقین تھا کہ اس کا رب اس کی دعا ضرور قبول کرے گا کیونکہ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو رد نہیں کرتا بس دیر ضرور ہو جاتی ہے لیکن قبول ضرور ہوتی ہے وہ بھی اسی انتظار میں تھی۔

* * * *

"بس ایک بار۔۔ ایک بار فون تو اٹھاؤ۔۔ پلیز۔۔۔" وہ بار بار اسے فون کر رہی مگر وہ ہٹ دھرمی اختیار کئے ہوئے تھا۔

"عاصم پلیز ایک بار۔۔" وہ زیرلب کہہ رہی تھی۔ لیکن وہ اس کا فون مسلسل ڈسکنیکٹ کر رہا تھا۔ اور اپنی بے رخی دیکھا کر اس کو مزید تڑپا رہا تھا۔

"میں تمہیں آسانی سے نہیں جانے دونگی۔۔" اس نے کہا تھا اور ایک میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا اور فون کو ایک طرف رکھ دیا۔

"تمہیں ریپلائے کرنا ہوگا۔۔" وہ فون کو دیکھ کر کہہ رہی تھی اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھی۔ کافی کا کپ لے کر پانچ منٹ کے بعد وہ واپس ٹی وی لاؤنج میں موجود تھی۔ اس کی نظر ایک پمفلٹ پر پڑی۔ جس میں ضرغام اور وہ ساتھ ساتھ تھے۔ اس نے کافی کا کپ ایک طرف رکھ کر وہ پمفلٹ اٹھایا

"ضرغام اگر تم میرا کہا مان لیتے تو نہ تم اس مشکل میں پھنستے اور نہ ہی مجھے کسی اور کی طرف مائل ہونا پڑتا۔۔ میں نے تمہیں پہلے دن ہی کہا تھا کہ میں تمہیں کسی اور کا نہیں ہونے دونگی مگر تم پر تو جیسے پارسائی کا بھوت سوار ہو چکا تھا۔ اب اسی

پارسائی کا انجام تمہیں بھگتنا پڑے گا۔" وہ تصویر سے مخاطب تھی

"لیکن کہتے ہیں ناں۔۔ جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے۔ تم میری زندگی سے نکلے تو دیکھو ایک نیا چہرہ میرا منتظر نکلا۔ تم جانتے ہو مجھے اس پر زیادہ محنت بھی نہیں کرنی پڑی۔ وہ تو پہلے ہی دل پھینک تھا۔ ہاں یہ بات ہے وہ تھوڑا سا ضدی ہے مگر حسین لوگ اکثر ضدی ہی ہوا کرتے ہیں۔ عاصم تم سے بھی زیادہ حسین اور خوبصورت ہے۔ اور تم سے بھی زیادہ جوان۔۔ دیکھنا وہ تمہاری طرح نہیں ہوگا۔۔ دیکھ لینا۔۔" وہ ہنستے ہوئے اس تصویر سے محو گفتگو تھی

* * * *

ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی وہ ایک کتاب پڑھ رہی تھی تبھی دروازے پر بیل ہوئی۔ اس نے کتاب کو صوفے پر رکھا اور دوپٹہ اوڑھ کر دروازے کی طرف بڑھی۔ اٹھتے ہوئے اسے درد کی ایک ٹیس محسوس ہوئی مگر اس نے پرواہ نہ کی۔ اب اس درد کو برداشت کرنے کی وہ عادی ہو چکی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر دروازے کی چٹکی کھولی

"السلام علیکم! آپی!" دونوں نے یکجا ہو کر کہا تھا۔ حجاب اور انمول کو وہاں دیکھ کر اس کے ویران چہرے پر بہار اُمڈ آئی مگر رات کے اس پہر انہیں وہاں دیکھ کر چونکی ضرور تھی

"وعلیکم السلام۔۔ اتنی رات کو۔۔ کیسے آنا ہوا؟ سب خیریت تو ہیں ناں؟ امی ابو کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" ایک ہی جملے میں اس نے سوالات کی بھر مار کر دی۔

دونوں ہنستے ہوئے اندر آ ئے۔ حجاب نے پیار سے وجیہہ کے شانوں کو پکڑا اور ٹی وی لاؤنج کی طرف لے گئی

"نہیں۔۔ آپی آپ تو بس ایسے ہی پریشان ہو جاتی ہیں۔۔ سب ٹھیک ہیں۔۔" ٹی وی لاؤنج میں لے جا کر پیار سے وجیہہ کو بٹھایا۔ اتنے میں انمول بھی دروازہ بند کر کے ٹی وی لاؤنج میں آ موجود ہوا تھا

"پھر؟ اتنی رات کو؟" اس کے چہرے پر ابھی بھی پریشانی عیاں تھی۔ حجاب نے انمول کی طرف نظروں سے اشارہ کیا تو اس نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے شاپنگ بیگ کو ٹیبل پر رکھا اور وجیہہ کے قدموں میں بیٹھ کر اس کے ہاتھوں کو آہستہ سے

اپنے ہاتھوں میں لیا

"اب ہمیں اپنی آپی کے پاس آنے کے لئے بھی وقت کا خیال رکھنا ہو گا؟" مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔ تمہارا اپنا ہی تو گھر ہے جب دل چاہے آؤ۔۔ اس گھر کے دروازے تو تمہارے لئے ہمیشہ کھلے ہیں لیکن اتنی رات کو آنا پریشانی کا موجب تو بنتا ہے ناں۔۔"

"دیکھا حجاب! آپی کتنی جلدی بیان کر رہی ہیں۔۔ وکیل ہونے کا ثبوت دے رہی ہیں۔ ایک طرف کہتی ہیں کہ تمہارا گھر ہے جب مرضی آؤ اور دوسری طرف کہہ رہی ہیں کہ اتنی رات کو کیوں آئے؟ اب بندہ کون سے موقف کو سچ مانے؟" شرارتی لہجے میں انمول نے کہا تھا

"میں بتاتی ہوں تمہیں،۔۔" ہلکا سا تھپڑ اس کے سر پر مارا

"آپی ٹھیک تو کہہ رہے ہیں انمول۔۔" حجاب نے بھی انمول کی تائید کی

"واہ بھئی! کیا کہنے۔۔ بیوی ہونے کا حق ادا کیا جا رہا ہے۔" سوالیہ انداز میں کہا تھا

"جی۔۔" پیار سے اپنے رخسار حجاب نے وجیہہ کے رخسار سے مس کئے

"اللہ ہمیشہ تم دونوں کو خوش رکھے۔۔ آمین۔۔" اپنا داہنا ہاتھ حجاب کے رخسار پر رکھا اور دوسرا ہاتھ انمول کے بالوں ہر پھیرتے ہوئے دعا دی۔

"یہ ہوئی ناں بات۔۔ اچھا اب جلدی سے یہ بتائیں کہ آپ نے کھانا کھایا۔۔" انمول نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا تھا

"نہیں۔۔۔" اس نے منفی میں سر ہلا دیا

"مجھے پہلے ہی معلوم تھا۔۔ اس لئے آپ کے لئے میں کیک لایا ہوں۔۔" اس نے شاپنگ بیگ اٹھایا

"کیک ؟؟ کس لئے ؟" وجیہہ نے استفہامیہ انداز میں پوچھا تھا

"کیک اس لئے کہ آج میری بہن کی سالگیرہ ہے۔۔ "

"سالگیرہ۔۔۔!!" استفہامیہ انداز میں وجیہہ نے دیکھا تھا

"جی ہاں۔۔ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ آپ کیس میں اتنی الجھی ہوئی ہونگی کہ اپنی برتھ ڈے کو ہی بھول چکی ہونگی۔۔" حجاب نے کہا تھا

"آپی دیکھنا۔۔ اگلی شنوائی آخری شنوائی ہوگی۔۔ اور دیکھنا نئی زندگی کے آنے سے پہلے پہلے ضرغام بھائی آپ کے پاس ہونگے۔۔" انمول نے پیار سے وجیہہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ایک عجیب احساس اس کے جسم میں سرایت کر گیا۔ بھائی اگرچہ چھوٹا ہو مگر اُس کا پیار بھرا ہاتھ ایک بہن کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے اپنے ہاتھ بڑھا کر انمول کے ہاتھوں کو چوما

"اب پھر آنسو۔۔۔" گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے اپنے ہاتھوں سے وجیہہ کے آنسو پونچھے

"اب رونے کے دن ختم ہونے والے ہیں۔۔ دیکھنا اب بہت جلد سب ساتھ ہونگے پھر سے۔۔" پیار سے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا

"انشاءاللہ۔۔" اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا

"اچھا اب کیک کاٹ لیا جائے پھر۔۔۔" حجاب نے بات کو بدلتے ہوئے کہا

"اور کیا۔۔ کیک تو آج ہی کاٹنا ہے۔۔ کل تھوڑی کاٹنا ہے۔۔" انمول نے ہنستے

ہوئے کہا تھا

"دیکھائیں میں ابھی کیک ڈش میں رکھ کر لاتی ہوں۔۔" حجاب نے اٹھتے ہوئے شاپنگ بیگ اٹھانے کی کوشش کی مگر انمول نے اس کے ہاتھوں سے بیگ لے لئے

"ادھر دیکھاؤ۔۔ اپنی بہن کے لئے میں کیک سجا کر لاتا ہوں۔۔" یہ کہہ کر وہ کچن میں چلا گیا

"انمول کتنے بدل گئے ہیں ناں؟" حجاب اسے کچن میں جاتا دیکھ رہی تھی

"انسان ہی ہے ایسی شے جس میں ہر لحہ تبدل ہے۔ صبح اس کا مزاج کچھ اور ہوتا ہے اور شام کچھ اور۔۔ سکوت نام کی تو کوئی چیز ہی نہیں ہے اس میں۔۔" وہ بھی اپنے خیالوں میں مگن تھی

"وجیہہ۔۔ وجیہہ۔۔" عنایہ چلاتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی تھی۔ چست ڈریس میں ملبوس وہ بنا اجازت اندر آتی گئی۔ حجاب اور وجیہہ ایک لمحے کے لئے اسے وہاں دیکھ کر سکتے میں آ گئی۔ دونوں نے آج تک کبھی عنایہ کو نہیں دیکھا تھا۔

دونوں نے استفہامیہ انداز میں عنایہ کی طرف دیکھا۔

"کون ہیں آپ؟ اور بلا اجازت اندر داخل ہونے کی ہمت کیسے ہوئی" وجیہہ نے سخت لہجے میں کہا تھا

"اوہ۔۔ میرے خلاف کیس کرتی ہو اور مجھ سے ہی پوچھتی ہو کہ میں کون ہوں؟" وہ غرائی تھی

"اوہ۔۔ تو تم ہو عنایہ؟ جس نے میرے ضرغام بھائی کے خلاف جھوٹا کیس کیا تھا؟ کیسی عورت ہو تم؟ تمہیں شرم نہیں آئی ایسا بے ہودہ جھوٹا کیس کرتے ہوئے۔۔" حجاب نے آگے بڑھ کر وجیہہ کا دفاع کیا

"تم پیچھے ہٹو۔۔ میں صرف وجیہہ سے بات کرنے آئی ہوں۔۔" اس نے حجاب کو پیچھے دھکیل دیا

"اپنے ہاتھوں کو اپنے کنٹرول میں رکھو۔۔ یہ مت بھولو کہ تم اس وقت میرے گھر میں کھڑی ہو۔۔" وجیہہ نے حجاب کو سنبھالتے ہوئے کہا تھا۔

"اوہ۔۔ تو یہ گھر اب تمہارا ہو گیا۔۔" اس نے طنزیہ کہا تھا

"یہ گھر ہمیشہ سے میرا ہی تھا۔۔ تم بتاؤ یہاں کیوں آئی ہو؟" اس کی بات

کا جواب دیا

"میں صرف یہ کہنے آئی ہوں یہ اس کیس میں اپنی شکست قبول کر لو ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا۔۔" چیلنج کرتے ہوئے کہا تھا

"انجام کس اچھا ہو گا۔۔۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا اور جہاں تک رہا سوال کیس میں شکست قبول کرنے کا تو یہ بات یاد رکھو سچ کبھی نہیں جھکتا۔ہمیشہ جھوٹ کو ہی جھکنا پڑتا ہے۔۔" تیکھی نظروں سے وار کیا

"لیکن اب کی بار ایسا کچھ نہیں ہو گا۔سنا تم نے۔۔یہ کیس تم کسی بھی قیمت پر نہیں جیس سکتی۔۔" وہ غراتی جا رہی تھی

"کیوں ہارنے سے ڈر لگتا ہے؟" حجاب نے استہزائیہ انداز میں کہا تھا

"تم اپنی زبان بند رکھو۔۔' جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تھا

"اپنی لمٹ میں رہو عنایہ۔۔" وجیہہ نے اونچی آواز میں کہا تو ایک درد کی لہر اس کے پیٹ میں ابھری

"ہنہ۔۔" اس نے تمسخرانہ وجیہہ کی طرف دیکھا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"بولا جا نہیں رہا کیس لڑنے کی بات کر رہی ہو۔۔۔چپ چاپ اس کیس میں اپنی شکست قبول کر لو ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی ایک بہت بڑی قیمت چکانی پڑے۔۔۔"اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تھ

"مجھے دھمکی دیتی ہو۔۔ مگر ایک بات یاد رکھنا کہ میں اپنے شوہر کو تمہارے اس فریب سے آزاد کروا کر رہوں گی اور ان کے دامن پر لگائے ہوئے داغ کر مٹا کر ہی رہوں گی۔۔" درد کو برداشت کرتے ہوئے کہا تھا

"اچھا۔۔یہ تو وقت بتائے گا لیکن میرے ہوتے ہوئے ضرغام کبھی باہر آ ہی نہیں سکتا۔۔" اس کے لب و لہجے میں یکدم تبدیل آ گئی۔

"مجھے ضرغام کو باہر لانے کے لئے اگر ہزاروں سال بھی لڑنا پڑا ناں تو میں لڑوں گی۔۔" وجیہہ نے پہلی بار زندگی میں جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تھا۔لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔اس کے چہرے پر پہلے جیسی ہی شاطرانہ مسکراہٹ تھی

"لیکن اگر تم چاہو تو میں یہ کیس واپس لے سکتی ہوں اور تمہارا ضرغام صرف دو دن میں تمہارے پاس ہو گا۔۔"وہ شاطرانہ انداز میں اس کے گرد چکر لگانے

لگی۔ عنایہ کی یہ بات سن کر وہ ایک ثانیے کے لے چونکی مگر پھر اپنے آپ کو سنبھالا

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"مطلب یہ ہے کہ میں دو دن میں ضرغام کو اس قید سے باہر لے آؤں گی اگر وہ اُس کو پورا کرلے جو اُس نے ادھورا چھوڑا تھا۔۔" وہ معنی خیز لہجے میں کہہ رہی تھی۔ یہ الفاظ وجیہہ کی غیرت کو گوارانہ ہوئے اس نے ایک جھٹکے سے عنایہ کا دایاں بازو پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا

"پٹاخ۔۔۔" ایک آواز ہوا میں گونجی۔ وہ دائیں جانب جھک گئی۔ بالوں نے اس کا چہرہ ڈھانپ لیا

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اتنی پیچ اور گھٹیا بات کرنے کی۔۔ وہ میرے شوہر ہیں۔ وجیہہ عظمت کے شوہر۔ آئی بات سمجھ میں تمہاری۔۔ تمہاری جیسی لڑکی کے نہیں۔۔ تم جیسی لڑکیاں اپنے شوہروں کو دوسروں کو پیش کرتی ہونگی ہم جیسی غیرت مند لڑکیاں نہیں۔۔ ہمارے لئے ہماری عزت ہماری جان سے بھی زیادہ

پیاری ہے۔۔ سنا تم نے۔۔۔" وہ اس کو سناتی جارہی تھی۔ عنایہ اپنے اوپر اٹھائے جانے والے ہاتھ کو برداشت نہیں کرپائی تھی۔ وہ دہکتی آنکھوں سے وجیہہ کو دیکھ رہی تھی اور کچھ کہنے کے لئے ابھی منہ ہی کھولا تھا کہ وجیہہ نے اس کے منہ پر ایک اور طماچہ رسید کیا

"خاموش۔۔ ایک دم خاموش۔۔ یہ مت بھولو۔۔ اس وقت تم میری دہلیز پر کھڑی ہو۔۔ خاموشی سے رفع دفع ہو جاؤ اس سے پہلے کہ میں اپنے آپ پر کنٹرول کھو بیٹھوں۔۔۔"

"چھوڑوں گی نہیں میں۔۔۔" وہ غرائی

"چھوڑوں گی تو میں نہیں تمہیں۔۔۔ پہلے تو میں صرف ضرغام کی پاکدامنی ثابت کرنا چاہتی تھی لیکن اب میرا مقصد تمہیں سزا دلانا ہے۔ تم جیسی عورتیں ہی ہوتی ہیں جو کہ دوسروں کے گھر کو آگ لگاتی ہیں۔ اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کے گھروں کو خراب کرتی ہیں۔ پل دو پل کے سکون کے لئے دوسروں کی زندگی کو جہنم بنا دیتی ہیں۔ تم جیسی عورتوں کو تو سزا ملنی ہی چاہیئے۔" دہکتی

آنکھوں سے وار کرتے ہوئے وہ وہاں سے چلی۔

"آپی! اپنے آپ کو پر سکون رکھیے۔۔" حجاب نے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں صوفے پر بٹھایا

"آخر عورت ہی عورت کی دشمن کیوں بنی پھر رہی ہے۔ کیوں؟" اس کا سانس ہانپنے لگا تھا

"آپی! سنبھالئے اپنے آپ کو۔۔ دیکھنا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ آپ زیادہ ٹینس مت لیں۔۔" حجاب نے کہا

"بھئی یہ شور کیسا تھا؟" انمول کچن سے ٹرے میں کیک نکال کر لایا تھا۔ دونوں کے چہرے کے رنگ فق دیکھے تو برجستہ سوال کیا

"وہ عنایہ آئی تھی۔۔۔" حجاب نے بتایا

"اوہ۔۔۔" اس نے ٹرے کو ٹیبل پر رکھا اور وجیہہ کو شانوں سے پکڑ کر پیار سے کہا

"آپ زیادہ ٹینس مت لیں۔۔۔ بس آپ چِل کریں کیونکہ آنے والا وقت

صرف آپ کا ہے۔۔" انمول کے چہرے پر طمانت دیکھ کر اس نے استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں؟ آپ ہی تو کہتی ہیں ہر کام کا ایک وقت متعین ہے اور مجھے ایسا لگ رہا ہے اس کا کا بھی وقت ہو چکا ہے۔ بس اب کی شنوائی آخری شنوائی ہو گی۔۔ دیکھنا۔۔" وہ پورے وثوق کے ساتھ کہہ رہا تھا

"انشاء اللہ۔۔۔" حجاب نے کہا تھا

"چلیں۔۔ اب جلدی سے کیک کاٹیں۔۔۔ پہلے ہی اتنی دیر ہو گئی ہے۔۔" بات بدلتے ہوئے انمول نے کہا تھا۔ دونوں کے چہرے پر ایک خوشی تھی مگر وجیہہ کے چہرے پر ایک تاسف تھا۔ لیکن دونوں کے چہروں پر چمک دیکھ کر وہ بھی مسکرانے لگی

"گھر جانے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟ اتنی دیر ہو گئی ہے۔" کافی دیر گزر جانے کے بعد بھی وہ دونوں وہی بیٹھے رہے تو وجیہہ نے پوچھا تھا

"کیوں؟ آپ کو ہمارا یہاں رہنا اچھا نہیں لگ رہا؟" حجاب نے کہا

”نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔امی ابو پریشان ہو رہے ہونگے۔۔“ وجیہہ نے وضاحت کی

”وہ پریشان نہیں ہو رہے۔۔اچھی آپی! انہیں ہم بتا کر آئیں ہیں کہ اب ہم کچھ دن آپ کے ساتھ ہی رہیں گے۔۔“ حجاب نے پیار سے گلے لگتے ہوئے کہا تھا

”یہاں؟ مگر کیوں؟“

”لو جی۔۔!! اچھی بہن ہو؟ بھائی بھابی آپ کی خدمت کرنے آپ کے پاس رہنے آئے ہیں۔ آپ ان سے یہ پوچھ رہیں ہیں کہ کیوں آئے؟ کس لئے آئے؟ آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے اور کہہ کہہ کر کام کروانے چاہیئے اور آپ ہیں کہ سوال وجواب کر رہی ہیں۔۔“ انمول نے مصنوعی غصے میں کہا تھا

”اچھا جی۔۔اب خدمتیں ہو رہی ہیں بڑی بہن کی۔۔“ پیار سے انمول کے رخسار کو نوچتے ہوئے کہا تھا

”جی ہاں۔۔۔چلیں اب جا کر آرام کریں۔۔بہت رات ہو گئی ہے۔۔“ اٹھتے ہوئے کہا

”لیکن ابھی مجھے تھوڑا سا سٹڈی کرنا ہے۔۔“

”کوئی سٹڈی نہیں۔۔سارا کام صبح ہو گا۔۔چلیں اٹھیں۔۔حجاب تم آپی کو کمرے میں چھوڑ کر آؤ اور جب تک نہ سوئیں ان کے پاس سے نہیں ہلنا۔۔“ اس نے حجاب کو تاکید کیا۔

”انمول۔۔“ وجیہہ نے گھور کر انمول کی طرف دیکھا تھا

”باقی کا غصہ صبح۔۔۔ابھی سونے کا وقت ہے۔“ انمول نے مسکراتے ہوئے کہا

* * * *

”زندگی کو ہمیشہ اپنے طریقے سے جیا۔۔ہمیشہ اپنے خوابوں کو فوقیت دی۔اپنے جذبات کی پرواہ کی۔شاید اسی کی سزا مل رہی ہے آج مجھے۔۔“ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے وہ کھڑکی کے ذریعے نظر آتے چاند سے باتیں کر رہا تھا

”خواب زندگی میں اتنا مدہوش تھا کہ اصل زندگی کو سمجھ ہی نہیں سکا۔ دنیا کی رنگینیاں بھی ایک خاص حد تک جاذب نظر ہوتی ہیں مگر میں تو ان رنگینیوں میں اپنے آپ کو ہی فراموش کر گیا۔۔یہ سب اسی کی سزا مل رہی ہے مجھے۔۔اسی کی

۔۔" نہ جانے کیوں آج اس کا دل بہت اداس تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ ایسا ہونے والا ہے جو نہیں ہونا چاہئے تھا مگر پھر بھی ہونے والا ہے۔

"آج میری وجہ سے میں تمہارے پاس نہیں ہوں۔۔ زندگی کی اتنی بڑی خوشی۔۔ میں بھی ایک تاسف ہے۔ ایک ویرانی ہے۔ ان لمحوں میں تمہیں میری ضرورت تھی اور میں ہی تم سے دور ہوں۔۔ مجھے معاف کر دو وجیہہ۔" اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے جو چاندنی میں کسی موتی کے مشابہہ معلوم ہوتے تھے

"زندگی میں کبھی تمہیں کوئی سکھ نہیں دے پایا۔ ہمیشہ دکھ ہی دیئے۔ ایک سال۔۔ پورا ایک سال بیت چکا ہے مگر اس ایک سال میں کبھی تمہیں خوشی نہیں دے پایا۔۔ ہمیشہ تمہارے لئے دکھ کا ہی باعث بنا۔ ہمیشہ تمہاری تذلیل کا ہی موجب ٹھہرا۔ تمہاری عزت کو، تمہارے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ میں کتنا بدقسمت ہوں۔۔ کتنا بدقسمت۔۔۔" وہ اپنے آپ کو ملامت کئے جا رہا تھا

"آج جب ہماری زندگی میں ایک نیا موڑ آنے والا ہے تو آج بھی۔۔۔" اس کی آواز بھر آئی تھی۔ چاند کے آگے بھی بادل آ گئے۔

"آج بھی تمہیں صرف ٹینس ہی دے رہا ہوں۔۔ صرف ٹینس۔۔ آج بھی تمہارے لئے اذیت کا سبب بن رہا ہوں۔۔ اذیت کا سبب۔۔" وہ اپنے سر کو دونوں گھٹنوں میں لے کر بیٹھ گیا

"ضرغام۔۔" ایک میٹھی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی

"تمہاری آواز اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔۔ کاش میں اس وقت تمہارے پاس ہوتا۔۔ کاش۔۔" وہ زیر لب بڑبڑایا تھا

"اگر تم میرے پاس نہیں ہو سکتے تو کیا ہوا میں تو تمہارے پاس آ سکتی ہوں ناں۔۔" اس آواز نے اسے اپنا سر اٹھانے پر مجبور کیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے وجیہہ تھی

"وجیہہ۔۔" اس کے چہرے پر بہار امڈ آئی تھی۔ وہ اٹھ کر سلاخوں کے پاس گیا

"یہ تم ہو۔۔ وجیہہ۔۔؟" اس کی آواز بھر آئی تھی

"ہاں میں ہوں ضرغام۔۔ آپ کی وجیہہ۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا

"مجھے یقین تھا کہ تم میرے دل کی آواز ضرور سن لو گی۔۔ میری آواز کا جواب

ضرور دو گی۔۔ آج میں تم سے بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔۔ بہت سی باتوں کی معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وجیہہ نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کئے

"آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔۔ بس آج آخر رات ہے۔ اس رات کے بعد دیکھنا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ کل سورج ہمارے لئے روشنی کی نوید لے کر آئے گا۔ دیکھنا۔۔"

"یہ تو میں نہیں جانتا مگر۔۔۔"

"مگر وگر کچھ نہیں۔۔۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ کل کسی بھی صورت میں آپ کو اس قید سے رہائی دلوا کر رہوں گی۔ چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے مگر آپ کو اب یہاں نہیں رہنے دو نگی۔"

"مجھے اپنی فکر نہیں ہے مجھے تمہاری فکر ہے۔۔۔ اس حالت میں تم بھلا کیسے کیس لڑ سکتی ہو؟ میری بات مانو۔۔۔ چھوڑ دو اس کیس کو۔۔ اپنا خیال رکھو۔۔ میری قسمت میں جو لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"خاموش۔۔" اپنا ہاتھ ضرغام کے لبوں پر رکھتے ہوئے مزید کہا

"آج یہ بات کرلی آپ نے۔۔ آئندہ کبھی مت کیجیے گا۔ میں جینا تو چھوڑ سکتی ہوں مگر آپ کے بنا رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ ایک بیوی کے لئے اس کی دنیا اس کے شوہر پر محیط ہوتی ہے۔ اس کی سانسوں کی وجہ صرف اور صرف اس کا شوہر ہوتا ہے۔ شوہر کے بنا زندگی صرف عذاب ہے۔ شوہر تو بیوی کے لئے سایہ دیوار ہوتا ہے۔ جس کی چھاؤں میں بیوی اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہے۔ اگرچہ یہ سایہ کبھی کبھی تکلیف دیتا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کے اس دیوار کو ہی توڑ دیا جائے۔ اس مہربان شجر کو ہی کاٹ کر پھینک دیا جائے؟ اس سے بے رخی اختیار کرلی جائے؟ نہیں ضرغام۔۔ نہیں۔۔ ایسا نہیں ہوتا۔ شوہر کا سایہ وہ سایہ ہوتا ہے جو خود تو کڑی دھوپ میں جل جاتا ہے مگر بیوی کو دنیا بھر کی دھوپ سے بچا کر رکھتا ہے۔ اس کے وجود تک کسی میلی نظر کو نہیں پہنچنے دیتا۔ جب اتنا کچھ کرتا ہے شوہر ایک بیوی کے لئے تو بیوی کا بھی تو فرض بنتا ہے ناں کہ اس کی طرف سے ملنے والی معمولی سی تکلیفوں کو برداشت کرے۔ اس کے جذبات کو

سمجھے۔اس کی ضرورت کا خیار کھے۔۔" ایک پل توقف کے بعد مزید کہا

"میں جانتی ہوں کہ آپ ایسا صرف اس لئے کہہ رہے ہیں کہ مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔میں سکون سے رہوں لیکن ضرغام میرا سکون صرف آپ کی ذات سے شروع ہوتا ہے اور آپ کی ذات پر ختم۔۔۔اگر آپ میرے پاس ہونگے تو کوئی دکھ،کوئی تکلیف میرے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی مگر آپ سے دوری میرے لئے لمحہ لمحہ اذیت ہے۔۔آپ کے بنا میرا کوئی وجود نہیں۔۔کوئی حیثیت نہیں۔۔ پلز مجھے نہ روکیں۔۔میں آپ کے بغیر اب نہیں رہ سکتی۔۔نہیں رہ سکتی۔۔" اس نے اپنا سر اس کے ہاتھوں پر ٹکالیا

"لیکن تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔۔ایسے حالات میں تم۔۔۔"

"ایک بار آپ گھر آجائیں تو آرام ہی آرام ہے۔۔" اس نے یاس بھری نگاہ ضرغام کے چہرے پر ڈالی تھی

* * *

کمرہ عدالت میں آج سب جمع تھے۔عنایہ بھی آچکی تھی۔وہ عقابی نظروں سے

وجیہہ کو گھور رہی تھی مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔وہ پرسکون بیٹھی ضرغام کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔عنایہ نے استفہامیہ انداز میں اپنے وکیل کی جانب دیکھا تو اس نے آنکھوں سے یقین دہانی کرائی کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔سب ٹھیک ہو جائے۔

"آج سب ٹھیک تو ہو جائے گاناں۔۔" رضیہ بیگم بھی ضد کر کے عدالت آئی تھیں تو علی عظمت اور حجاب بھی ان کے ساتھ چلے آئے۔انمول کو کوئی کام تھا۔ جس وجہ سے وہ نہیں آسکا تھا

"انشاءاللہ۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔دیکھنا آج ضرغام بھائی باعزت رہا ہو جائیں گے۔۔" حجاب انہیں حوصلہ دے رہی تھی۔مگر یہ حوصلہ یقینی تھا جیسے وہ جانتی تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔تبھی ضرغام کو ہتھکڑیوں میں لایا گیا۔رضیہ بیگم کی نگاہ اس کے وجود کی طرف اٹھیں۔وہ کتنا بدل چکا تھا۔ٹھاٹ سے رہنے والا آج بوسیدہ لباس میں ملبوس تھا۔سیاہ بوسیدہ قمیض میں صرف عاجزی ظاہر ہو رہی تھی۔کلین شیو چہرے پر ہلکی ہلکی ڈاڑھی نکل آئی تھی۔بال بھی مٹی سے اٹے ہوئے تھے۔

اسے کٹگھڑے میں لے جا کر کھڑا کر دیا گیا۔ جج صاحب بھی اپنی نشست پر آوارد ہوئے۔

"کیس کی کاروائی شروع کی جائے۔۔" جج صاحب کے کہنے کی دیر تھی کہ پروسیکیوٹر اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی

"یور آنر! آج میری موکل صرف عدالت کی خاطر اپنی مصروف زندگی میں سے وقت نکال کر حاضر ہوئی ہیں۔ میری عدالت سے ریکوسٹ ہے کہ ان کا زیادہ وقت نہ لیا جائے۔ اُن کا بیان لے کر انہیں جانے کی اجازت دی جائے اور اس کیس کا نتیجہ آج ہی سنایا جائے۔"

"دیکھیئے پروسیکیوٹر صاحبہ! آپ کی موکل سے زیادہ اس عدالت کا وقت قیمتی ہے۔۔" وجیہہ نے اٹھتے ہوئے اپنا پہلا داؤ چلا تھا۔

"جج صاحب! میں مس عنایہ کو کٹگھڑے میں بلانے کی اجازت چاہتی ہوں۔" وجیہہ نے مودبانہ کہا تھا

"اجازت ہے۔۔" جج صاحب کے کہنے پر وجیہہ نے سوالیہ نگاہوں سے پیچھے مڑ کر

عنایہ کی طرف دیکھا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے گھور کر وجیہہ کی طرف دیکھا اور پھر اپنی وکیل تبسم کی جانب دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی یقین دہانی پر وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی اور کٹگھڑے میں آ کر کھڑی ہو گئی۔ عہد و پیمان کے بعد وجیہہ اس سے سوال جواب کرنے کے لئے آگے بڑھی۔ تبسم اپنی جگہ پر آ بیٹھی۔

"آپ اپنا تعارف کروانا پسند کریں گی؟" وجیہہ نے کہا

"جی! میرا نام عنایہ ہے اور شوبز سے میرا تعلق ہے اور ایک نجی چینل میں مارننگ شو کی ہوسٹ ہوں۔" سپاٹ لہجے میں اپنا تعارف کروایا

"بہت خوب۔۔ اب آپ بتانا پسند کریں گی کہ سامنے جو شخص کھڑا ہے اس سے آپ کا کیا تعلق ہے؟" وجیہہ نے ضرغام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا

"تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے؟ میری کوئی تعلق نہیں ہے اس شخص سے۔۔" کراخت لہجے میں جواب دیا

"مس عنایہ! آپ اس وقت عدالت میں کھڑی ہیں۔ اپنے لہجے کو لمٹ میں

رکھیے۔۔"جج صاحب نے تنبیہہ کی۔ جس سے اس کا رنگ پھیکا ہو گیا

"جی مس عنایہ! ذرا تفصیل سے بتائیں کہ آپ مسٹر ضرغام عباسی کو کیسے اور کس طرح جانتی ہیں؟ دیکھیے۔۔سچ سچ بتایئے گا کیونکہ عدالت کے پاس ساری تفصیل موجود ہے۔۔"وجیہہ نے معنی خیز لہجے میں کہا تھا۔ایک پل کے لئے عنایہ نے وجیہہ کو گھورا مگر تبسم کے اشارے پر اپنے غصے کو قابو میں رکھا

"میں ضرغام سے تین سال پہلے ملی تھی۔ ہمارے درمیان صرف دوستی کا رشتہ تھا مگر اس نے اس رشتے کو کچھ اور ہی سمجھ لیا اور میرا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی" اس نے ضرغام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"جھوٹ بول رہی ہے یہ۔۔۔" ضرغام دھاڑا

"دیکھیے ضرغام۔۔ آپ خاموش رہیں۔۔ میں بات کر رہی ہوں ناں۔۔"وجیہہ نے مداخلت کی اور آنکھوں سے یقین دہانی کروائی۔ وجیہہ کی تسلی بخش نگاہوں نے اس کو شانت کروا دیا

"ٹھیک۔۔ آپ کا رویہ کیسا تھا مسٹر ضرغام کے ساتھ۔۔۔" اب وہ عنایہ کی

طرف بڑھی

"یور آنر۔۔ یہ کیسا سوال کر رہی ہیں میری کلائینٹ کے ساتھ؟" تبسم نے جھلاتے ہوئے کہا

"او بجیکشن سسٹین۔۔"

"شکریہ جج صاحب۔۔"اس نے شکر گزار نگاہوں سے جج صاحب کی طرف دیکھنے کے بعد سوالیہ نگاہیں عنایہ کے وجود کو ٹٹولا

"میرا رویہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا کہ ایک دوست کا ایک دوست کے ساتھ ہوتا ہے۔۔"مختصر جواب دیا

"بالکل ٹھیک۔۔ تو پھر اب یہ بتائیں کہ آخر کیا وجہ تھی کہ آپ نے مسٹر ضرغام کے ساتھ یہ کیس درج کروایا۔"

"وجہ۔۔ تم مجھ سے وجہ پوچھ رہی ہو؟ ایک لڑکی کی عزت پر اگر کوئی لڑکا ہاتھ ڈالے تو اسے کیس لڑنے کے لئے بھی کسی وجہ کی ضرورت ہوتی ہے؟ اپنی عزت کا دفاع کرنے کے لئے بھی کوئی وجیہ چاہیئے ہوتی ہے؟ نہیں وجیہہ۔۔ ایک لڑکی

کے لئے اپنی عزت سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور وہ اپنی عزت کے ساتھ کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہیں کر سکتی۔۔" اس نے سخت لہجہ استعمال کرتے ہوئے کہا تھا

"میں نے آپ سے تمہید باندھنے کو نہیں کہا بلکہ یہ پوچھا ہے کہ آخر انہوں نے آپ کے ساتھ کیا کیا تھا؟" وجیہہ نے چلا کر کہا

"وہ جو آپ دیکھ چکی ہیں۔۔۔" آنکھیں چراتے ہوئے یہ لفظ اس کی زبان سے نکلے تھے مگر الفاظ میں پہلے کی سی روانی نہیں تھی

"مگر جو دیکھا ہے ہم آپ کی زبان سے سننا چاہتے ہیں۔۔۔!!" وجیہہ کی بات سن کر اسے ایک شاک لگا۔ اس نے خشک لبوں پر زبان پھیری اور مسلسل نظریں چرانے لگی

"یور آنر! یہ کیسا بے ہودہ سوال پوچھا جا رہا ہے میری کلائینٹ کے ساتھ؟" ایک بار پھر تبسم سے مداخلت کی

"یہ بیہودہ نہیں ہے سوال۔۔۔ اس کیس سے جڑا ہوا ہے۔۔" وجیہہ نے پلٹ کر کہا

"لیکن یہ سب کچھ عدالت پہلے روز ہی دیکھ چکی تھی۔۔" تبسم نے گھور کر دیکھا

"دیکھنے میں اور سننے میں فرق ہوتا ہے۔۔۔" پلٹ کر جج صاحب کی طرف متوجہ ہوئی

"جج صاحب! میں یہ سب اس لئے سننا چاہتی ہوں کہ جو الزام مس عنایہ نے میرے شوہر پر لگایا ہے وہ صرف اور صرف جھوٹ پر مبنی ہے۔ وہ ویڈیو جو بھری عدالت میں دیکھائی گئی تھی جھوٹ تھی۔ اس ویڈیو میں نظر آنے والا شخص مسٹر ضرغام نہیں بلکہ کوئی اور تھا۔ اور جو کچھ اس ویڈیو میں دیکھایا جا رہا تھا وہ بناوٹی تھا۔ سچائی نام کی کوئی شے اس میں نہیں دیکھائی گئی۔۔" ایک کے بعد ایک سچ عدالت کے سامنے رکھ رہی تھی۔

"یہ تم اتنے وثوق کے ساتھ کیسے کہہ سکتی ہو۔۔"عنایہ چلائی

"کیونکہ میرے پاس ثبوت ہے۔۔" اس نے جھٹ جواب دیا

"کک کک کیا؟ کلک کک کون سا ثبوت؟" ثبوت کا نام سن کر اس کی زبان لڑکھڑانے لگی

"اگر آپ کے پاس ثبوت ہے تو عدالت کو دیکھائیں۔۔۔" جج صاحب نے کہا تھا

"جی بالکل۔۔" اس نے ٹیبل سے ایک سی ڈی نکالی اور ویڈیو ریکاڈر میں پلے کی۔ سب یہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ عنایہ اور تبسم کے چہرے پر ایک شاطرانہ ہنسی ابھر آئی

"مس وجیہہ یہ کیسا مذاق ہے۔۔ یہ تو وہی ویڈیو ہے جو پہلے دیکھی تھی۔۔" جج صاحب بھی برہم ہو گئے

"جی بالکل۔۔۔ یہ وہی ویڈیو ہے جو پہلے دیکھی تھی۔ لیکن اسی ویڈیو میں وہ ثبوت پنہاں ہیں جو میں آپ کو دیکھانا چاہتی ہوں۔۔" سب اس کی بات پر حیران تھے۔ مگر اس کے چہرے پر ایک طمانت تھی۔ وہ آہستہ آہستہ عنایہ کی طرف بڑھی

"جی مس عنایہ۔۔۔ اس میں یہ آپ ہیں؟" اس نے پوچھا

"ہاں۔۔" اس نے دوٹوک کہا

"اور دوسرا شخص۔۔ بقول آپ کے ضرغام ہیں؟" اس نے دوبارہ پوچھا

"بالکل۔۔۔" اس نے بے نیازی سے اثبات میں گردن ہلائی

"بہت خوب۔۔ جج صاحب۔۔ پوائنٹ نوٹ کر لیں۔۔ یہ شخص جو نظر آ رہا ہے مس عنایہ کے بقول مسٹر ضرغام عباسی ہیں۔۔" اس نے ایک پل کے لئے توقف کیا

"اگلا پوئنٹ جو میں پیش کرنے جا رہی ہوں۔۔ وہ شاید۔۔۔" ابھی وہ یہی کہہ پائی تھی کہ ایک حوالدار اس کے ہاتھ میں خاکی لفافہ تھما گیا۔ عدالت سے معذرت کر کے اس نے وہ لفافہ کھولا۔ سب کے چہروں پر حیرانی تھی۔ عنایہ اور تبسم بھی وجیہہ کے ہاتھوں میں موجود لفافے کو دیکھ رہی تھیں۔

"اس لفافے میں کیا ہے؟" علی عظمت نے زیر لب کہا تھا

"ابھی پتا چل جائے گا۔۔" حجاب نے تسلی بخش لہجے میں جواب دیا تھا۔ علی عظمت اور رضیہ بیگم دونوں نے شکیہ نظروں سے حجاب کی طرف دیکھا تھا

"کہیں کچھ گڑبڑ تو نہیں؟" رضیہ بیگم نے کہا تھا

"گڑبڑ تو اب ٹھیک ہونے والی ہے۔۔ آپ بس آرام سے دیکھیں تماشا۔۔۔" بات کو گول مول کرتے ہوئے اپنی نظریں وجیہہ کی طرف مبذول

کیں

"جج صاحب! میں معذرت کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتی ہوں کہ کچھ پل کے لئے مسٹر ضرغام کو کٹہرے سے نکال کر سامنے کھڑا کیا جائے۔۔"

"مگر کیوں؟" جج صاحب نے پوچھا تھا۔ عنایہ اور تبسم بھی حیران تھیں

"وہ اس لئے کہ میں عدالت کے سامنے مس عنایہ کا کردار پیش کر رہی ہوں کہ وہ کس قسم کی خاتون ہیں۔۔ اور اس لئے مس عنایہ کا بھی کٹہرے میں کھڑا ہونا لازمی ہے۔۔" وجیہہ نے وجہ بیان کی تو جج صاحب نے اجازت دے دی۔ ضرغام کو کٹہرے سے نکال لیا گیا۔ ضرغام کی سوالیہ نگاہوں کا جواب اس نے تسلی بخش نگاہوں سے دیا۔ وجیہہ کے چہرے پر چھائی ہلکی سی مسکراہٹ کو دیکھ کر اسے بھی سکون محسوس ہوا۔

"شکریہ جج صاحب۔۔!! تو میں اس ثبوت کو پیش کرنے جا رہی ہوں۔۔ میرے گواہ، میرے بھائی انمول کو عدالت میں آنے کی اجازت دی جائے۔۔"

"انمول؟" رضیہ بیگم نے استفہامیہ انداز میں کہا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"جی امی۔۔ بس آپ آگے دیکھیں۔۔۔" رضیہ بیگم اور علی عظمت عجیب سی کشمکش میں مبتلا تھے مگر حجاب کے چہرے پر طمانت تھی

"اب تمہارا کھیل ختم عنایہ۔۔" اس نے دل میں کہا تھا۔ عنایہ نے اپنے بالوں کو جھٹکتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا تو ایک جھٹکا لگا۔ وہی چال، وہی انداز۔۔۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہی چہرہ۔۔۔ وہی حسن۔۔

"عاصم۔۔۔" وہ بڑبڑائی تھی مگر اس کے لفظ کوئی سن نہیں سکا۔ انمول سامنے کٹہرے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔

"جی آپ اپنا تعاف کروانا پسند کریں گے؟" وجیہہ نے اس کے پاس جا کر کہا تھا

"میرا نام انمول عظمت ہے۔"اس نے مختصراً کہا تھا

"انمول؟؟؟ اور عاصم؟" اس کا سر چکرانے لگا تھا۔ اس کے چہرے سے پسینہ نمودار ہو گیا۔ جب وجیہہ نے عنایہ کی ہوائیاں اڑتی دیکھیں تو اس کے پاس آئی

"آپ جانتی ہیں انمول کو؟" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا

"نن نن نہیں۔۔" اس نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا تھا

"دیکھ لیجیے۔۔۔ایک بار ذرا نظر تو دوڑالیں۔۔شاید کبھی کہیں دیکھا ہو۔۔اپنے ارد گرد۔۔۔یا کبھی فون پر بات چیت ہوئی۔۔دیکھ لیں۔۔شاید یاد آجائے۔۔" وہ ایک ایک لفظ کو گول مٹول کر رہی تھی۔ہر لفظ سنتے ہوئے وہ اپنی مٹھیاں بھینچ رہی تھی۔

"کہاناں نہیں جانتی میں اس کو۔۔۔" جھلاتے ہوئے کہا تھا

"پوائنٹ کو نوٹ کریں جج صاحب۔۔۔ابھی ابھی بھری عدالت میں مس عنایہ نے کہا ہے کہ وہ سامنے کھڑے اس شخص کو نہیں جانتی اور اگر نہیں جانتی اور تو کبھی اس سے ملی بھی نہیں ہونگی اور نہ ہی ان کا اس شخص کے ساتھ کوئی رشتہ ہوگا۔۔"

"اس کیس کا اس شخص کے ساتھ کیا تعلق؟"عنایہ نے تبسم کو گھورا تو وہ جھلا کر بولی تھی

"تعلق ہے۔۔۔پرسیکیوٹر صاحبہ" پلٹ کر جواب دیا

"دیکھیے یور آنر!یہ محض کیس کو بھٹکانے کی ایک سازش ہے۔میری ریکوسٹ

ہے کہ کیس کو ایک نیا رنگ دینے سے روکا جائے اور کیس کا فیصلہ جلد سے جلد سنا کر کیس کو ختم کیا جائے۔۔"

"کہتے ہیں جلدی کا شیطان کا ہوتا ہے مس تبسم۔۔اگر انتظار کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔۔۔"

"اوبجیکشن سسٹین۔۔۔"

"تھینک یو۔۔۔" وہ ٹیبل کی طرف بڑھی اور وہی خاکی لفافہ اٹھا کر کچھ تصاویر باہر نکالی

"جج صاحب!ابھی ابھی مس عنایہ کے دیئے گئے بیان کو مد نظر رکھتے ہوئے ان تصویروں کو بغور دیکھا جائے۔۔"اس نے چند تصاویر جج صاحب کو دیں اور ایک اپنے ہاتھ میں رکھی۔

"اب بتائیں ذرا۔۔۔"وہ تصویر اس نے عنایہ کو دیکھائی تو اس کی ہوائیاں اڑ گئی۔یک ٹک تصویر کو دیکھتی رہی۔پیشانی سے پسینہ بہنے لگا۔

"جج صاحب کیا ہے یہ؟مس وجیہہ ثابت کیا کرنا چاہتی ہیں؟"ایک بار پھر تبسم

جھلا کر بولی

"یہی کہ آپ کی موکل کتنی جھوٹی، مکار اور کریکٹر لیس ہیں۔" پلٹ کر اسی انداز میں جواب دیا

"جھوٹ ہے یہ۔۔۔ سب فیک تصاویر ہیں یہ۔۔۔ جج صاحب ان تصاویروں میں کوئی سچائی نہیں ہے۔۔" عنایہ چلائی تھی مگر اس کے چلانے سے وجیہہ کو کوئی فرق نہیں پڑا

"چلیں کوئی بات نہیں۔۔۔ یہ تصاویریں فیک ہیں۔۔۔ تو میں بھی مان لیتی ہوں۔۔۔" اس نے ان تصاویروں کو پھاڑ ڈالا۔ ضرغام وجیہہ کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا۔ جو کچھ ہو رہا تھا جیسے رضیہ بیگم اور علی عظمت کے لئے نیا تھا بالکل اسی طرح ضرغام بھی ان سب سے ناآشنا تھا۔ انمول کا عاصم بن کر عنایہ کے پاس جانا اور اس کی ایک ایک حرکت کو کیمرے کی آنکھ میں بند کرنا صرف انمول کا آئیڈیا تھا مگر اس آئیڈیا کو سرانجام دینے میں حجاب نے اس کی مدد کی۔ اور پھر جب تمام کام ہو چکا تھا وجیہہ کو اس بارے میں آگاہ کیا۔ پہلے پہل تو

وجیہہ کو یہ سب غلط لگا۔ لیکن تمام ثبوت دیکھنے کے بعد وہ بھی ان کے ساتھ ہو گئی

"جی مسٹر۔۔ انمول عظمت آپ کیا کہیں گے مس عنایہ کے بارے میں؟"

انمول کے پاس جا کر وجیہہ نے پوچھا تو اس نے ایک ایک بات سب کے سامنے رکھ دی۔ ایک کے بعد ایک سوال ضرغام کے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ وجیہہ نے پلٹ کر ضرغام کی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ہر سوال کا جواب دے دیا

"یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔ اس کی ایک بات میں بھی صداقت نہیں ہے۔ میں نہ ہی اسے کبھی ملی اور نہ ہی اتنی گھٹیا حرکت کی۔۔ یہ سب اس کی چال ہے کوئی مجھ پر کیچڑ اچھالنے کی۔۔۔" وہ چلائی تھی

"ٹھیک ہے۔۔ یہ بھی جھوٹ کہہ رہا ہے مان لیتے ہیں! پہلے تصویریں جھوٹی اور یہ جھوٹا اب دیکھتے ہیں تیسرے جھوٹ کو کیسے جھٹلائیں گی آپ؟" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا تھا

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" اس نے خوف کے زیر اثر کہا تھا

"انمول کیاہے یہ سب کچھ۔۔۔؟"ضرغام کو کٹہرے کے ساتھ ہی کھڑا کیا گیا تھا ۔اس لئے اس نے تقریباً سرگوشی میں سوال کیا تھا

"آپ بے فکر رہیں بھائی جان۔۔" انمول نے بھی تسلی بخش جواب دیا تھا

"آخر دونوں کیا کھچڑی بنارہے ہیں؟" علی عظمت نے زیر لب کہا تھا

"یہ دیکھیے جج صاحب۔۔" وجیہہ نے ایک نئی سی ڈی ریکارڈر میں پلے کی

"مطلب یہ ہے کہ میں دودن میں ضرغام کو اس قید سے باہرے آؤں گی اگر وہ اُس کو پورا کرلے جو اُس نے ادھورا چھوڑا تھا۔۔ "

"شرم۔۔ ہماری اس فیلڈ میں شرم نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہوتی۔بس خوبصورتی ہوتی ہے"

"میں تو حسن کو اپنی روح میں اتارنا چاہتی ہوں۔۔تم اتاروگے ناں اپنے آپ کو میری روح میں۔۔بولو۔۔ "

"بولو ناں۔۔اپنی محبت میری روح میں اتاروگے ناں۔۔اپنی چاشنی سے میرے لبوں کی تشنگی تو بجھاؤگے ناں؟" ایک کے بعد ایک سین اس کے آشکار ہوتے جا

رہے تھے۔انمول جب جب عنایہ سے عاصم بن کر ملاحجاب نے اس کی تمام حرکتیں ایک کیمرے میں بند کرلیں۔اب تمام سینز پوری عدالت دیکھ رہی تھی۔ سب کو جیسے یہ دیکھ کر ایک شاک لگا تھا۔عنایہ بھی ایک پل کے لئے سانس نہیں لے سکی تھی۔اس کی اوپر کی سانسیں اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئیں۔اپنی آنکھوں سے اپنی شکست دیکھ رہی تھی۔اپنی تذلیل بھری عدالت میں محسوس کررہی تھی۔ تبسم نے بھی شکست خوردہ انسان کی طرح ہاتھ سر پر رکھ لئے

"اب کہو کیا یہ جھوٹ ہے۔۔ویڈیو میں نظر آنے والی لڑکی تم نہیں ہو۔۔کیا تم نے میرے بھائی کو اپنی طرف مائل کرنا نہیں چاہا؟کیا تم میرے گھر نہیں آئی تھی یہ شرط لے کر یہ تم ضرغام کا کیس واپس لےلوگی اگر وہ اپنا ادھورا کام پورا کرلے ؟بولو؟جواب دو۔۔۔کیا یہ بھی جھوٹ ہے؟یہ بھی فریب ہے۔۔۔نہیں نہیں نہیں عنایہ۔۔ جھوٹ یہ سب نہیں بلکہ جھوٹ وہ سب تھا جو تم نے دیکھایا۔۔ بولو۔۔جواب دو۔۔اب بھی کیا تم اس جھوٹ کو جھٹلاتی ہو؟بتاؤ۔۔" وہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی مگر وہ خاموش تھی۔آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

"جج صاحب! اس کی خاموشی یہی بتا رہی ہے کہ یہ جھوٹی ہے، مکار ہے، حسن پرست ہے اور حسن پرست لوگ اپنے ہی حسن پرستی میں اتنے آگے نکل جاتے ہیں کہ مرد و عورت کی تمیز ہی بھول جاتے ہیں۔ مانا کہ اکثر غلط مرد ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ عورتیں بھی ایسی ہوتی ہیں جو مرد کی حدوں کو بھی پار کر جاتی ہیں۔ اگر اسی فیصد مرد غلط ہوتے ہیں تو بیس فیصد عورتوں کی بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔ لیکن میں تو یہ کہوں گی کہ مرد غلط بہت کم ہوتے ہیں۔ ان کی نیتوں کو پھسلانے والی صرف عورت ہوتی ہے۔ ایک عورت ہی مرد کو سنوار سکتی ہے اور ایک عورت ہی مرد کو بگاڑ سکتی ہے۔ مرد تو ایک پگھلا ہوا آئینہ ہے اس کو جس سانچے میں ڈھالا جائے وہ ڈھل جاتا ہے۔ عریاں بازو، فحش لباس، کھلے گیسو، دلفریب چال۔۔۔ کیا ہے یہ سب کچھ؟ کیا یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی ایک لڑکی سمجھتی ہے کہ دوسرا مرد اس کی عزت کرے گا؟ بتائیں قصور کس کا ہے؟ لڑکی کا یا لڑکے کا؟ جی ہاں جج صاحب۔۔ قصور صرف اور صرف لڑکی کا ہے۔ اللہ پاک نے تو لڑکی کو پردے کا حکم دیا ہے اور وہ اللہ کے حکم کو پس پشت ڈال کو سمجھتی ہے اسے دنیا جہاں کی

عزت دی جائے۔۔ نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ عزت صرف اللہ کے حکم کو ماننے سے ملتی ہے۔ اللہ کے حکم کو پس پشت ڈال کر ذلالت تو مل سکتی ہے مگر عزت نہیں۔" وجیہہ کی باتیں سب غور سے سن رہے تھے۔ جج صاحب بھی نادم سر نیچے کئے ہوئے تھے۔ رضیہ بیگم کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے تھے۔ ضرغام کو بھی اپنی اپنی غلطیاں یاد آ رہی تھیں۔ اس کا دل بھی پگھل چکا تھا۔ جو عزت پہلے وجیہہ کے لئے تھی۔ مزید بڑھ گئی۔ اس کے دل میں وجیہہ کے لئے محبت پیدا ہو گئی۔ سارے ثبوتوں اور بیانات کی روشنی میں عدالت نے ضرغام کو باعزت رہا کر دیا۔ عنایہ کے خلاف کاروائی کا حکم دیا۔ وہ ہتھکڑیاں جو کچھ دیر پہلے ضرغام کے ہاتھوں میں تھیں، اب عنایہ کو پہنائی جا رہی تھیں۔ ضرغام کے دل نے چاہا کہ ابھی جا کر وجیہہ کو اپنی بانہوں میں لے لے۔ ایک ایک گناہ کی معافی مانگے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ اسے کچھ لیگل کاروائی کے لئے کچھ دیر اور عدالت میں رکنا تھا۔ باقی سب عدالت سے باہر آ گئے۔

"اللہ کا شکر ہے۔۔ میرا بیٹا باہر آ گیا۔۔" پیار سے رضیہ بیگم نے اس کے ماتھے کو

چوما۔۔سب اس پر پیار نچھاور کر رہے تھے۔زندگی میں پہلی بار اسے رشتوں کی اہمیت کا احساس ہوا تھا۔ان کی قدرو منزلت کا احساس ہوا تھا۔آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ایسا لگتا تھا جیسے سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔

"اب آنسو بہانے کے دن گئے بھائی جان۔۔!!اب تو خوشی کے دن آ گئے ہیں۔۔" انمول نے ضرغام کو اپنے گلے لگایا اور پیار سے اس کی پیٹھ کر تھپتھپایا

"ویسے اتنا سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" آنسو صاف کرتے ہوئے ضرغام نے پوچھا تھا

"اتنا سب کچھ؟ یہ تو کچھ بھی نہیں۔۔آپ کے لئے اور آپی کے لئے اگر جان بھی دینی پڑی ناں تب بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔ویسے ان سب ایک فائدہ ہوا۔۔ ایک اور لڑکی سے ذرا رومینس گیا۔۔" بات ذرا تبدیل کرتے ہوئے پھلجڑی چھوڑی تھی۔جس پر سب ہنس پڑے

"جی بالکل۔۔۔مگر آخری بار۔۔۔آگے ایسی حرکت کی ناں۔۔تو آپ کو بھی سلاخوں کے پیچھے دیر نہیں لگے گی مجھے۔۔آخر میری نندو کیل ہے۔۔"حجاب نے

بھی جھٹ جواب دیا

"چلیں۔۔آپ کی تو منزل آ گئی۔۔" حجاب نے دور سے وجیہہ کو آتے ہوئے دیکھا تو ضرغام نے پلٹنے میں سیکنڈ بھی نہیں لگایا۔پیاسی آنکھیں اس کو یک ٹک دیکھنے لگ گئیں۔وہ بھی ضرغام پر نظریں جمائے چلی آ رہی تھی۔دنیا کی رونق یک دم سناٹے میں تبدیل ہو چکی تھی تبھی ایک تیز رفتار کار برق رفتاری سے وجیہہ کے وجود کو مسمار کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔پورا وجود ایک پھول کی طرح ہوا میں لہراتا ہوا زمین بوس ہو گیا۔روشن دن میں کالی گھٹائیں چھا گئیں۔ایک پل کی خوشی عمر بھر کا روگ بن گئی۔

"وجیہہ۔۔۔!!" وہ چلاتا ہوا آگے بڑھا۔رضیہ بیگم کی تو جیسے سانسیں ہی ساکت ہو گئیں۔انمول بھی بت کی طرح ہو چکا تھا۔علی عظمت اور حجاب کا بھی حال کچھ الگ نہیں تھا۔صرف ضرغام تھا جو بھاگتا ہو� آگے بڑھا تھا۔اس کے قریب پہنچ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔آنکھوں سے آنسو یک ٹک گرتے گئے۔

"وجیہہ آنکھیں کھولو۔۔۔آنکھیں کھولو۔۔" وہ اس کا چہرہ تھپتھپاتا جا رہا تھا مگر

اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ بالکل بے جان لاش کی طرح تھی۔ سانسیں چل رہی تھیں۔ آنکھیں کھلی تھیں مگر اگلے ہی لمحے آنکھیں مند گئیں۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ فضا میں بس ایک ہی چیخ سنی جا سکتی تھی

"وجیہہ۔۔۔"!!

* * * *

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں

اس کی آواز پوری مسجد میں گونج رہی تھی۔ اس کی آواز میں نا جانے کیا کشش تھی کہ راہگزر بھی مسجد کے اندر صرف اس کی حمد سننے آ جاتے اور ہر ایک کی کوشش ہوتی کہ وہ اس کے قریب ہو جائے

بھکاری وہ کہ جس کے پاس جھولی ہے نہ پیالہ ہے
بھکاری وہ جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے

اتنا وقت گزر چکا تھا مگر ماضی آج بھی اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ وہی دلدل، وہی بستی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آج بھی تازہ تھی۔ وہی خالی دامن، وہی ہوس اسے آج بھی اپنے گرد منڈلاتے نظر آتی تھیں

متاعِ دین و دانش، نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر
سکونِ قلب کی دولت، ہوس کی بھینٹ چڑھوا کر
لٹا کر ساری پونجی غفلت و عصیاں کی دلدل میں
سہارا لینے آیا ہوں تیرے کعبے کے آنچل میں

اس کی آنکھوں سے خود بخود آنسو بہہ رہے تھے۔ ایک رقت تھی جو اس پر طاری تھی۔ اور سننے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لئے ہوئی تھی۔ سب کا دل خود بخود پگھل رہا تھا۔ دلوں کی سختی دور ہوتی جا رہی تھی مگر ماضی اب بھی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا۔ دولت و شہرت کی ہوس اب بھی دل میں سمانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ ان سے اچاٹ ہو چکا تھا

گناہوں کی لپیٹ سے کائنات قلب افسردہ

ارادے مضمحل، ہمت شکستہ، حوصلے مردہ

دل کی بات زبان پر آچکی تھی۔ آنکھوں کی روانی تیز ہوگئی۔ جذبات میں اس کے آواز لڑکھڑانے لگے مگر اسے پوری حمد و ثنا بیان کرنی تھی۔

کہاں سے لاؤں طاقت دل کی سچی ترجمانی کی

کہ کس جنجال میں گزری ہے گھڑیاں زندگانی کی

ایک بار پھر ماضی کی تلخ یادوں نے اس کو جھنجوڑ کرر کھ دیا۔ عیاشی، عیش و عشرت، لاپرواہی سب اس کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ وہ سچ میں گمراہ تھا۔ سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا۔ دور گناہوں کے دلدل میں پھنسا ہوا

خلاصہ یہ کہ بس جل بھن کے اپنی روح سیاہی سے

سراپا فقر بن کر اپنی اپنی حالت کی تباہی سے

اس وقت واقعی اس کی حالت ایک فقیر کی سی تھی۔ آنکھوں میں ندامت، چہرے پر عاجزی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی ضرغام ہے جس کے نزدیک صرف

سٹیٹس معنی رکھتا تھا۔ جس کے نزدیک شہرت سب کچھ تھی۔ آج سب کچھ چھن چکا تھا۔ کچھ بھی اس کے پاس نہیں بچا تھا۔

تیرے دربار میں لایا ہوں اپنی اب زبوں حالی

تیری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہے خالی

زندگی کا ایک حصہ جو لاپرواہی میں گزرا۔ اس کی ایک ایک گھڑی پر اسے افسوس ہو رہا تھا۔ کاش وہ پہلے حقیقت جان لیتا تو اس وقت وہ اکیلا نہ ہوتا۔ اس کے ہاتھ خالی نہ ہوتے۔ اس کی زندگی ویران نہ ہوتی۔۔ مگر افسوس وقت بیت چکا تھا۔

یہ تیرا گھر ہے، تیرے اہل کا دربار ہے مولا

سراپا نور ہے، اک محبت انوار ہے مولا

تیری چوکھٹ کے جو آداب ہیں، میں ان سے خالی ہوں

نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا وہ سوالی ہوں

سننے والے بس سنتے ہی جا رہے تھے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کی آواز کو سننے لے لئے یہاں بیٹھی تھی۔ صرف آج ہی نہیں۔۔ جب جب وہ یہاں آتا۔ اللہ

پاک کی حمد و ثنا بیان کرتا۔ بارگاہ رسالت ﷺ میں نظرانہ عقیدت پیش کرتا تو لوگ جمع ہو جاتے۔ اس کی آواز کی چاشنی کو جسم میں اتارنے کی کوشش کرتے۔

زباں غرق ندامت دل کی ناقص ترجمانی پر
خدایا رحم میری اس زبان بے زبانی پر

اپنے کہے گئے الفاظ پر آج بھی اسے افسوس تھا۔ وہ کتنا غلط تھا۔ لازوال بننا چاہتا تھا ۔ اسی لازوال بننے کے چکروں میں اس نے اپنا وجود کھو دیا۔

یہ آنکھیں خشک ہیں، یارب انہیں رونا نہیں آتا
سلگتے داغ ہیں دل میں، جنہیں دھونا نہیں آتا

ایک بار پھر اس کی آنکھوں کے سامنے وجیہہ کا معصوم چہرہ آیا۔ دل نے چاہا پھوٹ پھوٹ کر روئے مگر محفل کے آداب تھے جو اسے ایسا کرنے سے روک رہے تھے مگر اب اس میں مزید سکت نہ رہی کہ آگے پڑھ سکے۔ خدا کی شان اس کی ہمت بھی وہاں جواب دے گئی جہاں آخری شعر تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں، عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں

"اللہ اکبر۔۔ سبحان اللہ۔۔" صدائیں بلند ہو رہی تھیں

* * *

"حجاب۔۔۔ ذرا وہ ربن تو پکڑانا۔۔۔" منہ سے ٹیپ نکال کر اس نے بمشکل دائیں ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پہلے ہی گرین اور وائیٹ ربن سے پُر تھے۔ پہلے اس نے خود اٹھنے کی کوشش کی تھی مگر سیڑھیوں میں غبارے بکھرے ہوئے تھے۔ جس وجہ سے وہ اٹھ بھی نہیں پایا۔ ادھر ادھر دیکھا تو حجاب کو کچن سے آتا دیکھا

"کوئی کام خود مت کرنا۔۔۔" ٹیبل کی طرف بڑھ کر ریڈ ربن اٹھائی

"اب ایک کام کیا کر دیا۔۔ احسان جتلا رہی ہو۔۔" انمول نے شوخ لہجے میں کہا

"ایک کام؟ یہ تمہیں سب ایک کام لگتا ہے۔۔ ذرا تم کچن کا سنبھالو بس اب۔۔۔" مصنوعی غصے میں کہا تھا۔

"ارے۔۔ یہ کیا؟میرے منے کی اماں اتنی جلدی ناراض ہوگئی۔۔" پیار سے ناک سکیڑ کر اس کا ہلکا سا ناک دبوچ کر کہا تھا

"مجھے اماں کہہ رہے ہیں تو آپ بھی تو ابا ہیں۔۔کام کرو منے کے ابا جی۔۔" ہنستے ہوئے اپنے غصے کو رفع دفع کیا۔اس کے چہرے پر ہنسی چھاگئی۔

"ممی ممی۔۔" دروازے سے ایک آواز آتی ہوئی معلوم ہوئی

"لو جی۔۔ آگئے آپ کے راج دلارے" آنکھوں سے دروازے کی طرف اشارہ کیا

"بتانے کا شکریہ۔۔" طنزیہ مسکرا کر دروزاے کی طرف گئی جبکہ وہ اپنا ہی کام کرتا انہیں دیکھتا رہا۔سیڑھیوں کے دونوں طرف ربن لگ چکے تھے۔بس اب وہ غباروں کو سیٹ کر رہا تھا تاکہ اترتے ہوئے پاؤں میں نہ آئے

"ممی ممی۔۔مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔" اسد نے آتے ہی اپنا بیگ حجاب کے ہاتھوں میں تھمایا اور بھاگتا ہوا انمول کے پاس آگیا۔انمول سے سب کچھ چھوڑ کر اس کے ماتھے کو چوما تو وہ صوفے پر جا کر دھڑام سے بیٹھ گیا

"تھک گئے جناب صاحب۔۔" انمول نیزیر لب کہا تھا

"آخر بیٹا کس کا ہے؟" حجاب نے موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا

"اسد بیٹا!دادا جان کہاں ہیں؟ فاطمہ ایمان اور عثمان انہیں کہاں چھوڑ آئے؟" رضیہ بیگم کمرے سے باہر آئی تھیں

"ہم یہاں ہیں اپنے دونوں بچوں کے ساتھ۔۔۔" فاطمہ ایمان کو گود میں لئے اور عثمان کو ہاتھ پکڑے وہ دہلیز پر موجود تھے۔تبھی اسد دوڑ کر علی عظمت کے پاس گیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا

"ممی۔۔ آج پھر سب مجھ سے ہار گئے۔۔۔میں سب سے جیت گیا

"چیٹنگ کی ہے ممانی جان اس نے۔۔۔میں،فاطمہ اور نانا جان ابھی کار میں تھیاسد بھاگتا ہوا اندر آگیا۔۔" عثمان نے کہا تھا

"اسد۔۔۔" رضیہ بیگم نے اسد کو تنبیہہ کی

"رہنے دیں امی۔۔یہ نہیں سدھرنے والا۔۔ آخری بیٹا کس کا ہے؟" اس بار بھی انمول کو چھیڑنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور حسب توقع وہ بھی جواب

دیئے بغیر نہ رہ سکا

"اب تم مجھے اپنے بیٹے کی شرارتوں میں شریک مت کرو۔۔ بھلا میں نے ایسی حرکت کب کی؟" وہ تمام غباروں کو سیٹ کر چکا تھا سوائے ایک کے جو اس کی آنکھ سے اوجھل ہو کر نیچے آ گیا تھا۔ وہ خود بھی آگے بڑھنے لگا مگر اسی غبارے پر بے دھیانی میں پاؤں رکھا گیا اور ایک پٹاخ آواز فضا میں گونجی اور وہ صوفے پر جا گرا۔ سب اس حرکت پر ہنسنے لگ گئے

"ماموں گر گئے۔۔ ماموں گر گئے۔۔" فاطمہ ایمان کو نیچے اتارا تو وہ دوڑتی ہوئی انمول کے پاس گئی

"اب کی ہے ناں۔۔۔" ہنستے ہوئے انمول کے پاس جا کر کہا

"انمول۔۔ تم بھی ناں۔۔" رضیہ بیگم بھی ہنسے بغیر نہ رہ سکی

"یہ سب تمہاری نظر لگی ہے۔۔" الٹا حجاب کو ہی قصوروار ٹھہرا۔ عثمان اور فاطمہ ایمان انمول کے دونوں اطراف آ کر کھڑے ہو گئے اور دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے

"ماموں پر ہنستے ہیں۔۔ ابھی بتاتا ہوں۔۔" دونوں کو پکڑ کر پیار سے بھینچا اور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پیشانی پر چوما

"ہمیشہ ہنستے رہو۔۔"

"ماموں۔۔۔ یہ تیاریاں کس لئے؟" عثمان نے گردن کو گھما کر پورے کی گھر کی سجاوٹ کو دیکھا

"یہ تیاریاں اس لئے کہ آج تمہاری امی اور ابو کی میرج اینی ورسری ہے۔" حجاب نے پاس آ کر کہا تھا

"اس کا مطلب امی آج آ رہی ہیں؟" عثمان نے اچھل کر کہا

"واؤ۔۔ امی آ رہی ہیں۔۔۔ اسد میری بھی امی آ رہی ہیں۔۔" فاطمہ ایمان بھی خوشی سے اچھل پڑی۔ تینوں بچے ایک طرف کو چلے گئے اور اپنی خوشی اپنے ہی انداز میں منانے لگے لیکن یہ بات سن کر سب کے چہرے پر ایک تاسف چھا گیا۔ جو چہرے کچھ دیر پہلے خوشی سے دمک رہے تھے۔ اگلے ہی لمحے ویران ہو گئے۔

"کاش ایسا ہو سکتا۔۔" رضیہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ حجاب نے حسرت بھری نگاہ انمول پر ڈالی جسے وہ فوراً سمجھ گیا

"امی۔۔۔ آپ ناں پریشان نہ ہوں۔۔� آج تو خوشی کا دن ہے۔۔ اور دیکھنا وہ دن بھی ضرور آئے گا۔۔" انمول ان کے پاس آ بیٹھا اور پیار سے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھے

"یہ ضرغام نظر نہیں آ رہا؟" علی عظمت نے کہا تھا

"آپ تو جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہو گا؟" حجاب نے جواب دیا تو وہ ایک سوچ میں ڈوب گئے

* * * *

ایک شخص بیڈ کے پاس بیٹھا اپنے بیوی سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں موندی ہوئی تھیں۔ مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس کے ہاتھوں کو تھامے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ پورے وارڈ میں صرف اسی کا بیڈ تھا۔ سفید کپڑوں میں ملبوس، سفید ہی لحاف اوڑھے ہوئے اس کا وجود ہر قسم کے عیب سے عاری تھا۔ چاند سے زیادہ روشن چہرہ خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔

"آج تو خوب باتیں ہو رہی تھیں۔۔" ڈاکٹر ساجدہ معمول کے چیک اپ کے لئے

وارڈ میں آئی تھیں۔ ان کے ساتھ ایک نرس تھی جو ہاتھ میں ایک ٹرے تھامے ہوئی تھی۔ جس میں مختلف اپریٹس رکھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے ڈاکٹر ساجدہ سے اس لیٹی ہی خاتون کا بلڈ پریشر چیک کیا

"جی بالکل۔۔ آج کا سارا دن میری وجیہہ کے نام ہے۔۔" وہ ضرغام تھا۔ چہرے پر طمانت اور ہلکی سی مسکراہٹ۔

"لگتا ہے آج ضرور کوئی بات ہے؟" بلڈ پریشر چیک کرنے کے بعد ہاتھ لگا کر ہاتھ لگا کر ٹمپریچر چیک کیا

"جی بالکل۔۔ آج ہماری شادی کی سالگیرہ ہے۔" اس نے وجیہہ کے معصوم چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا جو آج بھی آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔ جیسے پچھلے آٹھ سالوں سے خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ آج بھی دنیا و مافیہا سے بے نیاز تھی

"اچھی بات ہے۔۔ آپ باتیں کریں۔ میں کچھ دیر میں آتی ہوں۔۔۔" ایک پل سوچنے کے بعد ڈاکٹر ساجدہ نے کہا اور وارڈروب سے سیدھے اپنے کیبن میں

آ گئیں۔ جو نرس ان کے ساتھ تھی وہ خاصی حیران تھی کیونکہ ابھی معمول کا چیک اپ بھی مکمل نہیں ہوا تھا اور ڈاکٹر صاحبہ درمیان میں چیک چھوڑ کر آ گئیں۔ وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے کیبن میں داخل ہوئی تو ڈاکٹر صاحبہ کو کرسی سے ٹیک لگائے ایک گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے پایا

"ڈاکٹر صاحبہ! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں! آپ وہاں سے اتنی جلدی چلی آئیں۔۔" حیرانی سے استفسار کیا تھا

"ہاں۔۔" سرد آہ بھرتے ہوئے کہا تھا

"زندگی میں کیسے کیسے امتحان لیتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو چاہتے ہیں انہی کو جدا رکھتی ہے۔۔" ساجدہ کی باتوں کو مقصد ماجدہ نہیں سمجھ سکی

"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

"بیٹھو ادھر۔۔۔ میں بتاتی ہوں" ساجدہ کے کہنے پر وہ بیٹھ گئی

"یہ کپل جو تم نے ابھی ابھی دیکھا تھا ناں۔۔ پچھلے آٹھ سالوں سے بالکل اسی طرح ہے۔ پچھلے آٹھ سالوں سے میں وجیہہ کا علاج کر رہی ہوں۔ اور یقین مانو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

میں نے ایک دن کے لئے بھی ضرغام کے دل میں اکتاہٹ محسوس نہیں کی۔ ہر گزرتا دن محبت میں اضافہ کرتا گیا۔ کبھی اس کی محبت میں کمی نہیں آنے دی۔ جب بھی میں ضرغام کو دیکھتی ہوں ناں۔۔ تو سوچتی ہوں کہ ہر شوہر ایسا کیوں نہیں ہوتا۔۔ اتنا چاہنے والا۔ اتنا خیال رکھنے والا۔۔!!" آنکھیں خود بخود نم ہو گئیں

"آخر ہوا کیا تھا آٹھ سال پہلے؟"

"اصل بات تو میں خود نہیں جانتی بس اتنا معلوم ہے کہ جب وہ ہسپتال میں داخل ہوا تھا اپنی بیوی کو اپنی بانہوں میں اٹھائے ہوئے تھا۔ آنکھوں سے اشک جاری تھے۔ دل غم سے لبریز تھا۔ جسم جواب دے چکا تھا مگر امید جواں تھی۔ محبت ٹپک رہی تھی۔۔۔" وہ بتاتے بتاتے ماضی کی یادوں میں کھو گئیں

"ڈاکٹر۔۔ڈاکٹر۔۔۔" وہ چلاتا ہوا ریسپشن پر آیا تھا۔ وجیہہ کے ہاتھ ہوا میں لہرا رہے تھے۔ ڈاکٹر ساجدہ ابھی ابھی آپریشن تھیٹر سے نکلی تھیں۔ انہوں نے وجیہہ کی یہ حالت دیکھی تو فوراً ایمرجنسی وارڈ میں داخل کرنے کو کہا۔

"وجیہہ۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔ میں ہوں نا۔۔" وہ نیم بیہوشی میں کراہ رہی تھی۔ اپنے خون سے بھرے ہاتھ ضرغام کے چہرے پر پھیرے مگر جان نہ ہونے کے باعث نیچے لٹک گئے۔

"آپ یہاں رکیں۔۔ پلز۔۔" وجیہہ کو اندر لے جایا گیا مگر ضرغام کو باہر ہی روک دیا گیا۔ رضیہ بیگم، حجاب، انمول اور علی عظمت وہاں آموجود ہوئے تھے۔ سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ضرغام کی طرف دیکھا تو وہ حواس باختہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہتے جا رہے تھے۔ چہرے پر خون کے نشانات اور سیاہ لباس بھی خون میں سرخ تھا۔

"حوصلہ رکھو بیٹا۔۔" علی عظمت آگے بڑھے تو وہ ان کے کندھے پر سر رکھ کر بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔

"ضرغام۔۔ نہیں روتے۔۔۔ دیکھو۔۔ اگر تم ہی حوصلہ ہار جاؤ گے تو۔۔۔" ان کی آواز بھی بھر آئی تھی۔ رضیہ بیگم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ حجاب بھی ان کے شانوں پر ہاتھ رکھے آنسو بہا رہی تھی

"بھائی۔۔ دیکھنا آپی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔" انمول نے آگے بڑھ کر حوصلہ دیا مگر حوصلہ تھا کہ ٹوٹتا جا رہا تھا۔ ہر گزرتا لمحہ پہلے سے کہیں زیادہ تکلیف دہ تھا

"ڈاکٹر۔۔ اب وجیہہ کیسی ہے؟" جیسے ہی ڈاکٹر چیک اپ کے بعد باہر نکلی تو ضرغام نے لپک کر پوچھا

"دیکھیے۔۔ ابھی تو کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔ خون کافی بہہ چکا ہے۔ جس کی وجہ سے ماں اور دونوں بچوں کی جان مشکل میں ہے۔۔ ہم دونوں کو نہیں بچا سکتے۔۔۔ آپ فارم فِل کر دیں۔۔ سوری۔۔" یہ کہہ کر وہ چلی گئی مگر جیسے ایک پہاڑ توڑ گئی۔

"ماں اور دونوں بچوں کی جان مشکل میں ہے۔۔" یہ جملہ تو جیسے ہوا میں ورد کر رہا تھا۔ دو بچوں کی خوشخبری بھی اس وقت کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔

"ابو۔۔ سنا آپ نے۔۔" وہ روتے ہوئے ایک بار پھر علی عظمت کے گلے لگ گیا۔ وقت ہنستا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور کسی بھی لمحے زندگی کی ڈوری کو چھین کر اندھیرا کرنے کو تیار تھا۔

"تو پھر آپ بتادیں۔۔۔ کس کو زندگی کو بچانے کی ہم زیادہ کوشش کریں۔" یہ سوال زیادہ مشکل نہیں تھا اور نہ ہی اس کا جواب۔

"کچھ بھی کریں مگر میری وجیہہ کو بچالیں۔۔" ضرغام نے تڑپتے ہوئے کہا تھا۔

ڈاکٹر اندر چلی گئی۔ وقت سنیل کر رفتار سے چلتا رہا۔ چار گھنٹے چار صدیوں کی مانند ثابت ہوئے تھے کہ ریڈ لائیٹ آف ہوئی۔ سب دروازے کی طرف

لپکے۔ دروازہ کھلتے ہی بچوں کے رونے کی آواز کانوں میں گونجنے لگی۔ حجاب کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے۔ انمول نے بھی امید کی نگاہ سے رضیہ بیگم کی طرف دیکھا تھا مگر ضرغام اس کی نظریں تو بس وجیہہ کی متلاشی تھیں

"ڈاکٹر۔۔۔ اب وجیہہ کیسی ہیں؟" اس کی بات پر وہ خاموش رہی

"میں نے پوچھا وجیہہ کیسی ہے؟" وہ چلایا تھا مگر خاموشی اب بھی برقرار تھی۔

ایک نرس دو بچوں کو لے کر باہر آئی۔ انمول نے آگے بڑھ کر انہیں پیار کیا

"آئی ایم سوری۔۔" اس نے تو بڑے آرام سے کہہ دیا مگر یہ سن کر اس کے سر پر جو بجلی گری تھی۔ وہ صرف وہ جانتا تھا یا پھر اس کا خدا۔ پاؤں تلے سے زمین سرک

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

گئی۔ سانسیں اٹک کر رہ گئیں۔ دل کی دھڑکن بھی جیسے جواب دے گئی۔ صرف مٹی کا بت تھا جو سب کے سامنے کھڑا تھا لیکن روح تو جیسے نکل ہی چکی تھی

"ہم نے پوری کوشش کی مگر۔۔۔۔" آنکھوں سے یکے بعد دیگرے آنسو بہتے گئے

"خون کے بہت زیادہ بہنے کی وجہ سے وہ کومے میں چلی گئیں۔۔" یہ کہہ کر وہ تو چلی گئی مگر اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ زندگی کی اتنی بڑی خوشی میں بھی ایک تاسف چھایا ہوا تھا۔ جسے نہ وہ قبول کر سکتا تھا اور نہ ہی جھٹلا سکتا تھا۔ کچھ دیر میں اس کی آنکھوں کے سامنے سے وجیہہ کو عام وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا مگر وہ بت بنا کھڑا رہا۔ معمولی سی جنبش بھی اس کے جسم میں نہ ہوئی۔ علی عظمت آگے بڑھے مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پتا نہیں کتنی دیر تک وہ زندہ لاش بنا رہا۔ تب حجاب اس کے پاس بچوں کو لائی۔ بچوں کے رونے کی آواز اس کو خیالوں کی دنیا سے نکال لائی۔ غیر یقینی طور پر اس نے دونوں بچوں کو دیکھا

"بھائی۔۔۔ یہ آپ کی امانت۔۔" اس نے دونوں بچے ضرغام کی گود میں دے

دیئے۔ ہو بہو وجیہہ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے۔ وہی نورانیت چہرے سے چھلکتی ہوئی۔ رنگ و حسن اگرچہ ان دونوں کا ضرغام پر تھا مگر دل سے اُس کے یہی دعا نکل رہی تھی کہ کردار میں اس جیسے نہ بنیں۔ کردار و صفات میں اپنی ماں جیسے ہوں۔ اس نے روتے ہوئے دونوں بچوں کو اپنے چہرے کے بالکل قریب کیا۔ جنت کی سی خوشبو اس کو محسوس ہو رہی تھی۔ لبوں کو بچوں کی پیشانی پر رکھا تو جیسے کسی جنت کے پھل کو بوسہ دیا ہو۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے جا رہے تھے۔

”میری فاطمہ ایمان۔۔“ بچی کو دیکھتے ہی اس نے کہا تھا۔

”میرا عثمان۔۔۔“ اگلے ہی لمحے اس نے بچے کی طرف دیکھا اور نام تجویز کیا۔

سب نے ایک یاس و حسرت کے ساتھ اسے دیکھا تھا

”تم جانتی ہو ماجدہ۔۔ وہ دن ہے اور آج کا دن۔۔ روزانہ ضرغام وجیہہ سے ملنے آتا ہے۔ گھنٹوں اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا ہے۔ بچوں کی شرارتوں کا ذکر کرتا ہے۔۔“ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے مزید کہا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

”تم جانتی ہو۔۔۔ یہ میں نے پہلا کیس دیکھا ہے جس میں ایک محبت کرنے والے شوہر نے اپنی بیوی کے جانے کے بعد بھی بچوں کا حق ادا کیا ہے ورنہ میں نے کئی کیسز دیکھے ہیں جن میں اگر بیوی چلی گئی تو باپ بچوں کو پوچھتا بھی نہیں بلکہ بعض اوقات تو اس بچے سے نفرت کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی بیوی اس سے دور ہوئی۔ لیکن ضرغام نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے کبھی اپنے بچوں کو وجیہہ کی اس حالت کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا بلکہ ان کو ہمیشہ محبت دی اور وجیہہ کی کمی کبھی محسوس نہیں ہونے دی۔۔ ایسے باپ اور ایسے شوہر قسمت والوں کو ہی ملتے ہیں“ سرد آہ بھرتے ہوئے کہا

* * * *

وجیہہ کے کومے میں جانے کے بعد ضرغام نے بچوں کی پرورش خود اپنے ذمے لی مگر اکیلے رہتے ہوئے اسے کافی مشکلات کا سامنا ہوا۔ رضیہ بیگم اور علی عظمت اسے بار بار کہتے رہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ آ کر رہے مگر وہ نہ مانا اور یہی کہتا رہا

”ایک داماد اپنے سسرال آ کر رہے۔ اچھی بات نہیں ہے اور میں ابھی اس قابل

ہوں کہ بچوں کی پرورش کر سکتا ہوں۔ میں آپ کے خلوص پر شک نہیں کر رہا ہے لیکن بچوں کو سنبھالنا، ان کی تربیت کرنا میری ذمہ داری ہے۔ میں ان ذمہ داریوں سے منہ نہیں موڑ سکتا۔ کل جب وجیہہ واپس آئے گی تو کیا کہے گی؟ کہ میں نے اپنے بچوں کو بھی اپنے دور کر دیا۔ ان کو ماں کا پیار تو نہ مل سکا، مگر باپ کے پیار سے کیوں محروم رکھا؟" اس سب باتوں کے باوجود انہوں سے اصرار جاری رکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ انمول اور حجاب بھی بضد ہو گئے

"آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہی ہو گا۔۔ اگر آپ مجھے اپنا چھوٹا بھائی مانتے ہیں ناں تو چلئے میرے ساتھ۔۔ اپنے بھائی کے گھر۔۔" ان کے خلوص کا وہ اب مزید امتحان نہیں لے سکتا تھا۔ اس لئے ان کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گیا مگر کبھی ان پر بوجھ نہیں بنا۔ اپنے بچوں سمیت وہاں ضرور رہا مگر ان کی ضروریات خود پوری کیں لیکن پرائی زندگی میں بھی کبھی قدم نہیں رکھا۔ خدا نے جو خوبصورت چہرہ دیا تھا، اس پر سنت نبوی سجالی۔ جس شیریں آواز پر سب فدا تھے۔ اسی زبان سے نعت نبی ﷺ پڑھنے لگا۔ ایک بار شب معراج ﷺ کے موقع پر اس نے مسجد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

میں نعت پڑھی تو سامعین پر ایسی وجد طاری ہوا کہ آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اگلے ہی دن پورے محلے میں ضرغام کی آواز کا چرچا ہو گیا۔ چلتے چلتے بات ٹی وی تک جا پہنچی۔ جو عزت پہلے ملیا میٹ ہو چکی تھی۔ خدا نے نعت نبی ﷺ کے صدقے ایسا عروج عطا فرمایا کہ لوگ پہلے سے بھی زیادہ اسے پسند کرنے لگے۔ ٹی وی اس کی آواز میں نعتیں نشر ہونے لگیں۔ خاص نشریات میں اس کو بطور خاص نعت رسول مقبول ﷺ کے لئے مدعو کیا جاتا اور وہ بھی دل سے بارگاہ رسالت ﷺ میں محبت کے پھول نچھاور کرتا

* * * * *

"آپ آ گئے۔۔ بھائی جان۔۔" ضرغام گھر میں داخل ہوا تو حجاب نے کہا تھا

"نہیں۔۔ ابھی راستے میں ہوں۔۔" مسکراتے ہوئے جواب دیا

"اچھا مجھے تو آپ یہاں نظر آرہے ہیں۔۔" انمول بھی کہاں پیچھے رہتا

"لگتا ہے جسم پہلے آ گیا مگر روح کہیں اور رہ گئی۔۔" اس کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی۔ جسے انمول فورا سمجھ گیا

"چلیں کوئی بات نہیں روح بھی آتی ہوگی۔۔ میں اس طرح کرتا ہوں دروازے کھول دیتا ہوں تاکہ جب آئے تو سیدھا اندر چلی آئے دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہی نہ ہو۔۔" انمول کی بات سن کر اس کے چہرے پر کسک ابھر آئی

"ابو ابو۔۔۔ امی نہیں آئی آپ کے ساتھ ؟" فاطمہ ایمان دوڑتے ہوئے ضرغام کے پاس آئی اور آتے ہی اس کے ساتھ لپٹ گئی

"ابو۔۔ امی کہاں ہیں ؟" عثمان بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا تھا۔ دونوں کے سوالوں نے سب کے چہرے اداس کر دیئے۔ ضرغام گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا

"میری۔۔ امی بہت جلد آئیں گی۔۔" پیار سے دونوں کے چہروں پر ہاتھ پھیرا

"یہ آپ ہمیشہ کہتے ہیں۔۔ لیکن امی نہیں آتیں۔۔ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔۔ جھوٹ بولتے ہیں۔۔" معصومانہ انداز میں منہ بناتے ہوئے فاطمہ ایمان نے ہاتھ مارے اور پھر روتی ہوئی واپس چلی گئی

"فاطمہ ایمان۔۔" ضرغام نے روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رکی۔ اتنے میں عثمان بھی منہ بنا کر واپس چلا گیا

"عثمان۔۔" ایک بار پھر وہ ہاتھ بڑھا کر رہ گیا

"میں دیکھتی ہیں۔۔ حجاب جانے لگی تو ضرغام نے منع کر دیا

"نہیں۔۔۔ اُن کا غصہ جائز ہے۔ یہ مجھ سے خفا ہیں ناں۔۔ میں ہی ان کو مناؤں گا۔۔" یہ کہہ کر وہ ان کے کمرے میں چلا گیا۔ دونوں اوندھے منہ لیٹے رو رہے تھے

"آپ دونوں پیٹ کے بل لیٹے ہوئے ہیں۔۔ آپ کو بتایا ہے ناں پیٹ کے بل لیٹنا اچھی بات نہیں ہوتی۔۔ چلو شاباش جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔" بیڈ پر بیٹھ کر فاطمہ کا دائیں بازو پکڑ کر سر اپنے دائیں ران پر اور عثمان کا سر بائیں ران پر رکھا

"ہمیں آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ آپ نے ہم سے جھوٹ بولا۔۔" فاطمہ ایمان نے گلوگیر لہجے میں کہا تھا

"نہیں میری پیاری بیٹی میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا۔۔ دیکھ لینا ایک دن آپ کی امی ضرور آئیں گی۔۔ انہیں آنا ہو گا۔۔ آپ کی خاطر عثمان کی خاطر۔۔ میری خاطر۔۔۔ انہیں آنا ہو گا۔۔" ضرغام کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے

"اے خدا!تُو تو جانتا ہے میرے دل کی حالت۔۔میرے جذبات سے بھی تُو واقف ہے۔میرے حال سے بھی میرے ماضی سے بھی۔اے خدا! آٹھ سال میں نے ہمیشہ تجھ سے بس ایک ہی دعا کی ہے کہ وجیہہ ٹھیک ہو جائے کیونکہ مجھے اسے کی ضرورت تھی مگر آج اے خدا میں یہ دعا کرتا ہوں کہ وجیہہ ٹھیک ہو جائے۔اس لئے نہیں کہ مجھے اس کی ضرورت ہے بلکہ اس لئے کہ میرے بچوں کو اس کی ضرورت ہے۔اے خدا!میں نے آٹھ سال انتظار کیا، میں اس پر شکوہ نہیں کرتا مگر میرے بچے۔۔وہ ایک ماں سے جدائی برداشت کیسے کریں گے ؟ آج کی جدائی کل کی کرواہٹ نہ بن جائے۔۔۔اے خدا!میرے بچوں کو کسی امتحان سے مت گزانا۔۔اے خدا!تو چاہے ساری زندگی میرا امتحان لے لے مگر میرے بچوں کو اس امتحان سے مت گزارنا۔اس امتحان کی شدت بہت گہری ہوتی ہے۔بہت کٹھن ہوتا ہے یہ امتحان۔وہ نہیں گزر سکیں گے اس امتحان سے۔۔پلز میرے اللہ تجھے اپنے محبوب کا واسطہ !وجیہہ کو ٹھیک کر دے۔میرے بچوں کے لئے۔۔" آنکھوں سے اشک جاری تھے۔دل دعا میں مصروف تھا۔

بچوں نے پلٹ کر ضرغام کی طرف دیکھا تو چہرہ آنسوؤں سے تر پایا، دونو بچے گھبرا گئے۔فاطمہ ایمان جلدی سے کھڑی ہوئی

"ابو۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔آئندہ پھر کبھی آپ سے ایسے بات نہیں کرونگی مگر آپ پلز مت روئیں۔۔" اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے ضرغام کے چہرے سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

"ہاں ابو۔۔آئی ایم سوری۔۔اب آپ مت روئیں۔۔" دونوں بچے ضرغام کے گلے لگ گئے۔آنسوؤں کی روانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔دعاؤں کی قبولیت کا بھی وقت ہوتا ہے۔شاید یہ وقت بھی قبولیت کا تھا۔ابھی وہ دونوں کو اپنے سینے سے ہی لگائے ہوئے تھا کہ ہسپتال سے ڈاکٹر ساجدہ کا فون آیا۔

"آپ جلدی سے ہسپتال آجائیں۔۔اور بچوں کو بھی لازمی لائیے۔۔پلز جتنا جلدی ہو سکیں اتنا جلدی آجائیں۔۔۔"وہ گھبرا گیا۔فون رکھتے ہوئے دونوں بچوں کو گود میں لیا اور باہر آگیا

"ہم کہاں جارہے ہیں ابو۔۔۔؟" دونوں سوال کرتے رہے مگر وہ سننے سے قاصر

تھا

"بیٹا! کہاں جارہے ہو؟" علی عظمت نے پوچھا مگر آواز اسکے کانوں تک نہ پہنچ سکی۔ صرف ایک آواز گونج رہی کہ آپ جلدی سے ہسپتال آجائیں۔

"میں دیکھتا ہوں۔۔" سب کی پریشانی کو دیکھ کر انمول نے کہا اور ضرغام کے پیچھے چل دیا

"خدا خیریت رکھے۔۔" رضیہ بیگم نے دعا کی

"وجیہہ تو ٹھیک ہے ناں۔۔ کچھ ہوا تو نہیں اسے۔۔؟" ہسپتال پہنچتے ہی ضرغام نے ہکلاتے ہوئے پوچھا تھا۔ دونوں بچے اب بھی اس کی گود میں تھے۔

"آپ خود جا کر دیکھ لیں۔۔۔" ضرغام کو وارڈ میں جانے دیا۔ وہ بھی آناً فاناً کمرے میں داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی جیسے اس کے قدم ساکت ہو گئے۔ بازو کھلنے لگے اور بچوں کو نیچے اتار دیا۔ وہ یک ٹک سامنے دیکھتا جارہا تھا۔ وقت کے پنے جیسے سمٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔ فضاؤں کا رخ جیسے اس کی طرف مڑ گیا۔ آنکھیں ایک لمحے میں ہی آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ دروازہ کھلا اور ڈاکٹر

ساجدہ اندر آئیں

"اسے خدا کا کرشمہ ہی سمجھیے۔۔۔ جہاں کل تک کوئی امید ہی نہیں تھی آج دیکھیں کیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور بچوں کی دعا کو سن لیا۔ میں باقی کا چیک اپ کرنے آئی ہی تھی کہ انہیں ہوش آگیا۔۔" ڈاکٹر کہتی جارہی تھی مگر وہ سننے سے قاصر تھا۔ اس کی چمکتی آنکھیں بس وجیہہ کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔ جو آٹھ سال بعد اپنی آنکھیں کھولنے میں کامیاب ہوئی۔ کب ڈاکٹر نے اپنی باتیں ختم کیں اور کب وارڈ سے باہر گئیں۔ اسے علم تک نہ ہوا۔ وہ خراماں خراماں آگے بڑھتا گیا۔

"امی۔۔۔ امی۔۔" دونوں بچے دوڑ کر وجیہہ کے پاس چلے گئے۔ فاطمہ سٹول کے سہارے سے اوپر چڑھی اور وجیہہ کے سینے سے جا لگی۔ وجیہہ نے استفہامیہ انداز میں ضرغام کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وجیہہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس نے فاطمہ ایمان کو اپنے گلے لگا لیا۔ عثمان بھی اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس سے چڑھا نہ گیا تو وجیہہ نے اسے بھی اپنے سینے سے

لگالیا۔

"میرے بچے۔۔۔" آنسو آنکھوں سے جاری تھے۔ بچوں کی پیشانی کو چوم چوم کر وہ اپنی ممتا کو ٹھنڈک پہنچا رہی تھی۔

"یہ ہماری فاطمہ ایمان ہے اور یہ ہمارا عثمان۔۔۔" پاس آکر اس نے دونوں بچے کے نام بتائے۔ آنکھوں سے اشک ابھی بھی جاری تھے

"فاطمہ ایمان۔۔۔ عثمان۔۔۔" دونوں کے سروں پر ایک بار پھر ہاتھ پھیر کر پیار کیا۔ ایک بار پھر دروازہ کھلا۔ اس بار انمول داخل ہوا تھا۔ وجیہہ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے

"آپی!" آگے بڑھ کر وجیہہ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا اور دونوں بچوں کو گود میں لیا

"چلو بچوں۔۔۔ اب گھر چلتے ہیں۔۔"

"نہیں۔۔ ہم نے امی کے پاس رہنا ہے" عثمان نے انکار کر دیا

"امی کو گھر لے کر نہیں جانا کیا؟" انمول نے استفہامیہ انداز میں کہا

"کیا؟ امی گھر جائیں گی۔۔۔" فاطمہ نے اچھل کر پوچھا تھا

"جی بالکل۔۔۔ اب آپ نے گھر جا کر امی اور ابو کے گھر آنے کی تیاریاں نہیں کرنی؟" دونوں اچھل کر انمول کی گود میں آ گئے۔

"اب آپ جلدی سے گھر آجائیں۔۔ میں گھر جا کر سب کو بتاتا ہوں۔ دیکھنا سب بہت خوش ہونگے۔۔" یہ کہہ کر وہ دونوں بچوں کو گود میں لے کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد وجیہہ نے ضرغام پر نظر دوڑائی۔ وہی آنکھیں، مگر رعنائی پہلے سے زیادہ۔ وہی حسن مگر نورانیت پہلے سے کہیں زیادہ، وہ رنگت مگر چہرے پر سنت نبوی ﷺ سجی ہوئی۔ آنکھوں سے خود بخود آنسو بہنے لگ گئے

"نہیں۔۔ اب نہیں۔۔۔" اپنے ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے وجیہہ کے چہرے سے آنسو صاف کئے تھے۔ احساس بھی وہی تھا مگر محبت پہلے سے کہیں زیادہ تھی

"اب ایک لفظ بھی نہیں۔۔۔ جو ہوا بیت گیا۔ اب ماضی کی ایک جھلک بھی ہمارے حال پر اثر انداز نہیں ہو گی۔" پیار سے وجیہہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے کہا تھا۔ اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا

* * * *

"السلام علیکم۔۔۔" سب دروازے پر کھڑے دونوں کا انتظار کر رہے تھے۔سب کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔انتظار کی لذت اس خوشی کو مزید بھڑکا رہی تھی۔ تبھی دروازے سے وجیہہ کی آواز آئی۔

"وعلیکم السلام۔۔" آٹھ سال بعد وجیہہ کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر سب آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔رضیہ بیگم نے اسے گلے لگالیا۔ علی عظمت نے بھی سر پر ہاتھ پھیرا۔ حجاب بھی اپنی خوشی کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکی۔سبکے چہرے آٹھ سال بعد ایسے دمک رہے تھے۔بچے بھی خوش دیکھائی دے رہے تھے

"اسد۔۔اب تو میری بھی امی آ گئیں۔۔۔" عثمان نے اسد سے کہا تھا

"اب وہ کیا ہمیشہ تیرے ساتھ رہیں گی؟" اس نے پوچھا تھا

"ہاں۔۔اب ہماری امی بھی تیری ممی کی طرح ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی۔۔ اب کبھی نہیں جائیں گے ہمیں چھوڑ کر۔۔۔" فاطمہ ایمان نے کہا تھا۔بچوں کی باتوں پر سب کے چہرے پر ایک مسکراہٹ چھا گئی

"ادھر آؤ بچو۔۔" وجیہہ نے گھٹنے کے بل بیٹھتے ہوئے کہا تھا

"آپ نے مجھے یاد کیا تھا؟"

'بہت زیادہ۔۔" فاطمہ ایمان اور عثمان نے دونوں بازو پھیلا کر جواب دیا۔وجیہہ نے ہنستے ہوئے اس کے گلے لگالیا

* * * *

سب سو چکے تھے۔اتنے سالوں بعد انہیں تنہائی کا موقع ملا تھا مگر جب وجود میں تبدیلی عادت آتی تو انسان کی عادتیں بھی بدل جاتی ہیں۔پہلے ہر لمحے کو اپنے طریقے سے منانے والا ضرغام، آج اس لمحے کو اسلام کے طریقے سے منانا چاہتا تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی پہلے دو نفل شکرانے کے ادا کئے۔اللہ کے حضور سجدے کئے۔اس کے آگے اپنی عاجزی وانکساری ظاہر کی۔وجیہہ صوفے پر بیٹھی اس کو بس دیکھتی گئی۔کل کے غرغام اور آج کے ضرغام کو پرکھنے لگی

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" نماز مکمل کرنے کے بعد وہ اس کے پاس آیا تھا

"دیکھ رہی ہوں آپ کتنا بدل گئے ہیں؟"

"اس کی وجہ صرف تم ہو۔۔نہ تم میری زندگی میں آتی نہ میں بدلتا۔۔"معنی خیز لہجے میں کہا اور اس کے پاس بیٹھ گیا

"اچھا۔۔اس کا مطلب آپ اکتا گئے مجھ سے۔۔۔"

"نہیں۔۔اکتایا نہیں بس تھک چکا ہوں۔۔آٹھ سال کے انتظار سے۔۔"اپنا بازو وجیہہ کے گرد حمائل کیا

"اپنی ذات کو دیکھنے کے لئے۔۔اپنے آپ کو محسوس کرنے کے لئے۔اپنے دل کی باتیں کرنے کے لئے۔۔۔" اس نے سرد آہ بھری تھی

"دیکھنا اب کوئی دوری نہیں ہو گی۔۔صرف نزدیکیاں ہونگی۔۔" وجیہہ نے کہا تھا

"انشاءاللہ۔۔۔"پیار سے اس کے بالوں کو بوسہ دیا پھر یکدم پلٹا

"ویسے تمہیں ایک بات بتاؤں۔۔ان آٹھ سالوں میں میں کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہوں۔۔"

"کہاں تک؟"

"ابھی دیکھاتا ہوں۔۔۔"اٹھ کر الماری کی طرف بڑھا اور چار پانچ سی ڈی نکال کر لایا اور وجیہہ کے ہاتھوں میں تھمادی۔۔وہ انہیں دیکھ کر خوشی سے پھول اٹھی

"یہ سچ ہے؟" اس نے تصدیق کرنا چاہی تھی

"جی بالکل۔۔۔آپ کے سامنے اب ملک نے نامور نعت خوان تشریف فرماں ہیں۔۔"مودب لہجے میں کہا تھا

"ماشاءاللہ۔۔پھر تو ہم بھی سنیں گے آپ کی کہی گئی نعتیں۔۔" پیار سے ضرغام کے ناک کو پکڑا تھا

"کہیں تو ابھی سنائیں۔۔" جھٹ نعت پڑھنے کو تیار ہو گیا

"نہیں۔۔ضرغام ابھی نہیں۔۔ابھی سب سو رہے ہیں۔۔گھر جا کر۔۔"وجیہہ نے کہا تھا

"بالکل۔۔۔میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ اب ہمیں گھر چلے جانا چاہیئے۔۔"

"ہم کل ہی جائیں گے اپنے گھر میں۔۔" وجیہہ نے اثبات میں سر ہلایا

* * * * *

"اور کتنی دیر لگاؤ گی۔۔ "

"بس پانچ منٹ اور پلز۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔ صرف پانچ منٹ۔۔ اوکے۔۔" یہ کہہ کر اس نے فون ڈسکنیکٹ کر دیا۔ اور لان میں ٹہلتے ہوئے مریضوں کو دیکھنے لگا۔ انمول اور حجاب البرق سائیکو ہسپتال آئے تھے۔ حجاب کی ایک دوست پانچ سال بعد لاہور میں ایک دن کے لئے آئی تھی۔ کام کی بھرمار کی وجہ سے اس نے حجاب کو وہی ملنے ہسپتال بلا لیا۔ لیکن انمول دو دوستوں کے درمیان کباب میں ہڈی نہیں بننا چاہتا تھا اس لئے باہر لان میں ہی رک کر ٹہلنے لگا مگر ایک گھنٹہ سے وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ مگر وہ آرام سے خوش گپیوں میں مصروف تھی۔ پہلے ایک طرف چہل قدمی کرتا رہا پھر آہستہ آہستہ وہ لان کے عقبی حصہ میں گیا۔ پہلے پہل تو اِدھر اُدھر دیکھتا رہا مگر پھر نظر ایک وجود پر جا کر ٹھہر گئی۔ وہ اس کو پہنچان نہیں پا رہا تھا۔ وہ تھوڑا اور قریب ہوا۔ چہرہ مزید واضح ہوا مگر اب بھی نا قابل شناخت تھا۔ وہ قدم بڑھاتا رہا اور اس کے قریب ہوتا گیا۔ وہ وجود بھی اسی کو تکنے گا اور آنسو بہاتا گیا

"عندلیب۔۔" پاس جا کر دیکھا تو یہ دیکھ کر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی کہ وہ عندلیب تھی۔ آنکھیں مرجھا گئی تھیں۔ چہرہ جھلس چکا تھا۔ وہی حالت جو نو سال پہلے اس کی تھی۔ آج وہ عندلیب کی صورت میں اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ انمول کو دیکھے آنسو بہاتی جا رہی تھی۔

"عندلیب۔۔۔" وہ کچھ پاس ہوا تو ایک نرس اس کے پاس آئی

"سوری یہ سن نہیں سکتی۔۔۔ اور نہ ہی کچھ بول سکتی ہیں۔۔" نرس نے بے مروجہ لہجے میں کہا تھا۔ آنکھوں میں خود بخود آنسو آ گئے۔ جن کے دل صاف ہوتے ہیں وہ اکثر دشمنوں کی حالت پر بھی رحم کھا لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ اس کا دل بھی پگھلنے لگا تھا

"اور یہ چہرہ۔۔۔!!" اس نے استفہامیہ انداز میں کہا تھا

"تیزاب کی وجہ سے۔۔۔ "!!

"تیزاب؟" وہ یک ٹک اسے دیکھتا رہ گیا

"جی ہاں تیزاب۔۔ ان کے شوہر نے ان پر تیزاب پھینکا تھا۔ جن کی وجہ سے ان

کی یہ حالت ہوئی ہے۔۔ اب نہ تو یہ کچھ بول سکتی ہیں اور نہ کچھ سن سکتی ہیں۔۔ بس بیٹھی چیزوں کو دیکھتی رہتی ہیں۔۔۔" یہ سن کر وہ یک ٹک بس عندلیب کو دیکھتا رہ گیا۔ کل تک حسین نظر آنے والی لڑکی آج اپنا بھی چہرہ آئینے میں دیکھنے سے گھبراتی ہوگی۔ اس نے حوصلے کے لئے ہاتھ بڑھانا چاہا مگر بڑھا نہ سکا اور پیچھے مڑ گیا

"آپ انمول ہیں؟" نرس کے منہ سے اپنا نام سن کر وہ چونکا تھا اور جھٹ پلٹ کر اثبات میں سر ہلا دیا

"آپ کے لئے انہوں نے کچھ لکھا تھا۔۔۔ رکیے ذرا۔۔۔" وہ اپنی پاکٹ ٹٹولنے لگی۔ آخر اسے وہ چٹھی مل ہی گئی

"دیکھیے۔۔ انہوں نے جیسا کاٹا ویسا ہی بویا۔۔ کل انہوں نے آپ کے ساتھ برا کیا تھا۔ آج وقت نے ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔" اس نے چٹھی دیتے ہوئے کہا تھا

"پیارے انمول!

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مجھے معلوم ہے تم ایک نا ایک دن لوٹ کر ضرور آؤ گے لیکن شاید تب تک بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ میں تمہاری زندگی تو کیا تمہارے وہم و گمان سے بھی نکل چکی ہونگی لیکن پھر بھی ایک آس ہے کہ تم لوٹ کر آؤ تا کہ میں اپنے کئے کی معافی مانگ سکوں۔ انمول، میری حالت تو تم دیکھ ہی رہے ہو۔ اس پر ذرا بھی ترس مت کھانا۔۔ میں اسی کی حق دار تھی۔ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ جو میں نے کل تمہارے ساتھ کیا تھا۔ آج وہی میرے ساتھ ہوا۔ ہاں انمول۔۔ اس دن واش روم میں تمہارا تیزاب میں جھلس جانا ایک حادثہ نہیں تھا۔ وہ سب ایک سوچی سمجھی چال تھی اور وہ چال میں نے چلی تھی۔ تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے یہ سب فہیم کے لئے کیا تھا۔ میں ہمیشہ سے حسن پرست رہی ہوں۔ ہمیشہ حسن کو اپنے قدموں میں جھکانا چاہا۔ تم سے شادی کے لئے جلدی بھی اس لئے کی کہ کہیں تمہیں کوئی مجھ سے چرا نہ لے جائے۔ اور دیکھو تمہیں سینتے کے باوجود حجاب تمہیں چرا لے گئی۔ جس کا مجھے بہت افسوس تھا لیکن تم جانتے ہو یہ افسوس زیادہ دن تک قائم نہیں رہا۔ جب میں نے فہیم کی واپسی کا سنا تو دوبارہ میرا دل اس

کی طرف مائل ہو گیا۔ میں نے دوبارہ اس کے پاس جانا چاہا۔ وہ اس لئے کہ وہ تم سے زیادہ خوبرو اور جاذب نظر تھا۔ مگر تمہارے ہوتے ہوئے میں ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے تمہیں راستے سے ہٹانے کا پرگرام بنایا اور واش روم میں اچھی طرح تیزاب بکھیر دیا اور پھر اس طرح سے وہاں بوتل رکھی کہ تمہارے قدم رکھتے ہی وہ تمہارے چہرے پر آ گرے اور پھر ویسا ہی ہوا۔ تم بری طرح جھلس گئے۔ اس طرح مجھے تمہیں چھوڑنے کا موقع مل گیا اور میں فہیم کے پاس آ گئی لیکن جو بویا تھا وہ کاٹنا بھی تھا۔ فہیم بھی میری طرح حسن پرست نکلا۔ جب مجھ سے حسین لڑکی اس کی زندگی میں آئی تو اس نے بھی مجھے اسی طرح اپنی زندگی سے نکال دیا جیسے میں نے تمہیں نکالا تھا۔ لیکن تم جانتے ہو تمہیں سنبھالنے والے تمہارے اپنے تھے، جن کی بدولت تم جلد ہی صحت یاب ہو گئے مگر مجھے سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ میری حالت بدتر ہوتی گئی۔ اور آج میں کچھ سننے اور بولنے سے بھی قاصر ہوں۔ شاید اسی کے لائق تھی

میں۔۔۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا تاکہ دنیا کی زندگی تو میری اجیرن ہو ہی چکی

ہے۔ آخرت کی منزلیں تو آسان ہو جائیں۔۔

عندلیب"

خط پڑھتے پڑھتے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

"انمول۔۔" پیچھے سے حجاب نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

"حجاب۔۔" اس نے وہ خط حجاب کو دے دیا۔ حجاب نے اسے پڑھا اور انمول کے چہرے پر بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا

"چلو۔۔ اب چلتے ہیں۔۔" حجاب نے پیچھے مڑتے ہوئے کہا تھا۔ انمول نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کے پیچھے ہٹنے پر عندلیب کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگ گئے مگر افسوس وہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی اور نہ ہیا سے روک سکتی تھی

* * * *

"اچھا امی اب چلتے ہیں۔۔" سب سامان پیک کرنے کے بعد وہ اب ٹی وی لاؤنج میں کھڑے تھے۔

"لیکن بیٹا! جانا ضروری ہے کیا" رضیہ بیگم کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بس یہی پر ہیں مگر

ایسا کب تک چلتا بیٹی نے ایک نہ ایک دن تو جانا ہی ہوتا ہے۔

"امی۔۔ جانا ضروری ہے اور پھر آپ مجھے بیٹا کہہ رہی ہیں۔۔" جاتے جاتے بھی وہ آخری نصیحت کر رہی تھی

"اوہ۔۔ سوری۔۔ بیٹی۔۔!!اب خوش۔۔" پیار اس کے ماتھے پر اپنے لب نقش کئے تھے

"جی بالکل۔۔۔ بیٹی۔۔ ہمیشہ بیٹی ہی ہوتی ہے۔اس کو بیٹا بنانے کی غلطی نہیں کرنی چاہئے ورنہ۔۔"اس سے پہلے وجیہہ اپنا جملہ مکمل کرتی رضیہ بیگم نے مداخلت کی

"ورنہ مجھے معلوم ہی تمہارے دادی سارے الفاظ، ساری نصیحتیں معلوم ہیں مجھے۔۔۔بس اللہ تعالی تمہاری دادی کو کروٹ کروٹ راحت نصیب کرے۔۔"

"آمین۔۔" علی عظمت نے کہا تھا

"وہاں جا کر مجھے بھول تو نہیں جاؤ گے ناں تم دونوں۔۔" اسد بھی فاطمہ ایمان اور عثمان سے باتیں کر رہا تھا

"میں نہیں بھولوں گا۔۔ مگر تم بھول جاؤ گے۔۔" عثمان نے جواب دیا تھا

"تمہیں کس نے کہا کہ میں بھول جاؤں گا۔۔ میں تو تمہیں بہت یاد کروں گا۔۔"

دونوں ہاتھوں کو کھول کر کہا تھا اور لفظ بہت پر بھی زور دیا تھا

"میں بھی ہمیشہ تمہیں یاد کروں گی۔۔۔" فاطمہ ایمان نے کہا تھا

"دیکھا۔۔ تمہارا بیٹا بھی تمہاری طرح ہی ہے۔۔"حجاب نے ایک بار پھر کہا تھا

"دیکھیں آپی!اب آپ اس کو جانے سے پہلے سمجھا کر جائیں ہر بار یہ اسد کو میرا بیٹا میرا بیٹا ہونے کا طعنہ دیتی ہے۔اس کا بھی تو بیٹا ہے یہ"انمول نے مصنوعی غصے میں کہا تھا

"جب حرکتیں تمہارے جیسی ہو نگی تو تمہارا بیٹا ہی کہوں گی ناں۔۔"ایک بار پھر حجاب نے پھلجڑی چھوڑی تھی

"دیکھیے آپی"!

"ٹھیک تو کہہ رہی ہے حجاب۔۔ بالکل تم پر گیا ہے۔کتنا خوبصورت ہے۔بالکل تمہاری پر چھائی نظر آتی ہے اس میں۔خدا اس کو بس نیک بنائے۔آمین" جھک کر اسد کو پیار کیا

"تم دونوں یاد تو رکھو گے ناں اپنے ماموں کو۔۔'' انمول بھی عثمان اور فاطمہ ایمان سے محو گفتگو تھا

"اور ساتھ میں اپنی ممانی کو بھی۔۔"حجاب نے بھی جھٹ کہا

"اچھا امی۔۔اچھا ابو۔۔۔"ضرغام بھی آگے بڑھا اور دونوں سے دعا لی

"خدا ہمیشہ خوش رکھے تمہیں۔۔" علی عظمت نے دعا دی

"ہمیشہ خوش رہو مگر میں تو کہہ رہی تھی بھلا کیا ضرورت اتنی دور جانے کی۔۔یہی رہتے جاتے۔۔آنکھوں کے سامنے بھی رہتے۔۔"

"امی۔۔اب جب بلاوا آیا ہے تو جانا تو پڑے گا ناں۔۔"ضرغام نے دونوں ہاتھوں سے ان کا چہرا تھاما تھا اور پیار سے اپنے لب ان کی پیشانی پر نقش کئے۔اسے ایک پل کے لئے ایسا لگا جیسے وہ رضیہ بیگم کو نہیں بلکہ اپنی امی شگفتہ بی بی کو بوسہ دے رہا ہو۔

"اللہ ہمیشہ خوش رکھے۔۔" دعا میں بھی اسے شگفتہ بی بی کا احساس ہوا تھا۔رشتے واقعی ایسے ہوتے ہیں اگر کوئی سمجھے تو۔۔۔

"اچھا چلیں۔۔۔اب" وجیہہ نے دونوں بچوں کا ہاتھ تھام لیا۔سب کا دل افسردہ تھا مگر روک بھی نہیں سکتے تھے آخر اللہ کے گھر سے بلاوا آیا تھا۔سعودی عرب سے ایک انٹر نیشنل نعت اکیڈمی کی طرف سے ضرغام کو بمع اہل وعیال عمرے کی دعوت دی گئی تھی اور پھر عمرے کے بعد وہاں ہونے والے دیگر مجالس میں اسے نعت خواں کے طور اپنا کام سرانجام دینا تھا۔وجیہہ اور ضرغام اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر وہ یہیں پاکستان رہے تو رضیہ بیگم اور علی عظمت کبھی ان کو علیحدہ نہیں رہنے دیں گے اور یہ اب کسی پر بوجھ بھی نہیں بننا چاہتے تھے۔اس لئے یہ آفر قبول کرلی اور اپنا نیا جہاں آباد کرنے سے پہلے خدا کے گھر میں حاضری دینے کو بہتر جانا۔

"زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔۔۔" حجاب نے گلے لگتے ہوئے کہا تھا

"انشاءاللہ۔۔۔"ضرغام نے اثبات میں سر ہلایا

"اچھا پھر اب اجازت۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔"

* * * * *

ختم شُد

